

بمناسبت چہار صدین سال مصال حضرت مجدد الف ثانیؒ انتشار یافت

# رسائل در دفع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ع)

اعنی

مجموعہ رسائل ہدیہ مجددیہ انوار احمدیہ الکلام المنجی بر ذرایع ابدات البرزخی



تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ / ۱۸۴۲-۱۹۰۴ع)

مقدمہ

محمد اقبالؒ

شیر کانی پبلیکیشنز لاہور

www.maktabah.org













بمناسبت چہار صدین سالِ مصال حضرت مجدد الف ثانیؒ انتشار یافت

# رسائل در دفعار

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷۱-۱۰۳۳ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

یعنی

مجموعہ رسائل ہدیہ مجتہدین انوار احمدیہ الکلام المنجی بر ذیادات البرزخی

تالیف

مولانا کمیل احمد سکندر پوری

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ / ۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجددی

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

## سلسلہ اشاعت نمبر ۲۸

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	رسائل در دفع حق محمد الفسانی شیخ محمد عسکری
تالیف	مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ
مقدمہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
زیرنگرانی	محمد طہم بشیر نقشبندی مدنی
صفحات	۵۷۶
اشاعت	صفر المظفر ۱۴۳۳ھ / دسمبر ۲۰۱۱ء
تعداد	۳۰۰
ناشر	شیر رہائی پبلیکیشنز، لاہور

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر رہائی اسلامک سنٹر (شیر رہائی روڈ، چوک شیر رہائی ۲۱۔ ایکٹر سکیم نیا مرگ من آباد لاہور)

فون ہس 042-7571609 سہاگل: 0300-4299321

297.4  
رسا

رسائل در دفع حق محمد الفسانی شیخ محمد عسکری، محمد اقبال مجددی، پروفیسر

لاہور شیر رہائی پبلیکیشنز، 2012

576 ص

1- تصوف



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرضِ ناشر

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے جہاں مختلف شعبہ جات تبلیغ دین کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہیں وہاں دینی لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے شعبہ نشر و اشاعت سال ہا سال سے خدمت کا عظیم فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔  
”شیر ربانی پبلی کیشنز“ کا قیام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم روحانی و عبقری شخصیت سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ عمل میں لائے۔  
آپ نے آستانہ عالیہ شرق پور شریف سے روحانی نسبت قائم ہونے کے بعد نشر و اشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا جس کو دنیا بھر کے اہل علم تسلیم کرتے ہیں۔

شیر ربانی پبلی کیشنز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کتب کی امتیازی حیثیت کو قائم رکھتے ہوئے مفید لٹریچر کی اشاعت میں مصروف عمل ہے اور یہ ادارہ خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے معیاری کتب کو منظر عام پر لانے کے لیے حسب حیثیت کردار ادا کر رہا ہے زیر نظر کتاب کی اشاعت ان شاء اللہ دنیا بھر کے محققین کے لیے انتہائی نفع بخش ثابت ہوگی۔

ملک بھر کی معروف جامعات کے نامور محققین اس ادارے کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ خادین سرور ملت جملہ احباب کے تعاون پر تہہ دل سے مشکور و ممنون ہیں ان شاء اللہ مستقبل میں بھی ہم اپنے قارئین کرام کو نافع لٹریچر کی فراہمی میں سعی کرتے رہیں گے۔

طالب دعا محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی



## مولانا وکیل احمد سکندر پوری

مولانا وکیل احمد سکندر پوری تیرہویں صدی ہجری / انیسویں صدی عیسوی کے نامور عالم، صوفی، مؤلف کتب کثیرہ اور شاعر تھے۔

مولانا وکیل احمد کی ولادت ۹ ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء کو موضع دلپت پور ضلع سارنہ میں ہوئی جہاں دنوں اتر پردیش کے مشرقی اضلاع کے سرحدی ضلع بلایا کا ایک قصبہ ہے ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء کو حیدرآباد دکن میں انتقال ہوا اور وہیں آسودۂ خاک ہیں۔

مولانا سکندر پوری نسفا فاروقی تھے۔ آپ کے اجداد میں شیخ مبارک مدنی چشتی فاروقی (ف ۱۰۱۶ھ) نے ہندوستان آ کر قصبہ سکندر پور میں قیام فرمایا وہیں آباد ہو گئے، ان کی ساری اولاد نے وہیں بود و باش اختیار کر لی، مولانا وکیل احمد نے یہیں سکندر پور میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے بھائی بزرگ مولوی ولی الحسنین سے حاصل کی ۱۲ سال کی عمر میں جو پور چلے گئے جہاں افتخار رشیدیہ کے سجدہ نشین شاہ غلام معین الدین (ف ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۱ء) اس کے بعد مولانا محمد عبدالحلیم آسی (ف ۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۴-۱۹۱۶ء) سے جو مولانا وکیل احمد کے چچا زاد بھائی بھی تھے، جو پورہ کی مدرسہ منشی محمد امام بخش میں داخل ہوئے جہاں کے صدر مدرس مشہور عالم دین مولانا محمد عبدالحلیم فرنگی بھلی (ف ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۷ء) کی خدمت میں درس نظامیہ کی پھر ۱۹ سال تکمیل کی، مولانا عبدالحلیم مذکور نے اپنے اس ہونہار حتمی کے لیے ملا جیون ایٹھوی (ف ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۷ء) کی اصول فقہ پر کتاب ”نور الانوار“ شرح منار پر ”قمر الانوار“ کے نام سے ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء کو حاشیہ لکھا اس وقت مولانا سکندر پوری کی عمر ۱۸ سال تھی، یہ حاشیہ یہاں کے

۱۔ محمد ادریس نگرانی: تذکرہ نامائے حال ۹۷، سیدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۱۸/۵۱۷

۲۔ نزہۃ الخواطر ۱۸/۵۱۸، امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی جنوری ۱۹۶۷ء

ص ۷۴

۳۔ شاہ غلام معین الدین کے حالات کے لیے ا۔ خطہ ہوسات الاخیار ۱۳۵-۱۶۴

۴۔ مولانا عبدالحلیم آسی کے حالات کے لیے دیکھیے: سات الاخیار ۱۷۲-۱۰۴، کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی

پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۴ء



متحدہ مطالع سے چھپنے کے علاوہ مصر سے بھی طبع ہو چکا ہے۔ مولانا فرنگی بھلی فرماتے ہیں:

عنقرافلطفین الامحللمولوی وکیل احملمن سُکّان اسکندر فور

صانها الله عن الشرور ذالك الشرح علی وترددوہ الی ۱

مولانا عبدالحلیم کے فرزند گرامی اور معروف عالم و محقق مولانا عبدالحی فرنگی بھلی نے مولانا

سکندر پوری کو اپنے والد کے شاگردوں میں سب سے بہتر، سب سے افضل پر کھڑے رکھنے والے، علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع قرار دیا ہے۔ ۲

ان اساتذہ کے علاوہ مولانا سکندر پوری نے مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی بھلی، مولوی معین الدین کڑوی سے علم دین اور علم طب کی مولوی حکیم نور کریم دریابادی اور مولوی سید انور علی سے تحصیل کی ان کے علاوہ مولوی رحمت اللہ، مولانا محمد نعیم لکھنوی اور مولوی امام الدین لاہوری سے بھی اسناد فراغت حاصل کیں۔ ۳۔ جون پور میں کچھ عرصہ مطب کیا، لیکن جلد ہی اسے ترک کر کے حیدرآباد دکن روانہ ہو گئے۔ حسن اتفاق سے آپ کے استاد گرامی مولانا عبدالحلیم فرنگی بھلی ان دنوں وہاں مدرسہ نظامیہ میں فرائض تدریس و افتاء پر فائز تھے۔ مولانا وکیل احمد ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء کو جب حیدرآباد گئے تو سیدھے اپنے استاد کی خدمت میں پہنچے وہیں قیام کر لیا، اس وقت لاہور اب افضل الدولہ بہادر دکن کے حکمران تھے۔ مولانا سکندر پوری نے ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ سے ملازمت کا آغاز کیا اور عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے جج کے منصب سے سبکدوش ہو کر وظیفہ یاب ہوئے ملازمت تقریباً ۲۹-۳۰ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ ۵

مولانا وکیل احمد سکندر پوری جتنے بڑے عالم و حکم تھے اتنے ہی عظیم صوفی بھی تھے۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے معروف بزرگ مولانا میر اشرف علی بن میر سلطان علی سے بیعت تھے، شیخ اشرف علی فن ادب و تصوف، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں یدِ طولی رکھتے

۱۔ عبدالحلیم فرنگی بھلی: نور الانوار حاشیہ قرأت اقرار ۴

۲۔ محمد رضا انصاری: ”ایک ذہین مصنف“ مقالہ مشمولہ نذر مقبول ۷

۳۔ تذکرہ علما ۹۷

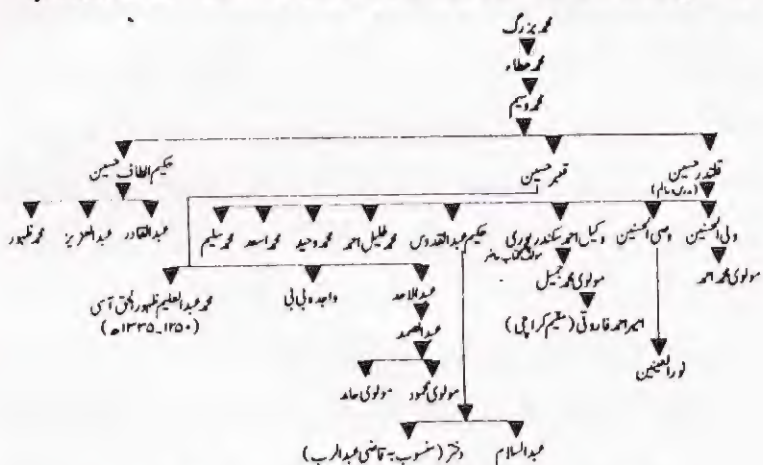
۴۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف ۶-۷

۵۔ ایضاً: امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری (محولہ سابقہ) ۵۸



تھے۔ ان کے والد گرمی معروف مجاہد شیخ سلطان شہید کے ہاں ملازم تھے۔ اسی طرح میرا شرف علی بھی فن سپاہ گری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آخر دنیا ترک کر کے سلوک و معرفت حاصل کی، طبیعت میں استغناء حد درجہ کا تھا حیدرآباد دکن کے نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس ملقب بہ مغفرت مکان جو سخاوت اور فقراء نوازی میں مشہور تھے۔ کئی بار ان سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن انہوں نے اپنے توکل کے باعث انکار کر دیا، جب حیدرآباد میں وبا پھوٹی تو مولانا وکیل احمد سکندر پوری ان سے ملنے کے لیے گئے۔ پہلے ان کے چہرہ پر پریشانی کے آثار تھے پھر اطمینان قلب نصیب ہوا، موصوف کوئی کام اپنے شیخ حضرت شاہ سعد اللہ حیدرآبادی نقشبندی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ مولانا میرا شرف علی حضرت شاہ سعد اللہ (ف ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء) کے خلیفہ تھے۔ جو علوم ظاہری و باطنی کے عالم اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے تھے پھر انہیں حیدرآباد دکن میں مامور کیا گیا، موصوف سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں مجاز تھے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع غفران منزل ان کا معتقد تھا۔ بارہا ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن آپ نے اجازت نہ دی، ان کے خلفاء میں سے مولانا میرا شرف علی کے علاوہ مولوی محمد عثمان، مولوی نیاز محمد بدخشی، مولوی حسن علی، مولوی عبدالرحیم واعظ، میر عبدالوہاب، میر رفعت علی، شاہ محمد مسکین اور محمد نواز، قابل ذکر ہیں جن سے ان سلاسل کے فیوض و برکات دکن کے علاوہ کئی دوسرے علاقوں میں بھی پہنچے (ہدیہ مجددیہ ۳۳۱) حاجی سعد اللہ کادفن حیدرآباد دکن میں مرجع خلافت ہے۔ آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جو حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کے مشہور جانشین تھے۔ (مقامات مظہری ۵۵۲، ۵۸۲)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے چچا زاد بھائی محمد عبدالعلیم آسی (تاریخی نام ظہور الحق) (۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۳-۱۹۱۶ء) بھی ایک ذی علم بزرگ اور اردو کے شاعر تھے ان کا تخلص آسی تھا، وہ خانقاہ رشیدیہ جو پورہ کے سجادہ نشین رہے، ان کا عارفانہ مجموعہ کلام ”معین المعارف“ کے نام سے سید شاہد علی رشیدی سجادہ نشین درگاہ رشیدیہ جو پورہ نے مرتب کیا جو کراچی سے ادارہ یادگار آسی غازی پوری سے ۱۹۸۸ء کو طبع ہوا، آسی کی حیات اور شاعری پر کاظم ہاشمی کی کتاب پٹنہ سے ۱۹۸۴ء کو شائع ہوئی تھی۔ نیز دیکھیے علی شیر ذہان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات (۱۰۵-۱۶۱)



مولانا سکندر پوری کی زندگی بہت ہی مصروفیت سے عبارت تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کا فاضل جو علماء کا بنیادی فریضہ ہے ترک نہ کیا اور موصوف تقریباً ایک سو کتابوں کے مولف قرار پائے۔

مولانا وکیل احمد کا عہد ملی و اعتقادی سیاسی اور تمدنی اعتبار سے انقلابی اور ہنگامہ خیز تھا وہ قدیم مسائل جو کتابوں کی زینت تھے ان کے عہد میں ہندوستان کی ملی محفلوں کی جان بن گئے اس کے علاوہ بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے جن سے مذہبی ذہنوں میں بیجان برپا ہو گیا جس سے عام ذہنوں کے لیے اضطراب کی کیفیت نے جنم لے لیا تھا اس عہد کا سب سے بڑا مسئلہ اعتقادات کا تھا جس پر اتنی بحثیں ہوئیں کہ ملک مناظرہ، مجاہد اور مکابرہ کا اکھاڑہ بن کر رہ گیا۔

گزشتہ گیارہ صدیوں سے عالم اسلام خفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلکوں میں تقسیم ہوتا رہا

اجامین نسب حضرت مجدد الف ثانی نے سہو اناصر بن عبداللہ کو براہ راست حضرت عبداللہ بن حضرت عمرؓ منسوب کر دیا حالانکہ ناصر کے بعد

چار واسطے مزید ہیں جو ہم نام ہونے کے باعث سہو کا سبب بنے (مقامات معصومی ۹/۱۰۱۰)

۲ حضرت آسی غازی پوری ص ۳۱

یعنی انہوں نے ائمہ اربعہ کی تقلید کو اپنا دستور حیات بنائے رکھا، لیکن ان آخری صدیوں میں نئے مبلغین نے تقلید اور ہم تقلید کی پختیش چھیڑ دیں۔

ایک بہت بڑی لہر ہم تقلید کے ماننے والوں کی جوائے آپ کو اہل حدیث سے تعبیر کرتے تھے۔ اس دور میں اٹھی اور یہ دعویٰ کیا کہ ائمہ اربعہ اور خاص طور پر امام ابوحنیفہ کے فقہی مسلک کو جس کے ہندوستان میں نانوے فیصد مسلمان پھر دیکھتے بری طرح متاثر کیا۔ اب دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے رد میں اتنی کتابیں لکھیں کہ دور آخر میں غیر مقلدین کے بجا دواوی اور ترجمان دہابیہ کے مولف نواب محمد صدیق حسن خان (۱۸۳۲-۱۸۹۰ء) کو بھی اپنی خود نوشت سوانح میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس معاملہ میں دونوں فریقوں نے زیادتی کی ہے۔ علماء تعمیر و تحقیق کام چھوڑ کر اس رد و قبول کے سیلاب میں بہ گئے اور تحقیقی کام جاتا رہا۔ مولانا فضل رسول بدایونی (ف ۱۲۸۹ھ ۱۸۷۲ء) کو تادم واپسین رد دہابیہ میں مصروف رہنا پڑا، نزاع کے عالم میں اپنے فرزند مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا اعضاء دین (دہابیہ) کا کوئی رسالہ ایسا تو باقی نہیں رہا جس کا ہم نے جواب نہ لکھا ہو اور ہمارے بعد عوام اہل اسلام کو باعث تشویش ہو تو اس کا جواب نفی میں دیا گیا ہے۔

بھلا ان حالات میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری جیسا حساس دل و دماغ کا عالم!۔ اپنے دامن کو کیسے بچا سکتا تھا۔ مولانا نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور غیر مقلدین کی خوب خبر لی اس سلسلہ میں ان کے ایک معاصر مولانا عبدالحی حسنی کا بیان قابل توجہ ہے کہ مولانا سکندر پوری اہل حدیث اور سید احمد شہید بریلوی کے اصحاب ”کثیر“ تھے لکھتے ہیں:

شہید الرغبة الی المباحثہ، کثیر النکیر علی اہل حدیث و علی

الفئة الصالحة من اصحاب سیدنا الامام الشہید السید احمد

بن عرفان الحسنی البریلویؒ

مولانا سکندر پوری کی اکثر تصانیف انہی اختلافی مسائل پر مشتمل ہیں اور بہت ہی حسن و خوبی کے ساتھ آپ نے ان موضوعات پر عمدہ تحقیقات پیش کی ہیں ان کتب میں سے رسالہ باطل

۱۔ ابقاء السنن ۶۳ رد تقلید پر کمر بستہ باندھی تحریر میں استعمال سب وشم بلکہ لعن طعن کا ہوا، میں نے رد تقلید میں بہت کچھ لکھا (ایضاً ۶۵) ۲۔ ضیاء، محمد یعقوب: اکمل التاريخ ۱۳۰/۲ ۳۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۱۸/۵۱۷



(بجواب ابطال الابطال بر دلائل العلیل لنواب صدیق حسن خان) عربی، عقد الدرد (ردوہابیہ) عربی، فتح الاسلام علی اہلکلمہ (عربی) کوہابی نامہ (فارسی) مصنف الطالین (ردوہابیت) فارسی، اصباح الحق المصریح عن احکام المحدث الحسن الفصح (بجواب ایضاح الحق تالیف مولانا محمد اسماعیل دہلوی) اردو، تبصرہ (تحریک وہابیت کا پس منظر مع مسلک اہل سنت) سیمینہ رضیہ (درجہ ممتاز میلاد)، صلیتہ الایمان من قلب الاطمینان (دشائیات میلاد) اردو، ناصح مشفق (مثنوی درردوہابیہ) اردو، لصرۃ المجددین بر دعوایات غیر المقلدین (اردو)، نتیجہ (ردوہابیہ بزبان اردو) کا موضوع ہی ردوہابیہ ہے۔ اسی طرح فکر جدید کے علم بردار سر سید احمد خان کے خلاف بھی مولانا سکندر پوری نے عربی میں ارشاد المرعادی مسلک مجتہد اخبار اللاحاد (سر سید کی تہذیب الاخلاق کا جواب) اس کے علاوہ فارسی میں افادہ علی جرح العبادۃ (یہ بھی سر سید احمد خان کے تہذیب الاخلاق کے رد میں ہے) تہذیب الاخلاق ہی کے جواب میں مولانا سکندر پوری نے اردو میں مجدد لہجات المجدد و تالیف کی تھی یہ تینوں کتابیں کئی بار طبع ہو چکی ہیں۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں صامت (بجواب میرزا قرداد)، خمس النبی (نعت) مرآۃ المراری بشرح الاقراری شرح بوجز اقراری، ازلۃ الحزن عن اکسیر البدن، قطع المامون بدفع الطامون، نور العینین فی تفسیر ذی القرنین، فارسی زبان میں مسہاق الاطباء برہ تنبول، تذکرۃ الملوک فیما علق بالعب و الطیب، تریاق فاروق، دافع الوہاب، یاقوتی، ما قوتی، کتاب اسرار، گنج شایگان، لذت الوصال، رسالہ انبیا، تقریر دلدیر، خاتم سلیمانی، معیار لصرہ، مغفرت نامہ (جواب اعتراضات مولانا محمد باقر آگاہ، سلسلہ اعتراضات بر مولانا عبدالحلیم، بحر العلوم) مناجات، مکاتیبہ حاشیہ کشف المکتوم، (مولانا سعد اللہ لکھنوی اور مولانا عبدالحلیم فرنگی محل کے مابین تصوف کے موضوع پر مباحث)

اردو زبان میں مولانا سکندر پوری نے مندرجہ ذیل کتب یا دیگر چھوڑی ہیں آئینہ چینی (ترجمہ تاریخ چینی) اخبار فحاشات، اعتماد خطای اجتہاد، تحقیق (در مسئلہ ایمان یزید) تذکرۃ العشائر (مولانا سکندر پوری نے اپنے اجداد کے حالات لکھے ہیں) جلاء السعین ترجمہ الشفاء النیون، شام غریبہ در مدح خیر البریہ، رسالہ چمک، دستور العمل، عماد الاسلام در ذکر امر شام، لحد



نور، مہر اور فقہ اکبر، مقدمہ مہر انور (اس میں بہ تحقیق ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ اکبر امام ابو حنیفہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ دوسرے ابو حنیفہ بخاری کی تصنیف ہے)۔ نقل مجلس (روداد مناظرہ مابین مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی و مولانا مفتی اسد اللہ آلہ آبادی) وسیلہ جلیلہ (توسل کے جواز میں بہترین کتاب ہے) ہدایا (ترجمہ وصایائے امام ابو حنیفہ) یا قوت الزمانی شرح مقامات بدیع الزمان ہدائی، فیصلہ عدالت شرعی قتلای عالمگیری، مراۃ (معانقہ اور مصافحہ کا اسلامی طریقہ) عمدۃ المطالب (در بحث ایمان حضرت ابوطالب) حبیہ خائفین (مسائل اہل سنت اور طریقہ حنفی کے مطابق نماز کے موضوع پر ہے)۔

تنقیح البیان (در حمایت تعلیم نسواں) علم انفس، سوانح حیات (مولانا سکندر پوری نے اس میں اپنے خود نوشت حالات لکھے ہیں) طبع نہیں ہو سکی۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں حد العرقان (فلسفۃ تصوف)، حدیث العرقان، شرح احادیث گلستان و بوستان، شرح فقہ الاکبر، عقائد رد (وہابی تحریک کے خلاف) تبصرۃ الشیخ والشاب (انکار شیخ اکبر ابن عربی پر تبصرہ) اردو کتب میں سے رسالہ تحقیق (در مسئلہ طعن بریزید) بھی آپ کی تالیفات میں سے ہیں۔

آپ شاعر بھی تھے فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے آپ کا فارسی دیوان ۱۳۰۶ھ کو لکھنؤ سے طبع ہوا تھا جو مصل لو اب صدیق حسن خان کے دیوان فتح الطیب کے جواب میں ہے لو اب صاحب کے دیوان کا موضوع عربی و فارسی ادب کے بجائے رائے، غزوہ، اجتماع اور تقلید کی مذمت میں ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے ہر نظم کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے اور بہت ہی مزے لے لے کر طنز و مزاح کیا ہے ان کے بعض دیگر منظوم رسائل کے علاوہ فارسی میں خوانینما (مثنوی بجاہ من و سلوئی مصنفہ مفتی عباس شوستری) بھی طبع ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ عمدۃ الکلام بجزاز کلام الملوک طووک الکلام، ازلة الحن عن اکسیر البدن، ارشاد الہو دانی طریق ادب عمل المولود، الکلام المقبول فی اثبات اسلام آباء الرسول، تہجد المبانی بالکاح الثانی، دافع الشقاق عن اعجاز الانشاق، ادحاضات شرح المباحثات، از و جار بجاہ اشتہار، بصائر ترجمۃ الاشباح و النظائر کا ذکر صاحب زہدہ الخواطر (۵۱۸/۸) نے

کیا ہے اور آپ کے معاصر مولانا محمد ادریس گرامی نے آپ کی سب سے زیادہ تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کے نام بھی لکھے ہیں۔

تقویم الاسلام، تنقیح البیان، بھواز تعلیم کتابت اللسان، صحیح فتاویٰ علماء زمان، بھواز تعلیم کتابت اللسان، رسالہ اذان، زبدۃ التحریر، (تذکرۃ علمائے حال ۹۷-۹۸)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (۹۷۱-۱۰۳۳ھ/۱۵۶۳-۱۶۲۳ء) کے دفاع میں تین ضخیم اور معرکہ آرا کتابیں تصنیف کی تھیں اول ہدیہ مجددیہ دوم انوار احمدیہ اور سوم الکلام المکی بردایا نجات البرزنجی جن کی تفصیل اس طرح ہے ہدیہ مجددیہ، یہ کتاب دراصل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف آپ کے معاصر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۳۲ء) کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاشفات و عرفانی مندرجات پر شکوک و شبہات پیدا ہو گئے وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن خان افغان کسی بات پر آپ سے ناراض ہو گیا اور آپ کے مکتوبات کے بعض اجزاء اپنے ساتھ لے گیا اس نے قصداً ان میں تحریف کر کے اس وقت کے اکابر علماء کے پاس بھیجے وہ دہلی بھی آیا اور نقشبندی سلسلہ کی مرکزی خانقاہ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ) کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۳۳ھ/۱۶۳۳ء) اور حضرت شیخ محدث کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ محرف مکتوبات دکھائے یہ دونوں بزرگ بغیر تحقیق احوال کے حضرت مجدد الف ثانی سے کبیدہ خاطر ہو گئے، حضرت شیخ محدث نے باقاعدہ ایک طویل مکتوب بصورت اعتراضات لکھا جسے اس وقت مخالفین نے خوب شہرت دی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی نے اصل مکتوبات ان حضرات کو ارسال کیے تو ان کے شکوک و شبہات رفع ہو گئے اور آپ نے اپنے خیالات سے رجوع کر لیا، اور صفائی باطن پر باقاعدہ خط لکھ کر اظہار کیا آپ کا یہ مکتوب آپ کی کتاب اخبار الاخبار کے آخر میں شامل ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی نے خواجہ حسام الدین احمد مذکور کو ایک خط جلد سوم مکتوب نمبر ۱۲ لکھ کر باقاعدہ بردار نہ شکوہ کیا ہے کہ شیخ محدث نے مجھے خدا لکھنے کے بجائے میری بدنامی کی اور اس قسم کا خط دوسروں کو لکھا حضرت شیخ محدث کی صفائی باطن اور رجوع کے باوجود کئی اصحاب نے اس رسالہ

کے اعتراضات کے جواب میں مدلل رسائل لکھے جن میں ملا معین ٹھٹھوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ غلام علی دہلوی اور آخری رسالہ مولانا دکیل احمد سکندر پوری کا ہدیہ مجددیہ ہے۔ جس کا پس منظر اس طرح ہے:

مخالفین کی مخالفت کا ہر دور میں ہر مخلص محبت دین اسلام کو سامنا کرنا پڑا ہے سوال یہاں یہ تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے ذی علم بزرگ جو حضرت مجدد الف ثانی کے بے حد مدد و حمایت میں تھے کیوں کر مخالف بنے؟

یقیناً حضرت شیخ محدث کی خدمت میں سب مخالفین نے مکاتیب محرفہ ارسال کیے اور خود بھی حاضر ہوئے اور شیخ ان سے متاثر ہو گئے واصل اس وقت شکست خوردہ ذہنیت کا آپ کے خلاف پروپیگنڈہ اس قسم کا تھا کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ نے بھی تحقیق احوال نہ فرمائی اور مذکورہ مکتوب لکھ دیا جب اس کے جواب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے حضرت شیخ کی خدمت میں اپنے اصل مکاتیب ارسال فرمائے تو شیخ کو اطمینان ہوا، غور فرمائیے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کے جواب میں کوئی تردیدی رسالہ خود تالیف نہیں کیا کیوں کہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ کو جب حقیقت حال کا علم ہوگا تو وہ اپنے خیالات سے رجوع کر لیں گے۔

حضرت شیخ محدث کے مکتوب اعتراضات کو مخالفین نے اتنی شہرت دی کہ ملک کے دور دراز علاقوں تک اہل علم و عرفان کو حیرت ہوئی اہل صدق و یقین نے اس مکتوب کو شیخ محدث کی اپنی تحریر ماننے سے انکار کر دیا، سندھ کے معروف عالم ملا معین ٹھٹھوی نے جب شیخ محدث کے اعتراضات کے جواب میں رسالہ لکھا تو اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس امر کے قائل نہیں تھے کہ یہ واقعی شیخ محدث کی تحریر ہے، تاہم اس رسالہ اعتراضات کے جواب میں عہد شیخ محدث سے لے کر حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۱۲۴۰/۱۸۲۳ء) بلکہ مولانا دکیل احمد سکندر پوری تک رسائل لکھے گئے، سب نے شیخ محدث کے ان خیالات سے رجوع کرنے اور اپنا مکتوب اعتراضات واپس لینے کا ذکر کیا ہے، حضرت شیخ محدث نے اپنے مجموعہ مکاتیب میں بھی اس مکتوب کو شامل نہیں کیا۔



جب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں صفائی حاصل ہوگئی اور یہ مفاد باطن الہامی طور پر بھی تھا تو آپ نے ایک خط حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے جانشین اور سلسلہ نقشبندیہ کی مرکزی شخصیت حضرت خواجہ شام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء) کو ایک مکتوب کے ذریعہ اپنی اس صفائی کے بارے میں اطلاع دی فرماتے ہیں:

آج کل میاں شیخ احمد سلہ (مجدد الف ثانی) سے اس فقیر کی صفائی حد سے بڑھی ہوئی ہے ہمارے مابین کوئی پردہ بشریت یا کوئی غبار جبلت باقی نہیں رہا اس امر سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ طریقہ شریفہ کی رعایت اور عقل و انصاف کے تقاضوں کی رو سے ایسے عزیزوں اور بزرگوں سے بد ظن نہ ہونا چاہیے میں کہتا ہوں کہ اب جو کچھ بطریق ذوق و وجدان و طلبہ کے میرے دل میں آیا ہے اس کے بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا، ظاہر بین افراد شاید اس بات کو بعید سمجھیں میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کیا کیفیت ہے۔ (اخبار الاخیار، ۳۲۶، مقامات خیر ۲۸)

رجوع کی روایت نقشبندی اور دیگر سلال کے مشائخ میں مشہور ہو چکی تھی، حضرت شیخ کے ایک معاصر چشتی بزرگ شیخ فتح محمد فتح پوری نے ”مناقب العارفین“ میں اس رجوع کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت احوال سے آگہی کیلئے خود دہلی آئے اور حضرت شیخ کے فرزند رشید شیخ نورالحق مشرقی سے ملے اور مل کر حضرت شیخ کے حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں اپنے خیالات سے رجوع کا ذکر کیا (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ۱۴۱)

ان دونوں حضرات کے خاندانوں میں بھی آپس کے مراسم یہی ثابت کرتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا تھا حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد بھی نے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حدیث کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لی تھی (مقامات معصومی ۲۶۱/۱۴)



خود شیخ نورالحق مشرقی بن شیخ محدث آگرہ میں حضرت مجدد الف ثانی سے ملے تھے (زبدۃ المقامات ۳۰۷) 'معاصر مولف خواجہ محمد ہاشم کاشمی نے براہ راست شیخ محدث سے روایت کی ہے کہ شیخ محدث نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مخالف کو قرآن مجید کی ایک آیت کی دلیل سے مخالفت سے روکا اور منع کیا (زبدۃ المقامات ۳۵۶)

حضرت شیخ نورالحق مشرقی بن حضرت شیخ محدث بھی حضرت خواجہ ہادی باللہ کے تربیت یافتہ اور مجاز تھے اسی طرح خواجہ کلان بن حضرت خواجہ ہادی باللہ حضرت شیخ محدث کے شاگرد تھے (زاد المعاد از خواجہ کلان ۲۰۲) جو اس امر کا ثبوت ہے کہ ان حضرات کے مابین وقتی نزاع ختم ہو چکا تھا پھر حضرت شیخ محدث کی دختری اولاد میں سے مولانا محسن دہلوی (ف ۱۱۴۷ھ / ۱۷۳۰ء) حضرت خواجہ محمد مصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے (مقامات مصوی ۴۹۸/۳، ۴۹۸/۴) حضرت میرزا مظہر جان جاناں جن کی ساری زندگی دہلی میں دعوت و ارشاد میں بسر ہوئی جو حضرت شیخ محدث کے رجوع کے قائل تھے (مقامات مظہری ۴۳۸-۴۴۲) حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۳۰ء / ۱۸۲۳ء) جنہوں نے ۴۵ سال تک دہلی میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا درس دیا تھا ان تک رجوع کی روایت پہنچی تھی اور انہوں نے شیخ محدث کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں ایک رسالہ لکھ کر اس رجوع کا نہ صرف تذکرہ کیا بلکہ دونوں حضرات کے مابین رشتہ مودت و اخوت کا بھی ذکر کیا ہے۔

خود حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب (۲۹/۲) میں حضرت شیخ محدث کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”وجود شریف ایشان دریں غربت اسلام و اہل اسلام مغنم است“

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایام حیات میں خواجہ حسام الدین احمد کو جو خطوط لکھے تھے ان میں سے ایک مکتوب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نام لیے بغیر یہ برادرانہ شکوہ کیا ہے کہ انہوں نے مجھے براہ راست لکھنے کی بجائے محض شہبہ (بہ مجرد اشتباہ) کی بنا پر مجھ پر اعتراضات کر کے مشتہر کیا اور اس کی ”شہر شہر منادی“ کرائی۔ یہ کہاں کی دین داری ہے؟ میں نے کوئی بات بھی ایسی نہیں لکھی جس کی ابتداء و اختراع اس فقیر نے کی ہو۔۔۔ اس لیے یہ سارا ”شور

دفعہ ۱۰، ”کیا ہے اگر کوئی ایسا لفظ مجھ سے صادر ہو گیا تھا جو ظاہر علوم شریعہ سے مطابقت نہیں رکھتا تھا تو تھوڑی سی توجہ سے اس کی شریعت کے مطابق تاویل کر لیتے، اسی مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے کہ آپ کے مکتوب سے یہ مفہوم بھی ہوتا ہے کہ اس عزیز (مکتوب الیہ مولانا محمد صالح کولابی) سے میرا مکتوب (۸۷۱۳) سن کہ آپ کے خادموں میں بھی ”استہزاء و انحراف“ پیدا ہوا۔۔۔۔۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مشتبہ مقامات کو آپ خود حل کر لیتے اور اس فقیر پر نہ چھوڑتے اور فقہ کو ختم کر دیتے دوسرے دوستوں سے کیا شکایت کی جائے کسان میں سے بعض نے شبہ دور کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود ایسا نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کر لی۔

جب مخالفین کی یہ شورش بڑھ گئی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے معارف کے اصل مسودات حضرت شیخ محدث کی خدمت میں ارسال کیے جنہیں پڑھ کر آپ مطمئن ہو گئے اور اپنے اعتراضات سے رجوع کر لیا شیخ محدث نے رجوع کے سلسلے کا ایک مکتوب بھی ان اختلافات میں سب سے زیادہ نشانہ بننے والی شخصیت خواجہ حسام الدین احمد کے نام ارسال کیا تھا۔

شیخ محدث علیہ الرحمۃ کا یہ مکتوب پڑھ کر خواجہ حسام الدین احمد کا ”غبار طلال“ تو جاتا رہا لیکن حاسدین و مخالفین کی کارروائیاں جاری رہیں، حضرت مجدد الف ثانی کے معارف کے خلاف کئی رسائل لکھے گئے اور معاندین کے جواب میں مخلصین نے بھی کئی کتابیں لکھیں۔<sup>۱</sup> ہر مخالف نے شیخ محدث کے رسالہ کو آڑ بنایا گویا حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کے مابین اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آپ نے ثابت قدمی کے ساتھ حالات و معاملات پر غور فرمایا اور تعلقات معمول پر آ گئے۔

حضرت خواجہ کے دونوں فرزند ان گرامی ابتدائی تعلیم کے بعد تکمیل کیلئے خواجہ حسام الدین احمد کی اجازت و تحریک پر سر ہند گئے اور فراغت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے

۱۔ مکتوبات ۵۶۶/۱۲/۱۳۔ یہ مکتوب اخبار الاخبار کے بھائی ایڈیشن کے آخر میں خاتمہ کے طور پر شامل ہے، مخالفین کا الزام ہے کہ یہ مکتوب معتقدین کا خود ساختہ ہے آپ کے مجموعہ مکاتیب میں موجود نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ رجوع کے معاملہ کا یہ مکتوب کلیات خواجہ کلاں میں موجود ہے (روضۃ القیومیہ ۲۱۱۱) جس سے مخالفین واقف نہیں ہیں۔<sup>۲</sup> حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں، مقالہ بشمولہ جہاں امام ربانی (جلد پنجم)

خلیفہ کی حیثیت سے خانقاہ حضرت خواجہ میں تاحیات دعوت و ارشاد میں مصروف رہے، خواجہ حسام الدین احمد کے فرزند بزرگ خواجہ جمال الدین حسین بھی حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند ناصر شاہ محمد بھی کا عقد مبارک خواجہ کلاں کی صاحبزادی سے ہوا۔ گویا ان حضرات کے مابین وہ تمام اختلافات محالین و معاندین کے پیدا کیے ہوئے تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رفع ہو گئے۔

مولانا سکندر پوری کی دوسری اہم کتاب انوار احمدیہ فارسی میں ہے اس کتاب کی تالیف کے اسباب بیان کرتے ہوئے مولف لکھتے ہیں۔

ایک شخص گجراتی نے جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے کلام معارف نظام کا اٹار کرتے ہوئے لب کشائی کی اور اپنے خرافات کے ذریعہ آپ پر سب و شتم کی۔ وہ اتنا مجھول اور غیر معروف آدمی ہے کہ اس کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے اور نہ کسی عالم کی زبان سے سننے میں آئے، اس نے اپنی شہرت کی بنیاد اولیاء کا طہین کی تنقیص پر رکھی ہے گجراتی نے بارہ ہزار روپے بطور نذرانہ مدینہ منورہ کے ایک عالم سید محمد برزنجی کی خدمت میں ارسال کیے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی بعض عبارات کا عربی ترجمہ کر کے برزنجی صاحب سے فتویٰ طلب کیا کہ ایسی باتیں کہنے والے کے بارے میں اپنی رائے تحریر کریں، برزنجی نے اس حلیہ کو بہت قیمت جانا اور قدح الخیر کے نام سے بہت جلد وجد کے بعد ایک کتاب لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی کی توہین و تکفیر میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ جب برزنجی نے مدینہ طیبہ کے قاضی مفتی سے اس پر مہر تصدیق کی درخواست کی تو وہ ان کی منت ساجت کے باوجود راضی نہ ہوئے تو پھر برزنجی مکہ مکرمہ پہنچے اور

۱۔ زاد المعاد تلمیذ ہدیہ احمدیہ ۸۷۷ھ حضرت شیخ محدث کا اعترافات سے رجوع کرنا اور اس قسم کے دیگر امور کی

تفصیلات کیلئے دیکھیے ہمارا مقالہ مشمولہ فکر امام ربانی مجدد الف ثانی



وہاں کے حرم محترم کے مفتی و قاضی سے اس پر تصدیق کے لیے التجا کی تو ان میں سے کسی ایک نے بھی مہر و مخط نہ کیے اب ناچار انہوں نے غیر معروف ”سوتیوں“ سے اس رسالہ پر مہر لگوا کر گجراتی کو بھیج دیں۔ اس نے ان شبہات کا ترجمہ کیا اور چند امور کا اس پر اضافہ کر کے خود ایک کتاب مکاشف الاسرار کے نام سے لکھ کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر ”زشت و تکفیر و تفسیق و اضلال سے اپنے لب و دہان کو آلودہ کیا اس پر طرفہ یہ ہے کہ گجراتی موصوف تصوف سے واقف ہی نہیں تھا مگر وہ اپنے آپ کو عارف سمجھتا تھا وہ صوفیہ کرام کی اصطلاحات سے بھی واقف نہیں تھا۔ چنانچہ مولف (مولانا وکیل احمد سکندر پوری) خود نقشبندی ہے اس لیے اس قسم کے سخنان تھلیل و تکفیر کے خلاف لکھنے پر تیار ہوا (الو اس احمدیہ ص ۲۶۰)

ہمارا قیاس ہے کہ مکاشف الاسرار کے مولف گجراتی نے اپنا نام اس لیے ظاہر نہیں کیا کہ اس وقت کا حاکم اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸-۱۱۱۸ھ/۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) خانوادہ نقشبندیہ کا معتقد خاص بلکہ حضرت خواجہ محمد مصحوم سرہندی قدس سرہ (ف ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) کا مرید مخلص تھا اگر گجراتی اپنا نام بتاتا تو اس پر حکومت کی طرف سے گرفت کا قوی امکان تھا۔

بہر حال اس وقت یعنی گیارہویں صدی ہجری میں گجرات اور اورنگ آباد (دکن) میں سلسلہ مجددیہ کی مخالفت اپنے پورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ جس کے اسباب اس سلسلہ کے بزرگ افراد کی معاشرہ میں بے حد توقیر و احترام تھے مگر حکومت کی طرف سے ان کے اعزاز و اکرام نے دیگر علماء و مشائخ کو حسد کا شکار کر دیا تھا۔

شیخ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی (۱۰۴۰-۱۱۰۳ھ/۱۶۳۰-۱۶۹۱ء) جو سلسلہ مجددیہ کے عرب مخالفین میں پیش پیش تھے کی اولاد اورنگ آباد آ کر مقیم ہو گئی تھی۔ محمد بن حسن بن عبدالکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی مذکور کا پڑپوتا مرصہ دماز تک اورنگ آباد میں مقیم رہا، اس نے اپنے دادا کے رسائل کی نقول کر کے انہیں یہاں شتم کیا جن کے خطی نسخے اس وقت کتابخانہ صفیہ حیدر آباد دکن



میں ہیں (فہرست بعضی کتب نفیہ قلمیہ جلد دوم ص ۳۳۷-۳۵۰-۳۵۶-۳۶۳)۔

علامہ برزنجی نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف ایک مستقل رسالہ الناشرة الناجرة للفرقة الناجرة عربی میں لکھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت مجدد الف ثانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (فہرست محولہ بالا ۲۲۳-۲۶۳ فہم کلام)۔

یہ ساری مخالفت جو عربستان میں ہوئی کے محرک سید محمد برزنجی تھے جن کا پورا نام سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید حسنی برزنجی ہے فقہائے شافعیہ میں سے تھے۔ شہر زور میں ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء کو متولد ہوئے مہمان، بغداد، دمشق، قسطنطنیہ اور مصر میں رہے آخر میں مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء کو فوت ہوئے، کئی کتابوں کے مؤلف تھے۔ ان میں سے حل مشکلات ابن العربی بھی ہے۔ جو انہوں نے فارسی سے عربی میں ترجمہ کی تھی (الاعلام ۲۰۴/۱۶) اس کتاب سے مصوف کے صوفیانہ رجحان کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں شیخ اکبر ابن عربی کے مکتبہ فکر سے قریبی لگاؤ تھا۔ ہمارا یہ بھی قیاس ہے کہ جب مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی میں شیخ ابن عربی کے مشکوفاات اور ان کے نظریہ وحدت الوجود کے خلاف مواد نظر آیا تو وہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حرمین الشریفین میں ان کے شاگرد سے تحصیل کر چکے تھے انہی سید محمد برزنجی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے مزاج میں کسی قدر خشکی موجود تھی (انفاس العارفین ۱۸۴)

حرمین الشریفین میں انکار حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف یہ مہم حدود ۱۰۹۰-۱۰۹۶ء میں ہوئی علامہ محمد بیگ مذکور کا رسالہ عطیۃ الوہاب ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۳ء میں تالیف ہوا (مقامات مظہری ۲/۴ طبع دوم) مذکورہ سنن کے دوران اس مخالفت کے آثار ہندوستان میں بھی نمایاں ہوئے اور اورنگ آباد اس کا مرکز بنا رہا۔ سید محمد برزنجی کی اولاد ان دنوں اورنگ آباد میں مقیم اور برزنجی کی تصانیف کی نقول کرنے میں مصروف تھی۔ ان میں سے محمد بن حسن بن عبدالکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی کا پڑپوتا اپنے پردادا کے رسائل کی کتابت اور اشاعت پر مامور تھا اس نے ”الغصب الہندی لاستیصال کفریات احمد سرہندی“ تالیف ابوعلی حسن علی کئی جہی (تالیف بسال ۱۰۹۳ھ) کی کتابت ۱۱۵۷ھ کو یہیں اورنگ آباد میں کی تھی اس کا خطی نسخہ کتابخانہ صفیہ حیدر آباد دکن میں ہے (فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۳۳۷)

سید محمد برزنجی کی اپنی تصنیف ”قدح الزند و قدح الزند فی رد جمالات اہل سرہند“ کی کتابت بھی اسی مذکورہ پڑھتے نے ۷۷۱ھ کو یسین کی جس کا خطی نسخہ مذکورہ کتابخانہ میں ہے (ایضاً ۱۲/۳۵)

## الکلام المنجی بردایا دات البرزنجی

مولانا دکیل احمد سکندر پوری نے علامہ سید محمد البرزنجی کے رسالہ قدح الزند کا عربی میں رد لکھا مؤلف بزرگ اس کے دیباچہ میں وضاحت فرماتے ہیں۔

محمد صالح اور نیک آبادی اور گجراتی اور ان کے قبیحین محمد عارف اور عبد اللہ سورتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاتیب کا عربی ترجمہ کیا جو انصاف سے بہت دور اور محرف تھا انہوں نے یہ ترجمہ سید محمد البرزنجی کو مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے ان انکار و خیالات کے حامل شخص کے بارے میں جواب طلب کیا انہوں نے اس کے ساتھ کچھ رقم بھی ارسال کی، جس کے جواب میں علامہ برزنجی نے ایک رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے خیالات کے رد میں لکھا جس میں آپ کو قاسق اور کافر قرار دیا۔ اس رسالہ پر انہوں نے مدینہ منورہ کے قاضی اور مفتیوں سے تصدیق کروانے کے لیے ان سے مہر لگانے کی استدعا کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر وہ وہاں سے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں بھی یہی معاملہ درپیش ہوا.... اس دوران شیخ نور الدین محمد بیگ (ترک عالم) اس امر کی تحقیق کے لیے حرمین الشریفین آئے... انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی اصل مہارتوں کے تراجم عربی میں کیے اور بعض علماء کو جب یہ دکھائے گئے تو وہ حیران بھی ہوئے اور اپنے خیالات سے رجوع کرتے ہوئے اپنے

۱۔ شیخ محمد بیگ بن یار محمد بن خواجہ محمد بن مویہ بخاری ثم برہانپوری حنفی نقشبندی کی ولادت ۱۰۳۱ھ اور وفات ۱۱۱۰ھ کو ہوئی، کئی کتابوں کے مولف تھے عطیۃ الوہاب مذکورہ کے علاوہ ملحق خلاصۃ السیر (مرتبہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فہرست مخطوطات آصفیہ ۱۲/۳۶۳) طبع ہو چکی ہے (ہدیۃ العارفین ۱۲/۲۸۲، ایضاً المکتون ۱۱/۲۸۲، دیبۃ، معجم المؤلفین ۱۱/۲۹۷)

توے واپس لے گئے۔ شیخ محمد بیک مذکور نے اس ساری صورت حال میں وہ تمام مہارت مکتوبات صحیح عربی میں نھل کیں اور بہ شکل استثناء اسے حرمین کے تمام اکابر علماء کی خدمت میں بھیج کر تصویب کروائی، شیخ محمد بیک کا یہ رسالہ ”عطیۃ الوہاب بین الخطاء والصواب“ کے نام سے طبع ہو چکا ہے اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قازانی کی محرمی کے حاشیہ پر یہ پورا رسالہ بھی طبع ہوا تھا۔.....

سید محمد برزنجی کی اس کتاب کا رد مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے الکلام النجفی کے نام سے کیا جس وقت قارئین کے ہاتھ میں ہے وہ فیروزہ برزنجی اس کتاب کے ترقیمہ میں مذکورہ کتاب مصعب الہندی کے مطالعہ کی باقاعدہ دعوت دیتا ہے۔ سید محمد برزنجی کی ایک اور کتاب الناشرة الناجزہ للفرقۃ الفاجرہ بھی ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو تصنیف ہوئی تھی۔ اس کے مندرجات بھی بہت ہی پست اخلاقی اور غیر علمی خیالات پر مبنی ہیں۔ کہ ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو ہندوستان سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خیالات یہاں عرب میں پہنچے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے رسالت کا دھواں کیا تھا۔

”د ۱۰۹۳ھ از ہندوستان ضلالت و خیالات شیخ احمد سرہندی بطور استفتاء درویدار عرب رسید کہ او دعویٰ رسالت کردہ (فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۶۳/۲)

گویا ان حضرات کی مخالفت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تھی اور غیبت کرنے والوں نے ”مجدد الف ثانی“ کے مبارک لقب کو ”دعویٰ رسالت“ بنا کر پیش کیا تھا۔ اسی کتاب میں سید برزنجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے شیخ احمد سرہندی آپ کی اولاد اور خلفاء کے رد میں نورسالمے تصنیف کر چکے ہیں۔ یہ ان کا دسواں رسالہ ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے برزنجی کے ساتھ ہی محمد صالح اورنگ آبادی کی مخالفت کا بھی ذکر فرمایا ہے برزنجی نے خود لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے محمد صالح مذکور شیخ احمد سرہندی کے رد میں کئی رسائل لکھ چکا ہے۔ (الناشرۃ، مذکورہ، خطی بحوالہ فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۶۳/۲) ہم نے اورنگ آباد کی مذکورہ سنین کی اس مخالفانہ فضا کا قدرے تفصیل سے تذکرہ اپنی کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشی قسوری میں کیا ہے (۱۵۹-۱۶۳)



ہمیں ان بہت سے مخالفانہ رسائل کے رد میں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع میں لکھے جانے والے رسائل کی ایک مفصل اور طویل فہرست بنانے کی سعادت بھی نصیب ہو چکی ہے یہ فہرست رسالہ نور اسلام شریفور کے حضرت مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم میں شامل ہے۔ پیش نظر کتاب الکلام النجفی ایک مقدمہ پانچ مقالات (الباب) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ حضرت مولف نے مقدمہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مناقب آپ کی تصانیف اور خلفاء کا مختصر مگر بہت ہی جامع تعارف کروایا ہے اس کے بعد گجرات اور دکن وغیرہ میں جو مخالفانہ سرگرمیاں ہوئیں ان کا ذکر ہے پھر کس طرح ایک غیر معروف و مجہول گجراتی نے بارہ ہزار روپے کی رقم جمع کر کے سید محمد برزنجی کے پاس بھیجی اور انہوں نے اس رقم کو غنیمت جانتے ہوئے اس کے سہارے کس طرح حرمین الشریفین میں مخالفت کا آغاز کیا۔ پھر اس دوران ایک ترکستانی عالم شیخ نور الدین محمد بیگ وہاں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس مکدر فضا کو کس طرح بدلا اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی اصل عبارات کا کمال ترجمہ عربی میں کر کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا اور فتویٰ طلب کیا جس کے بعد اس مخالفت میں کمی واقع ہوئی۔

مولانا سکندر پوری نے باقی پانچ ابواب میں سید محمد برزنجی کے مخالفانہ اقوال کی بہت ہی بھرپور طریقہ سے تردید کی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو جدید عربی ٹائپ میں کمپوز کر کے ایک مفصل عربی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

عزیز دوست جناب محمد عالم بخاری حق نے میرے اس مقدمہ کے مواد کو ترتیب دیا اور اس کی ہروف ریڈنگ کر کے اسے آسان بنا دیا۔ اس کے لیے راقم ان کا شکر گزار ہے۔

حوزہ نقشبندیہ کے صدر جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شریق پوری نقشبندی مجددی مدظلہ نے مولانا ذکیل احمد سکندر پوری مرحوم کی تینوں کتب درودفاع حضرت مجدد الف ثانی اپنے اسی ادارہ سے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن آپ کی علالت کے باعث یہ کام رک گیا جسے اب حضرت صوفی غلام سرور مرحوم کے ادارہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

دارالمورضین، لاہور

محمد اقبال مجددی

۲۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء



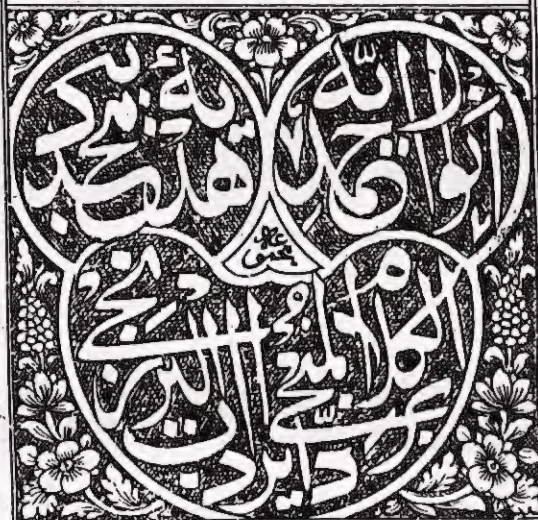
### مآخذ مقدمہ

- ۱۔ محمد اور یس نگرامی: تذکرہ علمائے حال (طیب الاخوان بذکر علماء الزمان) لکھنؤ ۱۸۹۷ء
- ۲۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ج ۸ طبع کلکتہ، کراچی
- ۳۔ امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی، جنوری ۱۹۶۷ء
- ۴۔ عبدالحجید کاتب: سمات الاخیار، جونپور ۱۳۳۳ھ
- ۵۔ کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۳ء
- ۶۔ آسی، عبدالحلیم ظہور الحق غازی پوری: مبین المعارف مرتبہ شاہد علی رشیدی، کراچی ۱۹۸۸ء
- ۷۔ عبدالحلیم فرنگی بکلی: نورالانوار حاشیہ قرالاقار، دہلی ۱۳۲۳ھ
- ۸۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف، مقالہ مشمولہ نذر مقبول، جونپور ۱۹۷۰ء
- ۹۔ وکیل احمد سکندر پوری: انوار احمدیہ، ہدیہ مجددیہ، الکلام ہاشمی، دہلی ۱۳۱۱ھ
- ۱۰۔ صفر احمد مصصوی: مقامات مصصوی تحقیق و تعلق وترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور ۲۰۰۳ء
- ۱۱۔ غلام علی دہلوی شاہ: مقامات مظہری تحقیق و تعلق وترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور ۲۰۰۳ء (طبع دوم)
- ۱۲۔ فہرست مشروح بعضی کتب نفیسہ لکھیہ کتابخانہ صنیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۵۷ھ
- ۱۳۔ صدیق حسن خان، لواب: ابھاما الحسن بالقام الحسن، بھوپال ۱۳۰۵ھ
- ۱۴۔ ضیاء محمد یعقوب: اکمل التاريخ، بدایوں، ۱۹۱۶ء
- ۱۵۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین، دہلی ۱۳۳۳ھ
- ۱۶۔ زر کلی، خیر الدین: الاعلام، بیروت ۲۰۰۵ء
- ۱۷۔ محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبد اللہ خویہ کلکی قصوری، لاہور ۱۹۷۲ء
- ۱۸۔ علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات، غازی پور، ۱۹۹۸ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اللَّهُ الْمَرِيضَاءُ وَلَهُذَا لِيْنِ

در بیست و شش بارگاه کبریا که درین زمان قرنی آخر ان کتاب مستطاب



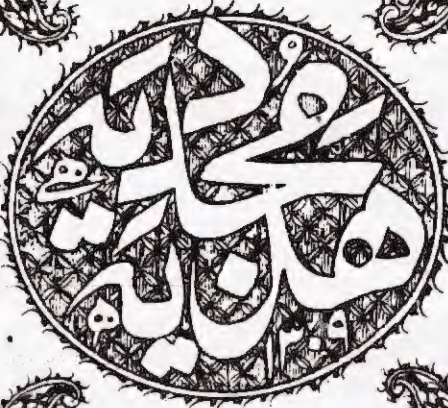
از افادات علی حضرت ملا نجم دین احمد صاحب شریعتی دام فیوضه باده فی الحکم

مطیع و مطیع و مطیع و مطیع  
 مطیع و مطیع و مطیع و مطیع



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اللَّهُ إِلَهٌ مَرْتَبَةٌ وَمِنْ أُولَئِكَ

مَنْ يَرْبِيهِمْ فَمِنْ شَأْنِهِ أَنْ يَبْرُكَ مَا يَكُونُ فِيهِمْ مِنْ شَيْءٍ عَلَى أَنْ يَضْرِبَ عَلَيْهِ كَقَوْلِهِمْ



أُولَئِكَ الَّذِينَ يَكُونُ لَهُمْ فِيهِمْ مِنْ شَيْءٍ عَلَى أَنْ يَضْرِبَ عَلَيْهِ كَقَوْلِهِمْ

مَطْعٌ مَحْتَمَلٌ وَأَعْمَاطٌ مَطْعٌ



محمد ذاکیر مظاہر کوئی رائیجہ تجلیاتِ حقیقتِ محمدیہ ساختہ و شکرِ مدعیہ شارقِ ذریعہ  
 عالمِ ناموس را از خورشیدِ لاہوتِ حقیقتِ احمدیہ تافہ جلوه عروسِ غیبِ ہونیتِ الہیہ  
 قلمبندہ نقاشیدہ و شاعرِ خدائی اتحاد را بر برایہ عالم شہادت بخشدہ آزل پرہ است از  
 جلوہ نخستین گنجینہ ذات اور و ابترِ نیت از لایزالہائے مراحِ صفات و حالِ جمالیات  
 از نازِ شکرہ تلو اور و مقامِ جلوہ است از تجلی کدہ نور اور و قلمائے بختِ فقرِ حقیقی ست  
 و سوا و الوہ فی الدایرین رجوع بسوئے عدم صلی و بارِ گاہِ فویش سکرِ انبساطِ آرد  
 و سحرِ بغیبت و زوالِ احساسِ عالمِ ساس اور و عقیبتِ آئینہ الیت از تجلیات  
 انوار اور و قیض و لبطنِ زہد کدہ است از گلشنِ شانِ اسرار و آخیالاتِ ہلویں را در آئینہ  
 نامے ارواح کشیدہ تجلیاتِ آئینہ بہ تہناتِ رسیدہ الہی حریفہ از شناسائی



بے منتہائے تو بر زبان خویش نمی آرم بحال عجز و فراوانی سازش نای تو بر تویی بام	بیت آنجا که کمال کبریا کے تو بود	عالم نے از بحر عطائے تو بود
مار چہ محمد و شنائے تو بود	هم حمد و شنائے تو سزائے تو بود	

وقت مر رسو لے کہ دریای حقیقت قطره است از قوت جوش و تب و دوش و بجلی گاه فتر  
 ذره است از صیقل طرازی وجودش چسکرش ظهور است در ظاهر حقائق امکانی  
 و دانش جوهر است از گنجینه نهانی خلوت سرمدی نعمه است از اغنوں حقیقتش  
 و نوائی کن اشارت است از عشرت کده معرفش نهال وجود آرایش بوستان کائنات  
 گل شهود و ادب و پیرایه گلزار تجلیات سخا و کمالش شهادت گاه شاهد اطلاق و تماشگاه  
 بازار ظهورش تجلی فروش جواهر اشراق صیقل گری لمعات نظارشن جوهر نامی شمشیر  
 همگانی و آینه خیزی اشعات تو جانش خورشید بار مطلع اکوانی گوهر بیت کذبتان  
 کن بجز بر نمائش باریده و مشرقیت که آفتاب احدیه از منظرش درخشیده عالم اجمال  
 خلوتگاه شاه کمال است و عالم تفصیل جلوت کده ظهور جمال او از اکابر اقیانوش در  
 هر صدی شخصی پدید آید که تجدید دین مبین فرماید و مگر جی از احوال پر خست لعل  
 عالم و عالمیان کشاید تقوس آل امارش در سخن گاه ملکوت چندان گوشه  
 کلاه نشسته اند که بیامی نورانیان زمین سائی بارگاه شان نتوان گردید و ذرات  
 اصحابش در تجلی گاه تعدیس آن قادر سرکشیده اند که دیر و جانان را بخار کف پاتی  
 این بزرگواران جلاخواه بخشید اما بعد فقیر حقیر وکیل احمد سکندر پوری  
 نقشبندی مجددی عفا عنه رب بلطف السرمی می گوید که بر مایه می ضمائر اولوالاخبار  
 در تبیین اشراق علم و کمال اندر شخصی نخواهد بود که آفتاب و خورشیدان مبدع فیاض تالیف



معاون قلوب انسانی گردیده هر جوهر بمقتضای صفای خورش در بازار کمال آید  
 از آنکه در کنار ستمان ازل نورش اوده اند از لمعات آن آفتاب عالم تاب و شید  
 و گشته را که در میان انسانی کرده اند از ضیائی مهربان جلای باطنش آفاق نور گردید  
 مصداق این ذات تعالی است که است اسباب سلطان برایت بر این حقیقت  
 علیه السلام نور الهی مورد برکات استانی امام جهانی حضرت شیخ احمد سمرقانی  
 مجدد و لطف ثانی علیه الرحمة است که از نظر راجحان صبح شعور در آفتابان نور  
 تقدیس نموده و هر جوده انوار قدس که در دیده نگویند مخفی بود از آنکه عویش و انوار

### قصده

زهی خیال تو مرآت قدس نورانی	زهی خیال تو مرآت قدس نورانی
لواح دل تو نور بار صبح وجود	لواح دل تو نور بار صبح وجود
نگار صورت تو کار نامه ایجاب	نگار صورت تو کار نامه ایجاب
خیمه رای تو آب و رنگ نور بخت	خیمه رای تو آب و رنگ نور بخت
دقائق تو هم آواز لوح محفوظ است	دقائق تو هم آواز لوح محفوظ است
و میکده نور ضمیر تو لمعه ریزان شد	و میکده نور ضمیر تو لمعه ریزان شد
هوای مقدم تو صبح جنت فردوس	هوای مقدم تو صبح جنت فردوس
نسیم گلشن فیض تو مایه اشباح	نسیم گلشن فیض تو مایه اشباح
شهود از رخ تو راز دان تطهیر	شهود از رخ تو راز دان تطهیر
ثبات کون ز کون تو بخت پایه	ثبات کون ز کون تو بخت پایه
زهی خیال تو الماع آفتاب قدیم	زهی خیال تو الماع آفتاب قدیم
زهی خیال تو مصباح نور ریزدانی	زهی خیال تو مصباح نور ریزدانی
سواطع رخ تو آفتاب عرفانی	سواطع رخ تو آفتاب عرفانی
صیر خامه تو نقش بند اکوان	صیر خامه تو نقش بند اکوان
ضمیر پاک تو مرآت راز حقانی	ضمیر پاک تو مرآت راز حقانی
حقائق تو هم آهنگ راز تشرانی	حقائق تو هم آهنگ راز تشرانی
خرد چو دیده خفاش گشت طلمانی	خرد چو دیده خفاش گشت طلمانی
در آبی محل تو غنایب رضوان	در آبی محل تو غنایب رضوان
شمیم گیسو تو خلق تو طبع روحانی	شمیم گیسو تو خلق تو طبع روحانی
وجود از دل تو محو سر و حدان	وجود از دل تو محو سر و حدان
ابر شکوه زلم تو حصر عرفانی	ابر شکوه زلم تو حصر عرفانی
زهی خیال تو شرار نور حسانی	زهی خیال تو شرار نور حسانی

تکلم تو زوایا سنج از ترانه کن  
 رموز کوه فیض عیان فیض مش  
 لموع نیز فیض تو لعل اشراق  
 بآن غایت که در کارگاه علم زلف  
 لعل فیض اشراق نیز من عین  
 به طبع باطن و قهر محجب افلاک  
 بقدر نقش طرازی که بر صفای خاک  
 بصانعی که کشد بر لوح اصحاب  
 بجوشن تلبیه محراب بیت الله  
 بگرمی لمعات شرار سوزش عشق  
 که ذات است ز مشکوة احمد مرسل  
 مقام پاک تو او رنگ کعبه دیدار  
 مقاصد تو تحیر و مزاج محمول  
 بکافیه فیض تو شرار آفتاب کمال  
 محاکات تو که رموز کتاب محفوظ است  
 معادته بگی عتدای لایخ  
 که از توبی می برد عالم کون  
 شهابیه بین بل من که نغمه حصیان  
 دمی که بکن بر خیمه سینه من

تبسم تو شکر خند صبح امکانی  
 خطاب تو زنج آمد به نام طانی  
 سطح اشرف طلق تو لعل طریقی  
 زین جبر و دست شریف رطانی  
 که کارگاه جهان در کف نورانی  
 که سقف گشته با وج خیام اکوانی  
 کشد از قلم صنع نقش بلدانی  
 شیون تقلبات طباع دلدانی  
 بزین طینتی عاکفان لبنانی  
 پیشوخی ازلی جمال نورانی  
 فروغ بخشش کائنات امکانی  
 مسیر قدس تو افراشت بزم یزانی  
 مطالب تو دقایق فروش یزانی  
 فروغ روی تو خوشید نور سبحانی  
 بکر طبع خرد خون زلف کرماتی  
 غوامض تو تحیر فروش لقمانی  
 که گشت مرشدان سوز قرآنی  
 بود ظهور عیالات لوح پیشانی  
 که تابان رخ پر نور ظهور عینانی













لے کر چلے گئے

لَدُنِّي تَرِيَانٌ وَآلَا الْعِلْمُ بِاللَّهِ تَعَالَى قَالَ ابْنُ سَعْدٍ وَدَلِيلُ الْعِلْمِ بِكَذَرَةٍ  
 الزَّوَايَةِ إِنَّمَا الْعِلْمُ الشَّكِيَّةُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا الْعِلْمُ نَوْحٌ يَقِينٌ فِيهِ اللَّهُ فَالْقُلُوبُ  
 حَمَلٌ بَاطِنٌ عِلْمُ بَاطِنٍ أَمَّا كِتَابُ سُنَنِ عَرَضَ كُنْزُهُ أَنْزَلَ حَقَائِقَ وَارِبَاتٍ لِيَاثِ  
 شَرِيعَتِ حَقِيقَتِ مَنَافَاتِ نَيْسَتِ أَيْسِيَشِيَانِ بَسِيْ بَارِبِ حَقِّ وَصَفَا جَانِغِيَّتِ  
 عَرِيقَتِ كُنْشَتِ أَنْدَشَلِ جَنِيدِ بَدَادِي مَشِيخِ عَجْدَانِ وَجَلِيلِي وَأَبْنِ فَارِضِ  
 وَشَمْسِ الدِّينِ بَاطِنِي الْكَلِي وَعَلِي بْنُ فَاشَانِ لِي وَشِيخِ مُحَمَّدِي الدِّينِ بْنِ جَبْرِ مَشِيخِ شَهَابِ الدِّينِ  
 سَهْرُورِي وَخَوَاجِ مُحَمَّدِ بَارِسِ الْقَشْبَنِي وَشِيخِ مَجْدُودِي شَانِي وَكَوْكَارِ كَاكِ حَرَمِ الشَّهْرِ  
 عَلَيْهِمْ كَذَرِ شَانِ مَوْجِبِ طَابِ سُنَنِ وَحَدِيثِ وَارِسَتِ الْعُلَمَاءِ وَرِثَةِ الْأَخْبِيَاءِ  
 سَمَائِشِ أَيْسَتِ كَذَلِكِ غَايِي غَايِي وَمَعَارِفِ وَارِثِ أَنْبِيَاءِ بَدِيدِ أَنْزَلَ وَارِثِ بَنُوَّةِ بَرِيدِ  
 قَسَمَتِ أَوَّلِ وَارِثِ غَايِي وَوَسْمِ وَارِثِ بَاطِنِي أَيْسِي شَرِيعَتِ سَابِ  
 عِلْمِ كَسَمِيَّةِ غَايِي تَيَانِ دَلِيلِ حَقِيقَتِ وَارِثِ عِلْمِ وَبَهِيَّةِ بَاطِنِي شَرِيعَتِ مَنَاجِيَّتِ  
 غَايِي هَسَتِ حَقِيقَتِ مَنَاجِيَّتِ بَاطِنِي زِيرِ عِبَارَتِ شَرِيعَتِ مَنَاجِيَّتِ الْإِنْشَارَاتِ  
 أَحْكَامِ وَمَعَارِفِ وَحَقَائِقِ بَدِيدِ كَذَلِكِ تَعَالَى جَلِ شَانِ أَصْفِيَاءِ وَصِدِّيقِيْنَ إِبْرَاهِيمِ الْمَلْعُودِ  
 پَسِ أَنْبَاطِ عِبَارَتِ شَارَاتِ الْمَلْحِ شُودَنَ أَنْبَاطِ عِبَارَتِ وَحَدِيثِ وَارِسَتِ فَضْلِ  
 الْعُلَمَاءِ عَلَى الْعُلَمَاءِ كَقَصْدِ عَلَى أَمْتِ دَرِينِ حَدِيثِ مَرَادِ عِلْمِ مَنَاجِيَّتِ وَارِثِ طَلَقِ  
 وَغَمَاقِ غَيْرِ نَيْسَتِ بَلْكَ عِلْمِ بَدِيدِ تَعَالَى وَتَوَقُّتِ يَقِينِ هَسَتِ أَمَامِ شَانِغِي بَاوُفِ جَابِلِ مَنَاجِيَّتِ  
 بَاشِيَبَانِ اَعْمِي مِي نَشْتِ وَارِثِ مَسَائِلِ مِي پَرَسِيدِ أَنْبَاطِ شَانِغِي پَرَسِيدِ كَذَلِكِ شَمْسِ  
 اَزِينِ بَدِيدِ سَوَالِ كَذَلِكِ اَمَامِ مَرُودِ كَذَلِكِ اَوْفَقِ لِمَا عَلِمْتُمْ كَذَلِكِ عَشِيَبَانِ بَدِيدِ مَنَاجِيَّتِ  
 اَعْمِي بَدِيدِ وَجَلِيلِ اَعْمِي شَانِغِي اَمَامِ اَلْاَمَةِ سَوَالِ كَذَلِكِ عَشِيَّتِ شَانِ اَعْمِي اَعْمِي اَعْمِي اَعْمِي



ابن تیمیّه غفرلہ ایضا این اجتماع دارد و می گوید که شیبیان بعد شافعی نبود مگر بن کار قابل  
 اعتدال نیست زیرا که امام اسلام مثل قشیری و ابن جوزی قابل با جماع بوده اند چنانچه  
 ابن جوزی نقل کرده که امام احمد و شافعی بر شیبیان گذشتند امام احمد گفت که ازین راجع  
 سوال می کنم بستم چه جواب میدید شافعی منع کرد امام احمد باز نیامد پرسید که اگر شخصی  
 چاکریت نماز بخواند و در سجدهات باطله سهو کند پس کلام او را لازم می شود شیبیان گفت  
 بر مذہب من یا بر مذہب ایشان امام احمد گفت که این هر دو یک مذہب است بود و اند شیبیان  
 گفت که نزد شما لازم است که دو کثرت نماز ندارد و سجده سهو کند و در زمین این شخصیت که طلب  
 غافل است بر دو واجب است که قلب خود را احتساب کند تا تحکیم این غفلت نشود امام احمد  
 پرسید که اگر کسی مالک چهل گوشت فروید و بر روی مال گشت پس چه کند شیبیان فرمود  
 که نزد شما بر یک گوشت لازم آید و در زمین بنده و با وجود مالک کدای شئی نمی شود  
 از استماع این کلام امام احمد از پوشش رفت هر گاه به هوش آمد امام احمد و امام شافعی راه  
 خود گرفتند امام مجتهدین مثل شافعی و غیره برین معنی اعتراف دارند که علمای باطن را بر علمای  
 ظاهر فضل است **احمد و حرم تابعین رضی اللہ عنہم** چنانکه جمیع علوم را از صحابه آموختند و فنون را  
 به تبع تابعین تعلیم کردند همچنان علم زهد و معارف و احوال اجتہاد و عبادت احسن بصری  
 و مالک بن دینار و ثابت بنانی و طرف بن عبد الله و ادیس قرنی و ربیع بن خثیم و حماد  
 از امام زهد و عبادت و حفاظ طریقی معارف بودند حسن بصری امام الائم بود و برود  
 علوم اختصاص و خصوص محبت غالب بود و بر مذہب تصوف باشارات و عبارات  
 شایع بود و برای علم باطن تصوف و نک احکام خاص و شمس عبد الواحد بن زید  
 و مالک بن دینار و غیره از امام حسن بصری و علوم خصوص محبت و وجود و صفاتی از کار علم

احمد و حرم تابعین رضی اللہ عنہم  
 در تفسیر و در کلمات و در احادیث



عَنْ ذِكْرِ نَبِيِّهِ اللَّهِ وَقَدْ لِمِمْ مَسْنَمَ لِنَسِي عَمَلَهُ وَمِنْ ذِكْرِ اللَّهِ  
 هرگز نیست الله تعالی دست ائے سائے آرد یا کند عمل خود را از پیش کند در هر که الله تعالی  
 لِنَسِي نَفْسُهُ وَمِنْهَا يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ  
 یا کند نفس خود را از پیش کند ائے اهل کتاب بیایید بر سر کلمه که میان  
 بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ بَعْدَ غَدَاةٍ مِنْ مَوْجِيهِ دِينِ آبُوبُرْ  
 ۱ و شمار بر است پیش کنید اگر ندانستے تعالی را \* \* \*  
 که در حسن کلام و تصوف تعبید طولانی داشت درین وقت سری سقطی اسحاق  
 ابیان و حداد و کبیر و ابو حمزه بغدادی و حارث بن اسد المجاسی و احمد بن سروق  
 و ابو الحسن بن زنی و ابن ابی الورد و نصر بن بجاوش و لثنی و احمد بن عمرو بن ابی حاتم  
 و شامی و بن حشیم و محمد بن اسماعیل و دیگران که هر یکی از ایشان در شمار تصوف آقبالی بود  
 و بسبب صحت مذہب و حقائق تصوف قبولیتی در خاص عام می داشتند و بنید  
 بن محمد در درین وقت از مریدین به مجالس حسن موحی بود و بعد موحی ابو حمزه  
 که از ایشان گردان حسن موحی بود و موحی ابو حمزه را استاد می گفت ابو حمزه مقبول  
 معروف در تصوف بود و او را حلقه در جامع بود که در آن متوفین جمع می شدند و  
 اهل این مذاہب بگرمی آمدند و ابو حمزه را امام بن حنبل و رسالت باین طور خطاب  
 می کرد یا خدایم ما نقول عینی مسئلتی که او کن اتمل  
 تصوف و غرائب امور درین وقت بشر بن حارث و معروف کرخی و سری سقطی  
 و محمد بن منصور طوسی و حسن موحی را بود و سرگاه ابو حمزه در جامع نشست و مجلس  
 او حارث بن اسد المجاسی و احمد بن سروق و بنید بن محمد و غیره در محرم

این مذهب  
 در میان  
 ملاحه  
 و سنی  
 و شیعه  
 و زیدیه  
 و مصلحیه  
 و غیره  
 و در میان  
 اهل بیت  
 و غیره  
 و در میان  
 اهل بیت  
 و غیره



جمع می شدند و تصوف در کمال بود و ابو حمزه در ربط علوم معارف از استاد  
خود که حسن موسوی بود قدمی بیش و شصت بعد وفات ابو القاسم  
جانب بن محمد و جامع بجا نشیست تمامی متصوفین و طایفه اتباعش در آمدند  
کلاسش جمع و اعرف و احسن از کلام استاد و استاد استاوش بود و بر  
اترآن خود گوئی صفت بود و مبصرین بر اوست و بطالت او در فن تصوف  
نبردند و درین وقت بر صفویه از دست فرقه طائیفه که قصه اش  
طویل است جیفی رفت تا آنکه گروهی از متصوفین مجوس گردیدند این سان خود  
سکه بخری اتفاق افتاد و درین فتنه محنتی عظیم بر صحاب بشر بن الحارث  
معروف کرخی و صری صفی و غیره افتاد چون فتنه فرو نشست بنیدین  
صحت نایب ده شدند و مذهب تصوف گردید بقیه مشایخ پیروان و وار  
گرفتند جمع آمدند مثل ابی العباس بن سریق و اسمیل بن بکر و کبری و موسی اخفا  
و ابی جعفر الحاکم و ابراهیم النباطی و ابی جعفر بن اوسب و ابی محمد الحدری و ابی  
احمد قلانسی و یعقوب الزیات و ابی العباس بن عطاء و غیرهم و هم نشاندگان  
افصح مشایخین در علم تصوف بودند و در صفائی احوال متوحید و مواجید و معارف و مشایخ  
و حضور کلام کردند و در علوم خود اشاعت و ترویج کردند تا بجزایران کسی دیگر  
نه شناسد و حقائق تصوف از نا اهل محفوظ اند این وقت سرای دنیا از آن متصوفین  
و مشایخ کبری محمود بود و آفتاب علم تصوف بر دایره نصف النهار تابان بود  
طایفین در کتاب بتزدد و اخلاص و توکل و زهد و صبر و جفا و فی احوال  
و الحقیقه و جبهه ای که در هر یک از این معارف است بجا می آید و در آنکاه تمام حاصل





از رسال غزالی و آداب المریدین شیخ نجیب الدین سهروردی و قوت القلوب  
 ابی طالب مکی بعض کتوبات جلد ثالث حضرت مجدد الف ثانی و دیگر ائمه سلوک  
 امام شعرانی در ریاض القیوت و الجواهر این بیان را بحال ضاحت بحکامته خیا  
 شیخ محی الدین عنی نقل می کند اعْلَمُوا أَنَّ أَهْلَ اللَّهِ لَهُمْ يَضْعُوْنَ الْأَشْيَاءَ  
 الَّتِي اضْطَلَعُوا عَلَيْهَا فِيمَا بَيْنَهُمْ لِأَنْفُسِهِمْ فَإِنَّهُمْ يَعْلَمُونَ  
 الْحَقَّ الصَّريحَ فِي ذَلِكَ وَإِنَّمَا وَضَعُوْهَا مِنْعًا لِلَّهِ خَيْلِ  
 بَيْنَهُمْ حَتَّى لَا يَرَوْا مَا فِيهِ شَفَقَةً عَلَيْهِ أَنْ يَسْمَعَ شَيْئًا لَمْ يَصِلْ  
 إِلَيْهِ فَيُنْذِرَهُ عَلَى أَهْلِ اللَّهِ فَيَعَاقِبُ بِحُرْمَانِهِ فَلَا يَبَالُ لَهُ  
 بَعْدَ ذَلِكَ أَحَدٌ اَلْمُرِيدُ نَسِيتُ كَيْفَ بَرَزَ مِنْهُ صُوفِيٌّ نَسِيتُ مَخْتَلِيَّ كَيْفَ بَرَزَ  
 مِنْهُ مَطْلُوعَاتُ خُودِ نَجْوَى بِدَايَةِ مَكشُوفٍ مِيْكَرُودٍ حَتَّى كَانَهُ الْوَاضِعُ لِدَلَالَةِ الصَّطَاحِ



بمطابق کلام شمس خود مطابق چکمت که بر وزن زحمات تعلیم تو علم بر صراطا حیات آن  
 امکان ندارد اگر ابل انکار از جاوه حد بر آید طریق ابل اسد بر گزینند  
 این انکار و حد و پر شود و همان صراطا حیات بر زبان حال و قال ایشان جاری گردد  
 که بر زبان این طائفه جاری است آنچه این قوم می گویند همه از تعلیم الهی است  
 که بر قلوب شان از مبدی فیاض مطابق شریعت می ریزد حق جل شانزه آنست باید  
 عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ کما اینکه حد را گزاشته در اعظم بنظر احوال  
 داشته اند در ایشان استعداد این معنی نیست که از مبدی فیاض کتاب الوار  
 معلوم نمایند فکر هر کس بقدر حکمت اوست **استبها** اگر علوم صوفیه  
 می بود پس الله مجتهدین دین باب توجه می کردند لیکن از الله مجتهدین هیچ یکی  
 در تصوف ساله نه نگاشته **استبها** الله مجتهدین به وجه التفات باشاعت  
 علم تصوف نکردند **اول** امراض سلب در زمین الله شائع نشده بود تا ضرورت  
 بیان طرق علاج داعی باشد چون ریا و حد و کبر و عجب و غل و حقد ظاهر شد  
 دین باب رسائل مستقله مدون کرده شد و دوم الله مجتهدین با عظیم متوجه نبود  
 از آن فرصتی نیافتند تا بامر دیگر متوجه شوند همچون جمع اوله شریعت  
 و بیان ناسخ و منسوخ و مفصل و مجمل و تمهید قواعد مردم بآن متوجه شوند اگر قواعد شریعت  
 که آنرا مجتهدین محمد کردند نمی بود کس اعمال ظاهر و باطنه را نمی شناخت  
 پس استغفار الله مجتهدین باین سوا هم بود به نسبت تالیف سائل بعلم تصوف **استبها**  
 صوفیه بنظر کتاب و سنت چه امتوجه نشدند آیا این امر ایشان را کافی نبود  
**استبها** چون صوفیه عارفیه تحصیل علم باطن پرور شدند لهذا توجه این را الله

استبها اگر علوم صوفیه متوجه می بود پس الله مجتهدین دین هیچ یکی در تصوف ساله نه نگاشته

صوفیه بنظر کتاب و سنت چه امتوجه نشدند آیا این امر ایشان را کافی نبود











## خوش گشت آنکہ گفت

ز ابلیس لعین بے مشہادت اگر از دیوارت آید گاہ از بام اكرامات تو اندر حق پرستی اكرامات تو گردد در خود نمائی ست ہمہ روی تو در خلق ست زہنہا	شود پیدا ہزاران خرق عادت گہی بر دل نشیند گہ بر اندام جز آن کہ وریا و عجب مستی تو فرعونی و این دعویٰ خدائی ست مٹن خود را درین علت گرفت
---	---

حضرت مخدوم الملک بہاری رح در مکتوب ہشتم می فرماید کہے کہ اور محل ولایت باشد با کرامت آرام گیر و خود حاصل کر مت نشا سدا ز بہر انکہ خدا نہ برود چیز و ہر چیز کہ ضدین باشد روانا باشد کہ حکم این سیکے حکم آن دیگرے باشد تحقیق ضدیت را بزرگان کرامات بدین چشم نگزد و سیکے از ایشان گفتہ است کہ بت اندر عالم بسیارست یکی از بتان کہ مت ست تا کافران بت تعلق کنند اعدا باشند چون از بت تبر کنند اولیا گردند بت مازقان را کرامات مت اگر با کرامات بیا ریند محبوب و معزول گردند و اگر از کرامات تبر کنند مقرب گردند و معزول گردند عزیزے گفتہ است قطع

ز اہل ان اجنت الفردوس باید نگاہ لطف اور اعام و خاص نیک بیابند	عاشقان را لذت اندر قصر زمان و بس قہر اوریشیں فقر کا گرم دان ست و بس
--	--

از نیجات کہ چون خداے عزوجل مریشان را چیزے از کرامات پیدا آرد اندر دل ایشان خضوع و خشوع زیادہ گردد و قل و تو خضع بیش از ان باشد کہ بدو ترس و خوف زیادہ از ان آید کہ بہر کمال ان سائنیں با کبریا بہر بلطاعتی آید پس اندر ان

طاہر بن زکریا  
مکتوب مخدوم الملک بہاری رح  
بہر کرامات و عجب مستی  
تو فرعونی و این دعویٰ خدائی ست  
مٹن خود را درین علت گرفت  
حضرت مخدوم الملک بہاری رح  
در مکتوب ہشتم می فرماید کہے کہ اور محل  
ولایت باشد با کرامت آرام گیر و خود حاصل  
کر مت نشا سدا ز بہر انکہ خدا نہ برود چیز و ہر  
چیز کہ ضدین باشد روانا باشد کہ حکم این  
سیکے حکم آن دیگرے باشد تحقیق ضدیت را  
بزرگان کرامات بدین چشم نگزد و سیکے  
از ایشان گفتہ است کہ بت اندر عالم بسیارست  
یکی از بتان کہ مت ست تا کافران بت تعلق  
کنند اعدا باشند چون از بت تبر کنند اولیا  
گردند بت مازقان را کرامات مت اگر با کرامات  
بیا ریند محبوب و معزول گردند و اگر از کرامات  
تبر کنند مقرب گردند و معزول گردند عزیزے  
گفتہ است قطع



در سفر خویش بلباب رسید که کشتی نداشت و زحمتش گزشت که بی  
 کشتی چون گزم و مال را بی در میان آب پدید آمد فریاد برآورد که المکر المکر  
 و بار گشت و اینجا سریت لطیف و آن آنست که صحت ولایت متعلق است  
 باعراض از غیر دوست و ترک دادن بحیث ترک و اخذ نماند و اقبال و عرس  
 مخالف یکدیگر اند چون کرامات اقبال کرد و کرامات دید و بران ختم کرد و از  
 کمر اعراض نمود و بغیر دوست اقبال کرد و لاویذ مع الاعراض ولایت  
 باعراض هرگز نبود در مکتوب و بهم مذکور است در معجزه اظهار شرط است  
 و ذکر است که همان شرط است و دیگر آنکه بدانند که این معجزات است پیش از  
 آمدن خبر دهند از معجزات اما اولیایانند که این کرامات است و از حقن کرامات خبر  
 ندانند پیش از آمدن کرامات خبر نرسند و این بیان اصل است که ولی رحل  
 ولایت ثابت نگردد تا خویش را اکثرین همه خلق ندانند چون خویش را بدین  
 او را دعوی کرامت کی بود و چون دعوی نباشد از آمدن و رفتن کرامت چه  
 خبر دارد و گفتند هرگز از حق جز حق چیز بیاید و ارقام ولایت نیست چون  
 دعوی کرامت کند از دوست بخودت خواست پس این نفی ولایت باشد  
 ثبوت ولایت باز در همان مکتوب می فرماید اما اتفاق کرده اند مشایخ این طائفه  
 و جمله اصل است و جماعت بر آنکه روا باشد که فعلی تا قضا عادت مانند معجزه انبیا  
 و کرامات اولیا پدید آید بر دست کافر و کسی را اندر کذب وی شک نیفتد  
 و این چنان بود که فرعون چهار صد سال عمر یافت که دس را اندران میان  
 هیچ جای نمی نمود و آب از پس دس بیایا رسید و چون ابوابی تا آب

معجزات است از کرامت  
 نفی مخالفت و اقبال  
 باعرض و اقبال  
 و کرامات است از معجزات  
 از کرامات است از معجزات  
 از کرامات است از معجزات



بایستاد و چون او برفت آب برفت و هیچ قاتل با اینجانب مشبہ نیفتد و سائل که او دعوی  
 خدای می کرد زیرا که همه مصلحتات تقوی و مقررند که خداوند جسم و جوهر و خورد و خورند و خندند  
 و رنده و آینه و گوشت و پوست نیست و اگر چنین افعال ناقص بروی بسیار  
 پدید آمد بهیچ قاتل ابر کذب و دعوی و شک نبود و مشبہ نیفتاد و  
 زیرا که اگر چنین چیز از خلاف عادت که بروی پدید آمد که راست به خواہنگند  
 هزار چیز ظاہر که بروی پدید آمد است شاید است بر کذابی و سبب آن مشبہ را  
 دفع کند و مانند این را حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سر عبادت همانست  
 خبر داده است کہ اندر آخر الزمان و قال خواهد آمد و دعوی خدای خواہد کرد و گوید  
 انگینہ کی بر است و سبب دیکے پر چپ می رود این کو کہ بر است بود  
 با حاکمان غیب بود و آنکہ بر چپ و سبب بود و جاگاه مذاب بود و گوید این بہشت و این  
 و فرخ ہر کہ بن ایمان بسیار و اور اندین بہشت اندازم و ہر کہ بن ایمان بسیار و اور  
 اندین و فرخ اندازم و حق تعالی بہت و سبب کے را میراند و یکے را بنیاند  
 این ہمہ کہ یاد کردیم مانند معجزہ و کرامات است و حق تعالی ہمہ دشمن ابدی  
 از بہر آنکہ اینجانب مشبہ نیفتد کہ ہر کہ بہت دانند کہ ہر کہ بر فرشتہ خدای نبود و اسحر  
 خدائے نبود و خورد و خورند و خستند و خدائے نبود پس این استدراج و کفر بود و معنی استدراج  
 آن بود کہ ایشان ہر چند بے حرمتی کنند ایشان را با سانی و ہر او گرا و تاد  
 بے حرمتی و تمردی خویش ہلاک شوند چنانکہ با فرعون کرد اگر مرد آب روان  
 نکرے و دعوی خدای باز گشت و معنی مکر آن باشد کہ نجات نماید و ہلاک آرد  
 و غر نماید فل آرد ہی نماید و ہلاک آرد با عدلین صفت باشد یعنی ہر کہ دشمن را

بیزرے ازین معنی بہرند ہمہ استدراج و مکر باشند پس این سہ گونه از امتیاز دہند و  
اولیاد دہند و اعدا را دہند اما انبسیار امجرات باشند و اولیاد اکرامات باشند و  
اعداد اکرو استدراج باشند باز در ہین مکتوب تحریر می فرمایند تا یکے از مشائخ  
چنین گفتہ است رحمہ اللہ علیہ کہ بت اندر عالم بسیارست یکی از ہنایان این طالبانہ  
کہ اہانت تا کافران را بابت تعلق بود اعدا باشند چون از بت روے گردند  
و بت را کنند اولیاد گردند ہمچنین بت عارفان کہ اہانت اگر با کرامات سکون گیرند موجب  
گردند و اگر از کرامات اعراض نمایند و بت را کنند قرب و شکوف گردند

ہرگز نشود اے بت بگزیدہ من	مہرت ز دل و نہالت از دہد ہمن
گر از پس مرگ من بجوئے یابی	آن ذوق در استخوان ہوسید ہمن

و این سہ اہانت کہ در مکتوب بے تحریر افتادہ است کہ صحت اہانت متعلق باعراض یا غیر  
دوست و ترک یا دون اکیمب و ترک و اخذ ہر دو عند اند چون بکرامات اقبال کرد  
و کرامات دید و بر کرامات اعتماد کرد از دوست اعراض کرد و بخیر دوست اقبال نمود  
و لا بقاء لِّلْعَالَمِیْنَ مَعَ الْاِحْرَاضِ عَنِ الْحَبِیْبِ وَالْاِقْبَالِ اِلٰی غَیْرِ الْحَبِیْبِ  
نقل است کہ وقتی سلطان العافین خواجہ بایزید بطامی راوسفرازی پیش آمد کہ  
بکشتی باید گزشت و کشتی حاضر نبود و خاطرش آمد کہ چگونه گزرم در حال بید کردی  
آب راہ پدید آمد فریاد برآمد و گفت الکر الکر و باز گشت و گفت سہ

من بگرمائی قیامت خون جگرم برآورد	جوی شیر آزارنا کو تشنہ کو شر بود
----------------------------------	----------------------------------

و دیگرے برین معنی اشارت کردہ است	سہ
----------------------------------	----

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد	یا با کسی دیگر آشنا خواہد شد
--------------------------------	------------------------------

سہ  
بایک از دوست  
تیم و تیم دوست  
راہ و شمشیرانی

از مھر تو بگسلہ کردار دوست      در کوئے تو بگزود کجا خواہد شد

اے برادر آخر شہیدہ کہ اِنَّ الْحَبَّ اَقْلُ لَهُ حَيَوةٌ وَآخِرُهُ مَمَاتٌ  
وَآوَلُهُ خَطْلٌ وَآخِرُهُ قَتْلٌ اَوَّلُ مَحَبَّتِ حَيَوةٌ سِتِّ وَآخِرُ شَمَاتِ  
اَوَّلُ مَحَبَّتِ مَمَاتٌ وَآخِرُ شَمَاتِ قَتْلٌ وَآوَلُهُ كَرَامَةٌ وَآخِرُهُ غَرَامَةٌ  
وَاَوَّلُ شَرِّ مَمَاتٍ وَآخِرُ شَرِّ غَرَامَتِ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ بن سُلَیْمَان  
در مکتوب صد ہفتم از جلد اول کہ بہ محمد صادق کشمیری عدد و یافتہ و دو صد و  
شانزدہم از جلد اول کہ بہ رزا حاتم الدین شریف تحریر یافت کہ مال بسط تحریر  
فرمودہ اند بآن رجوع آوردہ شود کہ جن بیشترے از شبہات کند در باب ہشتم از  
پنج از فتوحات مکتہ مذکور است کَمَا اَنَّ الْاٰیَاتِ وَالْکَرَامَاتِ وَحَبَّ  
عَلٰی الرَّسُوْلِ اِظْهَارُهَا مِنْ اَصْلِ دَعْوَاهُ لَكَ يَحِبُّ عَلَى الْوَلِيِّ السَّابِغِ  
سِرِّهَا هَذَا مَذْهَبُ الْجَمَاعَةِ لِاَنَّهُ غَيْرُ مُدْجِعٍ لَا يَنْبَغِي لَهُ الدَّعْوَى  
قَوَانِہُ لَیْسَ بِمُشْرِعٍ

۱۰ فتوحات کہ فی اسرار المالکینہ و الملکیۃ از عمہ و اواخر تصانیف شیخ محمد الدین بن عزیزی المتوفی  
۷۳۰ است شیخ فرماید کہ ہر گاہ برائی حج و عمرہ فرمہ در گم گشت کہ آن بسے و صرف نظام و در آن چہ حق تعالی بسا  
اطلاق دادہ ہر گاہ تار باب لایۃ ازان نامہ بردارند ترتیب البواب بمقتضای کلمہ و نظر نیست بلکہ بہدایت ملک الہام  
ست گاہی کلامی و جہی مذکور می شود کہ آنرا علاوہ از اقبال و مابعد نمے باشد و این مشاہدہ بہت بقول حق تعالی علیہ السلام  
مَعْلٰی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوۃُ الْوَسْطٰی کہ در آن آیات طلاق و نکاح و عدت و ذات و ذکر فرمودہ در سلسلہ از تحریر فتوحات مذکور  
است دادہ افکوس کہ بچہ بیان در فتوحات اسرار چہند طلاق ملک الہام نیست جماعت حج کوہ اند و نا و فغان اَبَلِ سَیِّئَاتِ  
اگر کسی زندہ شمری چنین نہیں فتوحات و ممل فتوحات یافتہ کہ باین عبارات پاک صاف بنزد ہر

صحت خود را باین بیان ادا کنی تا بر سر طہارت و استغفار

۱۲

۱۳  
چنانکہ از این عبارت  
انبا علیہ السلام  
واجب است باین  
کرم برادرانند  
واجب میباشد باین  
مسک جماعت بزرگو  
نیچہ عیون نیست  
و علی و علی بن ابی طالب  
و در عین حقانی سزاوار  
ولی علی بن ابی طالب





عَنْ أَبِي نُضْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَرَوْنَ أَنَّ  
 مِنْ سُكْرِ النِّعْمَةِ أَنْ يُحَدِّثَ بِهَا بَرَكَاهُ زُرْدًا لِحُلِّ وَعَقْدٍ ذَكَرْتُ شُكْرَ نِعْمَتِ  
 بِأَشَدِّ جِزْرِ النِّعْمِ أَبِي بَرَزَانَ زُرْدًا عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُنْبَرِ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ  
 الْقَلِيلَ لَمْ يَشْكُرْ الْكَثِيرَ وَمَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ وَاللَّحْدُ  
 بِنِعْمَةِ اللَّهِ شُكْرٌ وَتَرْكُهَا كُفْرٌ وَالْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ يُعْنِي سِرُّ عَالَمٍ صَلَّى عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ بِرِسْمِهِ فَمَرَّةً بَرَكَةُ شُكْرِ قَلِيلٍ نَكَرَتْ شُكْرَ كَثِيرٍ كَرِهَتْ شُكْرَ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ  
 شُكْرُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ نِعْمَةَ اللَّهِ شُكْرُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ وَتَرْكُهَا كُفْرٌ وَجَمَاعَتُ حَمَتِ  
 آيَاتِ اللَّهِ حَيْثُ يَرَى ظَاهِرُهَا أَنَّ نِعْمَةَ بَارِي تَعَالَى رَافِعَتُ فِي نَفْسِ مَنْ كُنْتُ  
 بِسُكْرِ نِعْمَةِ اللَّهِ كُفْرٌ شُكْرُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ بِأَشَدِّ ضَرُورٍ أَلَّا يَجِدَ فِيهِ حَيْثُ ضَعِيفٌ  
 سَتَ مَرْجُونٌ دَرِينٌ بَابُ إِعَادَةِ كَثِيرٌ وَوَرْدَانُ وَنِزْدِ فَضَائِلِ أَعْمَالٍ عِلَلُ بَحْثِ  
 ضَعِيفٌ صَحِيحٌ مَتَّعَ الْإِنْسَانَ تَجَاجُجًا بِأَشَدِّ أَمَامَ شُرْعَانِي وَطَائِفِ الْمُنِينَ وَالْأَخْلَاقِ  
 فِي بَيَانٍ وَجُوبِ التَّحَدُّثِ نِعْمَتِ اللَّهِ عَلَى الْإِطْلَاقِ مِثْلُ طَرِيقٍ وَقَدْ رَوَى  
 الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمَا مَرْفُوعًا التَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ مُزَادٌ فِي  
 رَوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ وَتَرْكُهَا بَعْضُ الشُّكْرِ كَقَوْلِي عَنِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٌ نِعْمَتِ اللَّهِ  
 شُكْرُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ وَتَرْكُهَا كُفْرٌ وَخَرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي  
 نُضْرَةَ الْعُقَارِيِّ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَرَوْنَ أَنَّ مِنْ شُكْرِ النِّعْمَةِ  
 أَظْهَارُهَا وَالتَّحَدُّثُ بِهَا يَقُولُ تَعَالَى لَا تَنْشْكُرُونَهُ لَوْلَا رَيْدُكُمْ  
 وَلَكِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ لَشَدِيدٌ فَتَوَعَّدَهُمْ عَلَى كُفْرِهِمْ

نقل فی کتاب التَّحَدُّثِ بِالنِّعْمَةِ  
 استدل بقرینة ثبوت النِّعْمَةِ  
 من شُكْرِ النِّعْمَةِ أَنْ يُحَدِّثَ بِهَا  
 بَرَكَاهُ زُرْدًا لِحُلِّ وَعَقْدٍ  
 ذَكَرْتُ شُكْرَ نِعْمَتِ اللَّهِ  
 بِأَشَدِّ جِزْرِ النِّعْمِ أَبِي  
 بَرَزَانَ زُرْدًا عَنْ النُّعْمَانِ  
 بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
 الْمُنْبَرِ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ الْقَلِيلَ  
 لَمْ يَشْكُرْ الْكَثِيرَ وَمَنْ لَمْ  
 يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ  
 وَاللَّحْدُ بِنِعْمَةِ اللَّهِ شُكْرٌ  
 وَتَرْكُهَا كُفْرٌ وَالْجَمَاعَةُ  
 رَحْمَةٌ يُعْنِي سِرُّ عَالَمٍ  
 صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِسْمِهِ  
 فَمَرَّةً بَرَكَةُ شُكْرِ قَلِيلٍ  
 نَكَرَتْ شُكْرَ كَثِيرٍ كَرِهَتْ  
 شُكْرَ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ نِعْمَةَ  
 اللَّهِ شُكْرُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ  
 وَتَرْكُهَا كُفْرٌ وَجَمَاعَتُ  
 حَمَتِ آيَاتِ اللَّهِ حَيْثُ يَرَى  
 ظَاهِرُهَا أَنَّ نِعْمَةَ بَارِي  
 تَعَالَى رَافِعَتُ فِي نَفْسِ مَنْ  
 كُنْتُ بِسُكْرِ نِعْمَةِ اللَّهِ كُفْرٌ  
 شُكْرُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ بِأَشَدِّ  
 ضَرُورٍ أَلَّا يَجِدَ فِيهِ حَيْثُ  
 ضَعِيفٌ سَتَ مَرْجُونٌ دَرِينٌ  
 بَابُ إِعَادَةِ كَثِيرٌ وَوَرْدَانُ  
 وَنِزْدِ فَضَائِلِ أَعْمَالٍ عِلَلُ  
 بَحْثِ ضَعِيفٌ صَحِيحٌ مَتَّعَ  
 الْإِنْسَانَ تَجَاجُجًا بِأَشَدِّ  
 أَمَامَ شُرْعَانِي وَطَائِفِ  
 الْمُنِينَ وَالْأَخْلَاقِ فِي بَيَانٍ  
 وَجُوبِ التَّحَدُّثِ نِعْمَتِ اللَّهِ  
 عَلَى الْإِطْلَاقِ مِثْلُ طَرِيقٍ  
 وَقَدْ رَوَى الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ  
 وَغَيْرُهُمَا مَرْفُوعًا التَّحَدُّثُ  
 بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ مُزَادٌ فِي  
 رَوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ وَتَرْكُهَا  
 بَعْضُ الشُّكْرِ كَقَوْلِي عَنِ  
 النَّبِيِّ مُحَمَّدٌ نِعْمَتِ اللَّهِ  
 شُكْرُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ وَتَرْكُهَا  
 كُفْرٌ وَخَرَجَ ابْنُ جَرِيرٍ فِي  
 تَفْسِيرِهِ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي  
 نُضْرَةَ الْعُقَارِيِّ قَالَ كَانَ  
 الْمُسْلِمُونَ يَرَوْنَ أَنَّ مِنْ  
 شُكْرِ النِّعْمَةِ أَظْهَارُهَا وَالتَّحَدُّثُ  
 بِهَا يَقُولُ تَعَالَى لَا تَنْشْكُرُونَهُ  
 لَوْلَا رَيْدُكُمْ وَلَكِنْ كَفَرْتُمْ  
 إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ لَشَدِيدٌ فَتَوَعَّدَهُمْ  
 عَلَى كُفْرِهِمْ













تقی الدین فارسی شیخ ابوجہان حافظ بن حجر شیخ جلال الدین سیوطی  
عبد الوہاب شعرانی وغیرہم در لطائف المنن مذکورست و کان الحزن  
البصر ہی یقول فی قولہ تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُودٌ اکی  
بعث المصائب الّتی یُصِیْبُہَا وَ یُنِیْسِ الْخُدُثَ بِالْغَیْرِ یعنی حسن بصری رح  
در تفسیر آیت کہ ترجمہ اش نیست بتحقیق انسان برائے رب خود ناشناس  
ست می فرمود کہ صورتش نیست کہ چون از آن مصیبت دور شود و رنج  
براحت مبدل گردد و رومی آسائش بنید و او ترحمت نعمت را فراموش کند  
و روی ابو نعیم فی الحلیۃ عن وہب بن منبہ انہ سئل عن سبب  
سلب بلعام باعور بعد تلک الایات و الکرامات فقال ان بعض  
الانبیاء سأل ربہ عن سبب ذلک فاکفی حی اللہ تعالیٰ الیہ انہ لم یشکرنی  
یوماً قط علی ما اعطیہ ولو شکرنی علی ذلک مرة واحدة لما  
سلمتہ نعمتی و لکن جردی بذلک قضاائی و تمت فیہ ارادتی و یشکرنی  
یعنی از وہب بن منبہ سوال کردہ شد کہ بعد این چنین آیات و کرامات از  
بلعم باعور چرا نعمت سلب کردہ شد گفت کہ بعض انبیاء علیہم السلام از  
حق تعالیٰ جل شانہ از بیش سوال کردند و حجت آمد کہ او گاہے شکر نعمائی  
الہی نہ کرد اگر یکبار شکر می کرد از سلب نعمت من نمی شد من شامی قضا و قدر  
بمیں بود ہر گاہ بسبب عدم تحدث نبعۃ المہمّنت سابقہ را الحاکم و مردم از  
خطیرہ قدس دور افگندہ شود پس چرا تحدیث نہ کنند بہجتہ الاسرار از ذکر  
نمائے حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ مال مال است روزے بعد ذکر نمائے کثیر و غیر

در اخبار الانبیاء  
و از شیخ سیوطی مذکور  
است کہ در ذوق ہوت  
گشتہ و حسن بصری  
مکرات موت لازماً  
مقام غیبت من ہوا  
و ہم در جہان بین  
ہو من خدمت مکات  
موت بینہ اعتقاد  
کہ کلمہ ہر روز



يَا عِزُّ اَنْتَ وَاحِدٌ فِي السَّمَاءِ وَاَنَا وَاحِدٌ فِي الْاَرْضِ يَعْنِي تَوَدُّ اَسْمَانِ  
 كَمَا هَسْتِي وَمِنْ دَرَمِنْ دَرَمِنْ مَوْتِ بَدَاوَلَاوَدُو فَرَمُوهُ بَنِي وَبَنِيكُمْ  
 وَبَنِي الْخَلْقِ كُلِّهِمْ بَعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ضَلَّ تَقِيْسُوْنِي بِاَحَدٍ  
 وَلَا تَقِيْسُوْكَ اَحَدًا يَعْنِي دِيْمَانِ مَاوَشْمَاوَلَقِ فَرْقِ بِيَانِ اَسْمَانِ وَ  
 زِيْمِنْ سَمْتِ مَا رَا بَرَكِي وَكُسي رَا بَرَا قِيَا سَنَكْنِيْدَ رُوْزِ فَرَمُوهُ مَا مِنْ نَبِي  
 خَلَقَهُ اللهُ تَعَالَى وَلَا وِلِيٍّ اِلَّا قَدْ حَضَرَ تَحْلِيْلِيْ هَذَا الرَّحْمٰنُ يَا بَدَا اَهْمُ  
 وَالْاَمْوَاتِ يَا رُوْحِهِمْ يَعْنِي تَامِ اَنْبِيَا وَاوَلِيَا رَجُلِ سَلَامِ حَاضِرِ شَدِيدِ  
 زَمَنِهِ بَيَاتِ خُودِ مَرَمُوهُ بَارُوْحِ خُوشِي رُوْزِي اَرْشَادِ فَرَمُوهُ وَكُلُّ  
 رَجُلٍ اَلْحَقَّ اِذَا وَصَلْتُ اِلَى الْقَدَرِ اَمْسَكُوْهُ اِلَّا اَنَا وَصَلْتُ لِيْكَ وَفِيْهِ لِي  
 فِيْهِ رُوْزِ نَدَا فَاَوْجَحْتُ فِيْهَا وَنَاكَرْتُ اَوْذَا اَلْحَقِّ اَلْحَقِّ بِالْحَقِّ فَالْحَقُّ  
 هُوَ الْمَنَازِعُ لِقَةِ رَا كَالْمَوَافِقِ لَهُ يَعْنِي دَسْتِوَرْتَامِيْ اَوَلِيَا رَسِيْدِيْ  
 اَكْ جَوَانِ اَبْدَرِ سَنَدِ خُودِ رَا بَزْدَانْدِ كَرْمِنْ كَهْ بَقْدَرِ سِيْدِ دِرَاكْسِيْ مِنْ رُوْزِي  
 كَشَادِ شَدِيْسِ دَرَاكْمِ دَرَاكْ كُوشِيْدِ اَقْدَارِ حَقِّ رَا مَرُوْ دِهَانَسْتِ كَهْ نَاكَرْتُ  
 بَا قَدَرِ كُنْدَنِيْ اَكْ بَا قَدَرِ مَوَافِقِ بَا شَدِيْدِيْ بِنِ تَقَامِ دُوْمَا شَبِيْهِ عَوِيْلِيْ اَرُوْمِيْ شُوْ  
 اَوَّلِ خِلَافِ قَضَا بَهْرَمِ جَوْنِ دَاقِعِ شُوْدِ جَوَابِشِ اَنْبِيْسْتِ كَهْ حَضَرْتِ مَجْدُوْرِ دَرِ  
 اَكْتُوْبِ دُوْمَرُوْ وَفَهْدِ بَهْمِ اَزْ جُلْدِ اَوَّلِ كَهْ بِلَا طَا هَرِ قَدْسِيْ صَدُوْرِ يَافْتِ جِسْمَانِ  
 تَحْرِيرِ فَرَمُوْدِهْ اَنْدَكْ قَضَائِيْ مَطْلُوقِ بَرُوْگُوْنِهْ اَسْتِ قَضَائِيْسْتِ كَهْ تَعْلِيْقِ اَوْرَادِ رُوْحِ  
 مَحْفُوْظِ طَا بَرِ سَاخْتِهْ اَنْدُوْمَا كَهْ رَا بِلَانِ اَطْلَاعِ دَاوَدِهْ قَضَائِيْ كَهْ تَعْلِيْقِ اَوْزْدِ دَعْدِ اَسْتِ  
 جَلِ شَانِهْ وِلِيْ وِلِيْ رُوْحِ مَحْفُوْظِ صُوْرْتِ قَضَائِيْ بَهْرَمِ دَاوَدِ اَيْنِ قِسْمِ اَخِيْرِ اَزْ قَضَائِيْ

در مجده  
 در مجده  
 در مجده





پیش در دست حضرت خواجه محمد پارسا رحمه الله تعالی در فصل الخطاب می فرماید  
باید دانست که چنین گفت اند که توسعات و عبارات و تجوزات و کلیات بطریق  
مرض اهل معرفت را بیشتر در سحالت است استغراق قفا و سکر حال دانش  
ادلال و قیاد الله و اقی و وصف المستانین من المحبوب

قَوْمٌ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيُكَلِّمُونَ عَلَى اللَّهِ أَدْلَاءَ  
وَالْعَبِيدُ يَكُونُونَ عَلَى اللَّهِ مَقْدَارًا لِلْأَدْلَاءِ

وقال بعض العارفين المحييين لا تجاسب والعدو ولا يحب له ولا  
 يحب الله هذا النوع من الازدلال الا لمن اقامه مقام الانس ولا  
 يحسن ذلك الا لمنه انچه سبب وضع حد تحرير فرموده شد امرست قیاسی  
 چه حضرت غوث پاک این را بیان فرموده و کیفیت اولال که در مرض موت  
 خود فرموده و در نهجۃ الاسرار مذکورست پیش ازین بیان کرده شد شنیعی  
 است که تزکیه نفس و اظهار نعمت در صورت باهم التباس دارند لیکن در حقیقت متضاد  
 اند اگر کمالات را بنفس خود نسبت کند و نسبت آن را به خالق فراموش نماید آن  
 تزکیه نفسست حق تعالی فرماید لا تزكوا أنفسكم يعني نفس خود را به پاکي يا  
 مکنید این چنین تزکیه بکبر و مذمومست و اگر آن نسبت بخدای تعالی کند  
 و خود را فی نفس نشاء برساند و اتصاف خود بوجه رعایت بحول قوت الهی بآن  
 کمالات دانسته شکر الهی بجا آورد آن را اظهار نعمت گویند این معنی هر چند در نظر  
 عوالم التباس دارد لیکن نزد خدای تعالی التباس ندارد و الله یعلم الغیبه  
 من الخصلیم حق تعالی می داند مقصد را جدا از مصلح از اولیاء الصلح که از ذل نفس  
 پاک اند تصور نیست مگر اظهار نعمت پس این امر اگر از انقیاد بر او عراض نشاید که





فَصَدَرَهُمْ اِمْتِنَالًا لِاَمْرِ وَيَكُونُ ذَلِكَ الْاَمْرُ تَوْبَتُهُمْ اِنْفِصَالَهُمْ  
وَمَا نَا اِمْتِنَاوْ شَاهِدُو تَعْرِيفًا لِلْخَاتَمِ لِكَبِيرٍ قَدْ رِهْمُو وَارْشَادًا اِلَى  
التَّحَلُّوْلِهِمْ وَالتَّشْشُلِ بِرَفِيعٍ جَاهِهِمْ وَسَيِّئِ الْمَصْرِ لِعِبَادِهِمْ وَنَفْعِهِمْ اَمَامَ يَمْنَى  
وَرِشْمِي فَرَايِدِ كَرَامِ اَعْلَامِ السُّدُورِ اَلِهَامِ شُودِ يَا كُتِفِ يَاسَمَاعِ خُطَابِ يَا غُرْنَ اَنْبُشِ  
شُطْحِ تَاوِيْنِ قَوْلِ كَنْدِ چَاخْبَرِ اَسْمَاءِ مَلَايَاتِ اِلَى اَنْبُشِ بَنِ جَمَلِ رَحِ جَاهَتِ فُتْهَا  
اَمْدُ اِلَى اَنْبُشِ مَبْعَاثِ حَالِ اِلِثَانِ فَرَمُو دُرُ كَحَّ اَلْعَبْدِ يَدِي فُتْهَا اَنْبُشِ  
شُدِ دَوَا اَسْمَاعِلِ مَهْدِ حَضْرِي شُكَايَتِ اَوْرُزْدِ حَضْرِي جَوَابِ اَوْرُزْدِ كُفْتِ  
اَنْبُشِ عَيْنِي اَلْهَوَى وَ اَلْهَوَى عَيْنِي يَا نَفْسِ كُوِيْدِ

وَبَعْضُ لَهْ التَّوَاوِيلِ فِي الشُّطْحِ ظَاهِرِي  
وَبَعْضُ لَهْ تَعْرِيفِ وَتَضَرُّعِ لَيْقَتِ دُئِي  
شَيْخِ اَنْبُشِ بَنِ جَمَلِ كُوِيْدِ اَلْاَوْرُزْدِ اَلْاَوْرُزْدِ اَلْاَوْرُزْدِ  
يَمِنْ بُوِيْدِ نَكَا شَمْدِ

جَزَتْ اَنْبُشُوفَ اِلَى اَلْمَرْوَةِ اِلَى اَلْهَيْجَا  
اَنْبُشُوفَ اَلْمَرْوَةِ اِلَى اَلْهَيْجَا  
بَعْضِ مَقَامَاتِ اَوْرُزْدِ اَلْمَلِكِ رَا تَجَاوُزْ كُرْدِي وَبِهِ سَوِيْ عِلْمِ حُرُوفِ اَسْمَاءِ اَطْلَاعِ  
عَلَى اَلْاَسْرَارِ شُدِي اَلْمَلِكِ مَقَامِ كِيُوْنِ خَلْقِ وَخُشْتِ اَعْرَاجِ شُدِي اَلْوَنْشِ بَحْرِ اَشْبِ  
مَرْوَدِ

وَحَيَّانِ الْمَلِكِ اَلْمُهَيْمِ وَاجْتَبَا  
كَالْاَرْضِ اَرْضِي وَالسَّمَاءِ سَمَائِي  
مُخْرِيبِ اَلْاَسْمَاعِلِ اَنْ رَا كُوِيْدِ كَالْحَالِ عَظِيمِ بِيَانِ كَنْدِ تَا اَزْ قُلُوبِ مَرْوَمِ اَعْتِقَادِشِ  
نَا اِلِ شُدُو دَوَا بُوِيْدِ نَفْسِ كُنْدِ مَقْصُودِشِ كِهْ اَعْدَمِ اَنْفَاتِ مَرْوَمِ سَتِ مَاصِلِ شُدُو  
شَيْخِ مَحْيِ اَلدِّينِ بَنِ عَزَنِي فَرَايِدِ

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰







حرام زیاده تر خواهد رسید معین از لافانی گناه استغفار کرده می شود تا و قلیکه کار از  
 از کتاب بکوره برآید از کتاب حرام جائز نیست درین مقام چند احوال شمع گماشته  
 می شود **أَلَا يَذَّكَّرُ أَفْضَلُ مِنَ التَّبَوُّعِ** توجیهاتے دارد اول آنکه  
 عموماً ولایت از نبوت افضل باشد زیرا که ولایت نسبت مع الاستغفار  
 از حضرت تقدس و تعالی است پس در آن روی می باشد و نبوت اخبار بخلق  
 و افاضت برکت بر ایشان است که در آن روی خلق باشد و روی فضل است از  
 روی خلق پس ولایت افضل باشد از نبوت این کلام منافی شرع نیست زیرا که  
 بالاتفاق انبیاء افضل اند از اولیاء چه نبوت تھی مراتب و ولایت درین  
 جهان مرتب بالاتر از آن نیست هر درجه و مرتبه که دلی سید اولیاء محاله نبی را  
 حاصل است از نبوت صرف روی خلق نیست که توهم مغضویت نبوت از ولایت  
 گردد بلکه در نبوت روی خلق است و هم روی خلق ظاهرش باطن است و پنهانش باطن  
 پس انبیاء جامع و شامل هر دو نسبت مذکوره اند چه ولایت جزو نبوت است و نبوت  
 کل وجود نبوت بدون وجود ولایت غیر ممکن که **كُلُّ عَظْمٍ مِنَ الْجَزْمِ**  
 پس نبوت افضل باشد از ولایت و هم آنکه ولایت افضل است بعد از نبوت  
 درین فقره من یعنی بعد است چنانکه **وَأَطِيعُوا مَنْ جُوعَ كُومِ كَرِينَ جُوعِ**  
 قواعد ادب است زیرا که **أَفْضَلُ مِنَ التَّبَوُّعِ** من انفضیلیه است  
 و انفضیلیه یعنی بعدی باشد پس چگونه استغفار من یعنی بعد جائز خواهد بود سووم آنکه  
 ولایت نبی افضل از نبوت تشییری و رسالت است همین است مسلک شیخ  
 محی الدین بن عربی از ولایت عام است مروجله موجودات کامله را تا آنکه هر مؤمن درین

ملا یحیی بن علی  
 صاحب  
 کتاب

ملا یحیی بن علی  
 صاحب  
 کتاب











و نه توجیه خلق انفع توجیه حق تعالی در نبوت تنهار و بخلق نیست تا ولایت اگر رو بجن دارد  
 ترجیح بروی بدین حدیثاً اِنَّ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ رُو بخلق تنهار بر عوام کالانعام است  
 نشان نبوت از ان برتر است فهم این معنی را باب مکرر ادشوار است اکابر بر تقیم کلام  
 باین معرفت ممتاز اند **هَٰذَا بَابُ النَّعِيمِ** نَعِيمُهَا حضرت بایزید بطاعی مدس سر  
 فرموده خیمه بر پهلوی عرش زده میماند از عرش قلب مومن باشد یعنی مقارن عرش  
 هستیم حضرت بایزید فرماید **لَوْ اَنَّ اَكْرَفَهُمْ مِنْ لَوَاۤءِیَ مُحَمَّدٍ** برای تصحیح این کلام  
 چند توجیهات کرده اند توجیه اول آنست که لوائی تحت جبریل بود و لوائی  
 بایزید محمد صلی الله علیه و سلم پس لوائی بایزید از لوائی محمد برتر باشد این قول  
 حضرت موسی علیه السلام می ماند که در مناجات خود فرموده است الهی آنچه در کلبه گردانی  
 هست در غرانه خردی تو نیست ندانستند که امی موسی آن چیست که تو داری  
 من ندانم عرض نمود آتبی همچو تویی دارم و تو همچو خودی نداری امی گویم که این توجیه  
 صحیح نیست زیرا که جبریل علیه السلام بلسان شریع یا عرف معتر بلوا محمد نیست توجیه  
 دوم آنکه این احکامیه عن الحق سبحانه تعالی گفته همچو ظهور کلمه اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ اَنْزَلْتُ  
 ذِکْرَکَ مَهْتَرُ موسی علیه السلام توجیه سوم من معنی بدست چنانکه **اَطْعَمَهُمْ مِنْ**  
**جُذَاعٍ** یعنی طعام داد ایشان را بعد از جوع نژاد اقم این توجیه نیز راست نمی آید زیرا که  
 من معنی بعد در کتب نحو و تفاسیر موجوده از نظر نگزاشته و این من تفضیلیه است  
 و درین محل زینهار من معنی بعد صحیح نخواهد بود توجیه چهارم ولایت افضل است از  
 نبوت پس معنی چنین باشد که لوائی ولایت من افضل است از لوائی نبوت این توجیه  
 هم بر کلام اهل طائفه است زیرا که ولایت هیچ دلی بر نبوت مناسبت در کلام شرعی

این توجیهات در کتب  
 علمای طائفه است  
 و در کتب معتبره  
 نیست







عِنْدَهُ وَجُودُ ذَاتِهِ فَشَهِدَتْ تِلْكَ الصِّفَةُ وَفُتِحَتْ وَجُوهُ فَفُتِحَ مَعْبَرُكَ تِلْكَ الصِّفَةُ  
 الْمَشَاهِدَةُ مُنْزَعًا لَهَا بِعَظَمَةِ شَاهِدَاتِهَا فَظَنَّ السَّامِعُ أَنَّهُ يُخْبِنُ نَفْسَهُ وَهُوَ  
 لَمْ يَكِرْ لَهَا وَجُودًا فَيَكُونُ مَعْبَرًا عَنْهَا لَمْ يَكِرْ عَنْ تِلْكَ الصِّفَةِ الْقَائِمَةِ فِيهِ

## س

خواجگ کو که من منم من من منم  
 قاش من نهان او منم گنج و روان او منم  
 جان من اوست در من من من من من منم  
 گوهر کمان او منم من من من من من منم  
 بایزید بسطامی فرماید لا اله الا انا فاعبدون در اوایل این کلام  
 مولوی معنوی در مثنوی می زیاید

<p>بایزید آمد که یزدان نام منم          لا اله الا انا فاعبدون          تو چنین گفتی و نبود آن صلاح          تیغ ما بر من زنید آن دم هتله          چون چنین گویم بایزید شستم          هر میری کاردی آماده کرد          آن صیت باش از خاطر برفت          صبح آمد شمع او بیچاره شد          شمع بیچاره در بکنج خزیه          سایه را با آفتاب او چتاب          گم شود از مرد و صفت مرد می</p>	<p>بایزید آن فقیه محترم          گشت ستاره عیان آن فدفتون          چون گشت آن حال گفتند شصاح          گفت این بار اگر منم این شغل          حق منزه از تن و منم با منم          چون وصیت کرد آن آزاده مرد          گشت او باز و ستغراق رفت          عشق آمد عقل او آواره شد          عقل خود شمع است چون سلطان سید          عقل سایه حق بود حق آفتاب          چون پری غالب بود بر آدمی</p>
---	---

این کلام در مثنوی  
 مولوی معنوی در مثنوی  
 بایزید آمد که یزدان نام منم  
 لا اله الا انا فاعبدون  
 تو چنین گفتی و نبود آن صلاح  
 تیغ ما بر من زنید آن دم هتله  
 چون چنین گویم بایزید شستم  
 هر میری کاردی آماده کرد  
 آن صیت باش از خاطر برفت  
 صبح آمد شمع او بیچاره شد  
 شمع بیچاره در بکنج خزیه  
 سایه را با آفتاب او چتاب  
 گم شود از مرد و صفت مرد می

ہر چہ گوید آن پری گفتہ بود  
 چون پری را این دم و قالون بود  
 اوی خود رشتہ پری خود او شدہ  
 چون بہ خود آید اندک لغت  
 پس خداوندی پری د آدمی  
 شیر گیر از شیر کے ترسد بگو  
 شیر گیر از خون فرہ شیر خورد  
 در سخن پرداز از راز حسن  
 بادہ را چون بود این شیر شور  
 گر ترا از تو بکل خالی کنند  
 گر چہ قرآن از لب پیغمبر ست  
 چون ہمای بی خودی پرداز کرد  
 عقل را سیل خیر درر بود  
 نیست اندر جبہ ام الا خدا  
 آن مرید ان جملہ دھرم آمدند  
 ہر یکی چون طہدان در گرد کوہ  
 ہر کہ اندر شیخ تیغ می ظہید  
 دانکہ اور از خم اندر سینہ زد  
 یک اثرنی بر تن آن ذو فنون  
 زمین سکر نہ زان سرے گفتہ بود  
 کردگار آن پری خود چون بود  
 ترک بی الہام تازی گو شدہ  
 چون پری را بہت این لغت  
 از پری کی باشد شش آخر کمی  
 شرح راہ از کور کے پرسد بگو  
 تو گوی او نکرد آن بادہ کرد  
 تو گوی با گفت ست آن سخن  
 نور حق را بہت آن فرہنگ زور  
 تو شوی بہت است آن سخن عالی کند  
 ہر کہ گوید حق نہ گفت او کا بہت  
 آن سخن را با یزید آغا زد کرد  
 زان قوی تر گفت کا دل گفتہ بود  
 بخند جوی در زمین و در سما  
 تیغ جابر بسم پاکش مے زدند  
 کارومی زد پیر خورابی ستوہ  
 باز گونہ او تن خود مے درید  
 سینہ اش بگفت شد مردہ اب  
 وان مریدان جستہ و غراب خون

کہ گویا در اسرار  
 شکرانہ و شکرانہ  
 معجزاتی و شکرانہ  
 کتب و شکرانہ  
 در ہر روز و شکرانہ  
 و شکرانہ  
 نام کو بہت و شکرانہ  
 کہ گویا در اسرار  
 و شکرانہ  
 و شکرانہ  
 و شکرانہ

میں بکریہ

نہ  
بیرہ

کرای

ہر کہ او سوی گلویش زخم برد  
 و آنکہ آگہ بود زان صاحبقران  
 نیم دامن دست او را بستہ کرد  
 روز گشت آن میدان کا بستہ  
 پیش او آمد سزاران مردوزن  
 این تن تو گر تن مردم برے  
 با خودی یا بخودی دو چارزد  
 ای زده بر بخودان تو ذوالفقار  
 زانکہ فی خود فانی ست ایست  
 نقش افغانی و او شد آئینہ  
 گر گنی نف سوی روئے خود گنی  
 و رہ بینی روی زشت آہم توئی  
 او نہ اینست و نہ آن ایما دہ است  
 چون رسید اینجا سخن لب در لب  
 لب بہ بند از چہ فصاحت و شاد  
 بر لب بامی تو اے مست مدام  
 ہر زمانے کہ شوی تو کامران  
 ہر زمان خود را ہر سان باش تو

ترجمہ اقوال الہانہ بر بنی خودی و بی تسلیمی حضرت سلطان العاقبت





وَلَا يَحْكُمُ فَلَئِمَّا خَفَ عَنْهُمْ سَكْرُهُمْ وَرَدُّوا إِلَى سُلْطَانِ الْعَقْلِ  
 الَّذِي هُوَ مَيِّزُ اللَّهِ فِي أَرْحَمِهِ عَرَفُوا أَنَّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ  
 حَقِيقَةً إِلَّا تَحَادُّ مِثْلَ تَقُولِ الْعَاشِقُ فِي وَقْتِ فَرْطِ عَشْقِهِ أَنَا مَنْ  
 أَهْوَى وَمَنْ أَهْوَى أَنَا وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَرَى الْإِنْسَانَ مِرْأَةً  
 فَيَنْظُرَ فِيهَا وَلَوْ يَرَى الْمِرْأَةَ قَطُّ فَيُظَنُّ أَنَّ الصُّورَةَ الَّتِي رَأَاهَا هِيَ  
 صُورَةُ الْمِرْأَةِ مُحَيَّاةٌ هِيَ وَيَرَى الْحَمْرَ فِي رُجَّاجِهِ فَيُظَنُّ  
 أَنَّ الْحَمْرَ لَوْ أَنَّ الرُّجَّاجَ فَإِذَا أَصَارَ ذَلِكَ عَيْنَهُ مَا لَوْ قَا وَرَسَخَ  
 فِيهِ قَدَمُهُ اسْتَفْرَقَهُ وَقَالَ هـ

رَفَّتِ الرُّجَّاجُ وَرَقَّتِ الْحَمْرُ	فَتَشَابَهَا فَتَشَاكَلَ الْأَمْرُ
فَكَأَنَّهُ حَمْرٌ وَلَا تَدْرِي	وَكَأَنَّهُ أَفْجٌ وَلَا خَمْرُ

وَفَرَّقَ بَيْنَ أَنْ يَقُولَ الْحَمْرُ فَتَحَّ وَبَيْنَ أَنْ يَقُولَ كَأَنَّهُ  
 فَتَحَّ وَهَذِهِ الْحَالَةُ إِذَا غَلَبَتْ سَمِيَتْ بِالْإِصْطِفَاءِ  
 إِلَى صَاحِبِ الْحَالَةِ فَنَاءُ الْفَنَاءِ لِأَنَّهُ فَنَى عَنْ نَفْسِهِ  
 فَانْصَحَ عَنْ فَنَائِهِ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَشْعُرُ بِنَفْسِهِ فِي تِلْكَ الْحَالِ  
 وَلَا يَعْلَمُ شَعُورَهُ بِنَفْسِهِ وَلَوْ شَعَرَ بِعَدَمِ شَعُورِهِ بِنَفْسِهِ  
 لَكَانَ قَدْ شَعَرَ بِنَفْسِهِ وَبِئْسَ هَذِهِ الْحَالَةُ بِالْإِصْطِفَاءِ  
 إِلَى الْمُسْتَفْرِقِ بِهِ بِلِسَانِ الْمَجَازِ تَحَادُّ أَوْ بِلِسَانِ الْحَقِيقَةِ  
 تَوَحُّدًا وَوَرَاءَ هَذِهِ الْحَقَائِقِ أَسْرَارٌ يَطُولُ الْخَوْضُ  
 فِيهَا حَضَرَ بَايُزِيدِ بَطَامِي عَلَيْهِ الرِّحْمَةُ كَوَيْدُ

ع  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



خُصَّتْ بِجَرٍّ أَوْ قَفَّ الْأَنْبِيَاءُ بِسَاحِلِهِ وَاشْتَرَفَ الْحَمَامُ مِنْهُ كَيْفَ يُقَالُ عَنْهُ إِنَّهُ قَالَ خُصَّتْ بِجَرٍّ وَقَفَّ الْأَنْبِيَاءُ بِسَاحِلِهِ فَإِنْ حَقَّتْ لَهُ الْقَوْلُ عَنْهُ فَلْيَبْنِ أَنْ يُثْمَلَ عَلَى صُدُورِهِ عَنْهُ فِي حَالِ السُّكْرِ أَوْ عَلَا أَهْمُهُ وَقَفُّوا لِيَعْبُرُوا فِي ذَلِكَ الْبَحْرَيْنِ رَأَوْا فِيهِ أَهْلِيَّةَ الْعُبُورِ وَيَتَعَوَّانَ لَيْسَ فِيهِ أَهْلِيَّةٌ أَوْ لَيْدٌ رَكُوا مِنْ رَأَوْهُ اشْتَرَفَ عَلَى الْغُرُفِ أَوْ حَوَّذَ ذَلِكَ مِمَّا فِيهِ نَفْعُ الْغَيْرِ كَمَا يَقِفُ الْأَفْضَلُ يَشْفَعُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ وَيُدْخِلُ الْمُقْضُولَ أَوْ مَا قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ وَقْفَهُمْ وَقُوفُ صُدُورِهِ لَا وَقُوفَ وَرُودَ أَزْوَاجٍ مِنْ حَجَرٍ سَوَالٍ كَرْدَنَ كَرِيزِ قَوْلٍ بَايَزِيدُ نَقِصَتْ أَنْبِيَاءُ الْأَنْبِيَاءُ آيِدُ جَابِ وَأَمَّا الْقَوْلُ لَمْ يَصِحَّ عَنْهُ وَإِنْ صَحَّ فَتَعْنَاهُ جَمِيعُ مَا لَيْسَ الْأُولِيَاءُ مِمَّا أُعْطِيَ الْأُولِيَاءُ كَزَقٍّ مَلَأَ عَسَلًا وَرَشَحَتْ مِنْهُ رَشَحَاتُ هِيَ مَا أُعْطِيَ الْأُولِيَاءُ وَكَأَنَّ فِي بَاطِنِ النَّاسِ قِيَمٌ مَا أُعْطِيَ الْأَنْبِيَاءُ وَوَقُوفُهُمْ بِسَاحِلِهِ لِيَعْبُرُوا مِنْ رَأَوْهُ فِيهِ أَهْلِيَّةٌ أَوْ لَيْدٌ رَكُوا مِنْ رَأَوْهُ اشْتَرَفَ عَلَى الْغُرُفِ فَهَذَا الْقَوْلُ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَادِرًا مِنْهُ حَالُ الشُّكِّ يُعَيِّنُ تَأْوِيلَهُ بِمَا يَلِيْقُ بِجَلَالَةِ الْأَنْبِيَاءِ بِمِثْلِ مَا ذَكَرْتُ مِمَّا فِيهِ نَفْعُ الْغَيْرِ كَمَا يَقِفُ الْأَفْضَلُ يَشْفَعُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ وَيُدْخِلُ الْمُقْضُولَ حَافِظُ سِوَالِي وَرِثَانِي تَبَيَّنَ لِي مِنْ عَمَلِي مَعَهُ نَكَارَةٌ









ازین قبل از وی صادر شد حضرت عوث الا عظم حکایه عن الله  
تعالی فرماید اَنَا مُكُونٌ مَكَانَ الْمَكَانِ لَيْسَ كَمَكَانِ  
سِوَى سِرِّ الْإِنْسَانِ فِي قَلْبِ الْإِنْسَانِ وَفِي الْغَوْثِيَّةِ نَاقِلًا عَنْهُ  
سُبْحَانَهُ وَمَنْ أَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْهُضُولِ قَدْ أَشْرَكَ  
بِاللَّهِ الْعَظِيمِ مِنْ صَوْرِ حُلَاجٍ رَحِمَهُ اللهُ كَوَيْدٍ أَنَا الْحَقُّ وَمَنْ كَفَرَ  
مَعَا فِي الْحَبَّةِ إِلَّا اللهُ وَبَعْضُ هَؤُلَاءِ رَأَوْهُ بِحُجَّةٍ كُنْتُ أَمَامَ الْوَحْدَةِ  
غَرَالِي وَشَكْوَةِ الْإِنْوَارِ مِثْلَ رَهْطٍ مِنْ فَوْطِ الْحَبَّةِ وَشِدَّةِ الْوَجْدِ  
يَعْنِي هَذَا كَلَامُ مَنْ كَثُرَتْ حُبَّتْ وَشَدَّتْ وَجِدَتْ خَانِجَةً كَوَيْدٍ

أَنَا مَنْ أَهْوَى وَمَنْ أَهْوَى أَنَا	لَحْنٌ وَوَحَانٌ حَلَلْنَا بَدَنًا
فَإِذَا الْبَصَرُ تَنَى أَبْصَرْتُ لَهُ	وَإِذَا الْبَصَرُ تَنَى الْبَصَرُ تَنَى

درین شبیهیت که حلاج را محویت محض استغرق تام بود ازین رو به  
تجاش این چنین کلمات ارز با تشبیهی زده

ما ز در یایم و در یایم زبانت	این سخن داند که کوشانت
أَمَامَ يَافِي وَرَشْرِحِ الْحَاسِنِ إِزْوَارِ نَقْلِ مِي كُنْ سُبْحَانِي حَاشَانِ يَتَقَدَّرُ	فِي أَيْ يَزِيدُ أَكُنْ يَقُولُ ذَلِكَ إِلَّا عِلَا مَعْنَى الْحَرَكَةِ
عَنِ اللَّهِ تَعَالَى وَهَذَا أَيْبُغِي أَنْ يُعْتَقَدَ فِي الْحَدِّ جَوْهَرُ أَنَا الْحَقُّ	

حضرت معین الدین چشتی رحمه الله علیه	
این نمی گویم آنرا الحق یار می گوید بگو	چون نمی گویم مراد لاری می گوید بگو

باید دانست که این سخن از حضرت عوث الا عظم است و در بعضی نسخات آمده است که



حسین بن منصور گوید مَا صَحَّتِ الْفِتْوَةُ إِلَّا لِأَخِيٍّ وَابْنِ لَيْسَ  
أَبِي طَالِبٍ مَلِكٍ گوید لَيْسَ عَنِ الْخَلْقِ أَضَرُّ مِنْ الْخَالِقِ

نیست بخلق ضرر رسان زیاده از خالق ۱۲

چون خود کردی سر خوشتن باش | عراقی را چرا بدنام کردند ۴

ابو سعید خرازه گوید أَكْبَرُ ذَنْبِي إِلَيْكَ مَعْرِفَتِي إِيَّاهُ

گناه بگرمین همین است که او را شناختم ۱۲

شیخ طریقت و حقیقت در فوت سخن بسیار گفته اند بعضی از آن یاد کرده میشو و شیخ حسن بصری رحمه الله  
فرمود که فوت آنست که دشمنی کنی نفس خود از جهت حق جل و علا حارث مجاسبی رحمه الله علیه فرمود که فوت  
آنست که انصاف بر خلق بر خود واجب دانی و انصاف خود را نسبتانی فیض عایض رحمه الله علیه فرمود که فوت آنست  
که فرق کنی که فوت تو که منخورد یعنی در مقام عدت یا ثار نفعت حق بر بندگان و میان مومن کافر نیز کنی و یا دوست دشمن  
نفعت کنی ابوالقاسم جفید قدس سره فرمود که فوت آنست که عطا هست و باز داشتن بدست یعنی حقیقت  
فوت آنست که چندی آنکه طاقت داری جو خود را بسبب خیر و احسان به اهل رحمت بندگان حق سازی و بر بساط احسان  
مقابله باشی هرچند بی نهایتی شیخ سبیل ابن عبد الله تهرانی رحمه الله علیه فرمود که فوت آنست که نسبت به نسبت حق  
که هیچ نسبت نیست نهایی سوال علی السلام فرمود که از دو گروهی است از ستمها حق نیست پس از حق کو دنیا را بدست نیاورد  
بزرگان در مقام فوت نیز است نباید بایزید قدس سره الغریبه فرمود که فوت آنست که هر چه از تو دیگران رسد  
آنرا اگر چه بسیار بود آن اندک شری و هر چه از دیگران بخورسد اگر چه اندک بود آنرا بسیار دانی و بحی بن معاذ رازی قدس سره  
فرمود که فوت قسم است بخوردن و یا پارسائی و خوب سخن با نمانداری و خوب ادبی کردن با پادشاهی و بی نهایت  
که از بد فعلی بگذارد و بدین مکرم گردانید است نفع است بحی حال نیست که نتیجه غلبت است و بدست دیگران بدست  
نفع دوم نفع و بلاغت و این از بد فعلیهاست که به نفع است نفع سرم ال است که آن نفع است ال است از بیم شمس

کتاب برای سید احمد بن حسینی خراز از شطیحات مملو است جماعت علماء و زبانه  
 انکار کنند نیز شیخ ابو سعید خراز قدس سره گفت مدتی اورا می بینم  
 خود را می یافتم اکنون خود را می جویم اورا می یابم در نفحات مذکوره است که امام احمد  
 غزالی گوید که شیخ ابوالقاسم گرگانی ابلیس ابلیس نمی گفت بلکه خواجه  
 خواجگان سرور مجروحان می گفت عین بقضاه بیدانی از بزرگه حکایت  
 می کند که فرمود جوان مرد آنجا که ابلیس است ترانه میست و این دولت از کجا آوردی  
 جبرئیل مضمی یابد که دیده او در چنان ابلیس نظر کند عجب الکیر هم جیلی  
 در کتابت مناظر آیه در بیان فوق میان غافر و غفور من نگارو

(بفیضه ۵۳)

تا بدان بهر معاد شغل شود و سباطت مبتدا دارد پس باقی باید که این برت نعمت امعیه سعادت  
 ادبی و سوره تجارت میم سرزنی سازد و در حال پارسای و پاک امن بود و در فصاحت حق گوئی و صحیح  
 و در برادری با بذل و وفا ابو حفص حداد رحمت الله علیه فرمود که فوت آنست که بزرگسالی  
 اختیار کرده است در وزن از برای پیغمبر خود فرموده که یا محبت بگیر یعنی نگه در صفت علم در گردان  
 برادران خود که لایان را و کلمات کن بپیکمی در و گردان از جا بلان یعنی جمل ایشان را بپهل  
 مقابل کن ابوعلی دقاق رحمة الله علیه فرمود که فوت آنست که مردم نزدیک باشی  
 و میان ایشان غریب یعنی اخنی باید که آینه کار باشد بخلق را بهر سبب گان حق بشفقت نصیحت نمود  
 احسان زنه گلانی کند و یا ملن از بهر بریده بود و در سر پر بسته بقی شغل باشد ابو الحسن نورسی قدس سره  
 فرمود که فوت آنست که تحمل کند نجوش و لی آنچه ترا دشوار آید ندانم که درین مقام از فوت کلام معنی مرا و است که  
 - تصویر بالمیست شامی کرده -

کتابت  
 سید احمد بن حسینی  
 خراز



إِنَّ الْغَافِرَ هُوَ الَّذِي يُغْفِرُ جَمِيعَ الذُّنُوبِ إِلَّا الشِّرْكَ وَالْفُجُورَ  
هُوَ الَّذِي يُغْفِرُ الشِّرْكَ

# الْيُضَ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ  
وَيُضَيِّحُ حَالُ الْغَافِرِ وَأَنَّ اللَّهَ يُغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا بَيَانُ  
حَالِ الْعُفُوفِ وَهَذَا الْقَوْلُ نَظِيرٌ لِعَدَمِ خُلُودِ الْكَفَّارِ فِي النَّارِ

شیخ روزبهان فضیلی در تفسیر العرائس تصریح آن کرده چنانچه شیخ  
محیی الدین عربی هم آن قائل است نیز شیخ عبد الکریم جلی می گویند  
که جمیع عباد حق عبودیت ادا می کنند از آنکه بر ادا حق تمام نکرده اند

وَمِنْ سِتِّ مَعْنَى جَبُودِيَّةٍ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ  
واین قول منبی بر آن است که امر الهی تعالی مبنی اراده است و تخلف مراد از  
اراده محال است پس هر طاعت امری نمایند و عصیان منتهی به شیخ محیی الدین  
عربی نیز تصریح باین معنی کرده از مخدوم بهار الدین ذکر یا منقول است

عجبت شکارگاه شکاری سگان است	چو نیامد بگرگاه محبت خزان است
اسلام و کفر سوزم این امتحان است	در عرش و لوح پیچم وزیرت لم نهم
موسی و خضر و یونس از پس روان است	در سل بنی طفیل من نبیاشدند
جبریل با ملائک از چاکران است	حمله بشر کوکب و افلاک و انجمن

عبود و خود بدیدم زان اولیاست دم	سجود و خضوع و بندگی
فرمان بقد که جنت تو لا امکان است	و انما یقصد فی الدنیا

نه اینست انسان که از دست تو جد و جدی شکرگزار نیست  
بن جلاله تعالی بنده طاعت و بندگی او نیست



فَضِيلُ عِيَاذُ قَدَسٍ سَرَّهَ عَرْشِ دُرِّ لَوْحِ دَقْلَمِ مَنْمُ جَبَرِيلُ وَابْرَئِيلُ  
وَعَزَائِيلُ وَصِيكَائِيلُ مَنْمُ اِبْرَاهِيمُ مُوسَى وَعِيسَى وَمُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْمُ +  
اَزْ سَهِيلُ بَنِ عَبْدِ اللَّهِ تَسْتَرِي پَرَسِيدَنْدِ كِه مَرْدِ كِه صَوْنِي شُدْ كُفْتِ  
اَكْكَاهِ كِه خُوشِ حَلَالِ دَاشِ مَسَاحِ گَرْدِ دُورِ چِه مَبْدِ اَرْحِ مَبْدِ وَرَحْمَتِ خُدَا  
عَزَّ وَجَلَّ بِرْمَسِ خَلْقِ شَامِلِ اَنْدِ اَبُو حَمْرَه خَرَّاسَانِي آوازِ گُوفَنْدِي شِينْدِ  
وَدُورِ دِهْدِ اَمْدِ كُفْتِ كَيْسَكِ حَلَّ جَلَّ لَهُ عَارِثِ كَارِ دِي كَشِيدِ كِه اَنِيْجِه حَالِستِ  
اَكْرَبِيَانِ كِنِي تَرَا شِمِ كُفْتِ بَرُوْخِيدِي سَالِ خَاكِ سَرُوبِ سِنِ بَاهِمِ آيْمُخْتِه بَخُوْرِيَانِ  
سَلْمَه بَرُوْرُوشِ شُدْ اَبُو اَحْسَنِ نُوْرِي قَدَسِ سَرِه گُوِيْدِ اَللّٰهُ  
بِهَوْنِ نَظَرِ بَرِطَافَتِ خُودِ كَنْدِ حَقِ مَانْدِ وَچُونِ بَرِكَشَا فِت خُودِ نَظَرِ كَنْدِ خَلْقِ مَانْدِ -  
شِيخِ اَبُو اَحْسَنِ نُوْرِي رُحِ رُوْزِي آوازِ مَوْزُونِ شِينْدِ كُفْتِ بِلَاكَتِ بَادِ تَرَا دَرِ اَنِشَا  
آوازِ سَكِ شِينْدِ اَنْكُفْتِ لَبِيَكِ سَعْدِيَكِ كُفْتَنْدِي شِيخِ اَيْنِ چِه حَالِستِ كُفْتِ  
مَوْزُونِ اَزِ مَرْخَلَتِ بَرَايِ مَوْزُوْخُ كُفْتِ سَاكِ بِي نَرْضِ كُفْتِ اِنْ مَنِ شَيْخِ  
اِنَّهٗ يَسْبِيحُ وَيُحَمِّدُ

الف فضيل عياض مريد خليفه خواهر عبدالعزیز است چنين گویند که فضيل بر بنی می کرد و قوم مردان بود و در میان بایران  
بسیار رانده و بایران فضيل به زن می کرد و در میان ان شمسه قرآن خوانده می و قرآن خواندن را دوست داشت و گویند سبب  
توبه وی آن بود که شعی کا رانے می گشت و خاکی را بر انداخته بود و تا هر شب قرآن بخواند از آنکه شمشه بود و فضيل عياض قرآن  
خواندن را دوست داشت و فضيل چون بر کاروان رسيد تا قناریت می خواند اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ قَلْبَیْ بِمَنْ لَدُنْکَ رَاشِدٌ  
اَيْنِ تَرْجُوْنِ تَرْوِیْلِ فَضِيلِ سَرِیْدِي خُودِ دِلِي تَرْکِشْدِه رُوْیِ بَخُوْرِ اَهْلَاوْ اَنِيَانِ نُوْتَهَنْدِ کِه رُوْیِ کُفْتِ کِه اِي رُوْیِ کُفْتِ  
بَايَرَانِ اَنُوْه رَهْ خَاوِ اَبُو فَضِيلِ بِنِ شِيخِ شِينْدِ اَنْکُفْتِ اِي کَارْدَنِ بَشَارَتِ دِشَارِ کُفْتِ اَبُو فَضِيلِ تُو بَرُکُوْرُ اَرْشَايِ گَرْدِ خِيَاكُ شَارِي  
مُو گَرْدِيْدِ فَضِيلِ مَدَامِي رُفْتِ مِي گَرِستِ وَچُوْ كُفْتِ اِنِي فَضِيلِ گَنْ کَا رِ سَمِیْتِ تُو بَرُکُوْرُ وَبَحْرَتِ پَاکِ تُو اَوْدَه قَوْلِ کُنِي فَضِيلِ بَايَرَانِ  
وَخِيَانِ اَوْدَه شُنْدِ وَا گَرْدِيْنِ هَرِ کِي کَزِ اَنْعَمِ اَبُو فَضِيلِ اَنْجَايِ رُفْتِ وَا گَرْدِ شُوْیِ کُرْدِ گَرِکِ هَبُوْ خُوشُوْ خُوْیِ شُدْ وَا گَرْدِ خُوْرِ مَرْدِيْ  
خُوشُوْ رُفْتِ وَا گَرْدِ مَوْدِ خَاوِ اَبُو فَضِيلِ گَرْدِ دَرَايِ سِيَا کُرْدِ اَكْكَاهِ اَنْ هَبُوْ مَرْخَاوِ اَبُو رُوْزِيَا رَاشِيدِه وَبِيَانِ کُرْدِه بَايَرَانِ

فضيل عياض مريد خليفه خواهر عبدالعزیز است چنين گویند که فضيل بر بنی می کرد و قوم مردان بود و در میان بایران  
بسیار رانده و بایران فضيل به زن می کرد و در میان ان شمسه قرآن خوانده می و قرآن خواندن را دوست داشت و گویند سبب  
توبه وی آن بود که شعی کا رانے می گشت و خاکی را بر انداخته بود و تا هر شب قرآن بخواند از آنکه شمشه بود و فضيل عياض قرآن  
خواندن را دوست داشت و فضيل چون بر کاروان رسيد تا قناریت می خواند اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ قَلْبَیْ بِمَنْ لَدُنْکَ رَاشِدٌ  
اَيْنِ تَرْجُوْنِ تَرْوِیْلِ فَضِيلِ سَرِیْدِي خُودِ دِلِي تَرْکِشْدِه رُوْیِ بَخُوْرِ اَهْلَاوْ اَنِيَانِ نُوْتَهَنْدِ کِه رُوْیِ کُفْتِ کِه اِي رُوْیِ کُفْتِ  
بَايَرَانِ اَنُوْه رَهْ خَاوِ اَبُو فَضِيلِ بِنِ شِيخِ شِينْدِ اَنْکُفْتِ اِي کَارْدَنِ بَشَارَتِ دِشَارِ کُفْتِ اَبُو فَضِيلِ تُو بَرُکُوْرُ اَرْشَايِ گَرْدِ خِيَاكُ شَارِي  
مُو گَرْدِيْدِ فَضِيلِ مَدَامِي رُفْتِ مِي گَرِستِ وَچُوْ كُفْتِ اِنِي فَضِيلِ گَنْ کَا رِ سَمِیْتِ تُو بَرُکُوْرُ وَبَحْرَتِ پَاکِ تُو اَوْدَه قَوْلِ کُنِي فَضِيلِ بَايَرَانِ  
وَخِيَانِ اَوْدَه شُنْدِ وَا گَرْدِيْنِ هَرِ کِي کَزِ اَنْعَمِ اَبُو فَضِيلِ اَنْجَايِ رُفْتِ وَا گَرْدِ شُوْیِ کُرْدِ گَرِکِ هَبُوْ خُوشُوْ خُوْیِ شُدْ وَا گَرْدِ خُوْرِ مَرْدِيْ  
خُوشُوْ رُفْتِ وَا گَرْدِ مَوْدِ خَاوِ اَبُو فَضِيلِ گَرْدِ دَرَايِ سِيَا کُرْدِ اَكْكَاهِ اَنْ هَبُوْ مَرْخَاوِ اَبُو رُوْزِيَا رَاشِيدِه وَبِيَانِ کُرْدِه بَايَرَانِ





معلوم شد کہ خود را می دیدم۔

عین القضاۃ بعد انی گوید ہر کہ خدائی را شناخت عروج و جل نمی گوید و ہر کہ  
اللہ گوید حق را شناخت نیز عین القضاۃ گفتہ از دیدن نور محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم جملہ مؤمنان کا فرشتہ بیچکس را از ان خبر نیست  
شیخ روز بہان نقلہ گوید از ہر کہے پرسی جز تو کس نیست  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق بس نیست و نیز روز بہان رحمہ اللہ گفتہ  
عارف در معروف غائب است و نیز روز بہان در تاویل آیہ کریمہ و لا  
یرکضہ العبادہ الکفرہ گفتہ است کہ حق تعالی کفر را خلق نکرده است  
در روی زمین و راضی نیست کہ کافر شود پس کافر موجود نہا شد  
شیخ سعد الدین حموی قدس سرہ گوید

آئم کہ جہان چو حقہ در مشت منست	این قوت حق رتوت پشت منست
کونین و مکان ہر اہر انجہ در عالم ہست	در قبضہ قدرت دو انگشت منست

از سلطان المشائخ مشہور و معروف است کہ گفت یاد دارم در روز  
میتاق کہ اللہ تعالیٰ از من عہدی کہ گرفت در نعمہ پور بی بود ازین جہت  
شیخ این نعمہ را فراوان دوست داشتی شیخ عبد اللہ بلبانی گوید  
خدا باشید و اگر خدا نباشید خود نباشید چون خود نباشید خدا باشید  
شرف الدین بھیمی شیری در ارشاد الطالبین می آرد کہ اگر کہے وجود عالم  
ظاہر را منکر شود کہ این وجود وجود او تعالیٰ نیست کافر شود زیرا کہ آن وجود حقیقی  
ہست کہ بہ کسوت وجود ظاہر پیدا شدہ است پس منکر چگونہ کافر شود شیخ عبد اللہ گوید

راستی نیست انکار  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق  
بہنچائے گوی کہ ارا نا حق





جادو مراعات آداب بیرون برد

لاجرم عین جملہ اشیاء شد	غیر تشغیر و جہان نگذشت
این کار قلندری پر سامان نشود	تا صومعه و مدرسه ویران نشود
بود زار بستن عین خدمت	بت اینجا منظم عشق ست و جد
بود توحید عین بت پرستی	چه کفر و دین بود قائم بهستی
عارف خدا ندارد او نیست آفریده	می گفت در بیان ندرے دین بریده
ذات که صفات است آدم ماییم	گنج که طالب است عالم ماییم
از نا بگذر که اسم عظم ماییم	اے آنکه توئی طالب اسم عظم
سوی الله و الله ما فی الوجود	چه غیر و کجا غیر کو نقش غیر

ملا اسماعیل صوفی صفهائی می گوید

بشکرم هر بستی که در راهم بود + باقی ست بت خدا پرستیدن  
میر فتح الدین محمد نفیسی بن کوهش و سز زش ملا متوجه شد ملا جواب داد که دین  
نشان از دنیا است برداشته ایم در دنیا با تو انباز نه گشتیم و همچنین در آخرت  
چون بزعم تو ملحدیم به دوزخ رویه بهشت با تو در نیایم پس باید تو از ماضی  
و شاکر باشی که دنیا و آخرت را بتو باز گذاشتیم

زادگان برستان خنی از ما که ما	خود شریک هیچ در دنیا و آخرتی نه ایم
و شکی نیز در شرکت ما به قصد دوستی	آخرت را با ختم و در پی دنیا نه ایم
امیر مرقم اتفاق جمهور بران ست که فضل جزئی معارض فضل کلی نمی توان شد	والفضل الجزئی عبادہ عن ربنا و قلیل میا حستہ العظمی

فضل جزئی عبارت است  
از زیادت فی نفسی که از آن  
شکی نیست از آنست









و عوی محبت این طائفه کردند و بدیشان گمان نیکو کردند و ایشان را تسلیت  
کردند گفتند مقام ولایت برتر از مقام نبوة است و مری را علم وحی باشد  
و مری را علم سر باشد و ولی بسر خبر ندادند که پیغامبران را از ان خبر نباشد  
و مر آن علم را علم لدنی نام کردند و این لقب را اشتقاق از قصه موسی و خضر  
گرفتند صلوة علیهما گفته که خضر ولی بود و موسی بنی دانای وحی ظاهر بود تا او را  
بوحی ظاهر خبر کردند پس ندانستی باز خضر علیه السلام را علم لدنی بود عیب  
بدانستے بے وحی تا موسی را بشاگردی حاجت آمد و استاد فضلتر از شاگرد بود  
اما آنکه پیران این مذہب اند و بر دین ایشان اعتماد است ازین بیزالند و روانند  
که هیچکس از مقام برتر از مقام انبیا باشد یا برابر مقام انبیا باشد  
اما جواب آن شبهه که ایشان گفتند آنست که خضر را فضل مقید بود آن علم لدنی است  
و موسی را فضل مطلق بود و فضل مقید بمطل فضل مطلق نیست چنانکه فضل مریم  
پارسان رضی الله عنها و آن فرزند بے ساس بشر است باطل نه کند فضل شمر را  
و فاطمه زهرا را که ایشان را فضل مطلق بود بر جلد سائر عالم انتهی و فضل جبرئیل  
معاضه با فضل کلی بوجه کلی ندارد چه ظاهر است که بر اهل حرفه مثل حاکم و حجام  
و خیاط و نجار و راجع صناعات خود را فی الجمله زیاده ای بر علماء دارند چه علماء را نیز فنون  
و دستکاری واقف نباشند لیکن ایشان را فضل بر عالم باشد چه صرف  
زیادات موجب شرف نمی باشد شیخ محی الدین ابن عربی رحمه الله علیه در باب  
ثالث و سبعین از جبر و ثانی فتوحات مکیه نگار و فقذ یرزب  
و یفضل بعض الناس غیره بشئ ثانیه ذلک الفضل فان الفضل

کلامی چنین اتفاق افتاد  
که بعضی را مانع بعضی  
و بعضی را مانع بعضی

















و حاکم بروایت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب آورده اند که ایشان فرموده اند که من  
 روزی همراه آنحضرت نشسته بودم فرمودند که پیش من بزرگو کنید که افضل  
 انواع ایمان ایمان کدام مردم است عرض کردند یا رسول الله ایمان فرشتگان  
 آن حضرت فرمودند که ایشان را چنان است منزلت فرشتگان را نزد خدا می آید  
 مردم عرض کردند یا رسول الله ایمان پیغمبران فرمودند از ایمان پیغمبران چه عجب که  
 حق تعالی ایشان را بر رسالت و نبوت خود ممتاز فرموده است عرض کردند  
 یا رسول الله ایمان کسانی که همراه انبیا حاضر شدند و بر دین جان خود را فدا کرده و شهادت  
 یافتند فرمودند ایمان ایشان چه عجوبگی دارد که همراه انبیا صحبت داشته اطوار و انواع  
 آنها را دیده است تنی نام حاصل کرده اند مردم عرض کردند یا رسول الله پس بفرمایید  
 که ایمان کدام فرقه افضل است فرمودند که ایمان آن فرقه که هنوز در پشت پرده اند و بعد  
 از من خواهند آمد و بر من ایمان خواهند آورد و مرا ندیدند چند درقی سیاه کرده  
 و در نظریات انقاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشته عمل نمودند این گروه  
 در ایمان افضل اند از دیگران انتهی و شیخ عبدالحق دهلوی رحمه الله و تکیه الایمان طراز  
 ابن جود رضی الله عنه فرموده است که ام محمد صلی الله علیه و آله هر دو روشن بود بر کبریا  
 او را دیده است ایمانی چنانست که تر از آن نباشد که در غیب بومی ایمان آرند و بعضی از  
 مفسران یونون بنیاب را هم بدین معنی تفسیر کردند و نیز در حدیث آمده است که در  
 آخر زمان چنان شود که تسکین بین سنت من مثل گرفتن انگه سوزان باشد و است  
 هر که در آن زمان تسکین است بود احرار و مقداری که بجا باشد پرسیدند  
 یا رسول الله چنانکه از ایشان یا از ما فرموده بلکه از شما انتهی فقیر حقیر گوید که بر

و اتقان مخوض کلام در مؤثر تمام نیکو روشن است که این حدیث اشارت به فضل  
 جزئی می کند زیرا که فضل کلی صحابه بر است رضی الله عنه هم حق سببی تقابل  
 ایشان را بر است محبت و نصرت و اعانت حضرت ثنویت برگزیده و تقویت دین  
 قدیم و دارائت صراط مستقیم از ایشان رضاشده دیگران را چه یار که جنب مقابل  
 ایشان در آیند در اشقة الممات شرح مشکوٰۃ مذکور است نزد جمیع آنست که فضل  
 کلی ثابت است صحابه را و این منافات ندارد بنبوت فضل بوجه جزئی دیگران را  
 انتهی و نیز در تکمیل الایمان می آرد تحقیق و مختار بهان است که جمهور علماء بر آنست  
 و مراد باین خیریت که پسینان اثبات کرده اند از وجه خاص است که ایمان  
 بخیب باشد و لیکن فضل کلی صحابه بر است فضل جزئی منافات با فضل کلی ندارد  
 انتهی در رساله مبدا و معاد حضرت مجدد حمیه الزمیه اگر دلی رضی الله عنه  
 از فضائل جزئی حاصل شود که نبی را حاصل بود و درجه خاص از درجات علیا میسر  
 شده که نبی نداشته نبی را نیز از ان فضل جزئی و از ان درجه خاص نصیب  
 کامل است چه حصول آن کمال بواسطه متابعت نبی است و نتیجه است از نتائج  
 اتباع سنت او پس ناچار نبی را از ان کمال بهره تام باشد قال علیه الصلوٰۃ و السلام  
 مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَيْكِنْ دَلِي  
 در حصول این کمال سابق است و در حصول این درجه مقدم است و این قسم فضل دلی بر  
 نبی جائز داشته اند که جزئی است که مجال معارضه بکلی ندارد انتهی یعنی اگر چه  
 بنظر ظاهر در بعض فضیلت جزئی سبقت و تقدم دلی بر نبی پیدا می شود که ناچار  
 بلحاظ فضل جزئی است فاما در حقیقت هیچ وجه فضل دلی بر نبی هرگز لازم نمی آید چه نبی را

این حدیث در بعض کتب صحیح است  
 و در بعض کتب دیگر است  
 و در بعض کتب دیگر است  
 و در بعض کتب دیگر است













یعنی در این شهرستان علم پسر عم من است که علی ابن ابی طالب است کرم الله وجهه  
 پس این مدینه شهرستان کدام است که در دربان این شهرستان همچون علی کرم الله  
 آید اگر من این مدینه را بنامی بر حکم مشاهد عیان کنم و اسرار علی را کرم الله وجهه  
 بیان دهم کار نبوت همه انبیاء بر زبان رود آسمان محبوب فضل مطلق مرآت است  
 است المقصود این تفصیل نبوت و قتی است که ولایت نبوت را در شخصی  
 اعتبار کنی اما می محبوب هرگاه که نبوت و ولایت در یک ذات باشد با تفان  
 جمیع شایخ قدس الله اسرارهم ولایت را افضل است بر نبوت وَلِهَذَا قَالَ  
 الْوَلَايَةُ أَفْضَلُ مِنَ النَّبُوَّةِ لِأَنَّ الْوَلَايَةَ عِنْدَهُ عِبَارَةٌ عَنْ  
 شُهُودِ الْحَقِّ وَالنَّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَنْ دَعْوَةِ الْخَلْقِ پس از اعلام شهود  
 افضل است درین کلمات من خدین کنان چون در فهم قاصر بودند گمراه گردیدند  
 و کلام مجید و فرمان حمید عالمی ضلالت یافته اند که بفضل به کثیراً اَوْفَيْدُنِي بِكَ كَثِيرًا

هر که رویش دید ایمان باز یافت	هر که نفش دید کافر شد بحکم
زیر زلف دوست پنهان باز یافت	آفتاب هر دو عالم آشکار
زنده گشت و آب حیوان باز یافت	بحون تباریکی نفش غوطه خورد
کز میان در و در مان باز یافت	طالب دردت الم چون شد بجان

اگر عالمان عصر و شیخان دهر درین کلمات من ساهبا البیاء و قرنهاے بیشتر  
 شامل شانی کنند و الله دره مقصود این فقیر را در نیابند استنبه \* \* \*  
 اهر ششم از زمان پاستمان بیج یکے از حضرات انبیاء و اولیا گنجه شده اند  
 که ایشان را از دست احد افرینی رسید ملا خطه رود که برائے حضرت آدمیم اسلام

اینجاست که گفته اند  
 فیضان نبوت من بزرگ  
 از سلسله انبیا و اولیا  
 جاست از حق است نبوت  
 بآن که از سلسله انبیا  
 فایز آن است

از زمان پاستمان بیج  
 یکی از انبیا و اولیا  
 گنجه شده اند  
 که ایشان را از دست احد افرینی رسید ملا خطه رود که برائے حضرت آدمیم اسلام









کما دوا ان یفتوا یم نیمی ا جالب سلخ کزدن معاملہ اش عجیب و غریب است  
 چون انکیرین با جواب قاطع میداد مخالفین حیلہ ایذا رسانی چنین کردند کہ سورہ اخلاص  
 بگماشتند کفوش دوز را مبلغی دادند تا در پاپوشش دوختہ پس آن را خریدہ از  
 مقام بعیدہ پیش وے بطور تحفہ فرستادند نیمی کہ ازین معاملہ ناواقف بود  
 چون پاپوشش در پارک در بنائب طلب اطلاع کردند کہ نیمی سورہ اخلاص نویساندہ  
 در پاپوشش دارد چون نعلین بہ حکم نائب طلب پارہ کردہ شدہ ازان جور کاغذ  
 برآمد نیمی بیچ جوایش نداد پس حکم سلخ وے دادند و در توجید اشعار میگفت  
 و پوشتن رمی آوردند و در وے سلخ وے دید شیخ ابامدین انصوب زندہ  
 نمودند و از بجانہ خارج کردند تا بہ سوے تلسان فت شیخ ابو الحسن شاذلی ہر گاہ  
 در دیامغرب بود وصیت کما لآتش در اتصای مغرب افتاد مردمان آتش حسد  
 افروختند و از آستخانہ اش زدند و در ایندانش مرقعہ نگاشتند تا آنکہ مردمان را  
 از ملاقات وے بازداشتند و او و اندیق می گفتند ہر گاہ شیخ عزم مصر کرد  
 بہ سلطان مصر گماشتند کہ از زادو مغرب شخصی عازم آن نواحی است کہ او را از بلا  
 خود خارج کردہ ام اعتقاد اہل اسلام را ضائع می کرد چنان نہ شود کہ از زبان درازی  
 خود سلطان افریبدہ اواز کجا طہیین است و قصہ اش بس دراز است مختصر این است  
 کہ خداوند کریم اورا از کید ایشان محفوظ داشت بر شیخ عبدالدین بن عبدالسلام  
 فتویٰ کفر دادند و برائے تنقیح عقیدہ وے مجلس قرار دادند بر شیخ تاج الدین  
 سبکی فتوے کفر دادند و شہادت دادند کہ او مہمبغ خمر است و ولولت و شرب  
 زنا رمی بند و او را از بنجر انداختہ از شام مبصر مقید آوردند عظیم شان رفعت مکان











شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی کہ از مشاہیر وقت خود بود در مکتوب نو دہشتم  
 می طراز کہ چون فیترے شہرت پیدا می کند عیب جو یان و عیب بنیان  
 برائے آزار خاطر افکار می کند می خواهند کہ رونق بازار او بکاهد  
 و آن مغر از کاوش این ہامحقر شود این بنی داند **وَاللّٰهُ مُتِمِّمٌ نُّوْرِهِ** و لو کہ  
 کَرِہَ الْمُنْشِرِ کوئن سلطان نظام الدین اولیا را مردم بر سر منبر دشنام میدادند  
 و حضرت سلطان جو بر آن مجلس حاضر می بودند روزے کار از حد گذشت  
 بعض پیدا نشکایت بہ خدمت حضرت آوردند کہ زیادہ ازین تاب نیاوریم کہ  
 ذم حضرت بر سر منبر بشنویم ماکشتہ خواہیم شد حضرت فرمودند کہ قوم ہمارا می گویند  
 ما عفو کردیم شما طفیل عفو مانیز عفو کنید و این رباعی بر زبان مبارک رانند

### رباعی

ہر کہ مارا رنجہ سازد رشتن سیار باد	ہر کہ مارا یار نبود ایزد او را یار باد
ہر کہ فارسی افگندہ در راہ ما از دشمنی	ہر گلے کہ باغ عمرش بشکند بی خا باد

شیخ محی الدین بن عربی گوید کہ او در شہر فارس با قطب وقت ملاقی شد  
 مردمان در پنے انکار او بودند و دست راست او بریدہ بود چون قطب  
 وقت را معلوم شد کہ شیخ اور شناختہ حکم کرد تا راز بر کسے فاش نہ کند  
 شیخ قبول داشت و گفت کہ انجہ بر شما از دست مردم جفا می رود و برا خیلے  
 شاق می گزر قطب لب بہ پاسخ کشاد کہ اے محمد اگر تمامی مردم شہر شخص منکن  
 قی المقام را ایداد ہند حکمش آنست کہ جانورے کوہ را بہ مدت ما از مکان خود  
 حرکت کند تا ہم شعر او در لطائف المنن می نگار و و منی ہُنَا کَانَ سَيِّدِی

۹۰  
 السیاق نام کند و در  
 دوست اگر چہ بگویند  
 ناخوش شود از آن









از جمله آن است که در مجرات انبیاء الله علی اختلاف طبقاتهم و کلمات اولیاء علی اختلاف  
 طبقاتهم غور نماید و بآن ایمان آورد و اعتقاد کند که اولیاء الله در جمیع مجرات با ششزار  
 بعضی از آن و ارث انبیا بوده اند از آن جمله آن است که بر کتب تفسیر سلفاً و خلفاً  
 حاوی باشد تا سر کتاب سنت و اختلاف ائمه مجتهدین و تفسیر و تاویل و شرائط و  
 لغات عرب و محاورات و استعارات را در یاد آنان جمله آن است که مقامات سلف  
 و خلف در معنی آیات صفات و اخبار آن به فهمد و بشناسد که کدام معنی ظاهر گرفته  
 و کدام راه تاویل پیورده و دلیل کدام از ایشان راجع است از آن جمله است تبحر در علم  
 اصول و معرفت منازعات علم کلام و از آن جمله است معرفت اصطلاحات قوم ارباب  
 ذاتی و تصویری و مآهوالذات و ذات الذوات و معرفت حضرات الاسماء و الصفات  
 و فرق میان حضرات و فرق میان احدیت و واحدیت و معرفت ظهور و بطون و ازل  
 و ابد و عالم الغیب و احوال و شهادت و شیون و عالم الماهیة و تهوئیه و تسکر و محبت  
 و من هو الصنادیق فی المستحکمات یساکح و من هو الکاذب حتی یواخذ  
 و عن بدخلک پس در تخصیص این اصطلاحات قوم واقف نباشد چگونه  
 بر حل کلام یا انکار یا رمی که مراد ایشان نیست قادر باشد شیخ ابن حجر شرح بعض آیات  
 ابن فاضل رضی الله عنه کرده به شیخ ابی مدین فرستاد که اجازه نگارد شیخ تحریر فرموده

سَدَّتْ مَشْرِقَهُ وَبَسَّرَتْ مَعْرَبَهُ	شَكَانَ بَيْنَ مَشْرِقٍ وَمَعْرَبٍ
---	------------------------------------

این شیخ الاسلام شهاب الدین احمد غزالی ثم المعری در کتب خود نوشته بود که در باب توحید پس در کتب  
 تجلیل فن حدیث مصروف شما هم حفاظ حدیثین بود کتب نافعه در فن حدیث دارد و نسخ الباری از عمده تصانیف

حضرت ایشان است و روزی قدس به انتقال فرموده

وزد حافظ بن حجر فرستاد بن حجر برابر مرے کہ از مخفی بود و متباہ گرفت و تا موت ملائک  
شیخ ابے مدین گزیدہ

اھر ہم حضرت قطب الاقطاب شیخ احمد بن عبد الاحد از خطہ پاک بہرند خواستہ کہ  
اوشہری است میان دہلی و لاہور ۴

مشنوی

سوادش زلف رخسار فتوح است انسان شہرے کہ ناش مضم آمد چہ معدن معدن قندمانے از و پیدا بہ شہر سہری دکا ہنا	غبارش تو تیا کے چشم روح است برائے ما عجب کا نے برآمد بہ شکر او است این شکر ثنائی روان در دشت جاہا کاروانہا
--	---

نسبت آن جناب بہ بہشت و بہشت واسطہ با میر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ  
می رسد در اسلہ قدم بعالم شہود و نہادہ و دکترایم از تحصیل علوم فراغ حاصل کردند  
جامع معقول منقول بودند و حافظہ قوی می داشتند بہ اندک زمان قرآن شریف  
یاد گرفتند بیشتر علوم از والد ماجد خود و برخی از علماء کبار آن زمان تحصیل کردند  
و بسیار لکوث کہ شہری است از ملک پنجاب نزد مولانا کمال الدین کشمیرے کہ انقول  
دانشوران متورع بود و از باطن نیز بہرہ داشت بعضی کتب مشککہ را چون عضد می امثالہ

لے شیخ عبد احدی و رفیقان جوانی بخند شیخ عبد القدوس گنگوہی روح حاضر شدند و بکند اداوت درآمد تفسیر و ذکر و نصیحت  
لہوار فرار کنند و طلب صاحب نمودم شد کہ تحصیل علوم بلا خطہ کبر شیخ زبان آورند کہ رسم پس از تمام ہنر  
علوم دینہ گرا می صحبت را در نیام شیخ فرمودن آن وقت بفرزندم کن الدین جوہر کن پس بعد از تکمیل علوم ظاہری بسبب  
انکمال شیخ از شیخ کن الدین فرقت خلافت قادریہ و چشتیہ پرشیدند و گرامی حیات را بدافا داد و افاضات انجام سانیدہ  
و در کمال فی نفسی و تفریبا و جوہر کثرت تلامذہ و روح بکی ایجاد می خود قبول نکردند و خواجہ خانہ از بازار خود می آوردند و خلیل متبع  
سنت بودند و سننے را متروک نہ بگشتند در ششہ انتقال فرمودند و مرار بار ازارش بہرہن سہرند بجانب غربی واقع است

آن شیخ کہ بود عالم اندر بہرین | ابانش گریہ زل واصل | چون شیخ زمانہ بود در طویل | آید وصال او گریہ زمین  
سہ خلیل دقایق و کلمات حقایق بود نسبت علمی غائب داشت مجرب و علم کامل نہ بود و تقری بود و در صبا لکوث و لاہور مستغنیان و ہم

ن امر ہم و در ذکر حضرت مجدد الف ثانی

۱۲





حضرت خواجہ محمد باقی بالہ اویسی نقشبندی قدس السہرہ حاصل بود منقول است  
 کہ حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودند کہ حضرت مخدوم مامولانا ی بزرگ خواجہ انکیلی  
 قدس سرہ مارا امر کردند کہ بہندوستان شوتاہن سلسلہ شریفہ را استخارہ و راجی پدید  
 آورد و ما خود را شایان این معنی ندیدہ تواضع نمودیم ایشان امر باستخارہ کردند در آن  
 استخارہ دیدیم کہ گویا طوطی بر شاخ نشست و مادر دل خود نیت کردیم اگر آن طوطی  
 از آن شاخ آیدہ بردستمان نشیند پس مارا کشایش باورین روز سے خواہد نمود و بخیر  
 این خطور آن طوطی پرواز نمودہ آیدہ بردستمان نشست و ما آب دہان خود در مشتاراد  
 کردیم و آن طوطی در دہان من شکر ریخت فردای آن شب این واقعہ را چون بفرس  
 حضرت مولانا خواجہ اکیلی قدس سرہ رسانیدم فرمودند کہ شمار از دہترتو بہندوستان  
 میاید شد کہ طوطی جانور ہندی است و بہندوستان از دہان شماعریزی بوجود آید  
 کہ عالمی از و منور گردد و شمار نیز بہرہ رسد منقول است کہ حضرت خواجہ فرمودند کہ چون  
 بشہر سہرند شمار رسیدیم در واقعہ نمودند کہ تو در جوار قطبیت فرو آدہ و از حلیہ آن قطب  
 نیز آگاہ گردانید نہ ہم صبل آرزو برد یافت در ویشان و گوشہ نشینان آن بلدہ رقم  
 جامعہ را کہ دیدیم نہ ایشان را بران حلیہ یافتیم و نہ آثار و نمالت قطبیت از بیج یک معائنہ

سہ ولادت حضرت خواجہ و کمال بطور ہیست و شش و تحصیل علوم ہی شاگردی مجمع علوم دہانای مولانا صادق علوی کہ زمانہ  
 اعلام آن ایام بودہ اختیار نمودہ و در فاقہ مولانا کمال با دارالہنر شدہ و بانکہ در نگار و رسم و فطرت ایشان را بین افکار ان امتیازی  
 پیدا نہ و از فضائل ہر ہام روزی گفت کہ اگر تحصیل علوم صوری بقیمتہ کہ بسوگاہن ... راہ درآمدہ اند تا از کای فطرت و صفات  
 نسبت دانش ایشان پایہ بند داشتہ اند کہ بر تدریس کتب شغور و حل طالب غامدہ قدرت کام داشت از ایام تحصیل علوم صوری خوش است  
 این راہ گاہ بصحبت یا سخنان محض لاجل سر سرایت آگاہ و ملا و آراہنہ کہ من این طائفہ عزیز الوجودیت بسیاری از شغل آن ہمدردانہ  
 و نیز بخشی بروس توہ و تعلیم تہریم آغوش گردیدہ حضرت خواجہ اویسی بودند و حریمت از دہانیت حضرت سہالت عملی علیہ و اگر دہانیت حضرت



همه در صورت خوب تو عیان ساخته اند  
شکل مطبوع توزیعا تر از ان ساخته اند

اطلاع بر منیبات و اشرف بر خواطر و تصرفات در کمونات ادنی صفت بود از صفات  
جسده ایشان شماره خوارق و کرامات که در کتب مقامات مروی شده به هفت صد میرسد  
هر چند بکلم کلام فی الاحترام قطب وقت البواکین نوری نورالهدی مرقده که فرموده و اعظم  
العلامات فی زماننا شیخان عماد یعمل بعلمه و عارفین یخطون عن حقیقتیه  
بهان کثرت علم و معرفت اکمل حضرت ایشان که امت شکر بود و نیز بکلم آن گفته اند

۱۵ اشرف معجزات قرآن است :

وفاق حقائق آن غوث الاعظم ترین خوارق است فاما چون بعض متصدیانند که  
 شنیده از کرامات بشنوند لهذا کرامات چند بمعرض بیان در آورده میشود تولد حضرت مجدد  
 حسب بشارت شیخ الاسلام احمد نامقی است در لغات مذکور است که از حضرت شیخ  
 الاسلام احمد پرسیدند که مقامات مشایخ شنیده ایم و کیفیت ایشان دیده از هیچ کس  
 مثل این حالات که از شما ظاهر میشود ظاهر نشده است فرمود که ما در وقت ریاضت به ریاضت که دستیم  
 که اولیاء خدا کرده بودند بجای آوریم و بر آن مزیدی نیز کردیم حق بفضل و کرم خود هر چه  
 پراکنده بایشان داده بود یکبار به احمد داد و ذکر چارصد سال چون احمد شخصی پدید آمد تا  
 عنایت ایزد تعالی در باب او این باشد که همه خلق بینند *هذه الامین* و قات شیخ احمد

اینست از فضل جدای بستاند



در ۲۳ بود منقول است که آن حضرت بقصد سیر و گشت بیابان و دشت کابل متوجه شدند  
 روزی از قریه به قریه آخری تشریف فرما بودند که در میان راه آفتاب گرمی کرد و از حرارت  
 هوا گرد و غبار تشنگی و ماندگی بر مخدوم زاده بزرگ رحمه الله و دیگران که پیاده در عنان  
 می رفتند غلبه نمود اما از غایت ادب برأت عرض نداشتند درین میان حضرت ایشان بجزوی  
 مولانا محمد یوسف سمرقندی که از قدماء اصحاب آنحضرت بود خطاب نموده فرمودند همانا حرارت  
 آفتاب و تراکم غبار یاران را ایذا میدهد مولانا معروض داشت چون معلوم و مکشوف حضرت  
 ایشان است چه حاجت بعرض مخلصان است حضرت ایشان تبسم نموده گوشه چشم  
 حق بین جانب آسمان کرده چیزی در زیر لب گفته قدمی چند فرشته بودند که قطعه ابر ظاهر شد و  
 محاذی ایشان و اصحاب ایشان آمده سایه افکند و بهمان مقدار که غبار فرو نشیند و به جل  
 نه انجماد متقاطر شد و شمالی بغایت اعتدال و زیدن گرفت منقول است یکی از ازام ازادها  
 را سلطان وقت به غضب تمام از لاهور طلبید که از توضیحات بوقوع آمده از مشاهده کثرت غضب  
 سلطان حاضران را عقیده آن بود که بجز در سیدن او را نیز پاسه پیل افکند وی نیز این  
 معنی را دریافت سخت هراسان گردیده بود چون بسپهر نرسید بخدمت ایشان که غائبانه  
 اخلاصی داشت آمده بزاری تمام التماس حمایت نمود ایشان فرمودند انشاء الله سبحانه  
 خاطر جمع باشم که هیچ مکرهی غیر سربل سلطان التفات و مهربانیها نخواهد نمود وی از  
 غایت اضطراب معروض داشت که آنچه در حق این مخلص بزبان مبارک رفت آن را  
 بزبان قلم نیز بیانند و آن رقیمه را به من بسپارند که مرا اطمینان تمام حاصل گردد چون بستان  
 نمود حضرت ایشان تبسم نموده نوشته دادند که چون فلان از خوف غضب سلطان که  
 نموده غضب آهی است به فقر ارجوع نمود فقر او را در ضمنی و گرفت ازین هم بلکه را بخندید بعد از

مخلص فرمودن او بچندین روز یکی ناگاہ خبر آورد کہ این شخص را سلطان آزار دادہ  
 بزدان فرستاد چون خبر بسمع حضرت ایشان رسید تبسم نمودہ فرمودند در نظر بعض فقرا  
 چون تلقی صبح درآمدہ کہ وی از سلطان شفقت و عنایت بیند این خبر کہ میگوید صدقی  
 ندارد تا بعد از دو سه روز خبر رسید کہ آن مرد ہمین کہ بنظر سلطان درآمد سلطان بخندید و  
 از وی نصیحت کلمہ چند باو در میان آورد و ناگاہ بالتفات تمام ملاحظہ فرمود و حضرت  
 منقول است یکی از سلاطین زادہ را بادشاہ وقت در زندان کرد و رای ملک بقتل آن  
 مقرر شد آن بیچارہ ہر سودست و پامی زد بہ فقرائے رجوعی نمود در آن اثنا حضرت  
 ایشان بہ اگر تشریف فرمودند مجوس یا یوس یکی از مخلصان منظور حضرت ایشان را  
 کہ آشنای قدیم او بود طلب نمود و بزبان او از حضرت ایشان توجہ خاص الخاص  
 براسے رمائی و خلاص خود نمود آن عزیز آمدہ بہ نہایت تضرع و کالح التماس اورا بضر  
 رسانید ایشان آن شب متوجہ شدہ فرمایش فرمودند کہ باو مژدہ رسان کہ از قتل  
 خلاص شدی و از حبس عنقریب رمائی خواہ یافت این مژدہ باو رسانید اما ویرا غلبہ  
 اضطرابی کہ داشت اطمینان تمام روسے ندا بیکی از مجازیب معتبر کس فرستادہ  
 التماس خلاصی خود از توجہ او نیز نمود و آن مجذوب را بر زبان رفت کہ خاطر جمع دار  
 کہ دیدم کہ قلاب یکی از کابر نقشبندیہ آمدہ ماہی او را از گرداب ہلاکت کشید مقارن  
 آن سلطان زادہ از حبس خلاص و بہ منصب رسید منقول است کہ در سفری حضرت  
 ایشان بہ رابطی فرو آمدہ بودند ناگاہ بیدار ان فرمودند کہ مری گردید درین شہر امروز  
 بلیہ روی خواہد داد و در عامہ اہل شہر سرایت خواہ نمود و اہل انکد گیری را خرن کند کہ  
 ہر یک دعای مأثورہ **بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یَغْفِرُ مَعَ اسْمِهِ شَیْءٌ فَاِنَّ کَیْدَیْ لَیْ سَیِّئٌ کَوْنِیْ**





در ذکر حضرت مجدد موی طراز و از متاخرین مشائخ و صاحب ریاضت و مجاهدت  
و خوارق و تصانیف اند و در آخر حال بعضی بر شیخ تهمت کردند که شیخ میگوید مرتبه  
زیاده است از خلفای راشدین رضی الله عنهم اما این محض پستان و افترای مخالفان  
است بر شیخ چرا که این فقیر خود شنیده از سیادت و نقابت پناه فضائل و کمالات  
و دستگاه حقائق و معارف آگاه افضل فضلالی عصر لامی فہامی استاذی حضرت  
میرک شیخ بن شیخ فصیح الدین که میفرمودند که ولعقتی مار عجمو برہند و اقع شد و کیف  
ما اتفق ملاقات شیخ احمد روی داد و در اثنای ملاقات بخاطر گذشت که اگر شیخ را  
کرامتی است باید که مردم انچه از ایشان بیان میکنند خاطر نشان من سازند و دیگر نگ  
شنیده بودم که خواجہ باقی که پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی الملکی مرید  
میگرفتند و دیگر آنکہ خواجہ خاوند محمود چہ اعتقاد دارند چون ساعتی پیش شیخ ششم  
جزوی از زیر مسند خود بمن دادند کہ مطالعہ نمایند چون آنرا تمام بدیدم بمن گفتند ازین  
چیزی ظاہر میشود گفتیم ازین خود بیچ ظاہر نمی شود و آنچہ در اینجا است درست است

سہ روزی در سفر گلبرگہ فقیر حیرا از جناب شاہ معروف صاحب قادری کہ از شاہر مشائخ مجدد آباد نظام مکن بودہ اند اتفاق صحبت  
افتاد قال ذکر عمر ہدیہ مجدد پیران کہ جناب شاہ صاحب بدعت تقریب تمین کشادہ و فرمودند کہ ملت مشائخ انتصار پیران گرفتہ  
از واجبات است و از واجبات خود بیان فرمودند کہ ایشان در عنوان شباب پروا فادات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ توجہ شدہ و بہتر  
نہ سال طلعی خیمہ رحلتہ اتفاقا نواب شکر جنگ بہلو کہ از امرای مجدد آباد بودند برای ملاقات شاہ صاحب تشریف فرما شدہ و بخدمت  
کہ پیش نظر شاہ صاحب بود و شش روز شش ہفت روزہ چون معلوم شد کہ تخریر شاہ صاحب بہتر و حضرت مجدد نواب صاحب بہتر  
کہ صدر الدین فیصل از حضرت شاہ صاحب فیصل متبع بہتر است کہ در جواب آفتابہ کردہ بر بشارت مل نمودہ خود شاہ صاحب بہتر فرمود کہ  
چون نواب رفتہ می بیند کہ ایشان در صورتی قوی و دوق وار آمدہ و در اینجا و ملازمتن از انقلاب سر بر آید فرمودہ اند ایشان السلام علیکم گفتہ می  
از انقلاب انشاء سر از جیب ہاتھ بر آورده و اب سلام دادند چون از ملاطعات معلوم شد کہ این انقلاب باطل است گفتہ اند کہ بزرگی نورانی  
صبح و صبح بلند بالا لباس سفید و در حال ایشان شدہ انقلاب فحش مال شدہ و بطن فرخاستہ شاہ صاحب معلوم شد کہ حضرت مجدد علیہ السلام  
برودہ اند چنان قلب کہ اب سلام پرداختہ بودند حرمت نمودہ بشارت ہر شاہ صاحب کہ عرض داشتند کہ این شاہ معروف اند کہ بخیر بار آید  
حضرت معروف از حضرت مجدد تخریر از ایشان انداختہ تا نگاہ از فساد است فرق شدہ چون بیدار شدند بان وقت بگذشتہ در آب شدہ

فانی از شاہ نواب شکر جنگ صاحب قادری

گفتند پس این که آنچنان واقع شده همین است و باقی اقرار است باز بعد از سعی گفتند که روزی پنجشنبه  
 خاوند محمود اینجا آمده بود و نگفتند که خوابه باقی اجازه صبح از پی خود دارد بجهت آنکه روزی مولانا خواجگی  
 انگلی خریزه می خوردند و قاج قاج را خود بریده بدست حاضران و مریدان میدادند  
 و بخوابه باقی ندادند اصحاب گفتند خوابه نیز حاضر اند مولانا خواجگی انگلی فرمودند ما خریزه  
 با و درست دادیم خوابه باقی ازین استنباط کردند که مرا اجازه ارشاد دادند گفتند  
 این چنین نیست چرا که ما هرگز این چنین سخنی از پی خود و از دیگر مردم نشنیده ایم بلکه خوابه  
 باقی ابامی کردند که این کار از دست من نمی آید و این بار را من نمیتوانم برداشتم و مولانا  
 خواجگی میفرمودند که ما اجازه دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندی از ریش  
 سفیدان نیز گفته اند که ما بدان مجلس حاضر بودیم که مولانا خواجگی اجازه ارشاد و خوابه باقی  
 دادند خوابه خاوند محمود گفتند بس ما غلط شنیده بودیم و بعد از آن شیخ احمد فرمودند که آنچه  
 از مریدان خوابه خاوند محمود بایشان اعتقاد دارد خوابه آنچنان نیستند و من آن حق تعالی  
 بخوابه ندارم هر سس سوالی که در خاطر حضرت اخوند گشته بود شیخ جواب داد و منتقل است  
 چون علامه الزمان شیخ الاسلام هندوستان مولوی عبدالحکیم سیال کوٹی در اوائل  
 یکے از معاندان حضرت شیخ بود شبی شیخ را خواب بید کرد و روی آیه **قُلِ اللَّهُمَّ فِي هَکْهَکْ**  
 بی خواند به مجروح شدن این آیت جذب شیخ و شوق الهی مجددی و رد وی اثر کرد و  
 قلب وی ذاکر گردید چون از خواب بیدار شد دل خود را ذاکر یافت چند روز به تصور  
 شیخ ذکر حق کرد و خود را اویسی شیخ میگفت آخر بخدمت حاضر آمد و بدرجات والا رسید  
 منتقل است شیخ غلام لاهوری قدس سره که از اعاظم خلفای حضرت مجدد است او مستجاب  
 شیخ محمد سعید و محمد معصوم هر دو صاحب زاده شیخ بود قبل ازین بهیت به ثاندان شاه

کمال کیتلی قادری داشت چون عالم متبحر بود هر دو صاحبزاده تعلیم عالم ظاهری از وی  
 میگردند روزی در محفل خلد منزل حاضر بود که حضرت شیخ مجدد را اندر راه مکاشفه احوال  
 شیخ ظاهر ظاهر شد و فرمود که مرا معلوم شده است که شخصی از حاضرین این حلقه طوق کفر  
 بگردن خود خواهد انداخت و از راه هدایت و طریق دین متین خواهد برگشت و من بر پیشانی  
 وی لفظ هوا کا فروخته می بینم با جماع این معنی یاران که حلقه بندگی و اخلاص گجوش  
 جان میداشتن بنایت ترسان و لرزان شدند و از شیخ بزرگ مستفسر این حال شدند  
 که آیا ازین تمام اهل حلقه آن بے نصیب که باین بلا مبتلا خواهد شد کیست و نامش چیست  
 فرمود که آن شیخ ظاهر است یاران مجلس نظر بر این معنی متأسف شدند مگر احدی این  
 سخن گجوش شیخ ظاهر نرسانید آخر کار بعد چند ماه شیخ ظاهر بزرگ کافره عاشق شد و طهارت  
 اسلام را مبدل نجاشت کفر ساخت و زار زد و دیگران جان او نیت چون شیخ  
 ظاهر و ستاد حضرتین مایلین بود از وقوع این حال بسیار غم و اندک گیر مال بر دو صاحبزاده  
 بلند اقبال شد آخر روزی بوقت خوش بخندست و الد بزرگوار عرض کردند که اوستا و  
 غریب دریای کفر شده است تو چه فرمایند که باز شرف باسلام گردد و فرمود که هر چه شدنی بود  
 شد که در لوح محفوظ حق ادب من مکتوب بود و آخر هر دو فرزند سعادت مند در باب مغفرت  
 شیخ ظاهر از پس اصرار کردند حضرت شیخ بخاطر داری فرزندان و بلند دست و عابر بجنای  
 کبریا بردشت و عرض کرد که آبی حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی فرموده است که  
 هیچ کس را بر قضا میرم دست قدرت نیست مگر مرا چون یکی از دوستان خود را این  
 مرتبه عالی کرامت فرمودی من هم امید دارم که بواسطه من از شیخ ظاهر این بلای ازلی  
 بگردونی احوال تیر و مایندف اجابت میدهد و شیخ ظاهر از غراب غفلت و مستی عشق مجازی

شیخ ظاهر  
 حلقه طوق کفر  
 بنایت ترسان  
 مستفسر این حال  
 نامش چیست  
 فرمود که آن  
 شیخ ظاهر است  
 یاران مجلس  
 نظر بر این معنی  
 متأسف شدند  
 مگر احدی این  
 سخن گجوش  
 شیخ ظاهر  
 نرسانید  
 آخر کار  
 بعد چند ماه  
 شیخ ظاهر  
 بزرگ کافره  
 عاشق شد  
 و طهارت  
 اسلام را  
 مبدل نجاشت  
 کفر ساخت  
 و زار زد  
 و دیگران  
 جان او  
 نیت چون  
 شیخ  
 ظاهر و  
 ستاد  
 حضرتین  
 مایلین  
 بود از  
 وقوع  
 این حال  
 بسیار  
 غم و  
 اندک  
 گیر  
 مال  
 بر  
 دو  
 صاحبزاده  
 بلند  
 اقبال  
 شد  
 آخر  
 روزی  
 بوقت  
 خوش  
 بخندست  
 و الد  
 بزرگوار  
 عرض  
 کردند  
 که  
 اوستا  
 و  
 غریب  
 دریای  
 کفر  
 شده  
 است  
 تو  
 چه  
 فرمایند  
 که  
 باز  
 شرف  
 باسلام  
 گردد  
 و  
 فرمود  
 که  
 هر  
 چه  
 شدنی  
 بود  
 شد  
 که  
 در  
 لوح  
 محفوظ  
 حق  
 ادب  
 من  
 مکتوب  
 بود  
 و  
 آخر  
 هر  
 دو  
 فرزند  
 سعادت  
 مند  
 در  
 باب  
 مغفرت  
 شیخ  
 ظاهر  
 از  
 پس  
 اصرار  
 کردند  
 حضرت  
 شیخ  
 بخاطر  
 داری  
 فرزندان  
 و  
 بلند  
 دست  
 و  
 عابر  
 بجنای  
 کبریا  
 بردشت  
 و  
 عرض  
 کرد  
 که  
 آبی  
 حضرت  
 غوث  
 الاعظم  
 شیخ  
 عبدالقادر  
 جیلانی  
 فرموده  
 است  
 که  
 هیچ  
 کس  
 را  
 بر  
 قضا  
 میرم  
 دست  
 قدرت  
 نیست  
 مگر  
 مرا  
 چون  
 یکی  
 از  
 دوستان  
 خود  
 را  
 این  
 مرتبه  
 عالی  
 کرامت  
 فرمودی  
 من  
 هم  
 امید  
 دارم  
 که  
 بواسطه  
 من  
 از  
 شیخ  
 ظاهر  
 این  
 بلای  
 ازلی  
 بگردونی  
 احوال  
 تیر  
 و  
 مایندف  
 اجابت  
 میدهد  
 و  
 شیخ  
 ظاهر  
 از  
 غراب  
 غفلت  
 و  
 مستی  
 عشق  
 مجازی





زمان قربت از زمان سعادت نشان آنحضرت رائج و متداول شدند و صحابه و تابعین و  
 تبع تابعین و کلمه جَنِّ اِلَى زَمَانِ الْمُجَنَّبِکَ وَاَقْرَبُ نَفَقَهُمْ جَزَّ اِلَى زَمَانِ رُفُؤِنَا الْعَلَدِیَّةِ  
 وَالْجَنَّتِیَّةِ بطریق تحصیل آن مدون و مبسوط و مفصل گردید بخلاف مقام غلت که دیرین  
 عموم و متداوله اصلاً کسی مذکور آن نکرد و نه بطریق تحصیل آنرا کسی بنیاد نمود و تا هزار سال گذشت طریقی  
 تحصیل آن اتفاق آورده اختفا و احتجاب ماند تا آنکه حق سبحانه تعالی حضرت مجد و را بر روی  
 کار آورد و ایشان امضا و ظهور این مقام که در جوهر شریف آنحضرت صلی الله علیه و سلم موع  
 و مکنون بود گردانید و هزاران طالبان را لطیف الی شان سلوک این طریق میسر شد و بعد  
 حالا بیان طریق بوجهی نمایم که اختصاص آن باتباع مجددیه کاشمش فی رابطة النهار کشف  
 گرد و قبل از حضرت مجدد طرق همه از راه محبت و محبوبیت بوده اند اول راه محبت می می نمود  
 و آخر بمرتبه محبوبیت فائز میشدند و آنچه لوازم محبت است از ذکر و جود و خوق و انکسار  
 و تضرع و صبر و توکل و رضا جوئی و در مراقبه صفات خصوصاً احاطه و معیت و استغراق در  
 توحید فطری و خود را اِکْثَالِیَّتِیْنِ فِی بَحْسِ الْعُتْسَالِ داشتن و صفات خود را و غیر خود را مستهملک  
 در صفات او دیدن بلکه ذات خود را در ذات او منسج ساختن و حسن و جمال او را در هر مظهر  
 مشاهده نمودن و در آن کوشش بلیغ مینمودند تا آنکه با نوار و تجلیات در ابتداء سلوک و  
 فنا و بقا در انتها آن فائز می گشتند و دوم اتحاد می زدند که اَنَا مِنْ اَکْهَوٰی وَاَنَا اَکْهَوٰی اَنَا اَنَا  
 حضرت خضر بخت عبد الخالق غجدوانی که ارمایه طریق مجدیه بودند تعلیم فخری نمودند باز در  
 عهد حضرت خواجہ نقشبند این معنی برگ و بار پیدا کرد لیکن در عهد حضرت خواجہ عبید الصمد حرار  
 علوم توحید باین نسبت ممتزج شدند و غلبه پیدا کردند تا آنکه حضرت مجدد قدس العدره آن  
 همه را در بطون رسانیدند و از چاک سینه خود سرخی به محبوب پیدا کردند حالاً عنایت ساری

کتب این زمان را در این  
 کتب این زمان را در این

موقوف بشد عشق و اشتیاق و دهر و جنافات و تضرع کیطرف ماند هر چه هست در قلب روح  
 و سرخشی و اغنی و عناصر بدن است تا آنکه انوار و تجلیات از باطن خود می افتد و رفته رفته بمقام  
 خلعت می کشد معنی محبت عاشقی است و معنی محبوبیت معشوقی است و معنی خلعت یارانه است  
 و سابق عاشقی و معشوقی بود و ریخا آرزو و نیاز از جانبین است و سرگوشیها از طرفین واقع  
 میشود و در عاشقی نغمه و بیتابی و سر برد و دیوار شکستن و در معشوقی غنج و دلال و فر و مبان  
 بوده است اینست طریق خلعت بطریق اجمال و اگر تفصیل آن کس خواهد با اتباع مجددیه  
 چند سال نشست و برخاست نماید و در وجدان خود نظر کند که چه رنگ پیدا می شود و برای  
 طرق سابقین انتهی بلکه بمشاره بهم بالبنان که در طول باغ نظیر خرمنا شستند بلا حفظ  
 بر این سلسله و حج قاطعه به مجیدیت حضرت ایشان لب کشا و ند چنانچه مولانا عابد اسکیم  
 سیالکوٹی دمولانا جان محمد لاهوری و مولانا عابد السلام دیوکی و غیر هم رحمته الله علیهم اجمعین  
 و تحریرات و تقریرات خود ما حضرت ایشان را تجدید کلف ثانی گفته اند صاحب جواهر استخفاف  
 در کتاب خود می آید امام ربانی شیخ احمد سهرندی از اکابر صوفیه است و جامع علوم ظاهری و  
 باطنی و صاحب مقامات علیّه ذکر امت جلیه است اکثری از علماء و عرفا و ابرار و بزرگان داشته اند  
 فاضل محقق مولانا عابد اسکیم سیالکوٹی بر می دیت وی رفته و مجدد حادی مشر گفته است و مشایر  
 عرفا و سلسله وی در هند و سند و عرب و گج و خصوصاً در روم و شام و عراق و کردستان و گج

سلسله معبد الفاتحانی نزد ایشان و توالی ایشان نیست که واسطه فیض ولایت درین برادر دوم وجود مبارک ایشان است چنانچه تحریر  
 فرموده اند که من بکشف ساعدت که حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه و جناب سید رضی الله عنهما واسطه فیض ولایت مطلقاً اند اگر چه در بیان  
 اتم سابق باشند و بعد از ایشان تا اکر شاعرین بنصب قائم است پس حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سره نیز ازین و ولایت علمی سرافراز  
 شده اند و بعد از ایشان برادر الفاتحانی حق سبحان تعالی مرا هم ازین منصب نائب ایشان فرموده و سر فر از باطن نفع نموده لهذا درین برادر دوم  
 هر کس که به ولایت برسد واسطه فیض از من می باشد بخداست من هیچ دلی بر ولایت نخواهم رسید و در المعارف





مجلسی که در آنجا بود  
 برای حضرت امام رضا علیه السلام  
 از طرف اهل بیت و شیعیان  
 و سادات و علمای آن زمان  
 و از طرف اهل بیت و شیعیان  
 و سادات و علمای آن زمان  
 و از طرف اهل بیت و شیعیان  
 و سادات و علمای آن زمان

حضرت ایشان رسید باین حقیر خطاب نموده فرمودند که مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی که در علوم  
 عقلیه و نقلیه و تصانیف علیہ چون وی در دیار ہندی نماید کتابست بہمانوشتہ بود تبسم فرمود  
 فرمودند یکی از ان فقرات مدحیہ این بود کہ مجدوالالف الثانی انتہی حضرت مجدداشتغال با  
 تصانیف ہم داشتند از تصنیفات حضرت ایشان است رسالہ تہلیلہ و رسالہ اثبات النبوت  
 و رسالہ المبداء والمعاد و رسالہ مکاشفات غیبیہ و رسالہ اداب المریدین و رسالہ معارف الدنیا  
 دین و کراحوال و مقامات خاصہ خود بیان فرمودہ و رسالہ روشیہ و تعلیقات عوارف و  
 شرح رباعیات خواجہ عبدالباقی علیہ الرحمہ درای آن مکاتیب حضرت ایشان رسالہ کات  
 کہ ہر سالہ از ان مضموی اسرارناست ہیج کیے از متقدمین مثیل آن ہجتم سرنیدہ واحدی  
 از متاخرین گوش حقیقت و معرفت نظیرش نہ شنیدہ است ہمارو قبولیت آن امری است  
 خدا و تحریرش ہمان و اشتہارش ہمان کتب و تصانیف ہیج از مکملین باین غایت ہستہر  
 اگر مد نظر کردہ و زمان حضرت مجد و بعض حضرات لب باعتراض کشادہ و بعد از ان نیز سلسلہ  
 رد و انکار دراز بود و مگر بقدر انکار بلکہ مزیدی بر آن تائید غیبی درجہ شہرت و قبولیت افزود حضرت  
 مجد و علیہ الرحمہ باوصف کمالی کہ داشتند بہ جواب ہیج معترض متوجہ نہ شدند بلکہ در مکتوب دو صد  
 و چہدم از جلد اول تحریری فرمایند از سخنان پریشان ارباب خسران محنت نہ کنند **كُلُّ عَمَلٍ**  
**سُوءٌ إِلَّا عَمَلُ اللَّهِ** لایق آنکہ بمکافات و مجازات متعرض نشوند دروغی را فروغی نیست باعث کسادت  
 باز آرا ہنہا کلمات متناقضہ آہنا خواهد بود **وَمَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ فَاِنَّ لَهُ كُفْرًا يَنْتَظِرُ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ** کہ پیش دارند  
 و ہمان گوشتہ و از غیر ان چشم پوشند **قُلِ اللَّهُ تَعَالَى فَرَحٌ بِمَنْ يَتَّبِعُ** انتہی از اسباب کہ از زمان  
 پاستار پنان معمول است کہ مردمان در پے ایذا رسانی خاصان خدا افتند چنانکہ ذکرش کردہ  
 شد با حسنہت مجدد و نیز دقیقۃ الاعداد و نامرعی نگذاشتند و بیشتر سبب ہرجان این فتنہ انکار







آوردند پشت برین آشیان دیو آن طویان زه چو قدم برگرفتند زادنده و ذخیره این دادی مهیب اول بزیر پای سگان خوار گشته اند	پس چون فرشته روی بر عقی نهاده اند طوبی لهم که بر سر طوبی نهاده اند دشست سر بریده چو میخچه نهاده اند و آخر چو باد بر سر سوسه مولا نهاده اند
---	---

آخر و هم اول کسی که دین وادی قدم اعتراض نهاده شیخ عبدالحق دهلوی اند که از شاه میر  
علمای حنفیه دیار هند بود شیخ معاشرت با حضرت مجدد علیه الرحمه داشت و این معاشرت را  
باین وجه که هر دو از متبسان النوار بارگاه حضرت خواجہ باقی بآلہ علیہ الرحمه بودند قوتی  
گردیده پس شیخ بحکم اهل المتعاصم من المناقرۃ در بدو امر رساله بر حضرت مجدد و تحریک کرده  
چنانکه حضرت شیخ و آخر رساله ناخوشی خود باین عبارت ظاہری فرماید کیاری شنیده شیخ  
که نسبت به فقیر این آیت خواندند **وَإِنْ يَكَادُ بَأْسُكَ أَنْ يَنْصَلَكَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ يَنْصَلِكْ فَعِلْ بِنَاصِلِكِ فَعِلْ بِنَاصِلِكِ**  
و ظاہر است کہ طعنہ نامی معاشر قابل اعتماد نباشد چنانکہ حافظ ذہبی کلام اقران را قابل محبت  
ندانند در سیر اعلام النبلاء کوراست **هَذَا مِنْ كَلَامِ الْإِسْلَامِ الَّذِي يَسْمَعُ بِنَاصِلِكِ** ابن فہد در حاشیہ  
صور الاشع فی اعیان القرن التاسع در تحت ترجمہ علامہ سیوطی نگار و **وَالَّذِي أَذِينَ اللَّهُ بِهِ**  
**أَنْ تَأْكُلَ كُلُّ شَيْءٍ فِي صُلْحِهِ لَكُمُ التَّحْقِيقُ كَمَا قَالَ الْعَصِيرُ نَبْعُهُمْ وَبَعْدُ** ہر گاہ در علامہ سیوطی  
و سخاوی بسبب معاشرت این چنین اتفاق افتد بہ دیگران چہ رسد و علامہ ابن حجر مکی در  
خیرات الحسان از ابن عباس روایت کرده **وَأَسْمَعُوا كَلَامَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تَقْصِدُوا بَعْضَهُمْ**

شیخ عبدالحق از شاہ میرطای دہلی است در مجرم مشہور قدم در دنیا نهاد و قبل از بلوغ پیشری از علوم حاصل کرده و بمحبت دود سالگی در آن  
یا کرده و بر مسند افتاد و در عنوان شباب بحرین معزمین رسیدہ از عبدالوہاب شقی بجدیل علم حدیث بطول ملوف خود مراجعت نمود تا  
بخواہ دود سال بتعلیم ادا و طالبین مشغول شد تصانیف صنادکبار و دی تا صدیر رسد و بر شش غیرت شیخ موسی قاری فرقت داد و نیز بہ بن  
ساختہ در شش رطبت خود مرہ شش ہجہ سال رسیدہ بود و منہ **الغور اللام** تصنیف شمس الدین شاہی است از شوقی سلسلہ سوطی

امروز کہ روز کوثر است شیخ عبدالحق

الافتاحی بنی خاندانی مدنی  
مستند دوران لیاض  
شاہی مکرر در دست  
تاریخ آباء و اجداد  
کسی کہ نسبت  
نشدہ قابل تمایز نیست  
در قول و معامات  
احسان فی مناقب اہل  
کسی کہ نسبت  
رسانہ است بہ شوقیان  
کسی کہ نسبت

شیخ عبدالحق از شاہ میرطای دہلی است

فِي بَعْضٍ وَهُوَ الَّذِي نَفْسُهُ بَيْنَ يَدَيْهِمْ أَشَدُّ تَغَايُرًا مِنَ التِّيَاسِ فِي دُرُوحِهَا وَكَذَلِكَ  
جَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَمِنْ تَمَثُّلِهِ فِي الْمُبَسُوطِ فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ شَهَادَةُ  
الْقَارِي يَعْصِي الْعُلَمَاءُ لِأَهْلِهَا أَشَدُّ النَّاسِ تَحَاكُفًا وَتَبَاغُضًا

از صحبت دوستی بخشم	کا خلاق بدم حسن نماید
عیم هنر کمال بیند	خارم گل دیامن نماید
کو دشمن شوخ چشم بیاک	تا عیب مرا به من نماید

شیخ درین رساله که بمقام حضرت مجدد است اولاً رجاء بالغیب نوشته در صد جواب مکتوب  
هشتاد و هشتم از جمله ثالث گردیده که حضرت مجدد علیه الرحمه بمولانا صلیح کولالی در اسرار  
مرادی و مریدی زبیب تسلیم فرموده پس ازان برد مکتوب یکصد و بست و یکم از جمله ثالث  
مگر شیخ به تقاضای همزانی درین رساله راه تحقیق گذاشته در بادی تعصب گام پیمای شده و فی  
تامل پیدا میشود که اولاً چون شیخ از علمای ظاهر بود بنمای اعتراض را بر علوم ظاهری نه  
است و ازان غباری بر دامان علوم حقایق و محارف نمی نشیند

کاین ره که تو میروی به ترکستان است

ثانیاً بیشتر بنای اعتراض بر مسموعات نهاده اند با آنکه در مکتوبات شریف اثری ازان  
پدید نیست بلکه بعضی جا خلاف آن یافته میشود و این معنی از و اب منظره بحر اصل دور است  
چه که ادعی الزام بر خصم عاندنی توان شد تا آنکه منشار الزام را در کلامش نیابد تا اثبات الزامی  
که عاید کرده شد حضرت مجدد و آن اعتراض را بطور خود دفع فرموده اند درین صورت نیز

لای خیر جمیع تفسیرهای قرآنی در باب جمیع ادب جائز است که در حدیث مولوی غلام سرور چندی در تفسیر الاصلیای نظام الدین ابوشامه  
با شیخ راز و خواد و جده و تفسیر خود است چون شیخ مرکب ازین امر شده معانین با تفسیر شیخ بر داشتند و بعضی مکتوب که سابق ذکر کرده شد و در  
منشأین مکتوب که فی ظاهر میان این تفسیر و تفسیر ابوشامه و در حدیث مولوی غلام سرور و در حدیث مولوی غلام سرور و در حدیث مولوی غلام سرور

ثانیاً بنای بیشتر بر مسموعات  
ثالثاً درین رساله که بمقام حضرت مجدد است  
اولاً رجاء بالغیب نوشته در صد جواب مکتوب  
هشتاد و هشتم از جمله ثالث گردیده که حضرت مجدد علیه الرحمه بمولانا صلیح کولالی در اسرار  
مرادی و مریدی زبیب تسلیم فرموده پس ازان برد مکتوب یکصد و بست و یکم از جمله ثالث  
مگر شیخ به تقاضای همزانی درین رساله راه تحقیق گذاشته در بادی تعصب گام پیمای شده و فی  
تامل پیدا میشود که اولاً چون شیخ از علمای ظاهر بود بنمای اعتراض را بر علوم ظاهری نه  
است و ازان غباری بر دامان علوم حقایق و محارف نمی نشیند



مگر آنکه بعد که آخر الامر غشادت بشری زائل گردید و شیخ از آن تحریر خود نادم و پشیمان شد  
حضرت شاه غلام علی هم در رساله خود تحریری فرمایند اگر چه شیخ در او اهل حال بے تحقیق و مضطرب  
نموده اما در آخر از آن باز مانده در واقعه رسالت پناه صلی الله علیه و سلم را دیده که بیغیرت  
هر که اخلاص یابد دارد با ایشان نیز داشته باشد و اشارت بحضرت مجدد فرمود پس شیخ  
از انکار استغفار نمود و بخدمت خواجه عظام الدین احمد خلیفه حضرت خواجہ باقی با السلام در بایں  
عبارت نوشته که درین ایام صفای باطن فقیر بخدمت میان شیخ احمد سلمه از رعیتان  
است اصلاً پرده بشریت و غشاوۀ جلیبت در میان نماند نمی داند که از کجا است قطع نظر از  
رعایت طریقہ انصاف و حکم عقل که با چنین عزیزان و بزرگان بدن باید بود و در باطن بطریق

سده در سال کشف انظار مذکور است و قد یافت حجتی سیدنا علی (علیه السلام) را که بعد از حکم سید الکونین در محضر شریف آنجا غیبه علی کاذبه قیاس شده  
 العباد قریح کردن در سخن بر زبان بے مراد ایشان چل است در تخریب یک نادر پس در کلام شریف چنان عرفان و مستطاف شیخ احمد انور چل و  
 تا فیهیدگی است کتب الفید عبد الحکیم و ان ارشد بعد ذلک قد لک ان الله عید اراک الوکیر الشیخ علی التفتبه غلط قد قال علی الشیخ محمد  
 خلیک بمناظره علما ی زمان بلا غلط صانف فیستیک شیخ الاسلام ملا نا عبد الحکیم داشت یک میدان نام سده خواب حسام الدین در  
 خلص اجاب و ایضا صاحب حضرت خواب باقی بالسر و اول التیارات رجاء بتلا و پس از دو روز ناسبتی که اورا بطاعت طهر اویا بود و بعد مرت  
 حضرت خواب باقی م دیده ازین برکت محبت حضرت ایشان بوده غنا که هر نهاده اهرم و ارباب شش عشر در پیشه و از سرزانی و جهان و جباه و کلاه  
 ریخت و بر قصد صیلت اهر اتفاقات و کرده باقی است ریاضه و تعاضات و فیض حضرت خواب باقی م تزییت ایشان بر شیده طلال مغرور و بظلم خستند  
 میفرمود علی زیاده انظار و باطن خطابا فرموده و نه عاذه هر خوش تلازیم تا نظریان و از دیده مافرو و از دوزخ جوای و بجزر باقی ماندان و کوئی

ذوق و وجدان و غلبه چیرگی افتاده است که زبان از تقریر آن لال است **اللَّهُ مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ**  
**وَصَلِّ عَلَى الْكُحُولِ** شاید ظاهر بیان را استبعاد است من نمیدانم که حال چیست و چه مثال است  
و در مکتوبی طولانی با و لا خود بدین مضمون نوشته آنچه مسودات اعتراضات بر کلام میا  
شیخ احمد سلمه اله تعالی نوشته ام همه را در آب بشویند غباری که بنسبت ایشان بخاطر رسیده  
بود بصفا انجم امید انتهی حضرت شیخ در آخر رساله می فرماید بعد از آنکه آواز کمالات شمس  
در میان است آن نیز میگویم خداوند این مرد از کمالات خود این چنین خبر میدهد اگر صادق  
است ما را دلیل صدق و حقایق او الهام فرمایا و را تصرفی در پدید آید که رفع شبهه التباس  
کند انتهی بمانا حق تعالی حل شانه دعا می اورا قرین اجابت فرمود تا آنکه بسبب نکشافت عیقت  
امر از تحریرات خود رجوع نموده شیخ در رساله تحصیل التعرف فی معرفه الفقه و التصوف که بطور  
شرح قواعد شیخ عبدالوہاب متنی است می نگارد که انکار از اقوال متصوفین گاهی بمتنضای  
اجتهاد و مترض می باشد گاهی براسه قطع ذریعہ یعنی ضلالت عوام که ظاهراً شریعت را از دست  
دبند گاهی بسبب عدم فهم تحقیق مطلب مگر لکن را علماء نسبت خود که با و دارند گاهی بسبب  
قصود مواد علمیه گاهی بسبب جهل از علت گاهی بسبب بودن مقام از مبہات گاهی بسبب غنا و  
و استکبار بر ناظرین رساله شیخ نیک پیدا است که با تشنای صورت اول و ثانی همه و داعی انکار  
در ایرادات شیخ موجود است رجوع وی محض از توفیقات باری نیست بل شانه واضح باد که  
هر گاه پیش حضرت شیخ اعتراضها از غبار خاطر سر برداشته اند و بعد صفای قابل شستن متصور  
شدند پس لیاقت آن ندارند که در معرکه اہل صدق و صفا پیش کرده شوند که کیفیت رجعت  
شیخ بہ بے انکار از بہمان عصر مشہور و معروف است و بعض کلین سلسلہ چشتیہ در بہمان قرب  
زمان تصدیق آن کرده اند شاہ فتح محمد فتجوری چشتی در مناقب الغافین آورده که چون براقام

در فتح محمد فتجوری چشتی  
در مناقب الغافین  
در عصر مشہور و معروف  
در زمان تصدیق آن









فصوص و فتوحات و امثال آن میفرمودند که از وضوحات آن محفوظ باید شد و در مبهمات  
و مبهمات آن خوض نباید کرد و میفرمودند در بنیاز هر بنا است شکر اندود کرده اگر کسی را از  
آنها احتراز ممکن باشد مطالعه آن مبارک است و الا محل خطر است انتهی و در رساله صدق التعلیض  
والله و ام فی طلب المقصد المرام تحریر میفرمایند در مشکلات و مبهمات و مبهمات قوم در نیفتد  
چون سخن بنیاز رسد ورق بگردانند و نظیر درک واضحات و متقنات برگارند حفظ و سلامت  
در نیصورت است و باقی محل خطا و خطر است و ذلک اصل عظیم انتهی چون شیخ رحمه الله  
در تالیفات خود از منع تاویل مبهمات و مبهمات اعتراف کرده است پس استفسار مبهمات  
و استدراک از چه معنی اختیار نموده است و همین است مسلک شیخ محی الدین بن عربی حجت  
قال فی الباب العاشر من الفتوح المکیة ینبغي للعاقل المنصف ان یسئل لعل الفکر  
ما یجبرون به فان هذا قولی ذلک قد الک هو الظن بهم و انتفع من سلم التسلیم  
حیث لم یزد و اما هو الحق فی نفس الامر و ان لم یضد قولی لیس هو کل تنفعو لیس  
عز کو الحق فیما لیس کم به قطع و در و علی ذلک انی اتبع قولی التوبة حکما و اذا کان ما قاله اولیاء الله  
یعنی عاقل منصف را باید که آنچه از ایشان می شنود آن را تسلیم کند متضای ظن با ایشان نیست  
که قول ایشان تصدیق نموده شود ازین تسلیم منتفع به شوند چه امر حق را تسلیم نمودند و اگر تصدیق  
نکنند و علمش تفویض بر باری تعالی مینمایند و این هم مضائق نیست اگر اقوال اولیا را سه  
ممکن بود و در آن محال نباشد پس تسلیم اولی است هر گاه کار عاقل این است که اقوال  
اولیا را سه را تسلیم کند هر آنچه ممکن باشد و الا در آن خوض نمند و علمش مفوض بمجناب باری  
نماید پس احتیاجی استفسار و استکشاف نمایند در حقیقت مشار صد مبهمات عال صمیم نسبت  
درست و نیست صادق میباشد که مشابه آن جمال سوخته بلبل فار در سخن می آرد

و اما فیما لیس کم به قطع و در و علی ذلک انی اتبع قولی التوبة حکما و اذا کان ما قاله اولیاء الله



دل کہ دہر وید کے ماند ترش	بیلی گل دید کے ماند خمش
---------------------------	-------------------------

پس تسلیم بالوقوف ضرورتاً در چہ سبب غلبہ حال و استیلائی و جہد قدم ثبات از جای می لغزو و عنان ضبط و اختیار از دست میرود و نظر صرف بر محنی در روح عمل کہ حضور و اخلاص است مقصود میگردد و هیچ محاظرت قبیح شرعی نمی باشد و منشاء عروض این احوال و اقوال مختلف با استعداد و طباع است بعضی را از صفائی عمل و ذکای نفس منجور و بر خنی را از نور ذکر و تصفیہ قلب و بندگی را از سلطان مشاہدہ و جلال روح کما هو حق حقیقہ شریفہ فصیح الانصاف آنست کہ اول در شان قائل مقالات نظر کنند اگر متبع کتاب و سنت است و اکثر اعمال و اقوال او موزون و بمنز ان شریعت است پس مشاہدات کلام او را موافق محکمات کلام او تاویل کنند یا بعالم السرا و العلانیہ و اگر آرند و او را معذور و وارند چہ کہ این قوم را عذرهای بسیار عارض میشوند گاہ در غلبہ حال عبارات ایشان بمراعات ایشان مساعدت نمی کند و گاہ در معلومات کشفی بنابر خلط و ہم و خیال خطا واقع میشود و در آن خطا مثل خطای اجتهادی معذور و گاہ اطلاع بر اصطلاح ایشان میسر نمی آید پس بر عایت این امور ترک اعتراض لازم است **قال** خواه بلا خطہ خاطر شریف کہ در غایت نزاکت است و خواه بجهت خوف گفتگوی بعضی از مریدان ایشان کہ در نقل اقوال و ذکر حکایات بے صرف و بے احتیاط اند

### اقول

اوز من از بیم بدنای گریزان و کسے	از دمی پرسد من بیچارہ بدنام از چہ شد
----------------------------------	--------------------------------------

اگر ضرورت استدراک تسلیم کرده شود پس میگویم کہ آنیکہ بمطالعہ مکاتیب شریف بہرہ اندوز سعادت شدہ اند نیک میدانند کہ بیشتر کسان از حضرت امام ربانی رحمہ اللہ شکشاف حقائق می نمودند حضرت ممدوح بقصاحت بیانی تفہیم می فرمودند و کہ امی از مریدان و عقیدتندان

مقام قدوسیان گاہ  
شعاع است از سر



حضرت ایشان چهل مرکب نداشت یا کج بحث نبود تا خوف گفتگو در خاطر خطور کند اگر تسلیع نموده آید که خاطر مبارک حضرت مجدد رحمة الله علیه در غایت نزاکت بود که ادنی استیسا ناگواری طبع شریف میگردید این هم مانع استدراک امر حق نیست چه هرگاه از انکشاف این چنین امور از سلاطین باک نمی کنند پس از حضرت مجدد رحمة الله علیه کدام اندیشه بود شیخ در آداب الصالحین تحریری فرماید اگر ناصح بدان که سخن او نفع میکند اما ضرر هم لاحق میشود از نصیحت و مواعظت باز نه آید چنانچه محتسب شیشه شراب یا مزه شیرین کند و لکن میداند که سرش را خواهند شکست احتساب درین صورت حرام نیست بلکه کمال دین و تقوی در آنست که این قدر ضرر در راه خدا تحمل کند و در هر شیشه شریف از برای کلمه ای حق در پیش سلطان جاگر فضلیکه واقع است مطالعه آن در امثال این محل کمال نافعست انتهی

دانسته ام که بر سر خشم و بهانه اگر می کشی که از تو شکایت نمی کنم  
 ابو سلیمان دارانی رحمه الله علیه گوید که از بعضی خلفا رخنه شنیدم خواستم که انکار کنم می دانستم که مرا خواهند کشت کشته شدن مانع نبود اما دیدم که نفس من در آن گفتن خوشی پیدا کند پس ترسیدم که مباد ای اخلاص کشته شوم و همین است مسلک اکابر صوفیه قدس الله اسرارهم الوافی خصوص دغویه الطالبین که بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی الله عنہ منسوب است تحریر یافته اذا کثرت انفسه یحبب علیه الانکار فعلى جوار انکاره اذا غلبت عليه الخوف على نفسه فعدنا یحیی ذلک وهو الا فضل اذا کان من اقل العزیمه والصبر  
 باقی ما تذوف این معنی که بعد گفتگو و ظهور حق شاید مریدان حضرت مجدد درم به نقل حکایات و اقوال از جاده توسط و اعتدال میگردند و از سبب احتیاطی مرکب امانت و غیبت یا شوق و شغب شوند واضح باد که مستفیدان خدمت حضرت مجدد رضی الله تعالی عنه عملی بفضائل

لای یو قنات شک  
 بر او کار و جلیست  
 پس از او کار و جلیست  
 میگوید در این  
 بیاض و زردی شود  
 انفس است و کمال  
 از غایت و بهانه



دشت مردم شد اقول در کدامی از رسائل و مکاتیب حضرت مجدد فی السعنه تخطیه و  
 تنقیص این چنین بزرگان دین و راه یابندگان حضرت سید المرسلین اندراج نیافته بلکه  
 جابجا و تقریرات و تحریرات حضرت مجدد فی السعنه تاویل و توجیه مقالات و حالات  
 بزرگان مشارالیه بالبنان یافته میشود به تخطیه و تنقیص چه رسد و اگر در مسئله از مسائل تصوف  
 که از وجدانیات ارباب کشف است رای حضرت مجدد خلاف مسلک کبرای متقدمین باشد  
 هیچ محل اعتراض و متبعاد نیست چه اگر احدی از کبرای متاخرین در مسئله از مسائل و ویلی  
 از دلائل خلاف آراء و کشف احدی از کبرای متقدمین افاده فرماید پاک نیست و این تخطیه  
 محمول بر تنقیص نمی توان شد **كَمْ تَرَكَ الْأَوَّلُ لِلْآخِرِ**  
 اقوال امتیان و کبرا بر یک و تیره نیست مروی است **مَثَلُ أُمَّةٍ مَثَلُ الْمَطْرِ لَا يَدْرِي**  
**أَوَّلُ لَهَا خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ وَقَالَ الْمَنَافِيُّ نَفَى تَعْلُقُ الْعِلْمُ تَقَاوُفَ طَبَقَاتِ الْأُمَّةِ فِي**  
**الْخَيْرِيَّةِ وَأَكْرَدَ بِهِ نَفَى التَّقَاوُفِ لِاخْتِصَاصِ كُلِّ طَبَقَةٍ مِنْهُمْ بِخَاصِيَّةٍ وَفَضِيلَةٍ**  
**تُوجِبُ خَيْرِيَّتَهَا كَمَا أَنَّ كُلَّ نَوْبَةٍ مِنْ نَوَابِ الْمَطْرِ لَهَا**  
**فَائِدَةٌ فِي السَّمَاءِ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَكُنْ أَهْمًا وَهَيْنٌ أَسْلُكُ شَيْخ**  
 محی الدین بن عربی رحمه الله علیه کما قال فی الفتوحات المکیة فی الباب الثالث و السبعین  
 من اجزائنا فی **فَإِنَّ لَهَا قَدْ جَبَّهَتْ قَاصِدًا وَفَقَّوْكَ فَمَثَلُ هَذَا الشَّيْخِ هَكَذَا كَيْفِيَّةُ طَبَقَاتٍ وَفَضْلُ**  
 مفضول چنین باشد پس ممکن است که امری از امور کشفیه بر احدی از کبرای متاخرین ظاهر شود  
 که خلاف رای احدی از کبرای پیشین باشد شیخ و مرجع البحرین میطر از و بلکه خود نا امید نباید بود  
 که حقیقت محرمی را دورات است مثل دورات فلکی تا وضع هر دوره نسبت بک نشیند و نظر  
 کردگی از کواکب صفات و کمالاتش بر که افتد و بر روی که تابد تا نور کمال از انصافیه حاصل

در کتب و رسائل و مکاتیب حضرت مجدد فی السعنه تخطیه و تنقیص این چنین بزرگان دین و راه یابندگان حضرت سید المرسلین اندراج نیافته بلکه جابجا و تقریرات و تحریرات حضرت مجدد فی السعنه تاویل و توجیه مقالات و حالات بزرگان مشارالیه بالبنان یافته میشود به تخطیه و تنقیص چه رسد و اگر در مسئله از مسائل تصوف که از وجدانیات ارباب کشف است رای حضرت مجدد خلاف مسلک کبرای متقدمین باشد هیچ محل اعتراض و متبعاد نیست چه اگر احدی از کبرای متاخرین در مسئله از مسائل و ویلی از دلائل خلاف آراء و کشف احدی از کبرای متقدمین افاده فرماید پاک نیست و این تخطیه محمول بر تنقیص نمی توان شد  
 اقوال امتیان و کبرا بر یک و تیره نیست مروی است  
 مَثَلُ أُمَّةٍ مَثَلُ الْمَطْرِ لَا يَدْرِي  
 أَوَّلُ لَهَا خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ وَقَالَ الْمَنَافِيُّ  
 نَفَى تَعْلُقُ الْعِلْمُ تَقَاوُفَ طَبَقَاتِ الْأُمَّةِ فِي  
 الْخَيْرِيَّةِ وَأَكْرَدَ بِهِ نَفَى التَّقَاوُفِ لِاخْتِصَاصِ كُلِّ طَبَقَةٍ مِنْهُمْ بِخَاصِيَّةٍ وَفَضِيلَةٍ  
 تُوجِبُ خَيْرِيَّتَهَا كَمَا أَنَّ كُلَّ نَوْبَةٍ مِنْ نَوَابِ الْمَطْرِ لَهَا  
 فَائِدَةٌ فِي السَّمَاءِ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَكُنْ أَهْمًا وَهَيْنٌ أَسْلُكُ شَيْخ  
 محی الدین بن عربی رحمه الله علیه کما قال فی الفتوحات المکیة فی الباب الثالث و السبعین  
 من اجزائنا فی  
 فَإِنَّ لَهَا قَدْ جَبَّهَتْ قَاصِدًا وَفَقَّوْكَ فَمَثَلُ هَذَا الشَّيْخِ هَكَذَا كَيْفِيَّةُ طَبَقَاتٍ وَفَضْلُ  
 مفضول چنین باشد پس ممکن است که امری از امور کشفیه بر احدی از کبرای متاخرین ظاهر شود  
 که خلاف رای احدی از کبرای پیشین باشد شیخ و مرجع البحرین میطر از و بلکه خود نا امید نباید بود  
 که حقیقت محرمی را دورات است مثل دورات فلکی تا وضع هر دوره نسبت بک نشیند و نظر  
 کردگی از کواکب صفات و کمالاتش بر که افتد و بر روی که تابد تا نور کمال از انصافیه حاصل



ظهور یابد و معنی عزت اسلام در جواهر و آتش پیدا گردد و انهی هرگاه کیفیت دورات حقیقت محمدیه  
 چنین باشد پس اگر بمقتضای دوره نوری از کشف بر احدی انانیتان چنان تابد که قریب است یا  
 مساواتی بر عهد متعین داشته باشد محالی نیست و نه اظهار آن موجب تنقیص باشد و نیز شیخ  
 در ساله تحاف الاجمعه فی بیان حدیث المجتبه میفرماید که درین زمانه که مآت هادی عشر است نوری  
 جدید از مشرق ولایت و هدایت می تابد بیشک در بنیامری از اسرار آگهی مضم است که توقف و  
 انکار و ادراخا مجال تنگ است و دلایل حقانیت و ظهور نورانیت لایح و باج است و جمعی از  
 طالبان که در ظل تربیت و حوزه تصرف و عنایت این منظر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال  
 و استغراق و استنار ایشان در ذکر آگهی و ظهور انوار و اسرار شگرف از حیطه تعبیر و تقریر بیرون است  
 امر و مثل این حلقه و اجتماع اهل فکر و در زیر طاس فلک نباشد و اگر باشد کمتر باشد انهی با کمال عادت  
 باری تعالی بدین منظر جاری است که چون یک دوره از ولایت با ختم می رسد و ابتدای  
 دوره دیگر و مینمایند شخصی که اکمل و افسر انسان و لایق بقبض رحمان در آن خبر دی از زمان  
 مستحق باشد بوجود برکت آموذ و هدایت دوره سابقه را به نهایت میرساند و او را ترجمان  
 خود قرار داده تشیید و تأیید مردمین و تجدید و ترویج سنت سید المرسلین و افاضت و اعانت  
 انوار و فیوضات حضرت رب العالمین و ارشاد و هدایت ناس جمیع که بحقیقت بیکی صفی و کار  
 که باعث قبول و سفید روی مردم و بارگاه عزت و درگاه نبوت باشد و شمر سعادت ابدی و دوست  
 سرمدی گردد و بالاتر از ان نتوان یافت از زبان فیض بنیان او میفرماید و او را حسب اعیبه  
 حکمت و اقتضای مصلحت گاهی منضول میگردد و گاهی فاضل و بهتر از سابق و واقعی از  
 لاحق کنایه قول **لَا يَكْلَمُهَا إِلَّا الْفَاتُ الْفَاتُ فَوْقَ كَلَامِ** هر که محرم این اسرار است و واقف ازین کار  
 ناچار بقدر استعداد و معرفت خود و حضرت مجدد رضی الله عنه واک نسبت حضرت جنید بغدادی

طالع چاکر حق تعالی  
 سید که کمال است  
 صاحب علم و هدایت

و باینکه بسمای رحمة الله علیها فرموده اند از جاده شریعت و احاطه بطریقت بیرون نخواهند یافت  
و تنقیص و تضعیف نخواهند داشت اما بر دنیای که باین وادی حرکت ارادی نداشته اند  
و بسکون جادوی ساکن اند لا محاله در حیرت و تعجب خواهند افتاد که این چیست و از کجاست  
فَلَا يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْقَوْلِ الْكَافِرِينَ اگر منشأ را معترض شیخ مکتوب و هم از جلد ثانی است این هم  
قابل تسلیم نیست چه در آن تنقیص این بزرگان درج نیست خصوصاً باین پنج که این بیچاره  
حقیقت کار در نیافته و به اصل نرسیده گرفتار ظل مانده اند درین شک نیست که لفظ بیچاره  
کلمه تنقیص است که در کلام حضرت مجدد در یافته فیهو بحث همین است که حضرت مجدد در ظهور فوق  
عرشی را اصلی میفرماید و در بطن ظهور را ظلی و سلطان العارفين و سید الطائفة قلب را قدیم گویند  
و لمعاش را اصلی و حضرت مجدد در دعوی خود را بلیل و ضح بیان فرموده فَاظْهَرُ لِي كَأَكْثَرِ  
وَأَكْثَرُ لِي مَنْ قَالَ أَكْرَهُ دَعْوَى حَضْرَتِ مُجَدِّدٍ بِمِزَانِ عَقْلِ نَحْنُ سَجْدَ بَخْلَافِ أَنْ دَلِيلِي بِشِيشِ  
کردنی بود یا بر منع یا نقض دارد میفرمود در مقامی که محل استدلال باشد این قدر تحریر  
کافی نیست عبارت مکتوب و هم از جلد ثانی این است در بیان آنکه هر ظهور یک باشد بی شائبه  
ظلمت نیست بخلاف ظهور فوق عرشی و چون قلب به نهایت خود رسد لمعاش از الواء عرشی  
اقتباس مینماید شیخ ابو زید بسمای گوید اگر چه عرش و آنچه در عرش است در زوایه قلب عارف  
بهنند عارف را از فراخی قلب هیچ احساس بآن نشود شیخ جنید تأیید این سخن مینماید و بدلی  
اثبات آن میکند و میگوید که حادث چون با قدیم مقرون گردد آنها اثر نماند یعنی عرش و ما فیه  
حادث است قلب عارف که محل ظهور انوار قدم است چون آن حادث را بآن قلب قرآن  
واقع شود مضمحل و تلاشی گردد و تکلیف که محسوس شود و تعجب هزار عجب رود سار صوفیه که  
سلطان العارفين و سید الطائفة باشند هر گاه چنین گویند و عرش مجید را در جنب قلب عارف

له سبحان و تعالی  
نیت بر آوردن است  
که در کتب معتبره  
نیز از است معروف  
است که در کتاب  
صوفیه و سلسله  
بین قول و بین حال  
در انوار صوفیه

هیچ اعتبار نه بنهند و عرش را خالی از ظهورات النوار قدیم دانسته حادث میگویند و قلب را بواسطه  
 ظهور النوار قدیم نامند از دیگران چه گوید و چه نویسند زردین فقیر که مر بای جذبات الهی است  
 آنست که قلب عارف چون بمقتضای استعداد خاص خود بنهایت النهایت رسد و کمال حاصل  
 کند که فوق آن تصور نباشد قابلیت آن پیدا کند که لمع از لمعات بی نهایت ظهور النوار عرش بر او  
 فائز گردد و این لمع نسبت بان لمعات قطره باشد نسبت بدریای محیط بل اقل عرش  
 آنست که حضرت سبحان تعالی آنرا عظیم میگوید و سرستوی آنجا اثبات میفرماید و قلب عارف را  
 بواسطه جامعیت بر بیل تشبیه و تمثیل عرش الله میگویند یعنی چنانچه عرش مجید بر رخ است  
 در میان عالم خلق و عالم امر و عالم کبیر جامع است هر دو طرف خلق و امر را قلب نیز بر رخ است  
 میان عالم خلقی و عالم صغیر و جامع است هر دو طرف خلق و امر آن عالم را پس قلب را نیز بر بیل  
 تشبیه عرش میتوان گفت بشو بشتو قابلیت ظهور النوار قدیم که از شایسته طلیت منزله و بر سر است  
 مخصوص بعرش مجید است پس یکس نه از عالم خلق و نه از عالم امر و نه از عالم کبیر و نه از عالم صغیر این  
 قابلیت دارد و غیر از عرش مجید قلب عارف کامل بواسطه علاقه جامعیت و ورزخیت از ان  
 النوار اقتباس مینماید و غنی از بحر بدست می آرد و بعد عرش و قلب عارف تمام معرفت هر چاه ظهور  
 است بل غنای طلیت قسم است دلبوی از اصل نیافتد بازید اگر نکر این چنین گوید میرسد اما از  
 جنبه بندادی که مدعی صحوح است این سخن زیبا نیست چه کنند که از حقیقت معامله آگاهی نیافتند  
 و از گرداب دریای غلیظ بساطل نشناختند این سخن هر چند امر و در نظر اکثر خلق متبع مدعی نماید  
 اما امر و را فرادزد و یک است استعجال نه نمایند آنرا **اَللّٰهُ لَا تَسْبِيْهُوْهُ** و **وَلَا تَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ** و **وَلَا تَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ**  
 انتهی باقیانند او عارف این معنی که حضرت مجبور و دعوی کرده اند که آنچه ایشان را داده اند هیچکس  
 نداده اند این امر هم تصحیح طلب است که این چنین هیچ تحریر یا تقریر حضرت در آن نظر نگذاشته



بر تقدیر تسلیم میگویم که این قول نسبت به معاصرین است نه برای ذنابی متقدمین و متاخرین  
 نامورث دشت گرد و درین باب هیچ شبه نیست که انچه از کمالات و حالات حضرت مجدد را  
 حاصل بود هیچ کس از معاصرین وی نصیب انان نداشت برای ثبوت این دعوی تحریرات  
 و تقریرات حضرت باقی بالمد قدس سره شاید عدل است که کتب و دفاتر انان مالا مال است  
 از انجمله آنست که میفرمودند که شیخ احمد آقا بی است که مثل ما هزاران ستارگان در سایه او  
 گم اند و امر و زمثل ایشان زیر فلک نیست و درین است مثل ایشان چند کس گرفته اند و  
 ایشان از کمال مجربان و مردان اند از انجمله آنست که میفرمودند که درین دو سال شیخی نکردیم  
 و دکانداری کردیم و بازی کردیم و انچه رسد که چنین گوهر قیمتی بدست آمد از آن جمله آنست که  
 میفرمودند که تخم پاک این نسبت عزیز الوجود از زمین عمر قند و بخار آورده در خاک بند کشتم  
 انچه رسد که بنایت الهی بحسب طایفه انچه کائنات و کرم عیانی انچه ظاهر و باطن و الباطن و الباطن و الباطن  
 با انجمله هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه حسب بشارت فیض اشارت حضرت مرشد ایشانی اقران  
 خود سرفراز و ممتاز بودند بلکه در امت محمد علی صاحبها الصلوٰه و التیمه مثل حضرت ایشان چه چند  
 کس گرفته اند تا آنکه حضرت مرشد خود را ستاره و حضرت ایشان را آفتاب فرمودند پس اگر بطور  
 تحدیث تبعه السلام میفرمودند که انچه با ایشان داده اند از معاصرین یکس پس نداده اند با س

### دشت نیست

در پس آینه طوطی صغتم داشته اند	انچه استاد زل گفت بهمان میگویم
--------------------------------	--------------------------------

قال و بیشتر غوغا مردم بر سر آن بود که از ایشان نسبت بحضرت خواجہ که پیر و مرئی ایشان  
 بودند تقصیر را در رعایت آداب مریدی و حق نعمت شناسی سرزد و اگر چه باصطلاح این  
 قوم ممکن است که مرید در کمال از پیر در گز و لیکن رعایت ادب و بندگی و نیاز مندی و فروتنی

له دشت نیست  
 فان شایع است  
 در میان

و حق نعمت شناسی باقی است شیخ علامه لدوله سمنانی رحمه الله علیه که در کشف و تحقیق معانی  
و وقایع آیتی بود و معلوم میشود که درین باب از پیران خود در گزارانیده است میگوید اگر سر من  
بر آسمان ساییده هنوز خاک آستانه شیخ عبدالرحمن اسفراہنی و شیخ ابوعلی لالا باشد

بلند مرتبه زین خاک آستان شده ام | غبار کوسه تو ام گر بر آسمان شده ام

اقول غوغای عوام کالانعام قالیبت این معنی ندارد که بر آن گوش دهم شسته شود و مغز ثبات  
ایشان نسبت با کابر دین باور پیدا شسته شود

بدل نگار دارم گله بے نهایت از تو | بکدام امید داری نه کنم شکایت از تو

بشاید که مردمان جاہل نابلد از کوی معارف غوغای بردارند و امری خلاف واقع که

لسه حق اینست که اگر میری کامل که ای امر واقعی نسبت پیر زنگار خود و معروض بیان در آراء آن بر مقتضای محمول کردن سخت ناکافی  
حماد و باس م که در طریقت پیر و شفیق حضرت پیران پیر علی محمد بوده اند گمانی غیر من بهیچ الاسرار و غیر ما نسبت ایشان حکایتی مشهور و نقلی کنم  
ما خضر فرموده شود و مقول است از شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بن حسین بغدادی صوفی معروف به سقا فقه الله علیه هم که شیخ ما شیخ  
محمد بن عبدالحق و جلیلی رضی الله عنه زیارت تضرع شریفی کرده و چنانچه نسبت و بهیچ شریفی که سیدنا الفیض و بست و نه کرده و بادی  
رضی الله عنه گوی از فضا و فقر بودند و ز قبر شیخ حماد و باس قدس سره زمانی در از ایشان دعا که گوی آفتاب سخت شد و مردم پس و  
رضی الله عنه ایستاده بودند و آنرا می بازگشت سر و در چهره وی معلوم میشد بارانش از سبب طول قیام پرسیدند فرمود آورده بودم  
از بغداد و روز جمعه متصف و شیان سینه چا صند و نو و نه با جماعه از زمان شیخ حماد برای او ای نماز جمعه و جامع صاف و شیخ حماد نیز  
در آن جماعه بودند آن نقطه خبر رسیدیم شیخ حماد را از دست خود دفع کرده و بهر فدا داشت و ایام شدت مرا بود و پس بسم الله گفتنیت  
غسل جمعه نمودم و بر من آن جبهه صوف و دو استین اجزای کتاب بودند که در کتاب ترا جزی کتاب تر نشوند و آنها را گذاشته و گفتند  
پس از آن بگویم حیرت ما شایدم و از این نشان رفاه شدم و از سر باخت فزیت یافتیم و از این شیخ حماد قنارت می کردند آنها را بر کرد و  
گفت که ازیت نمودم و از این برای اطمینان او پس دیدم او را کوی استوار که پیش نیکند امر و شیخ حماد را در قرا دیدم که عله جواهر و در طریقت  
یا قوت بر سر و در هر دو دست سواد و در هر دو پای او طلیح و زیت و دست راست او در اختیار او زیت گفتیم این چیست گفت این  
همان دست است که چنان تار و پودر انداخته بودم یا غنی بکنی گفت ای گفت سوال کن از این نشان تا دوست من بمن باز و پس ایستادم  
برای سوال از این نشان و پنج هزار دلی در قیود و ایستاده و از این نشان تا ایستاد من خوامستند و ز من شفاعت میکردند و بک  
ایقام سالت پس تا تم نام و در مقام سوال تا که عطا فرمود و ای تعالی دست او با و من از آن دست مصافحه نمود و کامل التی و غفر





بجناب مخدوم زاد مای کرام بنمایید که این فقیر از سر تا قدم غرق احسانهای والد بزرگوار شما است  
 درین طریق سبقت از الف و ب را از ایشان گرفته است و تبحر حروف این راه از ایشان  
 آموخته و دولت اندراج النهایه فی البدایه ما برکت صحبت ایشان حاصل کرده و سعادت  
 سفر در وطن را بصدقه خدمت ایشان یافته توجبه شریف در دو نیم ماه این ناقابل را به نسبت  
 نقشبندی رسانیده و حضور خاص این اکابر را عطا فرموده و درین مدت قلیل را بچهار تجلیات  
 و ظهومات و انوار و الوان و بے رنگها و بے کیفیها که به طفیل ایشان روی داده چه شرح دهد و  
 چنان تفصیل آن نماید بمن توجبه شریف کم دقیقه مانده باشد که در معارف توحید و اتحاد و  
 قرب و معیت و عاطفه و سریان که برین نکشادند و از حقیقت آن اطلاع ندادند شهود و وحدت  
 و کثرت و مشاهده کثرت در وحدت از مقدمات و مبای این معارف است بالجمله انجا که  
 نسبت نقشبندی است و حضور خاص این اکابر نام این معارف بزبان آوردن و نشان دادن  
 شهود و مشاهده را بیان نمودن از کوه نظری است کارخانه این اکابر بلند است بهر ذرات  
 و رقاصی نسبت ندارد و هرگاه این طور دوستان رفیع القدر از حضرت ایشان باین رسیده باشد  
 اگر در مدت عمر سر خود را پای مالی اقدام خدمت علیه شما کرده باشند هیچ نه کرده باشند از تقصیر  
 خود چه عرض نماید و از شرمندگی ما خود چنان اظهار کند اما معارف آگاه و حاجه حسام الدین احمد راجی  
 سبحانه تعالی از ما خبر بخیر و ما که مومنست ما مقفّران را بر خود التزام نموده که هر کس را در خدمت خدمت  
 علیه بسته اند و ما دور افتادگان را فارغ ساخته

گر بر تن من زبان شود هر موی	یک شکروی از هزار تنوا تم کرد
-----------------------------	------------------------------

انتهی رعایت آداب و شکرگزاری ازین تقریر آموختنی است که بسبب فیوضاتی که از پیوسته شد  
 حاصل شده خود را خواهند تا با تمال اقدام خدمت علیه بر زادگان خود کنند شیخ حسام الدین را

دعای خیر و شکر بامی کنند که وی متکفل خبر گیری اند در کتب جبل و دویم از جلد ثانی میفرمایند  
 پیران من و بخدا بهنایان من بتوسل ایشان دین راه چشم واکرده ام و بتوسط شان ازین  
 مقوله لب کشاده ام در طریق سبق الف و باز ایشان گرفته ام و ملکه مولویت بتوجه شان حاصل  
 کرده اگر علم دارم بطبیلت ایشان است اگر معرفت است هم اثر التفات شان طریق اندراج  
 النهایه فی البدایت را ازین بزرگان آموخته ام و نسبت انجذاب بجهت قیومیت از ایشان  
 اخذ نموده بیک نظر ایشان آن دیده ام که مردم در اربعین نه بنهند و بیک کلام شان آن  
 یافته ام که دیگران در سنین نیابند

طلعت زنده بر دهنه سخره کند بر چرخ

آنکه بتر نیز یافت یک نظر شمس دین

که بر نداده پنهان به حرم قافله را

نقشبندی عجب قافله سالارانند

انتهی این است کیفیت کتب شریف که بطور انموذج گذارش رفته معجزه در دیگر رسائل حضرت  
 مجدد و آچنان حماد حضرت پیروم شدند زیب اندراج یافته که کمتر کسی مرشد خود را باین مناقب  
 عظمی ستوده باشد ملاحظه فرموده شود حضرت مجدد در ساله مبدر و معاد میفرماید با چهار کس بودم  
 در ملازمت خواجہ خود که پیش مردم در میان سائز یاران امتیاز داشتیم و هر کدام ما را نسبت بحضرت  
 خواجہ اعتقاد و علاقه بود و محال بود این فقیر بقیلین میمانست که مثل این صحبت و اجتماع و مانند  
 این تربیت و ارشاد و بعد زمان آن سرور علیه و علی آله الصلوٰۃ و التسلیمات هرگز بوجد و نیامده است  
 و شکر این نعمت بجای آورده که اگر چه بشرف صحبت خیر البشر علیه و علی آله الصلوٰۃ و السلام مشرف  
 نشد باری از سعادت این صحبت محروم نمانده و حضرت خواجہ ما را احوال آن سدید و چنین میفرمود  
 که فلانی مرا صاحب تکمیل میدان اما صاحب ارشاد نبی پندار و نروا و مرتبه ارشاد زیاد از مرتبه  
 تکمیل بود و ملائمت با کارهای غار و آن دیگر را میفرمودند که نسبت با انکار و اورد و هر کدام

ما را با اندازه اعتقاد بهره رسید باید دانست که اعتقاد مرید با فضیلت پیر و کمیت او از ثمرات  
محبت است و از نتائج مناسبت که سبب فایده و استفاده است اما باید که پیر را بر جماعه که فضل  
آنها در شرح مقرر شده است فضل ندهد که موجب افراط است و محبت آن مذموم است شیعه را  
خرابی از فرط محبت اهل بیت آمده و نصاری از افراط محبت حضرت عیسی را علی بن ابی طالب و علیهم  
و السلام ابن المذخر خوانند و در حسرت ابدی مانده لیکن اگر بر با سوای آنها فضل بدهد مجوز است  
بلکه در طریقت واجب و این فضل و ادون نه با اختیار مرید است بلکه اگر مرید مستعد است بی اختیار  
در وی این اعتقاد پیدا میگرد و بواسطه ان کمالات پیر اکتساب میفرماید اگر این فضل و ادون  
او با اختیار باشد و به تکلف پیدا کند مجوز نباشد و نتیجه بخشه حضرت مجدد در رساله مکاشفات غیبیه  
میفرماید و ز قائم مقام این حضرات علیه و نائب مناب اکابر نقشبندیه آواصل الی غایت النهایه  
الْبَالِغِ اِلَى اَقْصَى دَرَجَاتِ الْوَلَايَةِ قُطْبُ دَوَائِرِ مَدَارِ الْخَلَائِقِ كَاشِفُ اَسْرَارِ الْاَهْلِ  
الْحَقَائِقِ الْفَرْدِ الْكَامِلِ فِي الْحَقَائِقِ الدِّائِمَةِ الْحَقِّقِ الْجَمِيعِ لِكَمَالَاتِ الْوَلَايَةِ  
الْحَمْدُ لِيَةِ مُنْذُ اَهْلِ الشَّادِ وَالْهُدَايَةِ مُرَشِدٌ طَرِيقِ دَرْجِ الدِّهْكَايَةِ  
فِي الْبِدَايَةِ زُبْدَةُ الْعَارِفِينَ قَدْ وَفَّقَ لِلْحَقِّقِينَ شَوْي

شرح اوحیف است با اهل جهان	همچو راز عشق باید در نهان +
لیک کشف و وصف او تاره بوند	پیش از ان که ز فوآت آن حسرت خویش بوی
<p>شیخا و مولانا و ملاذنا الشیخ الاجل و العارف الاكمل محمد الباقر ابقاه الله سبحانه و تعالی در او اهل حال بی تعلیم شیخ ظاهر بحضور خواجهاشرف گشتند و بمقام جذب ایشان رسیدند و در اینجا استهلاک و ضحلال حاصل کردند و لان مقام نحوی از بقا و شهود و وحدت و کثرت پیدا کردند و سر ایشان بنور نهایت النهایه که مقام قطبیه ارشاد و آن منوط است مملو و متورگشت</p>	



چنانچه بعد از اجازت شیخ ظاهر بآن نور منوط علیه ارشاد و یا شهود و وحدت در کثرت تربیت  
طالبان فرمودند و در مقام ارشاد و تکمیل شان عظیم پیدا کردند در یک صحبت ایشان آفتاب  
طالبان را فواید حاصل می گشت که به ریاضات مجاهدات شاقه حاصل نمیشد با وجود این از  
مقام اقطاب اشنی عشر نصیبی کامل حاصل کرده بودند و ایضا بمسک خاص حضرت فاروق  
متوجه فوق گشته بودند و سلوک آفاقی را نیز تا عین ثابته خود طی کرده بودند درین اثنا عنایت خداوند  
جل شان در سید و راه سلوک آفاقی را بر ایشان واکردند و بآن راه توجهی که رب ایشان است گشتند  
و بآن اهم سیده در درجات ولایت و شهادت و صدقیه ترقی نموده از همین راه بغیبت ذات قدس  
و در نقطه نهایت الهائیه ستمگشتند و سیادت عظمی که حضرت امیر در شان حضرت امام حسن رضی الله  
عنهما فرموده اند که این لایق سید است مشرف گشتند و حضرت امام در آن نقطه نیز نسبت استیلاک اند  
و در همان نقطه یک قسم بقا که مناسب بقای قطب است و حضرت خواجه نقشبند همین قسم بقا در آنجا  
دارند پیدا خواهند کرد و ازین که ایشان بخیب ثابته سیدند از اولیاء الله کم کسی رسیده است در اصل  
به رسیدن بآن مطلب عالی مخصوص بعض اکابر الا کابرست خصوصاً تا محبوب نباشد ازین راه غیب  
نمی تواند رفت یا تصرف محبوب کامل بی این دو طریق رفتن صورت ندارد و از راه افراد باین مطلب  
میرسد یا از راه معینه تا از راه سلوک ترقیات نموده بآن نهایت رسند بسیار دشوار بلکه محال می نماید الا بحضرت  
المراد که به جذبات قویه او را بکشند و مقصد رسانند **فَقُوْنِي لَا تَهَابُ النَّعِيمَ نَعِيمُهَا قَالَ** و یکی از این  
مواضع که بے خطرناک و از رعایت مقام ادب دور است آنست که در باب حضرت غوث الثقلین  
رضی الله عنه گفته اند که کثرت ظهور کرامات از ایشان از جهت آن بود که نزول ایشان ناقص بود  
**اقول** این انتساب صحیح نمی نماید هرگز حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین رضی  
عنه را ناقص نفرموده اند حضرت مجدد و حجت علیه در مکتوب دو صد و شانزدهم از جلد اول می  
فرماید مدار کثرت خوارق بر دو چیز است در وقت عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر رفتن  
آمدن بلکه اصل عظیم و ظهور کثرت خوارق قلت نزول است جانب عروج بهر کیف که باشد زیرا که

در لغت ایشان نقصان در حضرت غوث است



که از آب بگذرد درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید که چرا ایستاده ای گفت انتظار  
کشتی می برم حبیب گفت چه احتیاج کشتی است شایقین ندارید خواهی حسن گفت  
نوعلم نداری حبیب بے اعانت کشتی از آب گزشت رفت و خواهی در انتظار کشتی  
ایستاده ماندن حس بصری چون بعالم اسباب فرو داده بود با او توسط اسباب معلوم  
فرمودند و حبیب عجمی چون اسباب را درست از نظر انداخته بود بے توسط اسباب با  
زندگانی میگردانید آنرا حاصل حسن راست که صاحب علم است و عین الیقین را بعلم  
جمع کرده و اشیا را چنانکه هست دانسته چه نفس الامر قدرت در حکمت متوسخ است

چون حبیب دید که کشت حبیب باختر آمد و شریک گویای او باز شد که بخواهد بخت شوم حبیب را بشنید بهم برآمد و صدی مجلس حس بصری بنا  
بر زبان حس بصری گفت که یکبارگی دل حبیب غایت کرد پس تو بگرد و بخت حس را بچنین گشت که بخانه آید و در دهان کودکی رسید بایک  
گفتند و در شرف کعبه حبیب آمد تا گرد و در شرف کعبه که در حق می شوم حبیب گفت ای بین یک و دو که با تو کشتی کردم از این بهای  
دو تن ساندی و نام من بنویسند و نام انداختی پس می گوید که هر که در حبیب چیزی میگوید داد میاید و خط خود را از دستش جدا نموده  
مالها که گرد کرده بود بر دامن او تا چنان شد که چنانچه میگوید چنانچه میگوید که در دهنش دو دانه  
بر من نهاده اند برب فزات صومعه ساخت و در آنجا عبادت حق مشغول شد و در آن حس بصری هم می سوخت و شب عبادت میکرد و او را عجمی  
می گفت که تو آن در دست نداشتی خوانده چون زندگانی برآمد زنی اولی نوازش گفت نفقه می باید حبیب گفت بکدام دم هر روز به حس بصری  
و عبادت مشغول شد شب بخانه رفت زن گفت چیزی نیاید حبیب گفت آن کس که من از برای او کار کردم که در دستش انداختم  
که چیزی نخواهم او خود چون وقت آید هر دی که هر سه روز زنی بهم می آید و در صومعه می سوخت و عبادت می کرد و او تمام شد روزی  
اندیشید که در من مشب چه بخانه برم در آن فکر در وقت حال فرستاده و بایک از دروازه ای که در گوش جان می آید و در آن  
با ایشان با صومعه هم در خانه حبیب آمد و در کوفت دکان خیر را ازین حبیب جاود گفت این خداوند که فرستاده است می گوید که  
گویی که در کار او فایده ناس در دوازده فرام برین بخت و در وقت چون شب میاید حبیب شرم زده در خانه آمد برای اعلام از خانه می آمد و نشانی  
آمد و او را حس بصری گفت این کار برای کسی که نیکو نیست اگر کم و بیش در خانه نشیند و در آنجا عبادت می کند و در آنجا عبادت می کند و در آنجا عبادت می کند  
کردم با من این یکی که در گوشش انداخته اند وانی که در کف است می آید از دنیا بگردانیده عبادت حق میگوید تا از بزرگانی عبادت

شرف کعبه است و در شرف کعبه  
است و در شرف کعبه است



و حبیب عی صاحب سکرست نفسی فاعل صغیری دارد بی آنکه استیلا غلبتی بود این در مطابق نفس الامر است که  
 توسط اسباب محبت که کایل است تا معاند نکند و ارشاد بر کلین و خوارق است زیرا که در مقام ارشاد چندین نازل تر  
 کامل است که در ارشاد حصول استیلا میماند و ارشاد در کلاس است منوط به نزول است و بداند که اغلب  
 آنست که هر چند بالا تر فرو آید لهذا حضرت رسالت از همه بالاتر رفت و در وقت نزول  
 از همه فرو آمده انبیتی پس ازین کلام بوسی نقصان نسبت بحضرت غوث انام شام  
 عوام نمی رسد چه جای خواص زیرا که محصل کلام حضرت مجدد رضی الله عنه این است  
 که چون عروج حضرت غوث الثقلین از اکثر اولیا بلند تر واقع است و نزول ایشان  
 تا بمقام روح فرو آمده است که از عالم اسباب بلند تر است و از خواص این مقام  
 است که در اینجا نظر بر اسباب نمی باشد بلکه توجه بطرف مسبب می ماند لهذا از حضرت  
 ایشان خوارق عادات کثیره بظهور پیوسته و این نزول امر است کامل فی حد  
 ذاته که سبب ظهور خوارق است حضرت مجدد رضی الله عنه در سبب جا این نزول را  
 ناقص نه فرموده اند معلوم نیست که حضرت مستعرض منقصت از کجا استیلا ظهور  
 حضرت مجدد در ساله مبدا و محاد می فرماید و اصلان نهایت الهایه را در وقت  
 رجوع قهقری نزول با غل غنایات است و مصداق وصول نهایت الهایه همین  
 نزول غایت الهایه است و چون نزول باین خصوصیت واقع می شود صاحب  
 رجوع بکلیت خود متوجه عالم اسباب می گردند و آنکه بعضی او متوجه جناب حق است  
 سبحانه و بعضی دیگر متوجه خلق که این علامت عدم وصول است به نهایت الهایه و عدم  
 نزول است بغایت الهایه انبیتی درین مقام شبه بطور دیگر باین طو زاشی می شود که نزول  
 صوفیه قدس الله سرهم نزول تا بمقام قلب غایت نزول است که بعد ازان نزول  
 نیست و این هم در مقررات ایشان است قدس الله سرهم که هر که نازل تر است  
 کامل تر است پس هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین

رضی اللہ عنہ را تا بمقام روح فرموده پس گویا درجه واحد از درجات نزول هنوز  
باقی است و این مستلزم نقصان است از احوال این شبه باین طریق اسان است  
که سخن درین نمیرود که نزول تا بمقام قلب اکمل نیست صرف درین است که ایا  
اکملیت او برائے تکمیل و ارشاد است یا برای ظهور خوارق عادات و کثرت کرامات  
الحق نزول تا بمقام قلب اکمل است از نزول تا بمقام روح لیکن اکملیت او برائے ارشاد  
و فیضان حق است تعالیٰ شأنہ نہ برائے ظهور کثرت خوارق کہ او منوط بهبوط است  
تا بمقام روح فقط پس نزولے کہ علت ظهور خوارق است اکمل است بذات خود برابر  
است کہ در آن وقت مخصوص نزول تا بمقام قلب کہ علت ارشاد است یافته می شود  
یا نہ اکملیت علت ظهور کثرت کرامت موقوف بر اکملیت علت ارشاد نیست و یکی  
بدیگر متعلق است ارشاد چیزے دیگر است و کرامت شیء آخر و حضرت مجدد رضی  
اللہ عنہ بصدد بیان وجه ظهور کثرت کرامت اند نہ در پے بیان کیفیت و کمیت ارشاد  
توضیح جواب این است کہ معاملہ ارشاد خلاف معاملہ خوارق است زیرا کہ در مقام  
ارشاد ہر کہ نازل تر است کامل تر است چہ در ارشاد حصول مناسبت در میان  
مرشد و مرشدان اہم مہمات است و آن منوط بر غایت ہبوط است از اینجا است کہ از  
اکثر متوسطان این راہ آن قدم افادہ و افاضہ بہ ظهور آردہ کہ از نہتیان عشر  
عشر آن بوقوع نرسیدہ زیرا کہ متوسطان بہ نسبت نہتیان بیشتر مناسبت  
بمہدیان دارند پس ما رقلت و کثرت افادہ بر جوع و ہبوط قرار یافتہ نہ بر انتہا  
و عدم انتہا درین صورت قلب کہ از عالم امر است حق سبحانہ تعالیٰ اورا بعالم خلق  
تعلق و تعلق دادہ بعالم خلق فرود آورده بمحضہ گوشت کہ زیر پستان چپ بایل  
بہ پہلو و بفاصلہ دو انگشت است تعلق خاص بخشیدہ و علاقہ مخصوص عطا فرمودہ  
پس ہر گاہ مقربان در گاہ حضرت صمدیت و مقبولان بار گاہ حضرت خاتمیت

نزول باین مقام فرایند آنگاه بالکلیه متوجه بعالم اسباب می شوند و فعل مسبب را در پس پرده اسباب می بیند و این مقلد است که افضل است از نزول تا بمقام روح نرسد که ارشاد و هدایت با و مربوط است بمعنی اینکه اغلب همین است که وقتی که نزول بپایان تر بود ارشاد بالا تر رود چنانکه حضرت سرور صلی الله علیه و سلم از همه انبیاء علیهم السلام پایان تر فرود آمده و در دعوت و ارشاد از همه بالاتر رفته که بر سایر موجودات و کافه مخلوقات مرسل گشته چه بواسطه نزول تام مناسبت بهم پیدا کرده و راه افاده تمام برگزیده

پیش از همه شاهان غیور آمده	هر چند که آخرت ظهور آمده
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمده ز راه دور آمده

حضرت آدم علی بنسینا و علیه السلام پایان تر نیست بلکه فوق تر است اما ارشاد از و مقصود نیست که عین مقصود است که لا شرفیه از اینجا هویدا گردیده که نفس ارشاد منوط بر غایت هبوط نیست البته کامل تر بودن آن مربوط بر است و فرقی در میان اکمل و کامل است مخفی نیست از اینجا است که جمله انبیاء علیهم السلام کامل بودند و پیغمبر صلی الله علیه و سلم اکمل <sup>کمال</sup> قَالَ سَيِّدَانَهُ تَعَالَى تِلْكَ الرَّسُلُ فَضَلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ پس حاملان اول اهل اند و حاملان ثانی یعنی آنانکه تا بمقام قلب نزول نموده اند اکمل اند و آنانکه تا بمقام روح نزول آورده اند کامل نه اینکه ایشان ناقص اند نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ باجمده بنکام نزول تا بمقام روح تو هم نقصان صریح است حضرت محمد و رضی الله عنه هرگز نزول حضرت اخوت الثقلین رضی الله عنه را ناقص نه فرموده اند و رجوع الی البدایت فی نفسه کمال است نه نقص حضرت محمد و رحمة الله علیه در معارف لدنیه می فرماید -

إِنَّ الْعَيْنَاةَ إِلَّا لِيُحَيِّتَهُ جَلَّ سُلْطَانُهُمْ يَتَوَقَّعُ جَذَبُ الْمُرَادِينَ أَوْ لَا تَتَوَقَّعُ

یعنی  
غایت الهیه  
و انبیا و اولاد  
جبار و سلاطین  
آن خدایان  
است و بدان  
که هرگز  
پایان از همه  
را عین انبیا  
نمانند





عروج ایشان از اکثر اولیا بلندتر واقع شده و جهت کثرت ظهور و خوارق گردید و  
 هیچ جانبیت نقصان نزول بآن حضرت نکرده اند معاذ الله آنچه مقرر بان می  
 خواهند میگویند معلوم نیست که حضرت شیخ عبدالحق نقصان از کجا نوشته اند چنانکه  
 در کلام ایشان تجسس کرده شد هیچ جانبیت نقصان با انتخاب نکرده اند در صورت  
 نقصان نزول افاضه کم می شود و افادت جناب مبارک حضرت غوث الثقلین  
 واسطه فیض ولایت اند در عداد اصحاب کبار و اہلبیت عظام داخل اند رضی الله  
 تعالی عنہم و خود را نایب و انتخاب را نایب نوشته اند که خلیفه قائم مقام پیغمبر می شود  
 و در رساله دیگری فرمایند قوله شما در باب حضرت غوث الثقلین قدس سره آنچه  
 از مقام ادب نوشتید که نزول ایشان ناقص بود نیز خلاف واقع است هیچ جا  
 این سخن نقرضه اند بلکه درباره غوث اعظم در مکتوب آخر جلد ثالث مکتوبات  
 خود نوشته اند که وصول فیوض و برکات در راه ولایت بهر که باشد از اقطاب  
 و نجباء به توسط شریف ایشان مفهوم می شود معامله اولین بوجود حضرت  
 شیخ تعلق دارد ایشان واسطه رشد و هدایت اند و در همان مکتوب خود را  
 نایب و ایشان را نایب خود نوشته اند که استفاده از طریقہ علیا بقادریہ نیز دارند  
 و در رساله مکاشفات غیبیہ میفرمایند که واصلان ذات که با افراد ملقب اند  
 اقل قلیل اند اکابر صحابه و ائمہ اثنا عشر از اہل بیت رضی الله تعالی عنہم باین  
 دولت فائز اند و از اکابر اولیا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی باین دولت  
 مستازانند و درین مقام شان خاص دارند و اولیا و دیگران درین خصوصیت  
 قلیل النصیب اند و قرب شان باین خصوصیت از همه زیاده درین باب تشارک  
 اند **ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ** و در  
 رساله سہم و سہم میفرمایند که این در ولایت را درین عروج اخیر که عروج در

درین عروج اخیر  
 که عروج در  
 است



مقامات اصلیست از روحانیت حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر  
 جیلانی بوده بقوت تصرف از ان مقامات گزرا نیده باصل الاصل واصل گردانیده  
 انتهی ازین هر سه عبارات که حضرت ایشان نوشته اند علو کمالات حضرت غوث  
 الثقلین محسن عقیده و ادب آن قطب معظم رضی الله تعالی عنهما در یاب اما تحریر  
 این معنی که نزول ایشان تا مقام روح واقع شده هیچ دور از ادب نیست ظهور  
 کثرت خوارق که از حضرت غوث اعظم ظاهر گشت از هیچ کدام اولیا آن  
 قدر ظهور نیافته بیان نموده اند که عروج حضرت غوث اعظم از اکثر اولیاء الله  
 بلند واقع شده و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمده اند که از عالم اسباب  
 بلند تر است ازین تحریر هیچ منقصدی بحضرت شیخ قدس سره عائد نمی شود کما لا ینفی  
 همچنین آن متادب به ادب رسول خدا صلی الله علیه وسلم رعایت آداب جمیع  
 اولیاء باقتضای مرتبه می نمودند در مکتوب چهل و دوم جلد ثانی میفرمایند من کلمه  
 خوشه چین خرمن با سئ ایشانم در ذیل ذلک بر داران خوانها سئ نعم ایشان  
 ایشان اند که مرابا انواع تربیت مربی ساخته اند و با صفات کرم و احسان منتفع گردانید  
 این بزرگواران در محبت حق غروب خود را و غیر خود را باخته اند و از خود و غیره  
 خود نام و نشان نه گزاشته باطل از سایه ایشان گریزان است اینها چه حق  
 است و برای حق علماء و ظاهریین از حقیقت اینها چه دریابند و غیر از مخالفت  
 تصویری چه فهمند و از کمالات ایشان چه دریابند و از کمالات ایشان چه فرا  
 گیرند انتهی و در باره حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نوشته اند که شیخ از متبطلان  
 بنظر می آید منکر او در خطر است ما پس مانده گان از برکات آن بزرگوار است غلوه



نموده ایم و از علوم معارف حظها گرفته جزا<sup>۱۲</sup> الله سبحانه و تعالی عطا خیر الجزا<sup>۱۳</sup>  
 و در رساله مبدء و معاد نوشته اند که از روحانیت حضرت قطب الدین قدس  
 سره مراد این کار مدد یار رسیده پس مندرج شد آنچه میگویند که ایشان تنفیص  
 اولیاء نموده اند این همه از عدم تنبع کلام ایشان است انتهى درین شک نیست  
 که افادات حضرت مجدد در این بزرگان دین عموماً و محمد و حضرت غوث الاعظم  
 رحمة الله علیه خصوصاً مالا مال است حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله امکان شفا  
 غیبیه می فرماید که حضرت خواجہ نقشبند قدس الله سره الاقدس بعد از تحصیل  
 جذبہ خواجہ قدس الله تعالی اسرار بهم سلوک فوقانی رجوع نمودند و سلوک  
 را تا بنهایت رسانیدند و بقنا فی الله و البقا مشرف گشتند و این مرتبه ولایت  
 است بعد از ان بمقام شهادت که فوق ولایت است رفتند و نسبت آن  
 بمقام ولایت نسبت تجلی صوری است به تجلی ذاتی بعد از ان بمقام صدیقیت که  
 فوق شهادت است به نسبت مذکور عروج فرمودند و تا بنهایت بمقام صدیقیت  
 رسیدند با وجود تحصیل این درجات کمال و مکمل از راه معیت ذاتی که حضرت امیر  
 اکرم الله تعالی و جمیع از ان راه به غیب هویت رفته بودند رفتند و در رنگ  
 حضرت امیر در آن نقطه بنهایت تهلمک گشتند حضرت غوث الثقلین نیز از این راه  
 به بنهایت النہایت رسیده اند و در ان نقطه مستهلمک گشته اند و از این استحکام  
 در آن نقطه بنهایت مراتب ولایت خاصه محمدی است علیہ الصلوٰۃ و السلام و  
 آله الاکرام اگر بقای درین بنهایت پیدا کنند از مرتبه رسالت آنحضرت علیہ السلام  
 انہاد من التحمیات اکملها نیز هر چه باید این اکابر را نیز از ان مقام قسمی باز بقا هست

کہ افادہ ظاہر انان راہ است انتہی این محامد را بہ عین الضاف نگرستی  
است و بہتانات بی سرو پا را پس پشت انداختی ۵

جز این چه شکوه توانم از ان ستم گر کرد  
 که هر که در حق من هر چه گفت باور کرد

قال - وآنکه در بعض مکتوبات نوشته اند که انکارم که حکمت در پیدا کردن  
من آن است که تا کمال ابراهیمی و محمدی در یک جامع شود و عظم  
است از همه اقوال این عبارت بعینه در مکتوبات شریف از نظر فقیر نه  
گزشته لیکن باید دانست که مراد از کمال ابراهیمی خلت است و از کمال محمدی  
محبوبیت و این بحث به کمال توضیح در رساله انوار احمدیه نگاشته ام من  
شاء الله <sup>خداوند</sup> جمع الیکما قال و آن سخن که ترکیب وجود من از بقیه جوهر است  
یا خمیر مایه است که وجود حضرت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم از آن  
ترکیب یافته است چنانکه ایجا دخیل از بقیه طینت آدم است اقول برین کلام  
هیچ نقص وارد کرده نه شد تا از آن جواب داده شود اگر گفته شود که این حقیر  
مسواست جوابش بچند وجوه است اول آنکه در کلام حضرت مجدد صنی  
الله علیه لفظ ترکیب درج است و نه عبارت ایجا و نه لفظ متکلم مذکور است  
عبارت مکتوب صدم از جلد ثالث که به شیخ نور الحق صادر شده این است  
تشنو لبثنو هر چند درین دولت خاصه محمدی دیگرے را شرکت نیست اما این  
قدر می باید که از آن دولت خاصه او علیه الصلوٰة والسلام جدا از تخلیق و  
تکمیل او علیه الصلوٰة والسلام بقیه مانده بود که در خوان دولت ضیافت  
آریمان زیاد بهتر لازم است که اولش گویان 'نمیب خادمان بود آن بقیه را











در لوح الانوار نقل از شیخ ابوالحسن شاذلی که قطب عالم خود بود آورد اولیای علی  
 ضاربین صالحون و صدیدون فالصالحون ابدال الانبیاء الصدیدون ابدال  
 الرسل فیهم الصالحون و الصدیدون بالتفصیل کما یز الانبیاء الرسل  
 منهم طائفة انفراد و فی المادیة مادة من رسول الله صلی الله  
 علیه و سلم یشهدونها و هم قلیلون و فی التحقیق عتیدون و مادة  
 کل بنی و ولی بالامالة من رسول الله لکن من الاولیاء من  
 یشهد عنه و منهم ایضا طائفة قد مدوا بالنور الی یونظر و  
 حتی عرفوا بالیهم علی التحقیق و ذلک کما امة لهم لا ینکرها الا  
 من ینکر کما امة الاولیاء نعوذ بالله من التکرار بعد العرفان  
 انتهى ای برادر نیک درین عبارت تامل نمائید تا بدانی که شیخ بجهت ترانه ترنم می نماید در سن  
 عالم مشهور شده است حدیث خلقت من نوری این حدیث ناطق است بدانکه  
 هر که سواى سرور کائنات است علیه الصلوة والسلام از مومنین از نور او آفریده شده  
 است شیخ درین مقام می فرماید که جماعه باشند که ماده خلقت انها کلام او بعضا بے  
 واسطه نور محمدی نور الهی بود و به جهت تاکید این مقدمه می گوید و ذلک لکرامته لهم  
 پس چنان باید گفت که این نیز دعوی شریعت است بانقر بشیر صلی الله علیه و سلم  
 از تو امین بنیتم اے بخت ورنه پیش یار  
 می توانم حال خود گفتن بنام لال نیست  
 قال و حاجی دیگر گفته اند که متابعت پانچ مرتبه است همه مراتب را حاصل است  
 اقول ندانم که این چه اعتراض است ایامقرض می خواهد که مراتب متابعت  
 یکسے حاصل نه شود

در لوح الانوار نقل از شیخ ابوالحسن شاذلی که قطب عالم خود بود آورد اولیای علی  
 ضاربین صالحون و صدیدون فالصالحون ابدال الانبیاء الصدیدون ابدال  
 الرسل فیهم الصالحون و الصدیدون بالتفصیل کما یز الانبیاء الرسل  
 منهم طائفة انفراد و فی المادیة مادة من رسول الله صلی الله  
 علیه و سلم یشهدونها و هم قلیلون و فی التحقیق عتیدون و مادة  
 کل بنی و ولی بالامالة من رسول الله لکن من الاولیاء من  
 یشهد عنه و منهم ایضا طائفة قد مدوا بالنور الی یونظر و  
 حتی عرفوا بالیهم علی التحقیق و ذلک کما امة لهم لا ینکرها الا  
 من ینکر کما امة الاولیاء نعوذ بالله من التکرار بعد العرفان  
 انتهى ای برادر نیک درین عبارت تامل نمائید تا بدانی که شیخ بجهت ترانه ترنم می نماید در سن  
 عالم مشهور شده است حدیث خلقت من نوری این حدیث ناطق است بدانکه  
 هر که سواى سرور کائنات است علیه الصلوة والسلام از مومنین از نور او آفریده شده  
 است شیخ درین مقام می فرماید که جماعه باشند که ماده خلقت انها کلام او بعضا بے  
 واسطه نور محمدی نور الهی بود و به جهت تاکید این مقدمه می گوید و ذلک لکرامته لهم  
 پس چنان باید گفت که این نیز دعوی شریعت است بانقر بشیر صلی الله علیه و سلم  
 از تو امین بنیتم اے بخت ورنه پیش یار  
 می توانم حال خود گفتن بنام لال نیست  
 قال و حاجی دیگر گفته اند که متابعت پانچ مرتبه است همه مراتب را حاصل است  
 اقول ندانم که این چه اعتراض است ایامقرض می خواهد که مراتب متابعت  
 یکسے حاصل نه شود



مخفی و دائمی از منع گریه مطلب چیست واضح | دل از من بیده از من چنین کنایه از من

معجزه ادب هیچ مقام این تقریر از نظر عاجزانه گذشته البته حضرت مجدد رحمته الله علیه  
در مکتوب پنجاه و چهارم از جلد ثانی که به سید شاه محمد عود ریافته تحریر می فرمایند  
که متابعت آن سرور علیه و علی آله الصلوٰه والسلام که سرایه سعادت دینیه و دنیوی است  
در درجات و مراتب دارد درجه اول مرعوم اهل اسلام راست از ایتان احکام شرعی  
و متابعت سنت سفیه بعد از تصدیق قلبی پیش از اطمینان نفس که بدرجه ولایت می رسد  
است و علما و خواهر و عباد و زباده که معامله شان با همینان نفس پیوسته است همه  
درین درجه متابعت شریک اند در وصول اتباع برابرند درجه دوم از متابعت  
اتباع اقوال و اعمال اوست که به باطن بتعلق دارد و از تندی بطلاق و دفع رذایل  
صفات و از ازاله امراض باطنیه و غیره این درجه مخصوص است با رباب سلوک و درجه  
سوم از متابعت اتباع احوال و اذواق و مواجید آن سرور است علیه و علی آله الصلوٰه  
و السلام که بمقام ولایت خاصه تعلق دارد و این درجه مخصوص با رباب ولایت است که  
مجد و ببالک باشند یا سالک نجد و بچون مرتبه ولایت بانجام رسیده نفس مطهر گشت  
درجه چهارم مخصوص به علمای راخنین است که بعد از اطمینان بدولت متابعت  
متحقق اند درجه پنجم از متابعت اتباع کمالات آن سرور است علیه و علی آله الصلوٰه  
و السلام که علم و عمل در وصول آن کمالات مدخل نیست بلکه حصول آنها مربوط به محض  
فضل و احسان خداوندی است جل سلطانه و این درجه بس عالی است درجات سابق  
را بآن مساوی نیست این کمالات با اصالت مخصوص با نبیاء و اولی الغر است علیه السلام  
و التسلیمات و بتجبت و در اثنای تکرار این دولت مشرف سازند درجه ششم

از متابعت اتباع آن سرور است علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام در کمال که مخصوص بمقام -  
 محبوبیت آن سرور است علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام درین درجه افاضه کمالات بجز محبت  
 است و فوق لفضل و احسان است ازین درجه متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است  
 و درجه هفتم از متابعت است که تعلق به نزول و بهبوط دارد و این درجه جامع جمیع درجات  
 سابق است درین مقام تابع بمتبوع به پنج مشابعت پیدامی کند که گویا اسم تبعیت از میان  
 می خیزد و امتیاز تابع و متبوع نایل می گردد بآنچه هر دو لکن آمده است از برای انبیاء آمده  
 است علیهم الصلوٰۃ و التحیات سعادت است آن است که لطفیل انبیاء علیهم الصلوٰۃ و التسلیات  
 آنان دولت بهره یانید و از اولش ایشان تناول نمایند

در قافله که اوست دائم ترسم	این پس که رسد ز دور بانگ جز رسم
----------------------------	---------------------------------

تابع کامل کسی است که باین بهجت درجه متابعت تجلی شود و آنتی مختصرا از ادنی تا مل و وضع  
 شود که این کلام از لفظ پاک و صاف است حضرت غلام علی شاه رحمة الله علیه فرماید شما  
 درجات متابعت رسول خدا صلی الله علیه و سلم پنج مرتبه نوشیدید و دعوی حصول بخود کردید  
 و آن بغایت بعید می نماید بلکه ایشان درجات متابعت را هفت درجه ثابت کرده اند  
 و درجه اول ایقان احکام شرعی است بعد تصدیق قلب پیش از اطمینان نفس  
 و درجه دوم تهذیب اخلاق است و رفع رذایل صفات و ازالہ امراض باطنیه  
 و درجه سوم اتباع احوال و اذواق و مواجبات و درجه چهارم حصول اطمینان  
 قلب است که اتباع هو ما جاء به المصطفیٰ صلی الله علیه و سلم  
 گردد و حصول مقام رضا چون و چرا بر مجازی تقدیر نماید و درجه پنجم اتباع کمالات آن  
 سرور است صلی الله علیه و سلم که حصول آن مربوط محض بفضل و احسان خداوند است  
 و علم و عمل ادران مدخل نیست و درجه ششم اتباع کمالات که مخصوص بمقام محبوبیت  
 آن سرور است صلی الله علیه و سلم و درجه هفتم متابعت آن است که تعلق به نزول و بهبوط





لَوْ اخْتَلَفَ فِي وَصْفِ كَثَبْتِ الْمَثَانِلَةِ لَكَاتِ الْمَثَلِينَ مَا يَسْتَدُ أَحَدُهُمَا  
 مَسَدُ الْخَيْرِ و در وجه نفس کمالات بالتبع مخدومی نیست چه هرگاه مخدومان اولش  
 بخدا و ان عظامی فرمایند ایشان میگویند که بتبع و طفیل مخدومان از اطعمه تنوع حظ وافر  
 داریم و جمیع آلاء سفره مخدومان بار حاصل است از ان کسی نمی فهمد که اینها ادعای  
 همسری و برابری آنها می کنند زیرا که اصل اصل است و فرع فرع مخدوم مخدوم و خادم خادم  
 خادمان که به بارگاه رفیع سلاطین باری یابند و اولش از خوان نعمت می خورند و عزت  
 و حرمت دارند همه اش به برکت متابعت مخدومان است و در نه مشهور است که امی ایاز  
 قد خود بشناش پس هرگاه حضرت می در صنی اصد عنه بدولت بعت اطاعت حضرت خیر  
 علیه الصلوة و التحیه که آن اطاعتین حضرت رب الغر است از کمالات نبویه و ولایات  
 محمدیه علی صاحبها الصلوة و التحیه به طفیل سرور عالم صلی الله علیه و سلم اولش یافتند آنگاه اگر  
 برای آنها رفعا پروردگار لب بطلان نشودند و از زبان فرمودند که همه کمالات محمدیه در  
 ذات من به تبع و طفیل حاصل است در ان باب که نمی فهمیم یعنی کمالاتیکه حصول آن بران  
 است مرحومه ممکن و در حصول آن مخدور شرعی نیست و نبوت و رسالت من جمله  
 کمالاتی است که با حد متوقع حصول نیست پس باستثناء عقلی و بداهت عقل خارج  
 باشد لفظ تبع و طفیل از الفاظ معمولی نگاشته شود این امر است که بنامی طریقه  
 نقشبندیه بر آن نهاده اند حضرت مجدد رحمه الله در معارف الدنیه می فرماید سلسله علیه  
 نقشبندیه از سائر سلاسل بوجه فضیلت جدا است و مرتبه این طریق بر سائر طرق برتر  
 بودی است این سلسله علیه منتهی بحضرت صدیق است یعنی الله تعالی عنه که افضل بنی  
 آدم است بعد الانبیاء به خلاف سلاسل دیگر و دین طریق اندراج نهایت است در بدایت  
 بخلاف سائر طرق و شهودی که معجزند این بزرگواران بشهودی است بقیه آنان به  
 یادداشت کرده اند و شهودی که دوام نه پذیرد نزد ایشان از غیر اعتبار ساقط است بطلان

سایر سلاسل طے منازل این طریق بے متابعت تمام صاحب شریعت را علیه و علی اله الصلوٰۃ  
والتسلیمات میں نسبت بخلاف طرق سلاسل دیگر کہ یہ متابعت فی الجملہ بامداد و ریاضت و  
مجاهدات بانقطاع می رسند این دعوی بر تان می طلبید بر تان آنست کہ این بزرگواران یہ مدد  
جذبہ را طعمی می کنند و در طریق دیگر ریاضات شاقہ و مجاہدات شدید قطع منازل نمایند و جذبہ  
معنی محبوبیت می طلبید تا محبوب بنا شد جذبہ نمی کنند و معنی محبوبیتہ و البستہ بمتابعت  
محبوب رب العالمین است علیہ و علی اله الصلوٰۃ والسلام والتحمید آیہ کریمہ **قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْهَوْنَ عَنْهُ** **وَعَلَيْكُمْ**  
**شَاهِدِينَ** معنی اینست پس ہر چند متابعت تمام جذبہ بیشتر و ہر چند جذبہ بیشتر قطع  
منازل آسان تر و زود تر پس متابعت تمام شرط این بزرگواران آمد اندامها مکن محل بہ عزیمت  
اختیار نمودند حتی کہ از ذکر کہ کہ عمدہ این راہ است منع کردند و از سماع و رقص کہ زبدا  
ارباب احوال است اجتناب فرمودند و بنظر اہم است کہ گماے کہ بر متابعت تترتب شود فو  
جمع کمالات نخواہد بود و لاجرم این عزیزان فرمودہ اند کہ نسبت ما فوق ہمہ نسبتہا است  
**ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ**  
پس طالبان حق را اختیار این طریق اولیٰ و النسب باشد کہ راہ بہ غایت نزدیک است و  
مطلوب در نہایت فخت انتہی درین مقام شبہ ناسی می شود کہ چون بعضی از انبیا علیہم  
السلام نیز در حصول نتیجہ از کمالات مخصوصہ محمدیہ طفیلی اند کہ طفیل حضرت خاتمیت  
علیہ الصلوٰۃ والتحمید بان رتبہ رسیدہ اند ناچار ہم مساوات در میان حضرت مجدد و حضرت  
انبیا مساوی حضرت مصطفیٰ ہنوز باقی است کہ در اینجا گمان طفیلی اند جوابش اینست کہ  
در حقیقت در اینجا دیگر انبیا ہم طفیلی اند اما ہم طفیلی کیسان نمی باشند بنی طفیلی ہم جلیس  
اصل می باشند و ولی طفیلی خادم اند لمجاہد رتبہ در صورت اول جلیس دہم لقمہ می  
گویند و در صورت ثانی تابع و اولش غرضان بینہا شیخ الشیوخ در عوارف می  
می فرماید **أَقْرَبُ مَا لَكَ حَوَالِ إِلَى النَّبِيِّ الصِّدِّيقِيَّةِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا خَلِيفَةُ**

شیخ الشیوخین ہر دو  
بہ عوارف سلاسل  
از سید شریف العارف  
ہیستات ہندستان  
مجموعہ است  
شیخ زکی دوزخین  
لائی در فارسی ترمیم  
نہایت در بعضی ترمیم  
ساروت چمنی ترمیم  
شہداء کمالان ترمیم  
بران لغوی ترمیم  
بدین مکتبہ  
است  
مکتبہ از سید  
سبوی ترمیم  
است ترمیم  
کہ آخر باب است  
اقول عجایب انبیا  
است

این کتاب از سید شریف العارف ترمیم شد







در این مقام  
باید دانست  
فوق ذات است

نیز بفرق رفته است سر این معنی چیست و حال آنکه مقدر است جمع علیه است که فضل  
مراتب را است علیهم الصلوة و التسلیات اولیا هر چه می یابند بطفیل ایشان می یابند و  
به کمالات و ولایت و بجا بعت ایشان میرسد و جالبش آنست که آن مقامات انبیا علیهم الصلوة  
و البرکات نهایت مقامات عروج ایشان نیست بلکه عروج این بزرگواران بمراتب آن  
مقامات بالا رفته است چنان مقامات عبارت از اسماء الهی است چنانکه سلطان که مبادی  
تعینات ایشان است و وسایل فیوض از حضرت ذاتی تقدس چه حضرت ذات ربانی تو  
اسماء بعالی هیچ مناسبت نیست و غیر از غنا هیچ نسبتی حاصل نمی آید از آنکه از غنی علیهم السلام  
شاهد این معنی است و چون این بزرگواران از مراتب عروج نزول می فرمایند و انوار  
بالا را بخود گرفته فرو می آیند درین اسماء علی تفاوت مراتب که شباهت با اختیار  
طبیعت ایشان دارند اما قست می فرمایند و توطن می نمایند لهذا اگر کسی ایشان را  
بعد از استقرار جوید در همان اسماء باید پس بلند استعداد که متوجه حضرت است تعالی  
و تقدس ناچار در وقت عروج بآن اسماء خواهد رسید و از آنجا بفرق خواهد گذشت الا  
ما شاء الله تعالی ما ان سالک چون از بالا فرو آید و با ستمی مبدء تعین وجودی اوست  
نزول نماید آن اسم البته پایان تر از ان اسمی که مقامات انبیا است علیهم الصلوة و التسلیات  
خواهد بود و تفاوت مقامات اینجا ظاهر شد که مناط فضیلت است هر که مقام او بلند است  
افضل است و تا سالک باین اسم خود نگیرد و اسم خود را پایان تر از ان اسمی نیابد فضیلت  
آن بزرگواران را بطریق ذوق و حال نتواند دریافت به تقلید ایشان را افضل میگوید  
و به یقین سابق حکم با ولایت انهایی کند اما وجدان او مکتب حکم اوست و در وقت احتیاج  
و اضطرار و عجز و نیاز به حضرت حق سبحانه و تعالی در کار است تا آنچه حقیقت کار است ظاهر  
گردد و این مقام فرات از اقسام سالکان است و این جواب بمشالی واضح گردانیم ارباب  
معقول گفته اند که در خان مرکب از اجزای ارضی و اجزای ناریست وقتی که در خان









در دنیا بوجود آید و فیض خدا اشاعت فرماید باقی مانده این امر که مجدد را از بخت  
خود خبر دادن و اعلان نمودن درست است یا نه جوازش از تفسیر رس که بالا بیان کرده  
شد ظاهر است چه مجد دیت الفثانی نعمت است از نعمت بانی الهی و تجد دیت نعمت  
جایز بلکه واجب است از همین جا است که دیگر اکابر دین اظهار تجد دیت خود نموده اند چنانکه  
علامه سیوطی در رساله تنبیه فی سن معیثه علی راس کل نه بر تجد دیت خود خبر داده است  
حیث قال انی المبعوث علی راس المائۃ التاسعة لا ففردی بالمتحد  
فی انواع العلوم من التفسیر و اصوله و الحدیث و علومه و الفقه  
و اصوله و اللغة و اصولها و الفکر و الصریح و اصولها و الحدیث  
و المعانی و البیان و البدیع و التاریخ و تصنیف فی جمیع ذلك المصنف  
الباری الفانی ثم انی لم استبق الى نظیرها وعدتها الى ان  
نحو خمس مائة مؤلف وقد اخترت علماء اصول اللغة و دورته  
و لم استبق علیه و هو على علم اصول الفکر ثم وعده  
اصول الفقه و سارت مصنفات و علمیه  
سائر الاقطار

و این خطبه خوانی و خوش بیانی را کسی ندیده و محمول بر ترفع نفسانی نه نموده است بلکه ملا  
علی قاری گفته است که او در دعوی خود مقبول مشکو را است و امام غزالی هم ادعای تجد دیت  
خود نموده است ازین تقریر ظاهر و باهر شد که اگر حضرت مجدد در حجت اعد علیه خود باید تجدید  
الفثانی ملحق فرمودند یا کما می از علما حضرت ایشان را بختا مجدد و یکدیگر محل انکار یا استبعاد  
نخواهد بود قال و امثال این کلمات در مکتوبات ایشان مذکور است و این همه را می  
گزاریم تا خوبت باین مکتوب رسید که باعث این همه نفرت و وحشت گردید اقول  
اصل این است که علم تقوی در یابی است ناپایدار عبور بر آن کار هر کس نیست بسیار

در دنیا بوجود آید و فیض خدا اشاعت فرماید باقی مانده این امر که مجدد را از بخت خود خبر دادن و اعلان نمودن درست است یا نه جوازش از تفسیر رس که بالا بیان کرده شد ظاهر است چه مجد دیت الفثانی نعمت است از نعمت بانی الهی و تجد دیت نعمت جایز بلکه واجب است از همین جا است که دیگر اکابر دین اظهار تجد دیت خود نموده اند چنانکه علامه سیوطی در رساله تنبیه فی سن معیثه علی راس کل نه بر تجد دیت خود خبر داده است حیث قال انی المبعوث علی راس المائۃ التاسعة لا ففردی بالمتحد فی انواع العلوم من التفسیر و اصوله و الحدیث و علومه و الفقه و اصوله و اللغة و اصولها و الفکر و الصریح و اصولها و الحدیث و المعانی و البیان و البدیع و التاریخ و تصنیف فی جمیع ذلك المصنف الباری الفانی ثم انی لم استبق الى نظیرها وعدتها الى ان نحو خمس مائة مؤلف وقد اخترت علماء اصول اللغة و دورته و لم استبق علیه و هو على علم اصول الفکر ثم وعده اصول الفقه و سارت مصنفات و علمیه سائر الاقطار

که مردم باصل مراد تکلم نمی رسند و بر اصطلاح صوفیه اطلاق حاصل نمی نمایند و بر اقوال  
 مشایخ طریقت عرض نمی کنند و بزفاهر الفاظ به نکته چینی و حرف گیری پیش می آیند  
 ازین رو ایشان را از کلام صوفیه نفرت و وحشت حاصل می گردد تا آنکه قائل به تکفیر  
 این طایفه یا احدها از اکابر می شوند حضرت شیخ در رساله معراج البحرین می فرمایند از  
 وجوه اعراض و انکار برین طائفه علیّه دقت علوم و لطافت اشارت ایشان هست که در  
 فهم کس نه و نه در آید انتهی و در همان کتاب بجای دیگر بدین الفاظ نوشته است گاه  
 باشد که در نفس الامر دلیل باشد و لیکن ناظر را قوت دریافت آن نبود انتهی قال گفته اند  
 که من هم مرید امدام و هم مراد از الله عز شانه سلسله ارادت من یکی توسط با الله تعالی متصل  
 است تعالی می رسد من نایب امداد است بجانۀ ارادت من به محمد رسول الله صلی الله علیه و  
 بواسطه کثیره است و در طریقه نقشبندیّه بسبب و یک واسطه در میان است و در طریقه  
 قادریّه بسبب پنج واسطه و در طریقه چشتیه بسبب هفت واسطه و ارادت من به الله قبول است  
 نمی نماید پس من هم به محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و آله و سلم و بخوان  
 این دولت به چند طفیل ام امانا خوانده نیامده ام و به چند تابع ام امانا صالت بی بهریم  
 و به چند ماتم اما شریک و لقمه شریک که از آن دعوی هم سری خیزد که آن کفر است بآن  
 شرکت خادم است مانند و من تا طلبیده اند بر سفره این دولت حاضر نشده ام و ناخوان  
 اند دست باین دولت و از نگرده به چند و ایسی ام اما منی حاضر و ناظر دارم و به چند  
 در طریقه نقشبندیّه به پیرین عبد الباقی است رضی الله تعالی عنه اما شکرش تربیت من الباقی  
 است جل جلاله و عم نواله من بفضل تربیت یافته ام و براه اجتناب رفته سلسله من سلسله  
 رحمانی است که عبد الرحمن ام چه رب من رحمن است جل شانۀ و عم احسانه و مری من  
 ارحم الراحمین و طریقه من طریقه سبحانی است که از راه تزییه رفته ام و از اسم و صفات  
 جزوات اقدس نخواسته این سبحانی نه آن سبحانی است که سبطامی بیان قائل گشته است

کتوب اشتاد و هفتم از جلد ثالث



که آن را باین مسائے نیست آن نزد ائمه ائمه الفتن آمده است این ماورای انفس و  
افاق است و آن تشبیه است که لباس تیزی پوشیده است این تشبیه است که گروه  
از تشبیه بوی نرسیده و آن از سر چشمه سکر جوش نه و این از عین محبوب آمده است -  
الحکم الرحمن در حق من اسباب تربیت از غیر از معلمات نداشته است علت غائی در تربیت  
من غیر از فضل خود را ساخته از کمال کرم و اهتمام و غیرت که وی تعالی و تقدس در حق  
من دارد و تجویز نمی فرماید که فعل دیگر را در تربیت من بدین باشد و یا من بدین دیگر دین  
معنی متوجه کردم من مرای الهی ام جل شانہ و مجتبیای فضل و کرم نا متناهی او تعالی

۵ بر کربان کار بادشوار نیست

اقول این عبارت مکتوب هشاد و هفتم است که بولانا محمد صالح کولابی در اسرار مراد  
و مریدی صدور یافته پس اولاً شرح این مکتوب نگارم سپر بدفع شبهات متوجه میگردد  
قوله رعی الله عنه من هم مرید اسد ام جل و علا و هم مراد اسد عز وجل شانہ بدانکه  
لفظ مرید و مراد از مصطلحات صوفیه کرام است در فصل الخطاب بحواله ترجمه عوارف مکتور  
است مرید و مراد را بر دو معنی اطلاق کنند یکی بر معنی مقتدی و مقتدی دیگر بر معنی  
محب و محبوب اما مرید بر معنی مقتدی آنست که دیده بصیرتش بنور هدایت بینا گردد و به  
نقصان خود نگردد و دانش طلب کمال در نهاد او برافروزد و آرام گیرد و لا یحصل مراد و وجود  
قرب حق سبحانه و هر که بصفت اهل ارادت موسوم بود و خبر حق سبحانه در دو کون آن مراد  
دیگر دارد و نا محظه از طلب مراد بیاورد اسم ارادت بروی عاریت است اما مراد مبتنی  
مقتدی آن است که قوت ولایت او در تصرف بر تریکیس نالقصان رسیده است و  
اختلاف افعال استعدادات طرق ارشاد و تربیت بنظر عیان دیده انتهی اندرین صورت  
میان مرید و مراد لزوم است یکی از دیگری منفک نشود پس هر که مرید است مراد است  
و هر که مراد است مرید است ۵























الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود یکی آنکه او صلے الله علیه وسلم حامل واجب بود در میان سالک در میان مطلوب معنی دوم آنست که سالک بطریق اول و متوسط تهت و متابعت او علیه و علی الصلاة والسلام مطلوبی حاصل گردد در طریق جذب و سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کاین است بلکه می انگارم که درین طریق از شیوخ بهر که در میان آمده است متوسط و حاجب شود سالک مست ای اگر در او آخر حال جذب و تدارک آن نه نماید و معامله از پرده به به پرده نگردد که در طریق جذب و بعد از رسیدن بحقیقت احقاقیق توسط معنی ثانی است که طفیل بتبعیت است نه حیلولت و حجاب که پرده شود و مشاهده و مانند آنها بود آتشی و این را بمشالی واضح گردانم معلوم است که تحصیل علم ظاهری و فکلی کتب درس یعنی از میزان تا بیضاوسی محتاج با ستاد است کامل باشد که او سبقتا بر دوازده درس دهد تا آنکه بهر مسئله خاص و معین بذریعه استاد اتفاق بیاید که در سیه افتد و بدوین تعلیم استاد فهم مطالب دشوار تر باشد و بعد از آنکه در مرحله درس طے شود بلکه دانش حاصل گردید بهر کتابی را که مطالعه کند بر فهم آن قادر باشد و ضرورت به تفهیم استاد نبفتد پس میتوان گفت که بحصول بلکه در فهم کتاب ضرورت حیلولت استفسار و توسط استاد داند اگر چه این بلکه بذریعه و توسط تعلیم استاد است ازین قول شکر می استاد لازم نماید را بجا سلسله ارادت من بلا واسطه یعنی بلا واسطه غیر البنی باشد متصل است ۵

شرط اول در طریق عاشقی دانی که چیست	ترک کردن هر دو عالم را و پشت پا زدن
------------------------------------	-------------------------------------

قوله رضی الله عنه دیدن نائب مناب الله است بجمانه یعنی هرگاه سلسله ارادت من بوجهی که مذکور شد به توسط باشد متصل است من نائب مناب پیدا باشد که مقتضای جذب یا اقتدای محبت چنین باشد قوله رضی الله عنه ارادت من به محمد رسول الله بواسطه کثیره است یعنی در فیض کسبه و سلوک نظیر شریک است که رسیدن به کلام بواسطه می باشد قوله رضی الله عنه در طریق نقشبندیه نیست و یک واسطه در میان است

در سلسله نقشبندیه نیست و یک واسطه در میان است

زیر که حضرت مجدد و رحمه الله ارادت انا بت از حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ دارند  
 و ایشان از حضرت مولانا خواجگی المکنی رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا درویش محمد  
 رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا محمد زاهد رضی الله عنه و ایشان از حضرت مولانا خواجہ  
 عسید احمد احرار رضی الله عنه

سلا از فرزندان خواجہ درویش بوده اند تربیت ظاہری و باطنی اندر بزرگوار یافتند و در تصدیک الکنگ که صفات محمدی است کون  
 داشتند عابد و زاهد بزرگ صاحب بکر و شغل اگر کسی غافل عادت بودند و همیشه خود را از چشم ظالمین بپوشیدند و بستر حالات خود می کشیدند  
 و رشتہ انتقال فرمودند فرزند الکنگ است عمر فرزند سلا ۱۲ ساله جلی علم ظاہری و باطنی و واقف روز صوری و لغوی و با و صاف خدیج  
 مولانا خواجہ سلطان محمد و مولانا پاتوہ سال چند ریاضت گذرانده کمال تجرید و دیوانہ بگردانده و بہدایت فقر و پیش محمد زاهد آمد و بیکس  
 رسیدند در رشتہ و قاضی فہد فرار در سفر است ۱۲ در فقر و تجرید و تقویہ و مع و تقوی و ہمد و انواع سبب قاضی داشتند و قبل  
 از حضور خواجہ ابراہیم سلا بر ریاضت شہم از خواب اشتاف خفتد و با شہم یعنی بخدمت خواجہ حاضر شد و بشریعت بیعت شد و شدند  
 خواجہ بنور باطن دریافتند با استقبال آمدند در اہ اتفاق ملاقات شد بکلی گیرند و در سایہ و حقے نشست بیعت خود سزاوار کردند  
 چنان وقت خرقہ خلافت پوشیدند و مخلص فرمودند بیک صحبت اتفاق صحبت دیگر نیفتاد ۱۲ خواجہ ناصر الدین عسید احمد  
 احرار بعد تحصیل علوم ظاہری از تاشکند سفر کرده در عمرت و دنیا و دنیا پرور چاہا سیر می نمود و بسیار بی حضرت ملازمت  
 والا در حاجت خواجہ بابا و الدین شاہ نقشینند و ریاضت و سببیت یاد داشت و بغیض باطنی مستغنی گشتند آخر سیر کردند  
 بخدمت سید قاسم انوار زکریا و اولیائے کبار بود و رسیدند و بہدایت مولانا شاف الدین خاموش صحبت باطنی  
 کردند و نیز خواجہ سناج الدین پیر سنی مولانا حسام الدین و مولانا حمید شاشی و خواجہ علاء الدین غفرانی  
 و غیرہ را از تاشکند از ان بخدمت خواجہ یعقوب چرخ حاضر شد و دست را دت و بیعت با بان و سے زدند و در بیست  
 سال بخدمت یافتند و سی حاضر ماندہ تکمیل یافتند۔

حضرت خواجہ بہترین و کامل ترین مریدان مولانا یعقوب چرخ اند و در سلسلہ خواجہ احراری اند و مقتدای طریقت و ہم سخا  
 حقیقت بوده اند و اہل داور النہر و خراسان ایشان را بجای بزرگ میدانستند و کرامات و خواص و عادات بے نہایت  
 از ایشان بظہور رسید۔

ولادت در ماہ رمضان شمس ۹۰۰ و قریہ باستان کہ از توابع تاشکند است بزرگ و ثبات ایشان شہ شہید است و بنویسند  
 بکلیت شہید و دفع شد و نہایت شہ شہید بود سال است چند ماہ کم و قریہ ایشان در عمرت است

والشیان از حضرت مولانا یعقوب چرخ رضی الله عنه والشیان از حضرت خواجه خواجگان امام  
الطریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی الله عنه

حضرت مولانا یعقوب چرخ عالم بوند معلوم ظاہری و باطنی و جامع روز و صوری و معنوی اصل ای از موضع چرخ از نشانات خرنی است  
در مہادی احوال چنگاہ در جامع ہرات و چنگاہ در دیار مصر تحصیل علوم پر یافتند بعد آن تحصیل علوم مجیدہ بحسب الہی بارادہ  
ارادت بخدمت حضرت شاہ نقشبند روانہ شدند در راہ با فقیرے مجیدے ثانی شدند نو گرفت ای یعقوب زود زود قدم بردار  
کہ وقت آن رسیدہ است کہ تو از مقبولان حق باشی و بر زمین چہ خطو کشد خواجه یعقوب در دل اندیشیدند کہ آن خطوط  
را شاگرد کرم اگر طاق باشد کار من مبارک خواہد بود پس شاکر گردند طاق برآمد بعد از آن در چارار رسیدند و قال صحت بکشند  
بر سطر اول نوشته برآمد اولنگ الدین بدینم آمد بعد از ہما قندہ ازین داشتہ نمی خوردند شدند و بلا زمت خواجه آمدہ دست  
ارادت بپاس بہ حضرت زدند و داخل بارکہ بخدمت شریف الشیان رسیدند فرمودند کہ کاری نمیکند امشب بیدم اگر تو اہل  
گفتہ باین قول نسیم مولانا یعقوب چرخ فرمودند کہ ہرگز شبے سخت تر از آن بر من نگذشتہ است کہ ایہ شود چون با عدا  
بخدمت الشیان رفتم فرمودند قبول کردند و الشیان را بخواجه علاء الدین عطار سپردند بعد از وفات خواجه بزرگ در  
صحت علاء الدین عطار بر مرتبہ کمال رسیدند و جامع گشتند و معلوم ظاہر و باطنی و ولادت الشیان در غرضین است و قبر  
ایشان در موضع مشکو کہیہ از مواضع حصار شادمان است **۱۵۷** حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند امام طریقت پیچہ حقیقت  
حقی مشرب بودند بلکہ اکثر شاخین طریقتی مدعی ہند حضرت خواجہ شرافت سیادت موردی داشت نسبت بآبای حضرت  
ایشان بچند واسطہ بخدمت جامع فیض خواجه میفرمودند کہ من و پدر و مادر من بصفت کفایتی و غرض دیگران شغل بودیم  
ازین بسبب نقشبند مشہور شدیم حضرت خواجہ سوانی انکہ سلسلہ اہل بیت میر سید کلال داشت از وصایت خواجہ عبد کمالی محمد  
اویسی بود چنانچہ آن بخت بفقیر گشت شبے در مہادی احوال در حال خواب و مستغرق پس از مدت متبرکہ نماز برای بخارا رسیدیم و بر  
ہر چار چرخ افروختہ دیدیم کہ با وجود موجودی روحی و فنیہ و فنیہ و فنیہ کہ ما محتاج بودیم کہ اگر اندک حرکت بایشان وارد  
آیادہ مان علی ہرگز آیند و بخوبی افروختہ شوند چہ از عباد بہمان حال گذاریم و در بردی مزار آخرین رسیدہ خود بقبلہ ششم و از خود  
غائب شدم و دستا بہ کردم کہ دیوار قبلہ گورستان بنشین شد و تحتے بزرگ پدید آمد پردہ ای سبز فروختہ و گردہ گردان تحت جماعت  
بزرگ ایستادہ و رسیان ایشان خواجہ با محمد سامی الشیخنا ختم داشتیم کہ اگر گدشنگان اندہ پس از جماعت گشتے مرگفت کہ بر این تحت خواجہ  
عبد خالق غیدوانی روحی افروختہ گران جماعت غلغلی ایشان است و ہر یک شاکر است کہ در این خواجہ احمد صدیق و ابن اولیاء و کیران  
خواجہ عارف ربوگری و ابن محمود افیقہ قنوی و ابن خواجہ علی راہتی الشیخ خواجہ محمد سامی بخودی شناسی پس خواجہ محمد وانی عنایت بکمال  
من کردند و کلا حے عطا فرمودند و گفت کہ راست این گاہ اینست کہ بلای نازل شدہ از بکرت پر شدہ این گاہ دفع شود و بعد از آن سنا حے  
کہ بید و سلوک و سطر و نہایت آن حق دانہ باسی در میان آوردند و فرمودند کہ چاہا کہ با این کیفیت بتو باز نمودہ اند شاکر است تو را بخدمت  
و قابلیت این را کہ بتقلید مستند وارد حرکتی با یاد آوردہ تا دوش شہ نہاد است حضرت ایشان بہ محرم شمسہ ہر قدر طاقان بودہ و وفات در  
مشہ و شمسہ سوم مارچ اول شمسہ ہدی دادہ و مدت عمر شریف حضرت ایشان بخند و سلاسل بودہ و بکار ایشان چہ شہ شہلاست منصرف گردید  
خواجہ بزرگ را علیہ الرحمۃ وصیت کردہ بودند کہ پیش خیزدہ ملین بیت بجا نمایند مخلصیم آمدہ و در کوئہ توبہ چہ مشایخا شہرا ز جمال نوکے تو



والایشان از حضرت سید امیر کمال رضی الله عنه وایشان از حضرت خواجه محمد بابا ساسی  
 رضی الله عنه وایشان از حضرت خواجه عزیزان علی رامیتنی رضی الله عنه وایشان از  
 حضرت خواجه محمود انجیر قغنونی رضی الله عنه وایشان از حضرت خواجه محمد عارف -  
 ریوگری رضی الله عنه

۱۱۰ خواجه میر سید کمال در علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت از اولیای عهد خود گوی سبقت برده و شرف سیادت  
 نیز داشت مولود وے قریب سوخت و در پیشگاه مشغول بے بود و در ابتدا بے حال کشتی میل تمام داشت و رو بنگار  
 کشتی حضرت میر قایم گرم بود و هزار بار مخلوق حاضر بودند اتفاقاً محمد بابا ساسی را بیان طرف گذشت و بنظر آن  
 استاد خلیه توقف کردند بعضی اصحاب در مل گذرانیدند که باعث جیب که خواجه ساسی بنظر راه این بر عیان ناگاره  
 استاد اند محمد بابا برین خطره ایشان نور باطن واقف شده فرمودند که درین معرکه مرد بے ست که بت مردان  
 بصحبت و برکت و بنگار خوانند رسید پس سخا بهم که او را سید دام خود در همین سخن بودند که میر کمال را  
 نظر بجانب خواجه افتاد و از افاضت جذب و کشش خواجه بشتافت و خود را بیات خواجه انداخت و چون  
 خواجه از انجا روانه شد به بارکاب وی بودند تا بجای نفاذ آمدند و مدینه شدند و کمالات ظاهری و باطنی رسیدند و باز  
 روی کشتی ندیدند و حضرت بابا در الفریزندی قبول فرمودند و بجز قه طلافت نواخت جانستین خود کردند و ولادت ایشان  
 در موضع سوخار است و فات ایشان در وقت نماز بامداد و نوبت جنبه هشتم جمادی الاول ۱۲۰۰ هـ بوده  
 و قبر ایشان در موضع سوخار است ۱۲

۱۱۱ بابا ساسی کس از توابع قصبه یعنی است و از بخارا الفاصله سه کرده واقع است ولادت ایشان در قریه  
 ساسی بوده است که از جمله دیهانی رامیتنی است و قبر ایشان نیز در انجا است ۱۲  
 ۱۱۲ خواجه علی رامیتنی از کبر ارمش نخ خانمان نقشبندی اند لقب وی در سلسله این خاندان خواجه  
 عزیزان بے است مقامات رفیع و کرامت عجیبه داشت و برای حصول قوت حلال کسب با فندگی مشغول  
 میماند مولد شریف و بے موضع رام تن است که قصبه بزرگ از مضافات بخارا بدو فرسنگ واقع است  
 وفات در ۱۲۰۰ هـ بوده و مدت عمر یکصد و سی سال و قبر در بخارا زم است ۱۲

۱۱۳ خواجه محمود ولادت ایشان در موضع انجیر قغنونی است و آن دی است از مضافات بخارا و فات  
 ایشان در ۱۲۰۰ هـ بوده و قبر ایشان نیز در بخارا است ۱۲  
 ۱۱۴ حضرت خواجه ریوگری از عظمای اولیای ترک اند در علم و حلم و ریاضت و متابعت سنت شان  
 عالی داشت مولود و مدفن در موضع ریوگری است و آن ده است از توابع بخارا و فات ایشان در  
 ۱۲۰۰ هـ بوده است ۱۲

والایشان از حضرت خواجه جهان خواجه عبدالخالق غجدوانی رضی الله عنه وایشان از حضرت  
خواجه یوسف همدانی رضی الله عنه وایشان از حضرت ابوعلی فارمدی رضی الله عنه

الله خواجه عبدالخالق غجدوانی نام والد ایشان امام عبدالحکیم است و والده ایشان از اولاد ملوک روم  
بوده و سر حلقه سلسله خواجهای بزرگان بزرگوار ایشان اند و انساب خواجه بهاء الدین نقشبند قدس  
سرو ایشان است عالم بوده اند و علوم ظاهری و باطنی و طریقه ایشان تمام متابعت شرع شریعت و سنت آن  
سرو صلح بوده حضرت ایشان را در جوانی بفرزندی قبول نموده فرمودند بمحضر آب در آس و غوطه خور و میل بگو  
ناله الله محمد رسول الله و ذکر دل با ایشان آموختند چون خواجه یوسف همدانی به بخارا آمدند صحبت ایشان  
را دریافتند و خرقه از خواجه یوسف پوشیدند و مرتبه ولایت ایشان چنان شد که یک وقت بهر روز بر آس  
نماز یکبیر میکردند و بخواندند و می آمدند ولادت ایشان در عهد الشیخ و آن آفتاب السیاح در شش فرسنگی  
از بخارا و نشو و نما حضرت ایشان نیز بدینجا است و این کلمات از ایشان است جو من در دم و نظر بر قدم  
سفر در وطن خلوت در انجمن وفات ایشان در شش هجری واقع شد و قبر ایشان در غجدوانست ۱۲

الله حضرت خواجه یوسف کنیت ایشان ابو یعقوب و اصل ایشان از همدان است و در پیش ابوعلی فارمدی  
اند و از شیخ ابواسحاق شیرازی نیز استفاده نموده اند و شیخ عبدالعزیز و شیخ حسن سمنانی صحبت داشته اند  
و چون بمشاد رفتند حضرت غوث الثقلین با هم در یافتند و در مجلس حضرت غوث اعظم اکثر حاضر می شدند  
حضرت مذکور سلسله خواجهای بزرگوار بوده اند ولادت ایشان در شش هجری بوده و وفات  
در زاد مر و شش هجری روست داده و قبر ایشان در مر و است ۱۳

الله شیخ ابوعلی فارمدی نام ایشان فضیل بن محمد است و فارمدیه است از مضافات طوس شیخ  
الشیوخ خراسان بود و اندک گرد است و نام قشیری و انساب وی در طریقت بدو طرف است یکی شیخ  
بزرگوار ابو القاسم گرگانی طوسی و دو مد شیخ المشایخ ابو الحسن خرقانی قدس امدا سراسر هم و یا شیخ ابوسعید  
ابو خلیفه راقی است نموده اند و وفات ایشان در شش هجری بوده و قبر در طوس است -

۱۵۹  
والایشان از حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت خواجہ ابی بکر  
لبطامی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ -

۱۶۰ شیخ ابو الحسن خرقانی نام نامی دے علی بن جعفر است و خرقان موضعی است نزدیک بہ قزوین کہ شیخ  
در اینجا سکونت داشت فوت و قطب روزگار خود بود و سلطان المشایخ و قطب ادوات و انتساب دے در طریقت  
بروحانیت شیخ بایزید لبطامی است -

نقل است کہ شیخ در ابتدا دوازده سال غارتختن کجاعت در خرقان بگذارد و دوسے زیارت مزار شیخ بایزید بنهاد دے  
چون آنجا رسید کہ بایزیدی را گفتے بگر خدا یا ازلان تختے کہ نصیب بایزید عطا فرمود دے ابو الحسن ہم نصیبہ علما کن و از آنجا  
برگشتے و روح خرقان بنهادی - نماز فجر بوضو و شستن در خرقان گذارد دے و بوقت نماز آمدن پشت بجا کثرت بیکر دے بعد از نماز دوازده  
سال انزوت بایزید آواز دے برآمد کہ ای ابو الحسن بگاد آن آنکہ بخشیینی خلق را بچن بہنامی کنی گفت من امی ام از قرآن علم  
رسم و شریعت چیزے ندانم آواز آمد کہ ای ابو الحسن یافتی آنچه از حق خواستی و فائز آنکہ از کن پس ابو الحسن فی حق آواز کردند  
چون خرقان رسیدند قرآن تمام کردند و بایزید علوم ظاہری و باطنی بر خود مفتوح یافتند و فائز ایشان شب شدید عاشق و از جوی دور دے

۱۶۱ بایزید لبطامی لقب بایشان سلطان العارفین و نام طیفور بن علی است بن آدم بن بہوشان است سید ایشان بگوید و سید  
اسلام مشرف شدہ و اصل ایشان از لبطام است صاحب ثنات نوشته بکام ایشان و لیس حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ  
و صاحب کبریا و ولید گوید کہ صد و سیصد و چہار ہندست کردہ بودند سید طائفہ بن فرمود کہ بایزید و سیدان باچون بہر طاعت  
علائکہ در خرقان ملتی دے کہ از ایشان نقل میکنند شیخ السلام در آنجا بصفیرانید کہ بایزید فرادان و روحانیست نہ -

۱۶۲ امام جعفر صادق کینست ایشان بوبن ہاشم است ابو اسماعیل و لقب صادق جعفر نام دے و ابن محمد بن علی بن حسن بن علی بن موسی  
عظیم ایشان امام ششم نام ادرا ایشان فرود ثبت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہم نام دے و امام فرود است امام عظیم  
بن ابی بکر الصدیق است شیخ ابی سعید بن ہاشم بن محمد بن ہاشم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہم نام دے و امام عظیم  
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہر سید و دیگر از پدر و والدہ خود قاسم بن محمد بن ابی بکر است ایشان از مسلمانان پس  
ایشان از صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و از زت ایشان بچہ بنہ در شہد از جورت و انواری سکتہ در زندہ و پیشہ بہند ہم -  
ربیع الاول بودہ است و مدت عمر شریف ایشان شصت سال و تقویم شصت و پنج سال بودہ و فوات ایشان نیز در زندہ



والایشان از حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی الله عنہم وایشان از حضرت صاحب سؤل الله سلمان فارسی رضی الله عنه وایشان از حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی الله عنه وایشان از حضرت خیر البریه خاتم النبوة محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم.

۱۱۱۱ قاسم بن محمد از کبار تابعین اند و یکی از فقهای سبعمدینه و در خانه عمه خویش حضرت عائشه صدیقہ رضی الله عنہا تربیت یافته اند یکجہ بن معاذ فرموده اند کہ در مدینہ یکی را الفضل تر از قاسم ندیدم و از زیاد مرویست کہ هیچ یکی را عالم تر از دوس ندیدم و از عمر بن عبدالعزیز رحمہ الله عنہ نقلست کہ اگر معاملہ خلافت با اختیار من می بود بقیام میگذاشتم و فوات ایشان در شنبہ بوده و بقول شنبہ ہجری و بقول شنبہ ہجری نیز گفته اند ۱۱۱۱ حضرت سلمان فارسی کنیت ایشان ابو عبد الله است از کبار صحابہ بوده اند اصدادین در مناقب ایشان وارد است در علم باطن مرید حضرت صدیق اکبر رضی الله عنہ بوده اند و فوات ایشان بمطابق بوده است در شنبہ ہجری عمر طویل داشتند و احدی علم بالصواب ۱۱

۱۱۱۱ حضرت ابو بکر صدیق لقب ایشان صدیق اکبر اول کسی کہ بے طلب مجوزہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم ایمان آورد ایشان بودند از مناقب جلیلہ حضرت ایشان آنست کہ در غار رفیق آنحضرت بودند خلافت ایشان دو سال و سہ ماہ و وفات در سہ ہجری آخر ہفتہ دوشنبہ و برایت صحیح شنبہ سہ شنبہ مدت عمر شریف حضرت ایشان شصت و سہ سال بوده و قبر ایشان متصل بقبر حضرت رسالت پناہ صلی الله علیه وسلم است ۱۱۱۱ حضرت رسول مقبول صلی الله علیه و علی آله و صحابہ وسلم بہترین ماسواست الله از طایان و اشرف قبیلہ قریش اند ہم از جانب پدر و ہم از جانب مادر ولادت با سعادت با اتفاق علماء اہل سیر بعد از طلوع صبح صادق و پیش از طلوع آفتاب روز دوشنبہ ہجری بودہ لیکن در تعیین سال از ماہ و تاریخ اختلافہا واقع است مشہور آنست کہ بدواز دہم ماہ ربیع الاول واقع شدہ نزول وحی بران سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اولاً بروز دوشنبہ سیوم یا سہتم ماہ ربیع اول سال چہل و یکم از ولادت آنحضرت صلعم بود سہ ہزار و ہشتاد و ہفت سال حضرت صلی الله علیہ وسلم ظاہر شدند بشب حمل بمقام فی قتل سیدہ بکر شہیدہ سالکی رحلت فرمودند نزدیک ہزار باب ہر یک نام داشت روز دوشنبہ دواز دہم ربیع الاول سال یاز دہم از ہجرت ۱۱

نفتش بندیه عجب طائفه پرکار اند	که چوپر کار درین دایره سر پرکار اند
همه گرد آمده بر مرکز یک دایره اند	همه واقف شده از گردش یک پرکار اند
نفتش بند و لے بند یک نقش بند	هر دم از بلو بچی نقش دگر پیش آرند
در سیه خانه صحرای فنا کرده نزول	همه برتر زده زین تهنق زنگارند
پاس انقاص روح خصلت این شاه کلان	پاسباند و لے بادشہ اختیارند
خامشاند ولی وقت سخن طوطی وار	همه شیرین حرکات شکرین گفتارند
هر یک سدا مانند به سیلان جهاد	کوه از لومہ لائکم یکجه شمارند
شاه و شاه وجودند درین مار و لے	نه چو منصور سر عریه جوئی دارند
صورتی اند ولی دشمن صورتها اند	و جهانند و لے از دو جهان یزارند
سردمانند که تاسرند ہی سرنده بند	ساقیانند که انگور نئے افشارند
سرمه کوری چشمان ارادت میلان	هر دم دیده بنیای اولوالابصارند
کره خاک بخلی کند از پر تویشان	همه ذرات جهان مقتبس انوارند

**قوله رضی الله عنه** دو طریقہ قادریہ بہت و پیچ زیرا کہ حضرت ایسان  
 ارادت و انابت از حضرت شیخ اسکندر رحمۃ اللہ علیہ دارند و ایسان از حضرت شیخ کمال  
 رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت شاہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت سید گداجان  
 رحمۃ اللہ علیہ ایسان از حضرت سید شمس الدین العارف رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت سید  
 شمس الدین الصحرانی رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت سید فیض رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت  
 سید بہار الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت  
 سید شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ و ایسان  
 از حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و ایسان از حضرت شاہ ابوصالح رضی اللہ  
 عنہ و ایسان از حضرت سید محمد بن عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ و ایسان از حضرت شاہ سید عبدالبرہ رضی اللہ

در سلسلہ قادریہ بہت و پیچ واط

عنه والیشان از حضرت شاه سید محمد بن ابی اسد عنه والیشان از حضرت سید محمد مورث  
رضی الله عنه والیشان از حضرت سید داود رضی الله عنه والیشان از حضرت شاه سید موسی رضی الله  
والیشان از حضرت شاه سید عبداللہ المورث رضی الله عنه والیشان از حضرت شاه  
موسی الجول رضی الله عنه والیشان از حضرت شاه سید عبداللہ المحض رضی الله عنه و  
الیشان از حضرت سید حسن البیاضی رضی الله عنه والیشان از حضرت امام حسن رضی الله عنه و  
الیشان از حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم الله وجهه والیشان از حضرت خاتم النبیین سید  
المرسلین محمد مصطفی علی اسد علیه وسلم دارند قوله رضی الله عنه ودر طریقہ چشتیہ  
بست آمد هفت زیر که حضرت ایشان ارادت و انابت از حضرت عبداللہ احد رحمة الله علیه  
دارند والیشان از حضرت کریم الدین رحمة الله علیه والیشان از حضرت عبدالقدوس والیشان از  
حضرت شیخ محمد عارف رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ احمد عارف رحمة الله علیه والیشان از حضرت  
شیخ عبدالکحیم رودلوی رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمة الله علیه والیشان  
از حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمة الله علیه والیشان از حضرت شیخ غلام الدین مخدوم  
علی احمد صابر رحمة الله علیه



وایشان از حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمة الله علیه وایشان از حضرت خواجہ قطب الدین  
بختیار کاکلی رحمة الله علیه وایشان از حضرت امام الطریقه خواجہ معین الدین جن  
سجری چشتی رضی الله عنه

حضرت فرید گنج شکر از اعیان اولیا و ارکان اقتیاد بودند و ولادت شیخ در کاشمر شده و خطاب قطب الموحیدین و قطب الدین  
و گنج شکر بوده است گنج شکر از آن گویند که سواد علمی و شکر از انسان بزرگوار است بهجت علمی میرفت چنانچه هر کس بر سر پیکش از وی میسیدند که بر سر پیکش  
چه بزرگوار است گفت ملک است فرمودند که بهتر است که خواب بود چون پسران رسیدند با ما یک شاد همیاد با پدر از یک برآمدند چنان بماند و است و است  
این حال در شام است روغ گونی است همان وقت روانه خدمت شیخ گشت و حاضر آمدند و خواست نماز می نمود فرمودند که اگر  
شکر بود و شکر خواجده همچنان بود و چون بوقوع آمد چنانچه چنان خانان نمک بزم خانان این قصه را حکم کرده است شعری  
کان ملک جهان شکر شیخ عبودیت آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر به وفات حضرت ایشان روز سه شنبه پنجم ماه محرم سنه ۶۶۰ هجری  
داره عت عمر نور پنج سال فرزندین است مابین نشان و لاسور ۶۶۰ حضرت قطب الدین کاکلی مولد و اصل حضرت ایشان  
از او شرف فرماده است و آن قصه است از توابع اند جان کاکلی از آنجهت گویند که چون در دلی متوطن شده اند  
و فتوح از کس قبول نمیفرمودند و خود همیشه مستغرق میبودند و بر فرزندان ایشان بصیرت میگذشت که از زن  
بقای کند و همسایه ایشان بود بعد از فاقه های جزوی فرض نموده اوقات گذاری خود می نمودند و در آن ایام گفت اگر من  
همانک شامی بودم که شاه ملک است رسید این سخن طبیعت ایشان گران آمد و هرگز ندانند که از فرض دیگر در روزی از آن  
قبضه را عرض خواجده رسانیدند فرمودند که هرگز من از کس فرض نیگیرم و در وقت حاجت بیا فیک در جبهه است مانند آنقدر  
حاجت مانا نیاید بر او اند و صرف خود نمکند و هر که خواهند بپند بعد از آن ایام که گاه که میخواستند از آن ایام نان میگرفتند و این نشان  
را کاکلی گویند و مجلس عام مریدین بیت الله جامع شعری که در آن شب از آن غنیمت است و دیگر است و بر روز و شنبه  
چهارم در میان لاهور ۶۶۰ هجری انتقال فرمودند ۶۶۰ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمة الله علیه قطب الدین صاحب عرفان و  
انوار معرفت و مشرف القلوب زبده مشایخ اجل و قدوة اولیای اکمل رحمه الله اند و این پدر اردوی ولادت حضرت ایشان  
بوده و در جمیع علوم عظامی و باطنی یگانگ زمان بوده اند کرامات و خوارق عادات عجیبه و عریک از حضرت ایشان بگنج آورده اند و از  
بیان است گویند که چون حق تعالی حضرت ایشان را توفیق توبه کرامت فرمود و اما کاسبیای خود را صرف در ایشان نموده و توبه  
سپردند و بخلا شدند و در آنجا خفته قرآن مجید و کتب علم نموده اند و از آنجا با طریق عریک کردند چون قصه را در آن کماز نوای  
نیشا پور است رسیدند حضرت شیخ عثمان ارفعی را ملازمت نموده اند و بیست سال خدمت شیخ نمودند و حضرت خواجده در سیاهی کفر از دست بکار  
و بافتند و چنانچه بصیرت حضرت شیخ از ایشان بختیاری رسید و پنج ماه و بیست روز ایشان بوده انواع نواها را برده اند و شیخ عمر الدین  
کبری را در شام و خواجده بختیاری را در سیلان و شیخ ابوسعید بختیاری را در تبریز و شیخ حسن بختیاری را در لاهور و در آنجا ملاقات نمودند  
و با جمعی از بانی با جریفته متوطن شده اند و ولادت حضرت خواجده در سنه ۶۶۰ هجری وفات حضرت ایشان در روز و شنبه ششم ماه رجب کبری بوده  
نزار یا نوارش برادر بزرگ است و فقیر چند بار زیارت مشرف شده ۱۲

والایشان از حضرت خواجه عثمان <sup>علیه السلام</sup> ماریونی رضی الله عنه والایشان از حضرت حاجی شریف <sup>علیه السلام</sup> زننی رضی الله عنه والایشان از حضرت خواجه قطب الدین <sup>علیه السلام</sup> بود و وحشتی رضی الله عنه

سنة حضرت شیخ فغان ماریونی قطب بخت و گمانه مصر خود بوده اند و بموضع بارون کبیری از مصافات نیشابور راسخ کونست  
داشتند و هفتاد سال از عمر خود در ریاضت گذرانیدند و درین مدت آب طعام سیر نخوردند و شهاب غایب گیدند و دعای حضرت  
ایشان گاهی از حضرت رب العزت رد نگریید و حافظ کلام ربانی بودند و زوریکه قلم قرآن کردند و در سماع ذوق و شوق تمام  
داشتندی و وفات حضرت ایشان در شاهرز دهم ماه شمال است در ساله هجری قمر که مکتوب است نمود و یک سال عمر داشتند ۱۲  
سنة حاجی شریف زننی صاحب حال مجید و مقامات غریبه بودند و از عمر چهارده سالگی دنیوی خبر ستوخاست  
و همیشه جامه های کهنه پوشیدند و فقر و فاقه را دوست داشتند و در روزه حضرت ایشان روزه های بود بعد از  
روز نهمی بے تک افطار کردند و از آن سبزی بے نمک گیر کسی که خورد و نمک و آب و کثرت سماع شنیدند و در سماع  
چندان گریستند که بے هوش گشتند و اگر دنیا دار در مجلس سماع ایشان حاضر شدی تارک الدنیا گردیدی بتایخ دهم ماه حجب  
ساله هجری وفات یافتند و حضرت ایشان یکصد و بیست سال در <sup>سنة</sup> خواجه بود و وحشتی ولی مادر زاد بودند  
و قطب الاقطاب قطب الدین لقب داشتند و قطب الشیخ صوفیان و چراغ چشتیان و یگانه در کار و محبوب پروردگار و صاحب  
الاسرار و مؤمن الانوار و مخاطب بودند و خرقه فقر و امداد از پدر بزرگوار خود داشتند و در هر طایفه ای نمودند و در هر  
هفت سالگی قرآن حفظ کردند و در عمر شانزده سالگی کمال تحصیل علوم رسیدند و نهج العارفين و خلاصه الشریعہ تعریف فرمودند  
چون بعزت و نه سالگی رسیدند پدر حضرت ایشان برکت حق پیوستند و حضرت ایشان بر سجاده شیخ نشینستند و بهجت  
خلق مشغول گشتند چنانچه اوصیت المقدس تا لواحق چشت و بلخ و بخارا و غیره مسیر نمودند و در هر اقلعای نامدار  
داشتند و مریدان حضرت را حدس و نهایت نبود و شیخ الاسلام احمد جام ملاقات داشتند و چون خواجه  
سود و التماس تربیت و اخلاص خویش بخیرت ایشان نمودند حضرت شیخ احمد جام دست حضرت ایشان را  
گرفتند و کنار چار بالش خود بنشانند و سه بار فرمودند بشیر طبع علم بشیر طبع علم و سه روز بخیرت حضرت شیخ جام بودند  
و فائده حاصل نمودند و سلسله چشتیه از خواجه بود و در حضرت شیخ جام نیز میرسد و وفات ایشان در غره حجب ساله  
بوده و قبر حضرت ایشان نیز در مزار متبرکه چشت است ۱۲

وایشان از حضرت خواجه ناصر الدین ابی یوسف چشتی وایشان از حضرت خواجه ابو محمد  
چشتی رضی الله عنه وایشان از حضرت ابو احمد چشتی رضی الله عنه ،

۱۴ حضرت خواجه ابو یوسف رحمه الله لقب ناصر الدین داشتندی وخواهرزاده و مرید و تربیت یافته خواجه محمد  
بن خواجه ابو احمد چشتی اند گویند که خواجه محمد همیشه داشتند که سن او بیست و چهل رسیده بود و کجاست خدمت برادر ارادت  
تزوج نداشتند و لطاعت و عبادت و نهایت تعالی مشغول بودند شبی خواجه محمد بن زکوار خود خواجه ابو احمد را در خواب دیدند  
که فرمودند در ولایت شام فلان مردیست محمد سمعان نام که تحصیل علوم کرده و صاحب است خواب خود را با او عقد کن خواجه ابو احمد  
طلبی داشته همیشه را با او عقد کردند و خواجه ابو یوسف در چشت انا ایشان متولد شدند و برایشان در آخر عمر سر و حجت  
چنان غلبه کرده بود که گاه بود که خادم آب منو بختی در آشنائی و ضو از خود غائب می شدند و ساعتی در آن غیبت می  
ماندند و باز حاضر می شدند و منور با تمام می رسانیدند وفات ایشان در چهارم ربیع الآخر در سن هجری ۷۵۰  
دارد و مدت عمر هشتاد و چهار سال بوده ۱۳

۱۵ خواجه ابو محمد چشتی از اولیای کبار و شیخ نامدار و مقتدای روزگار بودند لقب حضرت ایشان فاضل الدین  
ولی در زاد بود شایسته عظیم و در تبه بلند داشتند خرقه فقر و خلافت اندر پذیرگوار و پوشیدند گویند در غزوه سوسان  
همراه محمود بک گنبدین در سن هشتاد سالگی بعد از گاری محمود با شارت و بشارت رفتند بودند و برکت اقدام ایشان فخر است  
شده وفات ایشان در غره رجب سن هجری بوده و قبر ایشان در چشت است ۱۴ حضرت خواجه ابو احمد باطل  
چشتی سر حلقه سلسله چشتیانند و مرید شیخ ابوسعحاق شامی اند گویند چون شیخ ابوسعحاق لقب جبه شیت رسیدند خود را  
درست ارادت بامان شیخ بودند نقل است که روزی خواجه ابو احمد در سن هشتاد سالگی همراه پدر خود سلطان فرستاد  
بقصد شکار جان کوه رفته و در آشنائی شکار از پدر و اتباع حیا افتادند بکوه رسیدند که چهل از رجال ابوسعحاق  
استاده بودند و شیخ ابوسعحاق شامی نیز در میان جماعه بودند حال برایشان گشت ملازمتی و آمده و در پای شیخ ابوسعحاق  
افتادند و سلطان هر چه داشت بگذشتند و پیشینه پوشیده بایشان ان شدند هر چند پدر مردم طلبه کند ایشان انیا نقد بعد از چند  
روز آورند که شیخ ابوسعحاق اندر فلان موضع پدر ایشان جمعی را فرستاد تا بیاورند هر چند پدر دادند و بنده نداشتند یا نزد  
آورد و سود من نیفتاد و ولادت ایشان در سن هجری بوده و وفات در چهارم ربیع الآخر در سن هجری ۷۵۰ در مدینه اده و قبر ایشان در چشت است ۱۲



والیشان از حضرت خواجه ابواسحاق شامی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه ابواسحاق طبرستانی  
دینوری رضی الله عنه والیشان از حضرت امین المذین خواجه بهیه البصری رضی الله عنه

ابواسحاق شامی جامع میان علوم ظاهری و باطنی بودند و بزرگ در ریاضت از خلق بی نیاز و با خلق در مسکن  
و بدویشان هر از در اولیا ممتاز و در فقر اسرار از بودند بعد هفت روز و روزها افکار کردند و فرمودندی که معالج الفقر  
جمع و در احوال چون خواستند که مرتبه از اولیا الله شوند چهل روز پی در پی استقامه کردند آخر اوقات غیبی از داد که ای  
ابواسحاق برود دست امارت بامان مشاء دینوری زن که بگردد خواهی رسید پس خدمت خواجه دینوری حاضر شدند تا  
هفت سال بعد دست حاکم ماند تکمیل مسکن و خرقة خلافت یافتند و بعد فرقه مشایخ اهل حقیقت یک شریعت گردیدند چون در  
بعد از یک دست پروردش فی خیر حاضر شدند حضرت خواجه فرمودند که از کجایی و چه نام داری گفتند که بنام ابواسحاق حقیقی  
موسوم فرمودند که شما خواجه اهل حقیقت هستید چون خلافت یافتند باز نصیب پی خود مقام حقیقت التسلیم بردند و بخواجه  
حقیقت استقامت یافتند و اوقات ایشان تاریخ چهارم ماه جمادی الثانی ۷۸۶ هجری است مزار پراورش که در بکدام مقام واقع شد  
خواجه علود دینوری در مشایخ عراق حبیب الدین و کشف و کرامت از انواران شیخ جنید و دیگر دینوری بودند و بصحبت  
خلافای شیخ معروف کرخی نیز شرفیاب شدند و از ایشان نیز خرقة خلافت داشتند و در سلسله معروف کرخی نیز صاحب  
اجازت بوده اند بعضی گویند که خواجه علود دینوری و خواجه علوم شاد دینوری یکی بوده اند بعضی گویند که هر دو در بزرگانند  
انتقال ایشان در ششمه هجری بود ۱۱

خواجه بهیه البصری در فقر مقام رفیع داشتند و در سینه سالگی تکمیل علم رسیدند و قرآن حفظ نمودند چنانچه  
هر روز و در وقت قرآن کردند و مجاهده و ریاضت شاقه نمودندی روزی از غایت محبت حق تعالی نالیدند از رسیدگی  
ای بهیه ماز که بخشیدیم باید که برای حصول مقامات فقر و زهد و عیشی بروی پس وی بارشاد و ربانی بخود مشاء  
عربی رسیدند و مرید شدند چون قبل از امارت تاسی سال ریاضت سخت و محنت شاقه بجا آورده بودند در یک  
هفته بمقام قرب رسیدند و بعد یک سال خرقة خلافت یافتند و از دیگر خرقة فقر و بوشیدند که شکر بخشیدید و انلاذ دنیا  
تک کردند و چندان گریستندی که حاضرین اخوان آن حضرت ایشان گشته و تمام عمر یک سوخته بسر بردند و گاهی در خان  
دنیا دارن رفتند و روی دنیا دارند و ندو طعم ایشان نخوردند و تعلم و فقر و تجرد گذرانیدند و اوقات خواجه در جمادی الثانی ۸۰۰ هجری  
شمال است ۱۲



والایشان از حضرت خواجہ حسن بھری وایشان از حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۱۵ خواجہ حسن بھری سرخیل بیران چشت نیکو شریعت و امارت از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پویشیدند و  
حسن بھری را کرامات و مقامات بسیار داد و فضائل بی شمار داد و با سعادت ایشان ہمیدہ واقع شدہ و از فائز  
حسن بھری را ظہری افاضی خطاب حسن بھری گردیدند و بعضی بر آنکہ خواجہ حسن بھری را کانی و تجارت مراد بیکر دند و این  
سبب خواجہ حسن بھری بود و سوگم شستند و از کار بارگانی دولت پانچم ہم رسانیدند چون با از چشتی و ادا بطرت خود  
جدید دولت دنیا بسیار کین فقر تقسیم نمودند بیکہ برای خود قوت یکروزہ ہم نگذاشتند و خدمت حضرت امیر المومنین  
علی کرم اللہ وجہہ حاضر شدہ دست امداد بلان آنحضرت زدند و از کار امدان وقت شدند و کار ریاضت وزہد  
بدین فائز رسانیدند کہ بعد ہفت روز طعام خوردند و تا مہما و سال منوی ایشان سوای متوفاشکسک لعل  
خواجہ حسن بھری سولہ شدند والدہ ایشان بخیر مستلیم المومنین بمرین اخطاب منی المدعہ بردند حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
فرمودند کہ سمو حنا فائز اسس الوجہ یعنی نام او حسن کنید بیکہ او نیک است نقل است کہ در حالت شہر خواگی  
چون در خواجہ حسن بھری شغل بودند و ایشان بگریستندی حضرت امام سلمہ پستان مبارک خود در دہان ایشان نهادند  
و از غیب نمرہ چند شیر بدید آمدند و در خلق مبارک ایشان رسیدندی و حضرت امام سلمہ ہمیشہ در حق ایشان دعا می خیر  
کردند و فرمودند کہ الہی این سپہر مقتدای خلق گردان این بچہان بوقوع آمد و حضرت حسن بھری در سن ۱۵ سالگی  
بنوی کہ بنجد ایشان ہفت تن از اصحاب رب بودند و یافتند و در بعضی ملامت اختلاف دارند فیما بین مولانا فخر الدین بنی و مولانا  
شاہ ولی اللہ ششتندی و درین باب بچہ بر شدہ من شاہ فلیح الی آخر انہما علامہ سیوطی در رسالہ اتحاد المذہب و بعضی ملامت حسن  
بھری با جناب امیر علیہ السلام روایت بدلائل ثبت کردہ علامہ سراج السالکین فی مایکہ جماعتی از خطاطی مدنیہ جمہ حسن بھری را از  
امیر المومنین علی بن ابی طالب را کردہ اند و بعضی تأخیر بنی قس کہ دہ اند و بطریق بسج قہ و تحقیق اعتراض کردہ و جماعتی از آنکہ کہ  
اند ہمین است سراج ترمذی بوجہ و این آریح دادہ اند حافظ ضیاء الدین نقاش علی ملامت ایشان در سلمہ بودہ و مدت عمر شریف  
ایشان ہشتاد و نہ سال وفات در نیم جمادی الاول ۷۵۰ ہجری قمری ۱۳۵۰ است ۱۶ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
حضرت ایشان را کہ مظہر بودہ است اول یکا از صبیان ایمان آوردہ حضرت ایشان بودند در سال پنجم یکنی ششم از ہجرت خلافت  
نشستند و مدت خلافت ایشان پنجم سال مسدود بود وفات حضرت ایشان پنج شنبہ بیستم یکم ماہ رمضان ۷۵۰ است قبر ایشان در  
جمعہ است ہننا کہ مشہور است بن کثرت زین بن بابن بختلاف است چنانکہ در تاریخ الاسلام بن کثرت کمال شرح درجہ ۱۲







بدر محمد

که اگر درین کارخانه شکلی راه یابد از آن دولت سر محروم مانند و در حق انبیا علیهم السلام  
این تجعیت مفقود است در رنگ آنست که بهمانی به خانه کربلای شریف و در میان بواسطه احبائه  
و اصدقاؤه خود را نیز استمد عا نماید و شریک مفرو سازد درین صورت این جماعه طفیلی محض اند به  
تبعیت و خدایان جهان تابع محض اند که اگر از خدمت او یکسومی بودند ازین مانده بهر درونی شدند  
و آنکه گفتیم که این استثنائیه از معنی تجعیت است بنا بر آنست که خود در آن کتب و تفسیر کرده اند  
که اینجانب نیز حیولت بنی مفقود است و تبعیت موجود و دیگر بشنود که نهایت ازین کلام آنچه لازم آمد  
آنست که فراموش نماند حضرت خاتمیت افضل الصلوة و التحیه شده و حال آنکه شیخ شریعتی  
در مناقب شیخ ابراهیم التتونی در روافح الانوار بلند تر ازین می نویسد قَالَ سَمِعْتُ سَيِّدِي  
عَبْدَ الْقَادِرِ الدَّسْتُوِيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ  
لَهُ سَمَاطٌ يَمْلِكُ سَنَةً فَوْقَ سَنَةِ الْأَسْكَندَرِيَّ الْقَرْنَيْنِ غَيْرَ سَيِّدِي  
إِبْرَاهِيمَ لَا يَخْلُفُ عَنْهُ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ عَنْ  
حَضْرَتِهِ فَيَجْلِسُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرًا  
السَّمَاطِ وَالْأَنْبِيَاءُ يُمِئْنَ وَتَشْمَلُ عَلَى قَدَرٍ تَفَادُوهُ دَرَجَاتُهُمْ  
وَكُنْ ذَٰلِكَ الْأَوْلِيَاءُ وَتَقْبَأُ ذَٰلِكَ السَّمَاطِ الْمُقَدِّدُ أَبْرَ  
أَسْوَدًا بُوْهُ هَرِيرَةٌ وَجَمَاعَةٌ كَذَٰلِكَ فِي مَنْبَعِ الْكَمَالِ  
لِلْمُرَادِ الشَّرُوفِيِّ اَصْلُ بِنِ اسْتِ كَهْ جَدِّ بِلَهِي رَا تَا ثِيرِ سِتْ عَلِيمِ بِنِ كَهْ كَهْ

یعنی از عبد القادر و مطوسی شنیدیم که می فرمود که برای کلامی ملی در دست خوان نیست که بر سر اسکنند رذی القرنین بهر  
سال است و سوامی ابراهیم که ایشان را چنین دست خوان شنیده می شود و می بیند که ازین دول نیست که برین امر مشغول شود و رسول الله صلی  
علیه و سلم صد شش این دست خوان می شود و دیگر انبیا و پیغمبرین و سایر آن حضرت می شنیدند حسب حاجات خود را و چون حال اولیا است  
که نشانی ایشان حسب حاجات ایشان می شود و نسبت از این دست خوان بعد از این اسود ابوهریره و جماعت بوده اند همچنین  
در جمیع الکلمات مراد روستی بوده است



إِنَّكَ لَا تَهْدِي عَنْ أَجْبَتٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَجَعَلْنَا مِنْ  
بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ فَيُصْحَرُونَ  
وَسَوَّاهُمْ عَلَيْهِمْ آذَانًا تُمْسِكُهُمْ أَعْيُنًا يُحْجِرُونَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفَاسِقِينَ

اگر خدا بخواهد زنده خوشنود

نه فهمیده اند که در عرف طفیلی که عزت دارد از برای خوشنود ضعیف می خوانند

قبوله رضی الله عنه هر چند تابعم اما از اصالت بی بهره نیم چرا که ولایت انبیاء و اوصیائهم  
و ولایت اولیاء اهل نظر او و از کمال تبعیت از اوصیاء بهره مند میشوند بقدر تبعیت در دنیا گفته اند  
بے بهره نیم و نگفته اند که ما هم بنویس قول رضی الله عنه هر چند استم اما شریک دولتم نه و نگفته  
که از ان دعوی هم می خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با محمود و این معنی  
خود منطوق آیات قرآنی و احادیث نبوی است و پروردگار از برای خوشنود بندگان  
مومن ضعیف خود و در حق بندگان خالص خود در دولت ایمان شریک گردانیده

گفته است إِنَّ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ وَبَشَرْنَا نَاَهُ بِأَسْحَقَ خَبِيرًا مِنْ  
الصَّالِحِينَ إِنَّهُمْ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ  
الْمُسْتَجِيبِينَ لَكُنْتُ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ و بر فضل مخلوقات  
تکبر را کرده است که گوید وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَبِذَلِكَ  
أَمَرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ وَكَلَّمَ اللَّهُ غَسْقًا وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ  
و میفرماید وَفَن يُطِيعُ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ  
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَرِضْوَانُهُمْ فِي الْأَفْئِدَةِ  
وَحَسَنَ أُولَئِكَ زَفِيرًا ذَلِكُمْ فَضْلُ اللَّهِ

قبوله رضی الله عنه هر چند امیر بی حاکم و ناظر دارم و هر چند در طریقه نقشبندی  
پیر من عبد الباقی رضی الله عنه است اما منکمل تربیت من الباقی است و این جمله هم اوله در عرف است

لایزال  
حال دین  
میان دو چیز  
از هم ساقط  
باشد

کسی را میگویند که مری ظاهر و حاضر داشته باشد و حضرت بطافت می گویند که من اویسی ام  
 و مری حاضر و ناظر دارم یعنی الله و با هر شرطی که است یعنی در مجاز پیر من یعنی مری من عبد الباقی  
 است اما مستقل تربیت من در حقیقت الله باقیست به این مناسبت حضرت گفته اند که هم مرید  
 رسول الله ام و هم هم تیره او ذکر پیر این طوایف ادبی نیست زیرا که بمقابله نام باری تعالی است  
 چنانکه می گویند الله و محمدی گوید قوله رضی الله عنه من بفضل تربیت یافته ام و  
 براه اعتبار رفته ام سلسله من رحمانی است که من عبد الرحمن ام چه رب من رحمن است مری  
 من رحل الرحمن و معلوم است که اویسی ام و فضلی و مجتبا بودن را هیچ یکی است یعنی بے  
 ریاضت این کمالات برین حاصل است و حکمت برین کبری ریاضتین کمالات حاصل است  
 این که مری من اسم رحمن است مقتضای رحم الرحمن چنین است در باب و صد و هفتاد  
 از فتوحات مکیه مذکور است که قطارب صاحبین را اگر چه در دنیا اسامی باشند که بدانند  
 کرده می شوند مگر پیش حضرت ربوبیت با اسم عبودیت سبی می باشند حق تعالی جل شانہ فرماید که  
 قَامَ عِندَ اللَّهِ اَیْنَ اسْمُ جَامِعٍ اسْتَمْرَاقُطَرِبَ اَوْ لِحْظًا مَقَامَاتُ اِقْطَابًا مَا بَاشَدَ كِرْزَانِ نَدَاوَرَه  
 شوند پس نام موسی عبد الشکور است نام عیسی عبد الملک اسم مبارک سرور عالم صلی الله علیه و سلم  
 عبد الله پس برای هر قطب سوائے نام شهوردنیا و نام جامع که عبد الله است نامی شده و نام حضرت  
 محمد و علیه الرحمة عبد الرحمن است مقتضای مقام حضرت مجدد رحمة الله بهین است قوله رضی  
 الله عنه طریق من طریق سجانی است اتم یعنی منسوب بهات باری تعالی بدون کمال اسمی  
 وصفی و این سجانی را با سجانی که حضرت باقر فرموده مساس نیست آن از سر برآمده و این از  
 صحو است بدون مزج و معینش صحیح است و ظاهر یاری سجانی یا یی نسبت است نه یا شکم را  
 که لفظ طریق و بعد از راه تشریح رفته ام نمی گذارد که یای شکم باشد معلوم است که مرشدان  
 طریق لطالبان خود ملقبین اسمی کرده بذات بحت متوجه میگرددند و میگویند بخاطر بیج صفی  
 تر رسیده تا اثبات صفات در یافته از وقت و در کمالی باز مانده و بعد از این اشارات کرده گفته اند

اناسم و صفات اقدس خواست ام و در اینجا تصریح کرده میگویند که سبحانی سبجانی -  
 بسطامی است سبحانی مر از سبحانی او ساسی نیست چرا که سبحانی بسطامی از دایره النفس آمده  
 است و سبحانی من از دایره آفاق و انفس است و یای او یای تسکلم است و در سبحانی من یک  
 نسبت است باید دانست که در ملاح این طائفه علیه سیر آفاق و انفس است که درین راه که میباش  
 است سِرُّهُمْ اِیَّا تَنَادَفِ الْاَوْقَافِ وَ قِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَقْبِلُوْا لِقَاءَ اَنْهَ الْحَقِّ  
 و بعضی نهایت اسیر انفس میگویند و سیر آفاقی را سیر تطیل میگویند بمعنی بعید که مقصود را از  
 دایره خود جستن است و سیر انفس را سیر تنجید میگویند که بمعنی اقرب است یعنی مقصود را در  
 اطراف قلب خود جستن است و جمعی مقصود را و رای آفاق و انفس می دانند و دلیل طائفه  
 اولی که آنرا به کل شئی میخوانند با حاطه ذاتی سیفی قائلند و صفات را از آن بد ذات میگویند و لا حول و لا  
 قوه می دانند و طائفه که سبحانی گفته بر خیزه تیز به اراده نمایند البته شائبه از تشبیه است  
 و طائفه ثانی میگویند که از پس که ذات او اعلی و اجل است ممکن یا ممکن نیست که سبب فیض بود و ط  
 شایسته حق سبحانه و در خارج ذات خود صفات ایجاد نمود که قدیم اند تا کسب فیض از شیون کرده  
 ممکن باشد و اما البشیر ذات ذاتی خود مستغنی از صفات است و ازین جهت سبحانی را بر طائفه  
 اولی که انفس و اوقاف است و سیر و از تشبیه بلا اشتباه است و از عین صحرای آمده است و  
 سبحانی طائفه اولی که سیر به سکر بوش زنده قوله رضی الله عنه از حرم الحسین  
 در جمیع بنده اسباب تربیت را غیر از معذات نداشته است از اول ابن ابی کتب تا اخر عمر بخا و  
 غنا بهین مفهوم شد که سن مجذوب و اولیسی ام در اصل و وصول که در ظاهر ملاحظه احتیاج  
 نشد به فضل و کرم خود و اجتناب کرد از این همه از مقتضیات اسم حسن از حرم الاحمدین است که شرف  
 اعطاء اند که راست مراد نیست که به پیشگاه احتیاج نموده است بزرگان فرموده اند که به پیغمبر  
 و ایه است و بچه پنجم فطام که تمامی مدت رضاعت باشد حاجت بجز غنچه ندارد و کذلک سالک حرم  
 بهت است و بعد از مدتی فطامی شده و با بهانه شکر شود و بمقام شیخ خود رسید سبحانی طائفه سیم که احتیاج و از پیغمبر



میشود و بعد از آن آنچه در کتب استناد دارد و دو بعثت نامه اند فلجم و شریک و یار و همید به پیغمبر و خدمت اگر در وقت ظاهر  
 من که با حق سبحانه باشد تو در میان در آیی سرست از حق جدا کنم پیروز و کسی این سخن پسندید و در کنار  
 گرفت منقول است که حضرت خواجہ بزرگ در خدمت پیغمبر و امیر کمال جوان سلوک تمام کردند حضرت  
 امیر فرمود که آنچه درین راه حاصل کرده بودم بنما تا که درم اما استعدا و شامس مانند افتاده از هر  
 کجا بوسه مطلب بشام شایر سد از ترک و تاجیک طلب نمایند حضرت عفوالت عقلمین رفت و  
 الغیب باین معنی اشارت می نماید آنجا که می فرماید فَأَذْأَبَلَّغُمُ الْمُرِيدُ حَالَةَ تَبَيُّنِهِ أَفْزَحَ  
 عَنِ الشَّيْخِ وَقَطَعَ عَنْهُ فَتَوَلَّى الْحَقُّ فَيَقْطَعُهُ عَنِ الْخَلْقِ وَجِدَهُ فِيكُمْ فَكُنْ الشَّيْخَ  
 كَالظَّاهِرِ وَالْآيَةِ الْكَرِيمَةِ بَعْدَ الْوَلِيِّينَ شرح مکتوب که بفضل الله تعالی موفق شد مگر  
 در آن ادنی نامل بکار رود و واضح میتوان شد که اساس تمامی اعتراضات که دارد کرده میشود  
 منهدم شده بچاک بخت اکنون ضرورت این نبود که بپرسه قول النقل نموده بجوابش پرداخته شود  
 مگر احتیاطاً باین توجه میگردد البته حاجی کشیج رحمتہ الله علیہ اعتراض بر رفع توسط نموده و این از  
 اعظم اعتراض نموده چون شیخ خود در فرعی مجذب ساکن برفع توسط قایل است چه آنکه مذکور  
 شود پس هر اعتراض و بر مسترض باید میگردد و ما جوایه فهو جوابنا آنقدر بعض مقام بجواب  
 طی کشیج نموده شد اگر حضرت متعز عن کلام خود را بغور و ملاحظه میفرمود لب اعتراض بر حضرت مجدد  
 رحمتہ الله علیہ نمی کشود قال سخنان اسر و له الخلفه و الکبریا این چه سخنان و این چه کلمات  
 است و این چه سلطنت مسطوت است این چه خطبه خوانی و شنگستری نفس است اقول  
 انظار انظار ربانی را بر خطبه خوانی و شنگستری نفس محمول نه باید فرمود و الا از بس بزرگان  
 دین مورث بسو ظن خواهد بود حاشا که ازین سخنان جز متحدیث بنبغه الله رفع و افتخار بر انباء  
 روزگار مطرح نظر نموده باشد و در کلام حضرت مجدد رحمتہ الله علیہ کلمات نکسار که مذکور نند زاید  
 بر آن چه توان بود و در مکتوب نیاز و هم از جلد اول میفرماید و هر که در عالم است حتی که کافر و فرنگ  
 و ملحد زندیق از خود بگوید بهتری دارند و بدترین هم این ثانی را انگار و انجی کیفیت انا کابرین

با وصف چنین نصیرج انتساب بدین اقوال بخطبه خوانی و ثنا خوانی و ثنا گسری زیر بر حضرت  
شیخ در رساله ایراد عبارت انصیحته فی قوله الدین النصیحه میفرماید هر چه در آن شعبه بود توقف  
در آن لازم اگر قائل و فاعل آن مردی است که امام است و علم و عمل مستقیم است در تقوی و  
در رعایت و توجیه قول و فعل و باید نمود انتهی پس هرگاه در کلام هیچ محل شبهه نبود خواه نمود  
بر آن ابراد پس کردن کے جائز خواهد بود و همین است مسلک این حج و دیگر اکابر که حسب قضا  
بتاویل توجیه مقوله بزرگان پرداخته اند بلکه در بعضی مواضع تصحیح شطیحات هم نموده اند قائل  
اند اکبر در ویشی شکستگی و خاکساری و ادب و تواضع و کم زردنی نفس است حضرت غیاث محمد  
پار سار حتمه الله علیه رحمه واسعه در آخر رساله قدسیه باین رباعی وصیت کرده اند رباعی

اندره حق جمله ادب باید بود	تا جان باقی است در طلب باید بود
در هر دم اگر هزار دریا به کشی	کم باید کرد و خشک لب باید بود

افضل الحق در ویشی شکستگی و خاکساری است ۵

چند پرسسی که بندگی چه بود	بندگی جز شکستگی چه بود
---------------------------	------------------------

کمیت که مثل حضرت مجدد رحمه الله علیه تواضع نموده باشد کمیت که مثل حضرت  
ایشان راه انکساری و شکستگی طے نموده باشد در مکتوب دو صد و بیست و دوم از جلد  
اول فرماید بزرگ فرموده که مرید صادق آنست که مدت بشت سال کل تب شمال و چیزه نیاید  
که بروی نویسد و این فقیر بر تقصیر بذوق و وجدان مدتی خود می یابد که کاتب یحیی بن جوم  
نمیت که در مدت بشت سال حسنه بیابد که در صحیفه اعمال او درج نماید خدا وانا است جل شان  
که این سخن را تبصیر و مختلف نمی گوید و الا یکنایه ذوق می یابد که کافر رنگ از روی بمراتب بهتر

۵ مگر تعریف به نموده اند منافی شکستگی و خاکساری نیست حضرت غوث امام رضی الله عنه فرماید ۵

انکنت قبل القبل قطعه بجملة ۵ تطوت بی الاکوان و الارباب همانی ۵ در قصیده می فرماید ۵ وفتت علی الابرار جماعتی  
نقی رفیق کان موسی بن عمران ۵ و طمعت رزق کان عیسی سیمه ۵ به کان یحیی المونی و الرزق سر یانی ۵

خاکساری

۴۰۰ مجلد

است و اگر مآثر از پر سندان جواب عاجز آید و ایضا بطریق فذوق خود در محاط خطبات  
مسیح اند و شمول سیات می انگارد و حسنه که بوجود می آید کاتب شمال خود را  
بکتابت آن حق می بیند و می یابد که کاتب شمال و سیه همیشه در کار است و  
کاتب یمن او معطل و بکار و صفت یمن را خالی و سفیدی داند و صفت شمال را ملو و  
سیاه است و خبر رحمت نثار و دوست آفرینی خبر منفرت نه اللهم مخففه نك اوسع من  
ذنوبی و راحته نك امرحی عندی من عملی و موافق حال است و عجا  
کار و بار است فیوض و ارات الهی جل سلطان که علی الدوام در مدارج کمال تمیل فایض  
دوار و ات تا یکمایلین دید و تصور می نماید و تقویت این عجیب یعنی میفرماید بجای عجب نیست  
می آفراید و در محل ترفع راه تواضع و فروتنی می کشاید و در آن واحد هم کلمات و ولایت میسر  
است و هم بدید تصور متصف هر چند بالا تر میرود پایان تر خود را می بیند بلکه همان بالاتر  
رفتن سبب پایان تر دیده شده است ظرافت از باور دارند یانه و اگر سر از سلوک کم کنند  
یا در درند انتبه

یا در درند انتبه

ره این است معنی که مردان راه	به عنایت نه کردند در خود نگاه
------------------------------	-------------------------------

نکته شکلی و تواضع منافی تحدیث بنمته امدنیت حاشا و کلا و العجب کل العجب که  
برین انگار هم مدعی التفات نه نماید و زبان لغت کشوده گوید که خود را از کافر بدتر دانسته  
سبحان الله و سجده در بحر المعانی مذکور است چون عاشق را وصال در آید غیر از لقب نام زبان  
حضرت آید یعنی معشوق حقیقی اسمهای آن محبوب را مختلف گردانند تا آنکه کافر گویند چون  
آزاد یمن نامها و لقب با خوانند در ظاهر ظاهر فطور و نفور و نیاری بلکه به عیش ابد در

ساده خداوند است و تو وسیع تر است از گناهای من و رحمت تو بسیار است و از نزد ما از عمل من سله نعمه است  
خوش صدای و نه اسیر به در حدیث بنمته امد مال است چند شعر درین مقام ذکر میشود  
یا ایضا احاطه را که بکلیه نماند  
یا ایضا احاطه را که بکلیه نماند



رقص و راس و ذوق گیری که لیس صادق فی حبیه من کم یتلک ذلک صوابه  
یعنی نیست در حب او کسی صادق که در زخم های اولدت نه گیر داشته نقل است  
که مریدی از مریدان شقیق بلخی قدس امده و حقه اتفاق سمع افناد و از شقیق رخصت  
طلبید شقیق گفت برو خدا سپردم اما چون در بطام می باید که بیای بوس سلطان العارفین بایزید  
مشرف گردی از من او را دما برسانی چون مرید به بطام رسید بیای بوس ابوزید مشرف  
شد پرسید تو کیستی و از کجا آمدی او گفت من مریدی ام از مریدان شقیق بلخی به نیت حج میروم  
پرسید که پیرونچه کاری کنده او گفت پیر من مقام توکل درست می کند و پای توکل بجای  
رسانیده است که می گوید که اگر آسمان همه زمین گردد و در روی زمین همه سنگستان شود  
نه از آسمان چیزی بار و نه از زمین چیزی رویه و جمله خلایق عیال و اطفال من باشند  
من از توکل خود نگر دم سلطان العارفین گفت انست صعب کافری و این است مشرکی  
اگر ابوزید کلامی باشد در مقام آن مشرک نبرد و از من بگویی که از بهر دونان خداوند تعالی  
را چرامی آزمایی اگر ترا ناس حاجت افتد از بهنجس خود بخواه و بخورتا از شومی توان شهر  
و آن ولایت خراب نه گردد اینجا صاحب سبل گوید پایه توکل شقیق قدس سره که در دم  
و فهم خلایق نمی گنجد عارفی همچو ابوزید باید که بران توکل حرج کند و گرنه کراحد و کرا محال  
است نیست صادق در محبت دے هر که نعت بر ضرب دے قلاد با بطریق ابوعلی شقیق یگان و وقت بود  
و شیخ زبان و در زبده و عبات قدیمی راسخ داشت و همه عمر در توکل رفت انواع علوم کامل بود و لغت صاف بسیار  
استاد حاتم احمد بود و طریقت از بابا بهیم گرفت و بابا بسیار شیخ صحبت داشت و یکبار و هفت عداست داشت از گدای کرد  
شهادت ایشان در سنه ۹۰ هجری بوده قبل ایشان از زمان بوده است ۱۲۰۰ هجری از زمانیت مشهوره میرزا عبدالواحد بگلزی  
است محتوی حکایات و مسائل تصوف میرزا عبدالواحد مرید شاه صفی الدین بود و خود شیخ حسین سکنده تعلیم یافت  
که بهادشاه میرزا بسیار احترام نکرد و شیخ تهره الارواح خالق بندی شرح قصه چار و بر جل شهرت شیخ مصطحات و دیوان  
حافظ و رسائل منصوصه از زمانه او را لغت صاف می شرح نماید است که بطریق بلخی با چو غیر منصف نگاشته و به تمام









قَوْلُهُ أَوْ تَيْتَمُ الْقَبَّ أَيْ حَجَرَ عَلَيْنَا إِطْلَاقَ لَقَبِ النَّبِيِّ وَإِنْ  
كَانَتْ الشُّبُهَةُ الْعَامَّةُ سَارِبَةً فِي أَكْبَرِ الرِّجَالِ وَأَمَّا قَوْلُهُ  
وَأَوْ تَيْتَمُ مَا لَمْ تَوْتُوا هُوَ مَعْنَى قَوْلِ الْخَضِرِ الَّذِي شَهِدَ اللَّهُ لَهُ  
بَعْدَ إِيَّتِهِ وَتَقَدَّمَ فِي الْعِلْمِ وَاتَّعَبَ الْكَلِيمَ الْمُصْطَفَى الْمُقَرَّبَ مُوسَى  
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي طَلَبِهِ مَعَ الْعِلْمِ بَانَ الْعُلَمَاءُ يَرَوْنَ أَنَّ مُوسَى  
أَفْضَلَ مِنَ الْخَضِرِ فَقَالَ لَهُ يَا مُوسَى أَنَا عَلَى عِلْمٍ عَلَيْهِ اللَّهُ  
لَا تَقْلُسُهُ أَنْتَ فَهَذَا عَيْنُ مَعْنَى قَوْلِهِ أَوْ تَيْتَمُ مَا لَمْ  
تَوْتُوا فِي حَالِهِ وَنِزْدِ فَتَوَاتُ مِثْلُ لَزْدٍ وَكَانَ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلِ مُنْشَطِ  
عَلَى الْإِنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ بِصُورَةٍ حَقِّ دَرَجَاتٍ بَارَتِ لَفْظُ أَنْبِيَاءٍ كَمَا شَال  
أَسْتَرْجِعُ وَرَسُولِ الرَّاحِطِ مُنَوْنِي أَسْتَرْجِعُ فَتَوَاتُ نَدْوَا سَتِ وَمِنْهُمْ  
مَنْ يَقْلِبُ عَلَيْهِ الشُّطْحَاتُ بِأَحْسَنِ عِبْدِ الْقَادِرِ فَيُظْهِرُ  
الْعُلُوقَ أَمْثَالَهُ وَأَشْكَالَهُ وَعَلَى مَنْ هُوَ عَلَى مِثْلِهِ فِي مَقَامِهِ مَحَابَةِ وَأَنْبِيَاءِ  
أَعْدَ عُمُومًا فَانْزِعَ مَقَامَ عَلَى بُوْدِهِ أُنْدَ حَضْرَتِ غَوْثِ أَنْامِ نِيَهْ بِرَسْبَتِ حَضْرَتِ سِيدِ كَانَتْ فَرَسِ  
أُنْدَ سَمْتَقَارِ أَنْ مَشْوَارِ سَتِ دَرَجَاتٍ بِحَيْثُ شَارِ قَصِيدَةِ التَّقَامِي رُودِ بَعْضِ دَعْوَى كَرْدِهِ أُنْدَكَ

بقایا صفحہ ۱۸۰ یعنی ہمارا لقب نبی عطا شدہ اگرچہ نبوت عامہ و اکابر اولیاء اہل ساری است قائم  
عدالت و تقدیم علمی خضر علیہ السلام از شہادت عالم شہادت پیدا است موسی علیہ السلام را حکم شد تا قائم  
حضرت خضر علیہ السلام کنند بآنکہ نزد علمائے حضرت موسی علیہ السلام افضل بود از حضرت خضر علیہ السلام  
با حضرت موسی علیہ السلام خطاب کردہ گفت کہ مرا علمے است کہ از آئند تقابلے بمن تعلیم فرمودہ و این علم شمار  
حاصل نیست ۱۵ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ براخیسیار و اولیاء شریعی می کرد بصورت حق ۱۲  
بر بعضے ارباب و بہت شریعی غالب آید چنانکہ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ علوی فرمود بر امثال خود و کسانیکہ در  
درجہ و مقام از او بالاتر بودہ اند ۱۲

کدام روایات متواتره صحیحه ثابت شده است ۵

انا اول المكنون فی علم خالق	انا آخر المبعوث فی سر مدیه ۵
انا كنت فی العلیاء و نور محمدی	بكنون سراسر قبل النبوة ۵
نعم نشأ فی احب من قبل آدم	وسری فی الاکوان من قبل نشأ فی
وما قلت هذا القول فخر ادا نما	انی الاذن حتى تعرفون حقیقه

ازین ظاهر است که حضرت غوث انام باذن باری تعالی افشار این سری فرمایند که حضرت ایشان در علم خالق اول مکنون بودند و آخر مبعوث و هنوز نور محمدی در سب بود که حضرت ایشان در علیا بودند و در جب نشاء حضرت ایشان قبل آدم بود و قبل الشاه و کسرش و کولان بود پس ای برادر این را بحشم الضان بنگر که از کبابه کجای می رسد و با وصف این قسم لال انکار چگونه روا بود و که همچنین تبری لایق تصدیق باشد ۵

چند پر چین کنی ابرو ستم اغا کنی	تخنه زن که گره از دل مایا کنی
---------------------------------	-------------------------------

امام شعرانی در لوائح الانوار فی طبقات الاخیار از حضرت بایزید بسطامی علیه الرحمة نقل می کند اَنَّهُ قَالَ مَخْضَتْ جُحْرًا وَقَفَّ الْأَبْنَاءُ بِسَاحِلِهِ دَرِينِ عِبَارَتِ نَزْلِ لَفْظِ انبیا مذکور است که جمع بنی است و از حضرت بایزید بسطامی لوائح اَمْرَقَمِ مِنْ لَوَاءِ مُحَمَّدٍ اشتها تمام دارد و این ترفع خاص نسبت بحضرت رسالت پناهی است صلوة الله علیه باعلان اسم مبارکش صلی الله علیه وسلم و کلمات حضرت غوث انام رحمة الله علیه نسبت به انبیا و اولی العزم و غیر اولی العزم مشهورند و بعضی اعتقاد آنرا موی روایات متواتره صحیحه مدعی بوده اند چند اشعار به طور نمونه ذکر می شود تا بر همین قیاس فرمایند ۵

انا كنت مع یعقوب فی حزن یوسف	و ما جمیع الاشران للابسه کتی
انا كنت مع فوج بما شهد الوری	بجار و طوفانک علی کعبه قدر فی
انا كنت مع ادیس لما ارتقی العلی	و اسکنه الفردوس حسن بقیته

انا كنت في روبا الذبح فداؤه	و انزل اللبش الالبقتو
انا كنت مع ايوب في زمن السلا	وما شفيت بلواه الابدعوت
انا كنت مع عيسى في المهدي ناطقا	واعطى داود حلاوة نعمته

ازين كلام حضرت غوث انام رضى الله عنه ترجم و تفصيل فرمے بر حضرت یعقوب و یوسف  
و نوح و ادریس و ابراهیم و ایوب و عیسی و داود علی نبیا و علیہم الصلوٰۃ و السلام  
لازم می آید پس آنچه معترض انکار تمام فرموده بنی است بر عدم منتج کلام حضرت صوفیه  
اما ثانیاً پس بر تقدیر تسلیم می گویم که حضرت مجدد رحمت الله علیه بجز اظهار تواضع و تحریث  
بنعمت الله جاسے به نسبت امثال اقران خود ترفع نہ نموده باکا بر انبیا الله صلوات علیہم  
و اولیاء الله رضى الله عنهم چه رسد بلکه هرگاه حضرت مجدد رحمت الله علیه مدارج علیا و منار  
مراتب کبریٰ را بر متابعت حضرت خیر الوری علیہ صلوٰۃ الملك العلی حاجی نظام فرموده تا  
انکه اگر نیک نگریته شود در مکتوب شریف تأییدی که در حکم متابعت مذکور است بهم پائی آن  
ذکر می دیگر نیست پس انتساب ترفع خانه الضافات را سو خلق است اگر این بحث را که بعد از  
مختلف در مقامات حدیده اندراج یافته بطور استقصا انتخاب نموده درین مقام بزرگوارم  
موجب الطاب خواهد بود مع هذا چند مقام با نشان میدهم در مکتوب چهل و چهارم از جلد  
اول می فرماید چون ان سرور محبوب بال العالمین است متابعان او بواسطه متابعت  
بمرتبه محبوبیت می رسند چه محب هر که از شائل اخلاق محبوب خود می بیند آنکس را محبوب  
خود میدارد و مخالفان را ازین بیا قیاس باید کرد

محمد عربی کابروی ابرود است	اکیکه خاک درش نیست فلک سارو
----------------------------	-----------------------------

در مکتوب حدود و از دهم از جلد اول می فرماید احوال و مواجیه که بی تحقیق بحقیقت متعذر  
این فرقه ناجیه میسر شود و بر استمداد هیچ ننیدانیم و خبر خرابی تیج نمی انکاریم باین دولت  
اتباع فرقه ناجیه هر چه بد منته منت می داریم و شکر کمال آریم و اگر چنین را بدهند تیج از



احوال و مواجید دهند بک آن ابریم و راضی ایم انتهی در مکتوب صد و چهارم از جلد اول  
میفرماید زره این متابعت مرضیه از جمیع تلذذات دنیاوی و نعمات اخروی بجز آن بهتر  
است آنحضرت در مکتوب صد و پانزدهم از جلد اول که بملا عبدالحق دهلوی صدور یافته در باب قطع  
هفت گام می فرماید کُلِّ ذَلِكَ مُنَوِّطٌ بِمُنَايَعَةِ سَيِّدِ الْوَلَدَيْنِ وَالْآخِرِينَ عَلَيْهِ  
مِنَ الصَّلَاةِ أَكْمَلُهَا وَفِي الْقِيَمَاتِ أَفْضَلُهَا و در مکتوب  
شصت و پنجم از جلد اول درین باب بطی فرموده چنان در مکتوب صد و هشتاد و ششم و مکتوب  
صد و نود و یکم و صد و نود و دوم و غیره از جلد اول دیگر جلدها از حکم متابعت طالان است  
در مکتوب هفتاد و هشتم از جلد اول میفرماید که وصول باین نعمت عظمی وابسته باتباع سید  
اولین و آخرین است علیه و علی آلہ من الصلوٰۃ افضلها و من التسلیمات اکملها تا تمام خود را در  
شریعت گم نه سازد و به مثال او را و استقامت از فواجی تجلی نکرده و بوسیله این دولت بمشایخ  
او نزدیک و با وجود مخالفت شریعت اگر چه برابر سر موی باشد اگر بالفرض احوال و مواجید است  
دید داخل استدراج است اخرا و را رسوا خواهند ساخت خلاصی بے اتباع محبوب البتین  
علیه و علی آلہ من الصلوٰۃ افضلها و من التسلیمات اکملها ممکن نیست درویشان که قدم راسخ  
در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسانند از ایشان همه باید طلب نمود و مددی  
باید جست تا غایت حق سبحانه از دریچه ایشان ظاهر شده تمام بجانب قدس خود قائل  
جذب نماید و مخالفت را در وی گنجایش نماند تا سر موک راه مخالفت شریعت کشاده است  
محل خلل است تمام بعیل مخالفت را باید مسدود ساخت

احمال است معصی که راه صفا	توان رفت جز در پیر کس مصطفی
صلوة اسد و سلامه علیه و علی آلہ انتهی مختصر او در کتاب مبدا و معادیدین الفاظ نگاشته اند ولی هر کمال کمی باید و در وجه که میرسد لطیف متابعت بنی خود است علیها الصلوٰۃ والسلام حصول آن بکمال بواسطه متابعت آن بنی است و نتیجه ایست از تراج اتباع سنت او	

این مکتوب است  
باتباع رسوا خواهد  
علاسه  
علیه السلام

انہی دین درہان کتاب فرمودہ اند خط و افراز طریق صوفیہ بلکہ از ملت  
 اسلام کہے راست کہ فطرت تقلید و جبلت متابعت و روئے بیشتر است مدار  
 کار اینجا بر تقلید است و مناظر امر درین موطن بر متابعت تقلید انبیا  
 علیہم الصلوٰۃ والسلام بدرجات علیا میرساند و متابعت اصفا بمعارج غلطی میرود  
 ایچ و در رسالہ معارف لدنیہ بدین نظر ارشاد فرمودہ و عجب است از بعضی درویشان  
 خام نامقام کہ کشف خیال خود را اعتبار نمودہ بانکار و مخالفت این شریعت باہرہ اقدام می  
 نمایند بخ پس باوصف چنین تحریرات و تصریحات چگونه از حضرت ایشان فخر و سیادت  
 خصوص نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات باور پیدا شدہ شود قال  
 و بعضی از کبرائے مشائخ گفتہ اند انا کما زبانی لے الا سر سقو لے اللہ  
 و حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرمودہ اند لیس علی مینہ الا للہ و لیس سقو لے  
 این درست است اقول حسب مذاق حضرت معترفی مسمی اللہ علیہ چگونه درست باشد انکار  
 نعمت پیران طریقت و ائمہ و صحابہ کرام ضوان اللہ علیہم جمعین لازم ترین این کلام است و جبکہ  
 در کتاب و رسائل حضرت مجدد رضی اللہ عنہ انکار نعمت آن حضرت انداج نیافتہ فشان  
 بینہما حضرت مجدد رضی اللہ عنہ در رسالہ سب و معاد می فرماید مردیدہ کما رے را کسی یا بد از  
 تاکید پیر خود می یابد خطا پیر بہتر از صواب پیر است آتہی و نیز درہان کتاب مذکور است کہ  
 اعتقاد مردیدہ با فضیلت پیر و کمالت او از غرات محبت است از نتائج مناسبت کہ سبب  
 افادہ و استقامت است ایچ قال اما آنکہ گویند در قرب و وصول تا بقاع رسیدہ ام کہ بیچس  
 واسطہ نیست و بیچس کی را دخلی نہ رسول نہ غیر وے را اگر واسطہ بودند در وقت سلوک بودند  
 حال آنکہ سلوک تمام شد و قرب در گاہ حاصل گشت و وصول بحصول پیوست بیچس و واسطہ نیست  
 شہد معارف رسول اللہ پروردگار ۱۲ برا صرف منت اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است  
 حضرت غوث محضی فرماید من فی رجال اللہ مثال مکانی چ و محمدی رسول صوفی الاصل و بانی

تذکرہ شایب این امر بیچس ہا خطہ نیست





رفع توسط و وسائط بسبب حصول این کمالات نبوت و اصطفا است که بفضل و محبوبت  
الهی از کمال متابعت رسول الله صلی الله علیه و سلم بان امتیاز یافتند در مکتوبه و بست و یکم  
از جلد ثالث می فرماید که ساده لوحی ازین عدم توسط که در طریقه جذبه و غیره عاقلان شده اند  
از بعثت خیر البشر صلی الله علیه و سلم اگر چه نسبت به بعضی بود تو هم نمکند و عدم معجوت احتیاج  
بمتابعت و تبعیت او گمان نبرد که آن کفر و احاد و زندق و انکار راست از شریعت حق و  
صلی الله علیه و سلم که همه پس و اویند و بے توسط او کمال اخذ نمی نمایند چه هرگاه وجودشان  
بے توسط وجود او صورت نهند و کمالات دیگر خود تابع وجود اند بے توسط او چه صورت دارند بے  
موجب باب اعلیٰ جنین می باید صلی الله علیه و سلم که شرف حج و اقامه صریح به یقین پیوسته که هیچ از  
دقایق راه و پیچ معرفت از معارف این قوم بے توسط او و بے متابعت او صلی الله علیه و سلم میسر  
نست و منتی را در رنگ بتدی و متوسط فیوض و برکات این راه بے تبعیت و طفیل حاصل نیست

الحال است سعدی کہ راہ صفا  
توان رفت جز در کپے تھلنے

انتہی پس معلوم شد کہ از کمال متابعت بہ مرتبہ قرب رسیدند کہ انجا در شہود ذات پاک  
آن سرور حاضر نیست و عدم توسط در متابعت موجب نقصان نیست چنانچہ عدم توسط  
ازین آیہ شریفہ کہ مَا عَلَيَّ الْكُفْرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَأَيُّنْ حَسْبَا يَكُ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ  
مفہوم نمی شود و این آیہ در شان خلعمان و صعد الیک ہاجرین صحابہ ناروست  
رضی اللہ عنہم و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از پس علو شان طلب نصرت از جناب ہی بویا سطر آہن  
مے نمودند چنانچہ روایت فی السنۃ و حدیث آمدہ کہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَيَسْتَفْتِي بِصَحَابِيكَ مَهْجَرِينَ وَأَنْ جَمَاعَتَيْنِ مَرْتَبَةٍ أَوْ تَابِعَتِ حَبِيبِ  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ اند و در حدیث است کہ چون بندہ غازی خواند حجابی کہ در میان  
بندہ خدا بود رفع مے شود و گفت حضرت عایشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در وقت نزول آتہ بر آہ و  
انافک لَکُمُ اللَّهُ وَكَذَلِكَ أَحَدًا انتہی دین تمام شیخ محی الدین بن عربی انچہ



و اتحاد است با کسی از اسماء الهی معنی ندارد بلکه بیشتر اطلاق ولایت در سطح احوال ایشان  
بر حقیقت عارف است که عبارت است از مبدا و تعین او و هیچ ایجاب اگر انگار نکند زیرا که  
خود در مکتوبات و رسائل سعادت او وابسته باتباع شریعت داشته اند مراد از ان نفی تبعیت  
ناگاری بلکه مراد نفی حیلولت حقیقت او است و در میان ذات تعالی و تقدس میان ایشان  
چنانچه خود در مکتوب صد و بیست و یکم از جلد ثالث تصریح بدان کرده اند باین عبارت مخدوما  
و وصول فیوض بسالک توسط و حیلولت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام تا زمانے  
است که حقیقت آن سالک محمدی المشرّب است حقیقت محمدی منطبق نگشته است و  
بآن متحد نشده است چون کمال اتباع بلکه محض فضل و مقامات عروج این حقیقت را بآن  
حقیقت اتحادی حاصل شد توسط بر غایت چه توسط و حیلولت در غایت است و  
اشارت بدین معنی نموده است عارف جامی قدس سرہ در شرح فصوص در بیان قول شیخ  
تَجَلَّى الذَّاتُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِصُورَةٍ الْمُحْكَلَةِ لَهُ مَعْنَى تَوْبَةٍ وَ هَذَا اعْلَاءُ  
دَرَجَاتِ التَّجَلِّيَاتِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَيْنُكَ عَيْنَ الْأَعْيَانِ الثَّابِتَةِ  
كُلَّمَا إِلَى أَنْ قَالَ نَفَعِينَ الْحَقُّ لَكَ كَفَّيْهِ فِي نَفْسِهِ چنان عبارت معجم  
ولایت بران دارد که از تجلی ذات بی پرده و خصوصیات سالک بهره در گرد و دایره  
در میان ذات اولیائے خاند و گندک عبارتیکه بعد از این تحقیق آورده است قَالَ فَأَعْلَى  
دَرَجَاتِ شَهَوَاتِ الْحَقِّ هُوَ مَا يَكُونُ بَعْدَ حَقِّقَتِكَ بِعَيْنِكَ الثَّابِتَةِ  
فَإِذَا أَنْتَ تَحَدَّثَ أَنْتَ بِعَيْنِكَ الثَّابِتَةِ أَنْتَ عَيْنُكَ الثَّابِتَةِ

۱۰ در کشف المحجوب ۱۱ از ابوسعید خضلی از حدیث محمد منقول است التَّصَوُّفُ قِيَامُ الْقَلْبِ مَعَ اسْمِ اللَّهِ سَلَامَةً  
تَقْوَتِ قِيَامِ الْمَلُودِ بِمَعْنَى لَا سَلَامَةَ إِلَّا بِمَعْنَى دَرَجَاتِ تَوْشُّهُدِ اسْتِغْنَاءِ عَنْ سَلَامَةِ كَيْفَ تَقْوَتِ تَوْبَعِينَ  
ثَابِتَةٍ تَوَكُّدِ دَرَجَاتِ تَوْشُّهُدِ اسْتِغْنَاءِ عَنْ سَلَامَةِ كَيْفَ تَقْوَتِ تَوْبَعِينَ  
تَوَكُّدِ دَرَجَاتِ تَوْشُّهُدِ اسْتِغْنَاءِ عَنْ سَلَامَةِ كَيْفَ تَقْوَتِ تَوْبَعِينَ



مِنْ غَيْرِ امْتِحَانٍ وَرَأَيْتَ الْحَقَّ كَمَا تَرَى نَفْسَهُ فِيكَ وَرَأَيْتَ نَفْسَكَ  
 صَوْدَةً فِي الْحَقِّ وَصِرَ تَرَازَانِ اسْتِخْتِجَ بِهِنَّ عَارِفَ حَامِي دَرِ خُطْبَةِ شَرْحِ فُصُوصِ مِی نَوَیْسِدِ  
 اَعْلَمُ أَنَّ الْحِكْمَةَ الْفَائِضَةَ مِنَ الْحَقِّ سَبَّحَانَهُ عَلَى قُلُوبِ مُكَمِّلِ عِبَادِهِ وَخُلَاصِ عِبْدِهِ  
 اَنْوَاعٍ مِنْهَا مَا فُضِّضَ عَلَيْهِمْ بِوَاسِطَةِ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ بِالْفَاطَةِ وَبِعَارَاتِ  
 حَقُوقَةٍ عَنِ التَّغْيِيرِ وَالتَّبَدُّلِ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَمِنْهَا مَا يَفِيضُ عَلَيْهِمْ  
 بِوَاسِطَةِ اَوْ بَغَيْرِ وَاسِطَةٍ وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ الْحَدِيثُ الْقُدْسِيُّ  
 وَهَذَا السَّمْعُ لَيْسَ مَحْصُوصًا بِالْاَنْبِيَاءِ بَلْ يَغْنَمُ الْاَوْلِيَاءُ وَصَالِحِي  
 الْمُؤْمِنِينَ وَفِي مَنَبَعِ الْعَمَالَاتِ حَكَى الرَّؤَاةُ الشَّعْرَاقِي عَنْ بَعْضِ  
 الْعَارِفِينَ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اَنَّ الرَّجُلَ لَا يَكْمُلُ عِنْدِي فِي مَقَامِ الْعِلْمِ  
 حَتَّى يَكُونَنَّ عِلْمُهُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ يَدًا وَاسِطَةً اِلَى اَنْ  
 قَالَ كَمَا اخَذَهُ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ اَيْضًا عَنْ بَعْضِهِمْ  
 اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اِذَا كَمَلَ الْعَارِفُ فِي مَقَامِ الْعِرْفَانِ اَوْ رَشَدَهُ اللَّهُ  
 تَعَالَى عَلِيمًا يَدًا وَاسِطَةً وَقَالَ الشَّيْخُ فِي الْفَتْوَحَاتِ الْمَكِّيَّةِ  
 فِي بَيَانِ اَحْوَالِ الْاَقْطَابِ اَشْيَ عَشْرًا وَاَمَّا الْقُطْبُ اَشْيَ عَشْرَ

۱- بدانکه حکمت از حق تعالی بر قلوب کاملین باقسام مختلفه فائض می شود بعضی بواسطه فرشته مقربین  
 نازل می شود بعبارة ای که محفوظه از تغیر و تبدل می باشد آن قرآن است و بعضی بواسطه و بغیر واسطه ازین قبیل است  
 حدیث قدسی برین مضمون بانبیاء و معصیان بلکه اولیاء و صالحین اعام باشد در منبع الکلمات مذکور است که شعرا فی  
 از بعضی فارغین حکایت کرده که میگفت که مرد در مقام علم نرد ما هرگز کامل نمی شود تا آنکه علم و سعه از او جدا نشود و تا  
 واسطه نباشد و در آن است که بعضی از عرفا گویند که هرگاه عارف در مقام عرفان کامل شود از او جدا نشود  
 او را علم بلا واسطه عطا سازد و شیخ در فتوحات در بیان احوال اقطاب نگاشته که قطب و از دهم بر قدم شب  
 می باشد و تمامی علوم و سعه علوم الهیه است که حاصل نگردد آنرا اگر از او جدا نشود

فهو على قدم شعيب ع الى ان قال وكل اصناف هذا  
العلوم عنده علوم الهية ما اخذها الا عن الله سبحانه  
وورع رصا العبادى نوسدا ما تجلى على مشرطه وحقائق علوم است بنى واسمه وعلم ادم  
الاسماء كلها ولا كنهه من لدا على كنهه وانما بالنقل كديم از بعض كه كه خضر مقام است انسان

باين تحقيق نالغى نماند شيعى خضر مقام است سالکان بن ابراهيم سنده اصل له مسطر فيق كين نديا نديا خضر عليه السلام  
ميگرفت وان را وراثت خضرى خوانند و شكست كه وراثت مقام است و نزديك بيان  
توضيح شيخ شغلانى از شيخ ابى المواهب ذى نقل كرده است از اين عبارات منقوله صريحاً و در

اخذ فيوض بلا واسطه از اصل مفهوم ميشود بايد دانست كه در كلام متحققان صوفيه وصول به  
ذات دائمي واقع شده است آنرا واصل عرباني نامند سالكه سيل و در تفصيل احكام صفات  
افتاد چون كلمات الهى اتعالت تفا و ميست اين سيرة او را هم پايان نياشد

نه حسنش غايته دارنده سعيد را سخن پايان | ميرد نشنه مستغنى و در يا همچنان باقى به

اما سالك رشيدى محمدى المشرب بواسطه حبه اقى و قطشى كه انرا ناستيست قلى الله  
تقد ذكهم گويان و پويان و جويان آستان قدس ميگرود و زبان جالش بدین ترانه مترنم

ذات من نيت جز محبت ذات	ذات بر من زده است اه عفت
------------------------	--------------------------

صفات بابر اتعالت هر چند از ذات جلالى متصور نيست ليكن والذات تعالى بدان در سنه  
آويند و از صفات جز ذات نمنى خواهد پس درين حالت پديهي است كه حائل حاجب ميان  
اين عارف و ذات تنگ نمنى مانده هر گاه صفات واجبي اتعالت تقدست كه نزد علماء اهل حق

كلام الله الى سيعهم همچنين نزد حضرت ايشان موجود اند و وجود نايذ بذات تعالى حائل نباشند  
حقائق ممكنات كه از صفات اعتباريه اند اگر حائل نباشد جز محال استبعاد بود و از سبب المعانى نقل  
است كه فردا از تجلى ذات و ايكى بهره مند ميسازند حضرت خواجه احرار در فقرات مى نويسند

چون دل از مرز اجمت غير چون سبحانه از اشد الوهيت ديگرى از پيش بصيرت او برخاست

در این مقام شهود تجلیات صفات حق سبحانه از شهود اوصاف خود و غیر خود بجای یافته از تجلیات  
 از پیش پرده تجلی صفات بهره مند شود رسیدن باین دولت که بشهود انکشاف ذات از انکشاف  
 اسماء و صفات ذایل شده غیر ذات شهود او نشود بسیار مستعد است مگر کسی که از ذات و صفات  
 خود نیست شده باشد و تجلیات ما خاص که بغیر از ان بوجود موهوب صفات کمرده اند مشرب  
 شده باشند اتمی در رتحات می آرد که حضرت خواجہ احرار فرموده اند که معنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 پیش بجهت که اسم ذات است من حیث هی آن تواند بود که نیت اله که عبارت است از مرتبه  
 الوهیت یعنی ذات مع اوصاف الا الله یعنی ذات بحث مع اعراف کل شیخ عبدالحکیم جملی قدس سره  
 در کتاب مناظره الہیمی نویسد التَّيَّارُونَ فِي اللَّهِ هُمُ الْآخِرَاءُ وَالْوَصِيلُونَ  
 إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَجِبُونَ فِيهِ كَذَلِكَ ذَاتِيَّةً تَأْخُذُهُمْ بِحُكْمِ الصِّرَاطِ وَرَأَةً إِلَى  
 قَطْعِ أَذْلَالٍ كُلِّ صِفَةٍ ذَاتِيَّةٍ أَوْ اسْمِيَّةٍ أَوْ فِعْلِيَّةٍ فَيَسْتَوْفُونَ مَنَازِلَ  
 كُلِّ بَرَجٍ مِنْ أَبْرَاجِ مُفْتَخِيَّاتٍ فَلِكُلِّ الصِّفَةِ بِالذَّوْقِ الْعَالِيِ  
 آنچه گفته شد از عوفیہ وجودیہ منقول است همین است که عارف اصبر برتر از مرتبه صفات  
 ممکن نیست وَ يَجِدُ مَا كَرِهَ اللَّهُ لِنَفْسِهِ بَرَانِ حِجَّتِ ارْتِدَائِ وَ نِزَاتِ مِنْ حَيْثُ هِيَ أَرْتَقِلُ تَعْلَمُ  
 اگر در باید که در حاحه در آید و آن ممکن نیست شیخ محی الدین عربی قدس سره آنچه در بیان تجلیات  
 می نویسد کہ التَّحَكُّمُ مِنَ الذَّاتِ لَا يَكُونُ إِلَّا بِصُورَةٍ الْمُنْتَحَلَةِ لَهُ فَاَلْمُنْتَحَلُ  
 لَهُ كَأَنَّهُ سَوَاءٌ صُورَتُهُ فِي مَرَاتِ الْحَقِّ وَمَادَايَ الْحَقِّ وَلَا يَكُنْ أَنْ يَرَاهُ  
 إِلَى أَنْ قَالَ فَلَا تَطْعَمُ وَلَا تَتَغَبَّ نَفْسُكَ فِي أَنْ تَرْتَفِعَ فِي أَعْلَى مِنْ  
 هَذِهِ الدَّرَجَاتِ دلالت بر تنوع ترقی تا ذات بحث می کند و همچنین کلام خواجہ احرار قدس  
 سره که در شرح قول حضرت امیر کرم الدو جهم لو كَشَفَ الْإِطْطَاءُ مَا أُنْمَدَتْ بَقِيَّتُنَا  
 فرموده اند معرکه است بمنع صاحب شجاعت نقل می کند که فرموده اند کشف غطا هرگز ظاهر نمی  
 شود ممکن نیست و از این پیش ارباب تحقیق مقرر شده است که ذات هرگز ظاهر نمی شود الا در پرده



صفات گویم آنچه از حضرت خواجہ بدیشہ افتاد و مختار ایشانست و آنچه در شرح قول حضرت میر  
فرموده اند یعنی است بر قول صوفیہ وجودیہ و منع صوفیہ سیر سلوک تا ذات بحت یعنی ابر  
اصل ایشان است کہ فوق تعین اول مرتبہ لاتعین است نزد ایشان کہ جمیع نسب و اعتبارات  
انحاسا قضا است چہ ہر گاہ صفات و اضافات از ان مرتبہ مسلوب باشد پس اگر علم عارف بدان  
مرتبہ مقدس متعلق شود ذات تعالی می باید کہ معلوم گردد و اعتبار معلومیت پدید آید مع سقوط  
جمیع الاعتبارات عنہا و بر مشرب حضرت ایشان ذات تعالی چون موجود جزئی حقیقی است  
و صفات واجبہ تعالی نیز موجودہ اند و جوہات زایدہ پس آخر مرتبہ مقدسہ را حقیقت لایتن  
نمی توان گفت و اگر اطلاق لاتعین بر ان مرتبہ واقع شدہ باشد بتسامح و تجاوز خواہد بود  
همچنین بہر کہ ازین محققان تجویز تجلی ذات کردہ است ناظر ہمین تحقیق است دیگر مقرر  
محققان صوفیہ است کہ تجلی ذات در میان سائر انبیا مخصوص بہ و رانیا است علیہ علیہم  
الصلوۃ والسلام و اگر مرتبہ لاتعین بدان معنی باشد کہ اہل توحید وجودی قرار دادہ اند باید  
کہ آنسور ہم بدان محقق نباشد و ہو باطل یکے می گوید ۵

موسی زہوش رفت بیک پر تو صفات | تو عین ذات می نگری در نیستے ۶

معلوم تو باد کہ این امور کشفیہ اند و ذوق یکے بر دیگرے محبت نیست ۷

تو و طوبی و ما و قامت یار | فکر ہر کس بہ قدر محبت دست ۸

جمیع کمالات باز بستہ بتابعیت سید الاولین و آخرین است و متابعت فرع محبت است  
بہر کہ در محبت و متابعت آنسور و پیش قدم است و در ترتیب ثمرات و نتائج آن پیش قدم  
پس اگر تجلی ذات در خوان نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد ما و لش گویان نیز امیدوار  
شدند مَا حَبَّتْ لَہٗ شَیْءٌ فِی صَدْرِیْ اِلَّا وَ قَدْ حَبَّتْ فِی صَدْرِیْ اَنْیَ بَکْرِ  
آن را شاید عدل با جملہ اقوال مشایخ در حیلولت عدم حیلولت و حصول تجلی ذات و عدم حصول

۵ انداختہ اند کہ از سیدہ من چیزے نہ آرد سیدہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ انداخت ۱۲

آن مختلف بنظمی و در آید شیخ در فصاحتی می نویسد فَاخْتَارَ الرَّسُولُ مِنْ حَيْثُ وَلَا يَنْبَغُ  
نِسْبَتُهُ مَعَ حَقِّ الْوَلَايَةِ نِسْبَةُ الْوَلَايَةِ نِسْبَةُ الْأَدْبِيَاءِ وَالرَّسُولُ مَعَهُ بِأَحَدٍ  
خَاتَمِ الرَّسُولِ مِنْ مَشْكُوعَةٍ خَاتَمِ الْوَلَايَةِ وَخَاتَمِ الْأَوَّلِيَاءِ  
الْوَلَايَةُ الْوَارِثَةُ الْأَحَدُ مِنَ الْأَمْثَلِ بِلَا وَسْطَةٍ  
و حضرت ایشان با واصل بقرب نبوت صحابه کرام راجع دانند که حیوانیت در اینجا مفقود است  
و در تابعین هم این دولت را عموماً و خصوصاً مفرزمی دارند پس اسعزیز تو خود درین مقام  
الضافات بده و بنظر صاحب تامل فرما امری که مختلف فیها این طایفه باشد و جماعه عظیم از صحابه  
و تابعین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین و غیر هم بدان سرفراز باشند اگر فردی از افراد است  
در از منته متاخره اظهار نماید که مرا بطغیل سرور بشیر علی اسد علیه و سلم بعضی معاملاتی که  
بسابقان محرمت فرموده اند فوخت چرا شغبتانید امر مبتدع را دعوی نکرده است قللاً  
كَفْتُ بِدَعَايِ الرَّسُولِ الْأَزْمَى پرورد بلکه اگر امری که دیگران باظهار آن مبادرت  
نه نموده است در معرض بیان آورده اصح مخالفت بقوانین است میثاقنا شده باشد نباید  
رد کرد قال بلکه من مرا که آبی ام و مجتنبانی اذیم فعل دیگر را در حق من دخلی نیست و  
من بدیگر که درین معنی متوجه نیستم آن دیگر کدام است رسول خدا حاضر اقول این اعتراض منی  
است بر مرد معتض با آنکه در کتابت این معنی درج است و نه متفاهم عرف حضرت غلام علی  
شاه صاحب فرماید بر ارباب فکر ظاهر است که از کلام قائلان رفع توسط مریدی خدا و پیغمبری  
رسول خدا لازم می آید الله تعالی در آیه شریفه یُرِيدُ وَنَّ وَجْهَهُ وَمَا مِنْ حِسَابٍ لَكَ  
عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ جماعه صحابه کرام راضی اند نه هم مریدان خود  
فرموده و ارادت بحیث که بردست رسول خدا صلی الله علیه و سلم می نمودند دین آیه شریفه  
بَدَلَتْ خُودَهُمْ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ أَعْلَانًا يَعُونَ اللَّهُ يَدُ اللَّهِ فَرْقٌ أَكْبَرُ بَيْنَ فَرَقٍ  
فَأَنَّمَا يُنِيتُكَ لِنَفْسِكَ كَسَمَ که در اتحاد این دو ارادت فرقی دارد آیه کریمه إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَ

بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ تَاوَدَتْ نَكْرَدَه است پس ارادت خدا مستلزم همسری رسول خدا گردید  
 آنچه از کلام آبی و کلام بزرگان مستفاد گردد اگر در کلام کسی یافته شود چرا جابجاء اعتراض آن  
 همه غوغا باشد خدا دیده الضاف بے پروه اعتساف کرامت فرماید مردم بجا بالصد سال خود  
 را مرید غوث الثقلین قدس سره می گیرند و از همسری مشایخ که درین مدت تا به اینجا بسلطه  
 کشیده اند هیچ محابا ندارند که در حقیقت سلسله ارادت بحر شح جنتی آخر می شود و مریدی بیرون  
 پیر است ۵ مرد آخرین مبارک بنده الیست ۶ انتهی مع هذا این معنی مسلم حضرت  
 معترض است که مراد آن را نخست کشش می شود پس استبعاد راجع به قول وے می شود

کم طالعی نکر که من و یار چون دو چشم | اہم سایہ ایم و خانہ ہم را نہ دیدہ ایم ۶  
 فنا ہو جو اکبر فوجا به قال سبحان اے هیچ کس یا رسول خدا این چنین درے افتد و گشت  
 می کند و میگوید که من ہم رسول اللہ ام اقول در مکتوبات شریف لفظ ہم پیر و نیست این  
 لفظ معنی ندارد و مزاد علی فعلیہ الیہ انض اللغۃ و شان حضرت مجدد در جتہ اسرار فرغ از است  
 که کدامی لفظ بے معنی استعمال فرماید البتہ لفظ پیر و واقع است بالفح و تشدید ثانی کہ بمعنی صف  
 لشکر و برگ کاہ است اگر از پیر صف لشکر یا برگ کاہ مراد غیر نبیند هیچ گستاخی نیست بلکه محمول بر  
 عجز و انکساری است قال در وقت مرید وے بودم الان مرید خدام بے وساطت و وود  
 قویکہ با خدا دارم وے صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ نیست از غلو تکیہ من با خدا دارم وی بیرون  
 دست اقول این قول بوجہ مخدوش است خدشہ اول این ہمہ ناشی است  
 از خیال حضرت معترض اثرے از ان در کلام حضرت مجدد در جتہ اند علیہ یافتہ نمی شود خدشہ  
 دوم ہر گاہ در معنی مرید و وساطت معتبر است چنانکہ عرض فرماشته ام و آن را حضرت خضر  
 خود بیان فرمودہ چنانکہ مذکور شود پس مرید خدا بے واسطہ گفتن بہ صرف جماع متناہین است  
 بلکہ فہول است از معنی مرید

ای بخت من بہت من با نازد انشیں | وین سر بر دین کہ در قدم او چہ میکند



**قال** باید دریافت که مضمون این سخن چیست و از اینجا چه لازم می آید هیچ غار فی باین طرز  
 سخن گفته و دعوای کرده است همانکه به اولیاء خدا در افتاده بودند پس بنود ثانویست بنیمبر  
 خدا رسید بعد از آن بنی دایم بکجا خواهد کشید **اقول** حاشا که از کلام حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ  
 حسب ملام حضرت معترض اسائی لازم آید بلکه آن مبنی است بر مضمونیکه حضرت معترض بیان  
 فرموده حضرت مجدد از آن بری است **وَنَحْمَدُ اللَّهَ عَلَىٰ ذَٰلِكَ قَالَ** معنی این عبارت  
 عالیہ را کسی نہ داند و نہ شناسد تا آنکه محنت بانه کشد و این می رسد به چند کلمین اولیاء امد کار بخدا  
 می رسانند می داند هر کس می داند حضرت سلطان المشایخ می داند اگر دل سالک از غیر پاک گردد در  
 زمره سالکان داخل شود چنانچه نماز و روزه و زکوٰۃ و ظہر و کثرت و کرامات شرک نفاق است  
 نماز گزافان کاریوه زنان است روزه دشمن کار مریضان است حج رفتن کار قاصدان است  
 زکوٰۃ دادن کار تاجران است به هوا پریدن کار مگسان است میر آب حق کار ملاحان است علم  
 خواندن کار باد فروشان است مرید بسیار کردن کار بوجگیان است بنای مسجد و خانقاه و باغ و چاه  
 کار یاغیانان است وجبه و دستار و ریش را زدن این همه اسباب شیطان است و زبرد و تقوی و چلہ  
 و گوشه کار جای ماندگان است تقی و اثبات کردن کار آہنگران است دانه عورت باز ماندن کار  
 عینان و خواجہ سلیمان است و ظہر و کثرت و کرامات کار بازی گران است حکایت کم کردن و بجام مشهور  
 بودن و فتوح گرفتن و خلق بیابوسی کنانیدن کار ساحر و سحر شده پیر و مرشد گویانان  
 و سجدہ گرفتن و خدا نما شدن کار خود نمایان است از خود رفتن و خود بودن و تسلیم شدن کار مرشد  
 سالک تا آنکه خدا شده ماند بنده شدن نہ تواند این کار شیخ و مقتدایان است این کہ گفته شد  
 کار فاسقان است خود را کم کردن کار عاشقان است احکم مکتبہ کثیرہ اجمال انتہی این عبارت ابدیہ  
 اسمعان نگرسیته شود کہ حل بنیشتری اشکال نماید و عقدہ اکثری از استنباه پاکشاید در خانہ گرس  
 است حرفی بس است **قال** گفته اید اگر چه استم اما شریک و لثم یعنی اگر چه است محمد رسول امم  
 اما شریک و لثم نیست کمالات و فضیلت اگر تعمق نظر نمایند این معنی مفہوم می گردد کہ

که در وقت است و تاج او بود که در سلوک طریق قرب بتابعت و پس روی و سنی کرد و چون  
 مقرب درگاه حق شد و مرید و سنی تقالی گشت شریک او شد و قول این کلام از سر تا سر بخود  
 است خدشه اول تفسیر شریک دولت من تلقا نفس محترمن است از کلام حضرت  
 مجدد و رحمة الله علیه یافته نمی شود و بادی النظر نگریسته شود بایا معان نظر خدشه دوم -  
 حضرت غلام علی شاه صاحب فرماید مسلم داشتیم که مشایخ طریقه در توسط آن سرور صلی الله  
 علیه و سلم اختلاف دارند اما آن گروه که قائل اند بعد از توسط دعوی همسری و شرکت نمی کنند  
 از کلام ایشان مساوات همسری فهمیدل از راه لعنت است ایشان مساوات همسری را کفر  
 صریح می فرمایند چنانچه در مکتوب هشتاد و هشتم از جلد ثالث مکتوبات گفته اند شریک دولتتم  
 نه شرکتی که انسان دعوی همسری بخیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با مخدوم و او  
 از دولت فیض است که بطریق اصطفا و احتیافا لفض شود و مخفی نیست که عامه امت شریک دولت  
 فیوض رسول است صلی الله علیه و سلم کما ورد الله ولی الدین امنوا و کما حقاً  
 علینا نصر المومنین و اولئک لهم اجر عظیم منون پس در ولایت  
 و قرب الهی و نصرت و اجر غیر ممنون همه مومنان و انبیاء علیهم السلام هر چه شریک خود شریک  
 اند و در شریک دولت گفتن در شرع قباحت نیست و بی ادبی نه انتهی طفیلی و خادم جمیع مردم  
 مخدوم سیر میکند و برابری او با مخدوم هم لازم نمی آید و این مثل این است بادشاه بپوشه  
 بنا کرده است و انواع آشجار و قصور با عجب در اینجا ترتیب داده است و امر و غلام ندارد که  
 ندیده اند بادشاه بر سر طاعت اکر ام آمده گفته است شما ایان باصحاب خدمه خود بارفته لفعی  
 بکنید چه اگر مردم کلان به اصحاب خدمه در سیحظ ندارند و هر کدام با اصحاب خدمه خود سیر می کنند  
 بمراتب یک جمیع از خدام هستند که پیش منته راه می نمایند و موانع راه دور کرده و فتح ابواب و غیره  
 نمایند و جمیع اصحاب برابر مخدوم و یا پیش و یا عقب ششی می نمایند و شک نیست که این اصحاب خدام  
 هر طفیلی اند بمراتب که مخدوم رفته است همه رفته اند بعلقل قله خطور نمی کنند برابری و یا نفوق

۹۰  
 خدشه دوم  
 شهادت  
 قاضی دولت  
 دارنیکان  
 است و بر  
 پیریان  
 دیوانه  
 و بر  
 ایشان درگاه  
 اشتیاق

خادم و یا اصحاب را با مخدوم و در دار آخره حوران و فلان که در خدمت سرور کائنات مقام  
رسیده باشند لازم می آید که برابر افضل مخلوقات باشند و یا تفوق بر سایر انبیاء داشته باشند  
خدا شسته سووم هر که کتب قوم بلا دیده و معنی فنا و بقا فهمیده است نیک می داند که بعد و صل  
بر تبه فنا غیرت یکسر ازل می شود و مولانا روم قدس سره می فرماید ۵

زین خط بسیار آمد در خبر	کان بنسبت باشد ای جان معتبر
گفت قایل در جهان درویش نیست	و بود در ویش آن درویش نیست
هست از روی بقائے ذات او	نیست گشته وصف او در وصف خود
چون زیاده شمع پیش آفتاب	نیست باشد هست باشد در حساب
هست باشد ذات او تا تو اگر	برهنی پنبه بسوزد زان سحر
نیست باشد روشنی ندیده	کرده باشد آفتاب او را نفا
در دو عهد من شهید یکا و بقیه خل	چون در افگندی و در و گشت محل
نیست باشد طعم خل چون حی چشی	هست یک قیه فزون گر کبر کشی
پیش شیرے آهوی می پویش شد	هستیش در هست و در پویش شد
این قیاس ناقصان بر کار رب	جوشش عشق هست بر ترک دب
نبض عاشق بے ادب بر می جهد	خویش را در کفه شرمی بخت
بے ادب تر نیست نه و کس در جهان	با ادب تر نیست نه و کس در بهان
هم به نسبت دانی فاق انمی خب	این دو ضد با ادب یا بے ادب
بے ادب باشد چو ظاهر بنگری	که بود دعوی عشقش مهری
چون به باطن بنگری دعوی کجاست	رو که دعوی پس آن سلطان فناست

۵ طاجال الدین محمد بن محمد سلجی غر القنوی در سنه ۷۴۰ قمری سنه ۱۳۴۰ شمسی از توصیف هست در کشف الخطنون مفصل کیفیت

قنوی مذکور است علامه بحر العلوم که بنوی رفته است علیه شرحی حاوی و جامع بزرگتره ۱۲



مات زید زید اگر فاعل بود	لیک فاعل نیست کو غاٹل بود
اوز روے لفظ نحوی فاعل است	ور نہ او مفعول و مویش قائل است
فالے چہ کو چنان مہر و شد	فاعلی ہا جملہ از روے دور شد

درین مقام حضرت معترض بر معنی مراد کہ ذکر شش بنودہ نظر انداختنی است کہ بجائی شبہ  
متزلزل سے ساز دے

انکہ سخن مخمور ز صہبائے کرد	لب بگون ترا کاش تماشائے کرد
-----------------------------	-----------------------------

خدا شہ چہ ارم لفظ مرید درین مقام غلط است و بی برز ہول از معنی مرید درین جا  
مراد گفتنی است اقال سبحان اللہ در ارادت خدا است یہ پیغمبر شریک می باشد خصوصاً  
با محمد کہ مہر و بہتر پیغمبر نیست صلے اللہ علیہ وسلم اقول این معنی ہیچگونہ محل استبعاد نیست  
زیر کہ شرکت در ارادت نسبت بخواس مثل شرکت در ایمان است نسبت بجوام کہ بر مذہب منصور  
حضرت ابو حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان در ایمان زیادتی و نقصان را باری نیست چنانکہ  
شرکت ایمانیہ با حضرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ باعث منقصت نیست همچنان از شرکت  
ارادیہ شنائت فی محصل این است کہ نفس شرکت در امری محل استبعاد نیست حق تعالی  
جل شانہ فرماید قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَلْبَنۃُ شَرِکَتۃُ مَنْ مَنَعَ کُرۡاٰنِ عُمٰی ہَمۡرِی  
خَبِرُوْا فَمَّا کَھُوْا کَمَنَعُوْا کَیۡنَ شَبَابِ حضرت مجدد و رحمۃ اللہ در رسالہ مبد و معاد  
می فرماید و لے ہر کمالے کہ می یابد و بہر درجہ کہ می رسد بطغیل متابعت بنی خداست  
علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر متابعت بنی بنی بود و نفس ایمان او بنی بود راہ بدرجات از کجا  
می کشود پس اگر ولی را فضل از فضایل جزئیہ حاصل شود کہ بنی را حاصل نبودہ و درجہ  
خاص از درجات علیا میسر شود کہ بنی ندا شتہ بنی را نہ ارلان فضل جزئی و از ان درجہ خاص  
نصیب کامل است چہ حصول آن کمال بواسطہ متابعت آن بنی است نتیجہ است از نتایج  
اتباع شست اولیہر پنجار بنی را از ان کمال بہرہ تمام باشد کما قال علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ

جواب

ع مجرب

در شریک

بہتر

عہ

منوع است

ثابت نیست

عہ

محل ضابطہ

عہ

عہ

عہ

عہ

عہ

عہ

مِنْ سَنَ سَنَةٍ حَسَنَةٍ فَلَهُ أَجْرُهُ وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا  
 لیکن ولی در حصول این کمال سابق است و در وصول باین درجه مقدم و این قسم فضل  
 ولی بر بنی جائز داشت تا آنکه خبری است که مجال معارضه بکلی ندارد و آنچه صاحب فصوص  
 می فرماید که خاتم الانبیاء علوم و معارف از خاتم الاولایه تا خدای کند راجع باین معرفت  
 است که این فقیر را بآن ممتاز ساخته اند و سلسله موافق شریعت است و شرح فصوص در توضیح  
 آن تکلف نموده اند و گفته اند که خاتم الاولایه تفرینه دار خاتم النبوة است اگر بادشاه از خزینه  
 خود بگوید هیچ نقص لازم نیاید و حقیقه الامر ما حقیقتُهُ وَمَنْشَاءُ التَّكْلِيفِ عَدَمُ الْوُصُولِ  
 بِحَقِيقَةِ الْمُعَامَلَةِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْأُمُورِ كُلِّهَا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 عَلَى سَيِّدِ الْبَشَرِ وَآلِهِ الْأَطْهَرِ وَلَا يَتِ وَلِيَّ جَبَرُكَ است انا خبر کس ولایت نبی او  
 علیه الصلوة والسلام ولی را هر چند درجات علیا میسر شود آن درجات خبر کس انا جزا  
 درجات آن نبی خواهد بود و جز بهر چند عظمت پیدا کند کمتر از کل خواهد بود <sup>و در حدیث</sup> الْحَقُّ أَكْبَرُ مِنْ الْجَبَرِ  
 قضیه بدیهیه است محقق باشد که کلمات خبر را تخلی نموده از کل افزون دانند که کل عبارت  
 از انان خبر و اجزا دیگر است قال و عجیب که با وجود اثبات شرکت گفته اند نه شرکتی که از انان  
 دعوی همسری بخیزد که آن کفر است دیگر شرکت کلام است که از انان دعوی همسری بخی و  
 معنی شرکت و همسری یکس است نزد یک برادری یا متلازمان و متساویان انا قول  
 اطلاق ترا و ترا و متساوی بر شرکت و همسری صحیح نیست زیرا که میان شرکت و  
 همسری نه توحید و مفهومی است نه تلازم در تصادق ترا و ترا عبارت است از اتحادی المفهوم  
 و متساوی آنست که در اطلاق یکس بر دیگرس تلازم داشته باشد توضیح این مقال و تفصیل  
 این اجمال آنست که شرکت عبارت است از انان بار شدن یعنی از یافتن چیزس که محدود و  
 می باشد و در و چیز و همسری عبارت است از برابر شدن یعنی بسبب شرکتی که در ذاتیات  
 و تملک صفات یا در ذاتیات و اکثر صفات یا در تمام صفات فقهی یا در اکثر صفات فقط یافته شود

فتنه نبوی و شرکت



پس شرکت عام مطلق باشد و همسری خاص مطلق زیرا که در مفهوم همسری شرکت معتبر است  
و تمام مفهوم همسری در شرکت معتبر نیست اما دلیل بر مفهوم شرکت آن است که شرکت گناه  
بجای همسری استعمال می شود و گاهی بجای غیر آن بوجهی که معنی همسری انداخته اند هرگز استعمال  
نمی شود اما استعمال اول پس مشاعریک و دید

و دونون زود و ابرو شدن فی دو باطل | شرکت بخدا قول بجا در س محمد بن  
چظا هر است که تا آنکه در نفس ذات و تمام صفات یا در نفس ذات و اکثر صفات یا در  
تمام صفات یا اکثر صفات فقط قائل شرکت نشوند هرگز هرگز اطلاق شرکت بدین معنی  
بر و رواندار ندو کا فرش نه پذیرند و چون کفار غیر خدا را در امورند کوره شریک او  
تعالی جل شانہ می کنند در معنی همسری عیان عیان بزرگان قال یا حال مثل سجده و غیر  
آن مودی می نمایند اطلاق کفر بر ایشان روا شد اما استعمال ثانی پس محقق در قافی  
در اخلاق و جمالی در میان حکمت عملی می نویسد و آن عبارت است از علم باحوال این نفس فاطمه  
انسانی ازین رو که افعال محمود و مذموم به بار است از و صادر شود شدت سبب آن علم  
از زوایل متخلی و بفصل متخلی شود و بگماید که متوجه آن است بر سه افعال مذکور و نفس  
بر دو قسم است یکی آنکه راجع شود با هر نفسی بالقراد و آنرا علم اخلاق و فرنگی خوانند و دیگر  
آنکه راجع باشد بمشاکت با فرد و این نیز دو قسم است یکی آنکه راجع شود بمشاکت منزلی  
یعنی آنچه سبب اهتمام حلال بل منزلی احد باشد و آن را علم تمدانی و تدبیر منزل گویند

۱۵ بدانکه اگر همسری یعنی برابر است مگر لفظ برابر هم مقتضی تماثلت کفیه نیست در سبع سنابل مولوی علی لکھنوی  
باگامی مذکور است شیخ ابوالحسن بعد از ده سال شیخ محمد را خرقه خلافت پوشانید و دست شیخ محمد گرفته سمت قبله نهاد  
شد و گفت الهی چه چستی را خرقه پوشیدی پوشانیدم او را در کار دین اهتمامت بشی و فدای قیامت روی محمد مصطفی  
صلی الله علیه و سلم جمیع ایران را خرقه گردانی آواز می شنید که خلع فرج دارا و فدای تو قبول کردیم فدای قیامت محمد چستی  
را بر محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم پوشانیدیم چون محمد چستی یکی از دوستان است که محمد چستی را دوست دارد و از پیوستن  
چون شیخ ابوالحسن را شنید که خرقه پوشانیدم او را در کار دین اهتمامت بشی و فدای قیامت محمد مصطفی



دیگر آنکه راجع به مشارکت در بلد ولایت یا اقلیم مملکت و آنرا علم مملکت و آزاری و سیاست من خوانند اینهمه و ازین عبارت صاف مستفاد است که کسیکه مشارکت در منزل یا بلد دارند در ایشان شرکت در منزل یا در بلد یافته می شود زیرا که مشارکت مصدر است از معامله مع هذا همسرت یعنی مذکور یافته نمی شود زیرا که در خانه مولی و عید مسکن می پذیرند در بلد غنی و فقیر و بادشاه و رعیت می باشند و در نه اصلا راجحه همسرت بمشام خواص و عام در نمی آید اما دلیل بر خصوص همسری آن است که معنی همسری سواست مضموم مذکور بجائی مذکور نشده و براسنّه احدی از خواص و عوام نمی رود و معنی الفاظ با تمیز آنکه لغت مدرک می شود و باید تا همسرت فاذا انتفی انتفی ازین تمهید بقدمات چند امور واضح شد اما اول آنکه نفی شرکت از شرکتی که از دعوای همسری خیر و بے تاویل درست است زیرا که عام بدین حیثیت که در ضمن خاص یافته می شود از خاص دیگر مسلوب می شود اما هر دو هم آنکه در بعضی شرکت دعوی همسری نمی خیزد چنانکه در شرکت منزل مولی یا عید یا شرکت در بلد غنی و فقیر و سلطان و رعیت امر بیوم آنکه شرکت عام مطلق است و همسری خاص مطلق نه آنکه نزدیک تباد و یا متساوی و اتحاد فی مفهوم را نزدیک گویند و نزدیک تباد امری است مستحدث ۵

گرسش لیل و نهها راست چه می باید کرد	فتنه از چشم نگار است چه می باید کرد
دوش از ان شوخ جفا پیشه خود نالیدم	دل کشیده که یار است چه می باید کرد

حضرت غلام علی شاه صاحب رحمة الله علیه فرماید آحق در فیض کسی واسطه را دخل نیست نه در فیض و بی اگر منصب آری که بواسطه وزیر معروضات خود به بادشاه میرساند پس نسبت کمال تفضل بادشاهی بواسطه مجبور معروض نماید این از کمالات تقرب و جاه و ذریع است در حضرت بادشاه که بنده او باین مرتبه رسیده است حضرت شیخ رحمة الله علیه ازین نوع توسط همسری تمهید معروض شد حضرت مجد در محله مدنی است فرمود اند میفرماید همسری کفر است پس نیست همسری یا فخر الرسل علی بنی مایه و کلام ایشان بدین و از انصاف است قوالان علی بنی مایه و قیامه و اول است

در حدیث

ایشان از آنکه جواب داد خود گفته بسم الله عز و تعالی و آیه شریفه فَاَمْرٌ حَسْبُكَ  
عَلَيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ رفع توسط می نماید توسط پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم و اتباع  
عقائد و اعمال و اخلاق همیشه ثابت است ثبوت رفع توسط در کلام بزرگان از احوال بزرگان  
از غلبه احوال است که حیلولت ذات پاک است کائنات علیه افضل الصلوة در آخر مشهود  
منی شود نه که در واقع نیست معاذ الله علم و عمل و اخلاق و محبت و قرب همه بواسطه جناب  
مقدس است صلی الله علیه و آله وسلم ایشان خود در کتب و تالیفات می نمایند شریک  
دولتم نه شریک که انان همسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم یا مخدوم بدانکه در  
دولت توحید و یگان و انوار ولایت که پیغمبر یا صلی الله علیه وسلم خازن و قاسم آن است  
هر که شریک نیست مسلمان نیست پس شریک شدن مرضی حق سبحانه است اما در نبوت که ختم  
است بر خاتم المرسلین صلی الله علیه و آله وسلم هیچ مسلمان نمی گویند و نمی اندیشند انتهی  
قال و آنکه گفته اند بلکه شرکت خادم یا مخدوم است یعنی اگر چه این خادم چیزه از خانه خود  
نیارده و هر چه دارد از مخدوم دارد ولیکن هر چه مخدوم داشت بوسه داد و شریک خود میخورد  
اگر اندین این هرگز بوجوب نمی آید مخدوم بخادم چیزه می دهد که مناسب حاله می باشد و مخدوم  
خادمان بسیار دارد هر کدام بخش و سه می دهد چنانکه ذکر اولش در کلام ایشان در بیان این  
معنی بسیار واقع شده است از اولش دادن لازم نمی آید که هر چه در خانه داشت داد بلکه  
آنچه در خور اوست می دهد و خود درین مطالب عالیجه گنجایش این تشکلات و تفسیرات دارد  
اقول تفسیر شرکت بنی بر همان معنی غلط است که بطالعش تبوضیح بیان کرده شد و الا بر  
شرکت خادم یا مخدوم ضرور نیست که آنچه مخدوم پیش خود داشته باشد بخادم سپارد و  
همچو خود گرداند فی الواقع معمول برین جاریست که مخدوم بخادم چیزه می دهد که مناسب  
حال خادم می باشد لیکن این قدا عطا بر اوست ثبوت معنی شرکت بسند است و من نمیگویم

سنة ستایش میکنم الله تعالی ۱۲۵۴ هجری نیست از حساب تو بر ایشان چیزه ۱۲



که از اعطای او شش لازم نمی آید که هر چه در خانه داشت داد بلکه آنچه در خواست می دهد بگر  
د و همچو مطالب عالی ذکر تمثیلات بک نیست بلکه از تمثیلات انگشتان مدعا بطرز دلخواه  
گردونی بگردند که کلام رب العزت از تمثیلات و تشبیهات مالا مال است قال نقاب و نقاب  
مقتل نایب کشتکوة فی جماعه باک علاءه برین ریختن و تشبیه است که ما خادیم و سوار  
ما محمود ما قال و مقررات که دعوی مساوات با انبیا خصوصاً با سید الانبیا صلوٰۃ ۳۲  
و سلامه علیهم باطل است **اقول** بلکه کفر است چنانکه حضرت مجدد رحمة الله علیه بآن تصریح  
نموده و خود حضرت شیخ آن را نقل کرده ماسکاه در کدام حضرت مجدد رضی الله عنه دعوی مساوات  
و برابری با انبیا علیهم الصلوٰۃ و السلام واقع شده باشد حضرت غلام علی شاه صاحب فطو  
بدانکه آیه شریفه یُؤیِّدُ وَنْ وَجْهَهُ جماعت صحاب امرید حضرت تقی سبحانی می فرماید و آیه  
شریفه ید الله فحق ابدیهم نیز صحاب کرام را مرید حق نقاب می فرماید پس آنچه از آیات  
ثابت شود جاس اعتراض چرا گردد انتهی **قال** و تفرقه و تفصیل باعتبار خادمی و خدمت  
و اصالت فرعیست نیز باطل و عاقل **اقول** این تفرقه باعتبار خدومی و خادمی و اصالت  
و فرعیست ضروری است که انکارش از انکار بدیهیات است هر که پیر است فیض از حق گرفته  
بر خلق یا مستعیده مخدوم است در ایصال فیض اصل است و مرید خادم و در اکتساب فیض  
فرع مؤلفا شاه عبدالغیر زملوی رحمة الله علیه دین پا نجا است که تحریر ساخته قابل وجده است  
می فرماید که رسول اکرم صلی الله علیه و سلم را مخدوم و ماضل ندان و خود را خادم و فرع نه بنماد  
اگر این تفرقه باطل است پس لازم می آید که فیض انبیا و غیر باشد و دیگر سررسد و هو باطل عین  
حق تعالی جل سانه فرماید و تکرر الامثال فی خبر الناس لعلم ینکون ۱۳ مثل نور و درجه است که  
در چهار باشد و آنچه در کدام قطب کلام واقع شود ان مابرسادات یا ترقی محمول نباید فرمود حضرت غوث  
انام فرماید انکست مع نوح باطلی سفینه چ سجاد و طوفان طاعه قدس بق و کنت دارا و هم ملحق بنا  
و ما بر و انان الابر عونی الی آخر القصیده ۱۲ این باطل است نزد تمامی اهل اسلام ۱۲



جَمِيعِ اَهْلِ اِلَهِي قَالِ واز زبان بعض مہدویہ شنیہ شدہ است کہ ہر گزالی کہ  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشت در سیر محمد مہدی نیز بود فرق جہن است کہ آنجا  
 باصالت بود و اینجا بتبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ چچا و شدہ و این بعینہ  
 منقولہ ایشان است اقول این بنا فاسد بر فاسد است از تحویات سابقہ ظاہر است  
 کہ نسبتہ کہ خادم بابا محمد دوم باشد ہرگز مقتضی مساوات نیست و خود از مہدی این چنین قائل  
 منقول نیست قلام معین الدین بلید اللہ الملقب بکلیفہ آنحضرتی در کتاب خارج  
 الولاہ فی مدارج الہدایۃ می نگارد رسید محمد مہدی نام پدر او یوسف است اصل او از  
 جیون پور است مرید و خلیفہ شیخ و انبال است و از اولیا و سلوک احوال صاحب سکر بودہ  
 در حالت سکر چنانکہ بعضی اکابر انا اللہ و انا الحق و سبحانی و قدیمی کلماتی کہ فرمودہ  
 و امثال آن گفتہ وے درین حال انا مہدی و فرمودہ و در حالت افاقہ چنانکہ اکابر از  
 دعوی الوہیت استغفار کردہ و گفتہ و ان قلت سبحانی قانا مجموعی فافطمہ زنا و انی و انی  
 لا اله الا اللہ او نیز از دعوی مہدیت تائب شدہ و مہدی موعود و اقرار نمودہ چنانکہ نزد اکثر  
 از اکابر این مقدمہ بدیہی است فاما جمعی از جہلکہ کہ در زمان سکر حاضر بودہ و زمان صحو را دراک  
 نہ نمودہ مساودت او را اعتبار نکردہ و بر سخن اول اصرار نمودہ او را مہدی موعود دانند و  
 طایفہ از جہلکہ معنی سکر و صحو اولیا و اسد ندانند گفتہ کہ سخن سکر را اعتبارے نیست بکسی  
 در زبان صحو مدعی این معنی شدہ و دعوی خود را با ثبات رسانیدہ است و این محض افترا  
 و بہتان است کہ بر آن سید بیچارہ بستہ اند انتہی اگر عقیدت مہدویہ حسب تفسیر حضرت شیخ  
 تسلیم کردہ شود پس می گویم کہ حاشا از کلام حضرت محمد در حقہ اللہ علیہ این چنین دعوی  
 یافتہ شود و معاد نمی شود کہ از کجای منقولہ مہدویان بعینہ منقولہ حضرت محمد راستہ اللہ علیہ  
 نہیں شدہ قائل و چنین شنیہ می شود کہ شیعہ نیز در شان ائمہ اثنا عشر رضوان

سلسلہ من مہدی ام ۱۲ سالہ اگر سبحانی گفتہ پس آتش پرست ہمہ پس از نار خود می شکنم وے گویم لا اله الا

الله تعالى عليه السلام جميعين می گویند که ایشان شاگرد پیغمبر اند صلی الله علیه وسلم بر تبه است  
 رسیده **اقول** شاید مقوله شیطان همچنان باشد مگر حضرت محمد در حقه الله علیه نه نفس  
 نفس خود را هم بد پیغمبر علیه الصلوٰه والسلام می داند و نه کلامی از ارادتمندان چنین عقیده  
 نسبت وی دارد **قال** بر بر تقدیر این خادم را باید حق نعمت شناخت و نزد خودم جزیه  
 بنگی و نیاز دم زنند و دعوی مساوات نگردد **ع** اے ایاز آن پوستین را یاد دار  
**اقول** هرگاه بخمال حضرت شیخ در مطالب عالی که گنجایش تمثیلات و تقریرات بنود پس از خادم  
 و محدود چاره و زود چرا حکایت یاز را یاد آورده فاما در نفس صحت این کلام شبه نیست **قال** مثال از  
 خادم باین محدود که دم از برابری میزند و گستاخی میکند حال آن کلام است که همراه خواجه که مقرب گاه  
 سلطان بود در مجلس سلطان رفت پس خواجه مجلس قرب نشست ملام نیز اینجا با ستاد چون خود را در مجلس  
 بادشاه با خواجه یکجا دید بازید و مغرور گشت از بس بجزوی و مبتدیان که سر ملامان است خود را که در با خواجه یک  
 و برابر گرفت و گفت من هم بنده بادشاه و مقرب درگاه اویم و ندانست که همچنان که نخست  
 نزدیک سلوک طریق که قرب و وصول بواسطه و طفیل خواجه مجلس بادشاه رسید و وی اول  
 بود الا آن که قرب و وصول حاصل شده است نیز واسطه است ولیکن از غایت غرور و بجزوی  
 و کم فکری وجود و سلطه از نظر و ساقط شده و در حیطه کفران نعمت افتاد **اقول** जब  
 این تقریر را برین کلام قل و دل حضرت مولانا شاه عبدالغیر زده لوی رحمة الله علیه ختم کنم که  
 همه و هم خود است هیچ خادم باین صفت موجود نیست **انتهی قال** - و اینجا هم همین جواب  
 بخاند محمدی داده اند این سخن هیچ فائده نمی کند جز فرق به تبعیت و اصالت اما دعوی همسری  
 و برابری لازم بین این کلام است بلکه دعوی همسری و برابری از خادم و تابع نامقبول  
 و نامسموع تراست **اقول** الحق دعوی همسری و برابری از خادم و تابع نامقبول و نامسموع  
 تراست مخصوص با سرور انبیاء محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم که اسحاق و زندقه و کفر اکبر است  
 لیکن از هیچ تحریر و تقریر حضرت ایشان دعوی همسری و برابری مستفاد نشده **ع** کلام خاند محمدی



اینجا که احدی از عقلا از مقوله بالا بر سر می و همسری نمی فهمد و دعوی لازم بین عام ازین  
که بالمعنی الاعم باشد یا بالمعنی الاخص لطری است محتاج بدلیل و پیش ازین لطبان ازوم کرده  
شد پس این امر محمول است بر عدم فهم معنی لازم بین کما لایخفی علی ارباب المعقول

تو هم بر این نه شدی ورنه آنچه در ذل بود هزار بار قرون ناله از زبانم رفت پنه

**قال** - عجب آنکه فرموده اند که بر خوان این دولت هر چند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام  
هر چند تابعم اما از اصالت بے بهره نیستم اینچه معنی دارد و طفیلی خود همان کس نامی گویند که ناخوانده  
بیاید و تبعیت خدا صالت است و اجتماع ضدین محال **اقول** در هر دو فرق با بالذات  
و با بالذات یعنی طفیلی بالذات بوده ام و مدح و بالعرض و تابع بالذات ام و اصل بالعرض  
و میان هر دو تبعیت فرق با است و تقریر رفع اجتماع ضدین این است که در عرف طفیلی  
که عزت دارد از برابرے خوشنودی ضعیفی خوانند **قال** و اگر گویند بوجه تابعم و بوجه

اصیل این سخن معنی محصل ندارد و یا نخست در وقت سلوک تابع پیر و مرید بودم اکنون بعد  
از وصول بمرتبه اصالت رسیده ام و بسبب خودم و بهمه وسائل و وسایط که بودند ساقط شدند و  
از میان بدر رفتند چنانکه اسباب ترتیب خود را بمعدات تشبیه داده اند و پیش ازین مرید  
محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم یا مریدی که از خاصه گان درگاه و سے بودم اکنون مرید خدام  
بیواسطه و ارادت من بامر تعالی قبول و سائل نمی کند و ارادت من بے واسطه با الله تعالی است  
من هم مرید محمد رسول الله ام باعتبار سابق و هم هم پیر و هم حکم حال تعالی اعداز تصور این معنی و کلام  
باین کلام موی بر بدن اعتقاد و خلاص سلماتی میخیزد و سبب اسوگند بس غلیم است این کلام و  
لغایت شیع است این مرام **اقول** این ستایش از عدم فهم کلام متکلم است پیش ازین معنی  
کلام تبوضیح تمام بزرگاشته ام درین تقریر غلطی صریح این است که حضرت مقرر فرمود می نگارند اکنون  
مرید خدام بے واسطه حال آنکه این معنی مرید نیست بلکه معنی مراد است حضرت مقرر فرمود معنی  
مرید و مراد غلط است می گذارند آنکه این معنی مرید و مراد بزرگاشته اند و مراد را بے واسطه نگارند





از تقریر کسی که حضرت شیخ در رساله تبیین الطریق لایل الارادة بالتزام وظائف اخیر العبادۃ -  
 بدین عبارت نگاشته اما احتیاج مردم بمرشد و استاد پس از برای تهییل طریق و سرعت وصول  
 است و سلوک طریق بجه مرشد و استاد اگر توفیق رفیع گردد فی الجملة ممکن است بوجوب  
 قوله تعالى وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا لکن به تعب شدید و  
 مدت طویل و هونادر جدا و امد علم انتهی و تحقیق مقام این است که اگر از وساطت تعجیل مراد  
 باشد در محنت این کلام شبه نیست اگر جیلوت مقصود باشد پس در فیض و بهی جیلوت نمی باشد  
 و الا فیض و بهی نخواهد بود قال دیگر اطلاق سلسله در ارادت امدتالی که بجه واسطه غیر  
 است عجب واضح شده است اطلاق سلسله در جای مناسب است که بواسطه باشد ظاهر  
 سهو قلم است یا بطریق مشاکلت است این سخن طالب علمی است وَالْأَمْرُ فِي ذَلِكَ سَهْلٌ  
 اقول جواب اشکال بدو وجه گزارش می رود اول آنکه از تقریرات سابقه اطلاع کافی داده  
 شده است که دین عمل از عدم توسط عدم جیلوت متصور است این عدم توسط را توسط تعجیل  
 لازم الوجود است توسط یعنی تعجیل از وسایط چنانچه پس لفظ سلسله امنست بهی خاص باشد و و هم گنای  
 استعاره تمثیلی است ارادت را بایات تشبیه و از بند و سلسله را با فواید کردند درین صورت  
 ضرورت و سائط نیست این چنین استعارات متعارف است آیات قرانی ازین مالا مال است  
 حق تعالی جل شانہ فرماید اذْأَقْبَحَ اللَّهُ لِيَأْسَ الْيُجُورِ وَيَلْعَنُوا مُحَمَّدًا وَلِيْلَعَنُوا مُحَمَّدًا فَتَبَيَّنَ لَهُمْ جَعْلُ الْيُجُورِ  
 وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْأَذْيَالِ الْكَثْرَةُ يَأْيُ حَالِ اعْتِرَاضِ طَالِبِ الْعِلْمِ كَارِطَالِبِ الْعِلْمِ سَخْنِ رِاقَعُونَ

و انسانی بود این هوس در دل باقی است

نه خفت خسرو سلکین برین هوس شبها که دیده در کف پایت نهید بنجواب رود

قال و گفته اند که بدین ناسب می آید است این فرع و نتیجه ارادت امد است چه بدین  
 ناسب بدین می باشد اما تلوح می افتد بقول حق سبحانه اِنَّ الْاٰمِنِيْنَ مِنْ بَيْنِ اَيْمَانِكَ اَنْتَ اَيُّهَا الْيَقِيْنُ  
 اللَّهُ اَلْاَلِيْمُ و این بر حقیقت و قه راست آید که بروی اتمه کما رعیته اذ مر میت

و این سخن از لفظ سلسله بنجواب است

در این سخن

در این سخن

در این سخن

در این سخن



لَکِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرِّکُمْ بِکَیِّکُمْ شَکَرُکُمْ خَافَ لَشَکْرِی رَاسْمُہُمْ اَزْ اَنْدُوہِ اَنْ کَایِتِ بَاقِی  
 بیش نیست اقول آنچه گفته شد چه بد و چه نایب پیری باشد بد و چه صحیح نیست اول  
 آنکه حضرت شیخ از مرید معنی متعارف مراد داشته نہ مصطلح متصوفین حال آنکہ در کلام حضرت  
 مجدد رحمہ اللہ مصطلح صوفیہ مراد است چندانکہ درین مقام مراد باید گفت نہ مرید و نہ ہم آنکہ وجہ  
 انابت حسب اہل فن فنا و بقا است در فصل الخطاب از ترجمہ عوارف منقول است فنا  
 عبارت است از نہایت سیر الی اللہ عز و جل بقا عبارت است از نہایت سیر فی اللہ سبحانہ و سیر  
 الی اللہ سبحانہ و قیستہ گزیدہ کہ بادیہ وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی اللہ عز و جل  
 آنکہ محقق شود کہ بندہ بعد از فناے مطلق در عالم الصفات باوصاف الہی و تخلل باخلات  
 ربانی ترقی نماید انتہی پس ہر گاہ مرتبہ فنا و بقا حاصل گردد دست وی نایب منابیع اللہ باشد

آنرا کہ فنا شیوہ و فقر آئین است	نہ کشف و یقین نہ معرفت نہ دین است
رفت اوز میان ہمین خدا ماند خدای	الفقر ذالقدر هو اللہ این است

### در حالت فنا و بے برخیزند

در میان کہ بقائے خویش تن میخوای	از خرمن ہستیت جوے کے کاہی
تا یک سہ روز خویش تن آگاہی	گردم زنی از راہ فنا گدای

در رسالہ مشاہدۃ الانوار بن لعلی والا ستار خود حضرت شیخ در میان محبوب و معبود و قاصد  
 و مقصود و طالب و مطلوب و محب و محبوب فرق را در نمودہ حیث قال یا عنوانات دیگر کہ  
 طالب و مطلوب و محب و محبوب است یقین حکم نتوان کرد کہ طالب کیست و مطلوب کہ محب  
 کیست و محبوب کدام ہر دو ہم طالب اند و ہم مطلوب ہم محب اند و ہم محبوب بویچہ او طالب  
 ۱۱ فقرہ گاہ تمام شان اللہ است ۱۲ در کشف المحجوب از شبلی رحمہ اللہ منقول است صوفی آن  
 بود کہ اند دو جهان بیچ چیز نہ بیند یز خدای عز و جل و از علی بن ہندار میر فی نیشاپوری منقول است تصوف  
 آن بود کہ ظاہر و باطن خود را نہ بیند و بجلہ بر حق را بیند ۱۳



و این مطلوب و در مرتبه دیگر و مطلوب این طالب و بی گنازه که حقیقت یکی است من  
 یطیع الرسول فقد اطاع الله و یبذل الله فوق الذین زیاد برین چه گویم کفر با حقیقی در سینه یزید  
 باب مضمحل است که اگر آن را بیرون انگیم صدایمان مجازی از ان بر شک آید اسرار در پرده بهتر  
 و ناگفته به انتبه آنچه ذکر تلویح نموده شد صریح خطا است که نزول آیت در باب دیگر است یعنی  
 هرگاه غره حدیثیه پیش بود آن حضرت صلی الله علیه و سلم از صحابه رضی الله عنهم که یک هزار  
 چهار صد بودند بیعت گرفت بعضی صحابه رضی الله عنهم برین امر بیعت کردند که ما جنگ نخواهیم کرد  
 تا آنکه قتل شویم و بر سر برین امر که از جنگ فرار نخواهیم کرد قال ابن عباس رضی الله عنهما بالوفاء لیا  
 و عدلهم من الخیر فوق الذین در تفسیر ابی سعور و می مذکور است ان الذین یبایعوننا علی  
 علی قتال فریض انما یبایعون الله یعنی ان متابعتک می متابعت الله عز و جل لان المقصود  
 تو یثوق العهد بوعاده او امیره و نواهی به یذ الله فوق الذین یعنی ان عقد  
 البیعت مع الرسول کعقد مع الله تعالی من غیر نقایه  
 بینهما کقولهم تعالی من یطیع الرسول فقد اطاع الله  
 انتبه مختصر در تفسیر کبریه مذکور است یذ الله یعنی نعمه الله علیهم فوق احسانهم  
 الی الله یذ الله فوق الذین یعنی اقوی و اعلی من نصرهم یذ الله  
 ۱۴ هر اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد الله تعالی ۱۴ ابن عباس رضی الله عنهما گوید که آنچه الله تعالی بر ایشان  
 و عده غیر کرده دست او بر پای و قایم است ایشان است ۱۴ کسانی که بیعت رسول الله صلی الله علیه و سلم بر قتال  
 فریض می کنند ایشان بیعت الله تعالی نمی کنند متابعت رسول متابعت الله تعالی است زیرا که مقصود  
 است تمام عهد است بمراعات او و مراد از ای و س تعالی به الله فوق الذین یعنی عقد بمان از رسول الله صلی الله علیه و سلم  
 چنان است که با الله تعالی شده درین هر دو هیچ فرق نیست الله تعالی فرماید هر که اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد  
 الله تعالی ۱۴ یعنی به الله این است که نعمت الله تعالی بر ایشان زیاد از احسانی است که از ایشان  
 ظاهر شده و تفسیرش هر چه الله تعالی بر ایشان زیاد تر است از نعمت ایشان که می کنند ۱۴

تفسیر  
 کبریه

اشته منتهی ازین تقریر ظاهر است که سوق آیت در امر دیگر است و کلامی که در آن میرود  
چیزی است آخر فستان پنهان و آیه فَاَمَّا مَبِيتُ اِذْ هَمَّ مَبِيتٌ بَعْدَ مَحَلِّ ذِكْرِ كَرْدِه شده زیر اکثر بعیت  
آنندگان صحابه اندر صنی اسد بن مرامی شست خاک سر و عالم بوده اند صلی الله علیه وسلم  
آنچه ذکر اخبار کفر با بیان فرموده شد از حضرت شیخ رحمه الله این چنین تحریر در ورطه حیرت انگیز

کلمه دیش صبا نان گل رعنا کردم | اگر چه داشت دلم غنچه صفت و اگر دم

قال اکنون به عارف و حقایق که در تحقیق این دعا و سوره نوشته اند دست زده دفع  
این غلجانات و شبهات کنیم و من الله الاستعانة والتوفیق اقول آنچه پیشتر ازین  
مباحث تمام اگر در آن تامل کافی رود دفع تمامی غلجانات و شبهات استسکفل خواهد بود مگر چون  
حضرت شیخ رحمه الله دست بدانان مکتوب صد و بیست و یکم از جلد ثالث زده ایرادات کرده است  
پس چنان مناسب آنم که عبارت مکتوب را و نقل کنیم سپس بر هر ایراد ذکر کرده بدفع آن شویم

ببینیم که تا کردگار جهان | درین اشکارا چه دارد و نهان

عبارت مکتوب این است اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى عِبَادِكَ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی  
عیفه گرامی که از روی شفقت و مهربانی نافر و این فقیر ساخته بودند بمطالعه آن مشرف  
گشت اندر سراج یافته بود که عزیز بر عبارت مکتوبی که در اجمیر نوشته بود و سعه نظر آنها  
دارد در حل آن باید نوشت و بعضی از یاران چون یقین مواضع اشتباه نوشته بودند  
باندازه آن چند مقدمه در حل آن اشتباه نوشته آمد و الله سبحانه تعالی تعالی  
سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ  
تعلق دارد و الزام امر نیست که بغیر تعلق داشته باشد پس محبت و برهان بر اثبات  
آن طلبیدن گنجایش ندارد و مع ذلک کسی را که حضرت حق سبحانه قوت قبیله داده است  
اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیرتیک ملاحظه نماید و فیوض و برکات و علوم و معارف

سایه رضای است و سلام بر پندگانی که برگزیده اند | الله تعالی تعالی تعالی تعالی تعالی تعالی تعالی تعالی تعالی تعالی

الهی بل شانه که او بان ممتاز است مشاهده کند تواند بود که حکم بسیر مرادی او نماید و هیچ محتاج بدلیل نبود در رنگ آنکه بعد از ملاحظه قرب و بعد و مقابله و اجتماع که قمر را با شمس است حکم کند که نور قمر مستفاد از نور شمس است اگر چه این معنی برخلاف باب حدس محبت بود و نیز حضرت خواجہ با قدس سره در اوایل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده بودند شاید یاران هم این معنی را از ایشان شنوده باشند و این ابیات شنومی مطابق حال فقیر دانسته می خوانند

عشق عاشق بار و صد طبل و نفیر	عشق معشوقان نهان است دستین
عشق معشوقان خوش و فربه کند	لیک عشق عاشقان تن را زه کند
او بر راه اجتناب سے رفته است	وز مرادان هر که واصل گشته است

راه اجتناب مخصوص بانبیا نیست علیهم الصلوٰۃ و التسلیمات صاحب خوارق قدس سره در بیان مجذوب سالک و سالک مجذوب تصریح باین معنی فرموده است و راه مریدان را راه انابت و راه طردان را راه اجتناب گفته قال امده نقی الله یجتنبی الذی من یشاء و یطردی الیک من یتنبی ع آرای راه اجتناب بالاعمال مخصوص بانبیا است علیهم الصلوٰۃ و التسلیمات و امتان را در رنگ سائر کمالات به تبعیت ایشان است نه آنکه اجتناب مطلقا مخصوص بانبیا است علیهم الصلوٰۃ و التسلیمات و امتان را از ان اصلا نصیب نیست که آن غیر واقع است مخدوم وصول فیوض مر سالک را توسط و حیلولت خیر البشر علیه و علی الله الصلوٰۃ و السلام تا زمانه است که حقیقت آن سالک که محمّی الشرب است بحقیقه محمّی بنطریق نگشته است و بان متحد نشده و چون بکمال متابعت بلکه بحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بان حقیقت اتحادی حاصل شده توسط بر خاست چه توسط و حیلولت در مغائرت است در استقامت متوسط و متوسط و حاجب محبوب نبود آنجا که اتحاد است معامله بشرکت است اما چون سالک تابع و احاطی و طفیلی است از قبیل شرکت خادم بود یا مخدوم و آنکه گفتیم که حقیقت



اور با حقیقت آن سرور علیہ وعلیہ آلہ الصلوٰۃ والسلام الطباۃ و اتحادی پیدا می شود  
بیانش آنست کہ حقیقت محمدی علیہ وعلیہ آلہ الصلوٰۃ والسلام جامع جمیع حقایق است و  
آن را حقیقتہ حقایق گویند و حقایق دیگران در رنگ اجرا ند مرا و را با جزئیات زیر کہ اگر محمدی  
المشرب است حقیقت سالک در رنگ جزئی است مر آن کلی لا و محمول است بروی حقیقت  
غیر محمدی المشرب در رنگ جز است مر آن کل لا و غیر محمول است بروی و این حقیقت  
محمدی المشرب اگر اتحادی در عروج پیدا شود با حقیقت پیغمبری خواہد بود کہ این بر قدم  
اوست و محمول بر آن حقیقت خواہد شد و شرکت در کمالات مناسبت او را پیدا خواہد کرد  
لیکن از قسم شرکت خادم بود با محمد و چنانچہ گزشت و چون این جنبی را بجای کمال متابعت  
بلکہ بعض فضل محبت خاص بجای خود پیدا می شود و شوق وصول آن دانستگیا و میگرد  
و آن قیدیکہ کلی را بہ جزئی آورده بود بفضل خداوندی جل شانہ روز و ال می آرد و بتدریج  
بعد از زوال این جزئی را بآن کلی انطباق و احاطت حاصل می شود و آنکہ غنیمت محبت خاص  
پیدا می شود در رنگ آنکہ بعض فضل این فقیر را پیدا شدہ و در غلبات ان محبت می گفت کہ محبت  
من جنبت حق سبحانہ از ان جهت است کہ او ثنائی رب محمد است صلے اللہ تعالی علیہ و آلہ  
وسلم و میان شیخ تاج و یاران دیگر ازین بقولہ تعجب میکردند انکار می کہ از خاطر شہامت زرقہ باشد  
و تا این قسم محبت پیدا نہ شود احاط و اتحاد چگونه متصور بود ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء  
و اللہ ذو الفضل العظیم حقیقت توسط و عدم توسط را بیان می نماید نیک استماع فرمایند طریق  
جذبہ را چونکہ کشش از جانب مطلوب است و عنایت الہی جل شانہ متکفل حال البست ناچار  
قبول وساطت نمی کند و در طریق سلوک چونکہ نا بستی طالب است لزوم وجود وساطت چارہ نبود  
و در نفس جذبہ بہر چند وساطت در کار نیست اما تمامی جذبہ منوط بسلوک است کہ اگر سلوک کہ  
عبارت از ایاتان شریعت است از توبہ و زہد و خیر سجا جذبہ منضم گردد جذبہ نا خام و ابر  
استقامت بسیار سے از بہر و دالما حدہ را دیدہ ایم کہ جذبہ دار ندانما چونکہ بتابعیت صاحب

نہ این  
بیشتر خدا  
است می دید  
ہم را می خواند  
اللہ تعالی  
بیشتر می خواند

۴۰  
نات بار  
عروہ  
سبوح  
عالی و  
عزت  
و شہادت

شرعیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام تمجیدی گشته اند خراب و ابترا ند و غیر از صورت جذب  
 نصیب ندارند سوال حصول جذب سخوی از محبوبیت می طلبید پس کفار را که اعدا را الله اند نصیب  
 از جذب چگونه بخوبی نموده اید جواب تواند بود که بعضی از کفار سخوی از معنی محبوبیت داشته  
 باشند که باعث حصول جذب شان شده باشد و چون آنرا متابعت صاحب شرعیت علیہ و  
 علی آلہ الصلوٰۃ والسلام محلی شناختند خاسر و مخدول مانند و آن جذب غیر از حجت برایشان  
 درست نکرده که اعلام استعداد شان نموده که بچهل و عناد آنرا از قوه بفعل نه آورده اند و اما  
 ظلمه محمد الله و لیکن کافران و کفار و در طریق جذب اگر توسط متابعت صاحب شرعیت  
 علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام که عبارت از سلوک است اصولی مطلوب میسر شود و بواسطه  
 بی حیولت امری خواهد بود گرفته اند کَوْوَلْتُمْ بَدَلُوْا وَقِفْتُمْ عَلَی اللّٰهِ یعنی اگر کشیده  
 شوید بحضرت حق سبحانه و رسانیده شوید بالطن الطمون هر آینه در میان شما در میان  
 حق جل و علا حیولت و حجاب امری نخواهد بود و شاید که بخاطر شریف شاهم ماند و باشد که حضرت  
 خواجه با قدس سره می فرمودند که وصول همراه معیت که حق را بسلطان بنده است اگر میسر  
 شود ناچار بی توسط امری خواهد بود که مناسب معیت است و اگر واسطه است در سلسله تربیت  
 است که عبارت از سلوک است و راه معیت یکی از طرق جذب است و حدیث المکرر  
 مَعْمَنْ احْبَبْتُ عَلٰی صَاحِبِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ نِزَائِدَیْنِ مَعْنٰی می فرماید زیرا که مرد را با محبوب  
 خود چون معیت به ثبوت پیوست و واسطه رفیع گشت اجتماع فرمایند مظل را باصل خود شاهانه  
 است و هیچ چیز در میان شان حامل نیست اگر بغایت خداوندی جل شانہ ظلم را با اصل  
 خور میله پیدا شود و کشته با و هویدا گردد و بدولت متابعت صاحب شرعیت علیہ وعلی  
 آلہ الصلوٰۃ والسلام آن ظلم را با آن اصل وصول و احاطه حاصل آید هر آینه بی حیولت  
 امری خواهد بود و چون آن اصل آسمانی است از اسماء الهی جل شانہ ناچار در میان هم  
 و اسماء الهی خواهد بود و وصول ظلم ازین راه باصل که اسماء آن اهم است بی

توسط امرے خواہد بود و البتہ ہر کہ واصل حضرت ذات است تعالیٰ بوصول بے چونی توسط و  
 حیولت امرے در حق او مفقود است ہر گاہ در صورت وصول بحضرت ذات سبحانہ حیولت  
 و محابیت صفات الہی جل سلطانہ مرفع گردد و حیولت و محابیت غیر صفات چگونہ خلائش دارد  
 سوال صفات واجبہ را جل شانہ ہر گاہ انفکاکے از حضرت ذات او تعالیٰ جائز نباشد ارتفاع  
 حیولت صفات از میان واصل و موصول البتہ بچہ معنی بود جواب سالک را چون وصول  
 و تحقیق باصل خود کہ اسمی است از اسمای الہی جل شانہ و آن سالک ظل اوست حاصل گردد  
 ہر آئینہ در میان حضرت ذات تعالیٰ ہیج توسط و حیولتے نخواہد بود چنانچہ در میان اسم  
 و سماے او حیولت امری کاٹن نیست پس نہ ارتفاع لازم اندونہ انفکاک مثل این تحقیق  
 گزشتہ است در میان اتحاد حقیقت سالک و حقیقت محمدی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام  
 و نیز شئمہ ازین بیان در بیان وصول ظل کامل ہم گزشتہ تنبیہ سادہ لوحے ازین عدم  
 توسط کہ در طریق جذبہ و غیرہ یافتہ شدہ است استغنائی از تبعیت خیر البشر علیہ و علی  
 آلہ الصلوٰۃ والسلام گمان نہ برد کہ ان کفر و اتحاد و زندہ است و انکار است از شریعت حقہ  
 او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و بالا گزشتہ است کہ جذبہ بہ توسط سلوک کہ عبارت از  
 ایقان شریعت است علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیہ ابر و ناتمام است و ثمت است کہ بصورت ثمت  
 برآمدہ و محبت را بہ صاحب جذبہ ناتمام تمام کردہ با کجملہ کشف صحیح و الہام صریح نیز یقین پیوستہ  
 است و ہیج دقیقہ از دقایق این راہ و ہیج معرفتے از معارف این قوم بے واسطہ او و  
 بے توسط متابعت او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بیست نیست و منہی را در رنگ بندہ و  
 متوسط فیوض و برکات این راہ بے تبعیت بے طفیل او حاصل نہ

محال است سعدی کہ راہ صفا	توان رفت خورد پے مصطفیٰ
--------------------------	-------------------------

افلاکون از بے خردی صفا سے کہ در نفس خود از ریاضت و مجاہدات یافت خود را از  
 بعثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیحات مستغنی دانست یعنی خود را از حاجت انبیاء

۴  
 نمونہ  
 از این صفت  
 باطنی



عنون علی بنیامانست که این صفا که بر ریاضات بے توسل متابعت انبیا حاصل شده است  
 علیهم الصلوة والتسلیمات حکم آن دارد که مس سیاه را سازند و در سازند یا زهر را به شکر غلات  
 کنند متابعت انبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات که حقیقت مس را منقلب گردانیده زهر  
 خالص سازد و نفس از آزار مگرسی به اطمینان آورد حکم مطلق جل و علا بشت انبیا و وضع شرائع  
 اینها را علیهم الصلوة والتسلیمات از برای تعجیل و تخفیف آماره مقرر ساخته است و خرابی  
 او را بلکه اصلاح او را و غیر متابعت این بزرگواران نداشته علیهم الصلوة والتسلیمات اگر  
 نبر از آن ریاضات و مجاهدات بے متابعت این بزرگواران علیهم الصلوة والتسلیمات کرده  
 شود سر موسی از آزار مگرسی او کم نگردد بلکه از دیار سر کشی او نماید مصرع

هر چه گریب در علت علت شود

از آن مرض فزائے او منوط بشرائع انبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات و بدو بهناظر اتفاقا  
 باید دانست که جذبه را هر چند از سلوک چاره نیست مقدم باشد جذبه بر سلوک یا سو خراما  
 ففضل مرتقدیم جذبه راست که سلوک خادم اوست و در تأخیر جذبه بر سلوک مخدوم اوست  
 که بدو است سلوک او را جذبه میرشده است و در تقدیم جذبه نه این چنین است که او باند  
 مطلوب مدعو است ابتدا این مراد و آن مرید و راس مرادان و رئیس محبوبان محمد رسول الله  
 صلی الله تعالی علیه و علی اله و سلم که مقصود ذاتی و مدعو اولی ازین دعوت اوست علیه  
 و علی اله الصلوة والسلام و دیگران را طفیلی او طلبیده اند مرادان باشند بامریدان کوه کاه  
 لما خلق الله الخلق فلما اظلمت الارض بظلمة کما ورتة چمن دیگران همه طفیلی او باشند و او مقصود  
 اصلی ازین دعوت بود و علیه و علی اله الصلوة والسلام ناچار همه محتاج او باشند و بتوسط  
 او فیوض و برکات اخذ نمایند و علی اله الصلوة والسلام و باین معنی اگر همه رآل او گویند  
 گنجایش دارد و علیه و علی اله الصلوة والسلام که همه پس روانند و بے توسط او کمال اخذ نمی  
 نمایند چه هرگاه وجودشان بے توسط وجود او صورت نه بند و کمالات دیگر خود که تابع وجود

مس سیاه را سازند  
 یا زهر را به شکر غلات  
 کنند  
 متابعت انبیا است  
 علیهم الصلوة والتسلیمات  
 که حقیقت مس را منقلب  
 گردانیده زهر خالص  
 سازد و نفس از آزار  
 مگرسی به اطمینان  
 آورد  
 حکم مطلق جل و علا  
 بشت انبیا و وضع  
 شرائع اینها را  
 علیهم الصلوة والتسلیمات  
 از برای تعجیل و تخفیف  
 آماره مقرر ساخته  
 است و خرابی او را  
 بلکه اصلاح او را  
 و غیر متابعت این  
 بزرگواران نداشته  
 علیهم الصلوة والتسلیمات  
 اگر نبر از آن ریاضات  
 و مجاهدات بے متابعت  
 این بزرگواران  
 علیهم الصلوة والتسلیمات  
 کرده شود سر موسی  
 از آزار مگرسی او کم  
 نگردد بلکه از دیار  
 سر کشی او نماید  
 مصرع



درجات کمال است و اینجا در پرده پس کمال در عدم توسط بود و قصور در توسط از شوکت و عظمت مخدوم است که خادم او در هیچ مقامی از وی تخلف نکند و بیعت او و شریک دولت همگان او گردد و از اینجا است که آن سرور فرموده است علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام  
 علماء امتی کان نبیاً نبیاً استثنائیک علیه و علیهم الصلوٰۃ والتسلیمات رویت اخروی  
 بے توسط و بے حیولت امری خواهد بود در حدیث صحیح آمده است علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام  
 که بنده چون به نماز داخل می شود چنانکه در میان بنده و خداست مرتفع می گردد و اینها صلوٰۃ مطح  
 موس آمد و حفظ و اقران اضیق منتهی و اصل گشت چه رفع حجاب مخصوص به اصل منتهی است  
 پس ارتفاع توسط و حیولت ثابت گشت این معرفت از خواص معارف لدنیہ این فقیر است که  
 بمحض فضل و کرم آنرا عطا فرموده اند و بحقیقت آن متحقق ساخته ۵

من اینجا کم که ابرو بهاری | کند از لطف برین قطره باری ۵

خوش گفت ۵

اگر بادش بر در پیر زن | بیاید تو ای خواجه سبقت یمن

مشایخ طریقت قدس اعداد اسرار هم در توسط و عدم توسط آن سرور اختلافا دارند علیه و  
 علی آله الصلوٰۃ والتسلیمات جمیع توسط رفته اند و گروهی بعدم توسط و هیچ کدام شایع تحقیق  
 توسط و عدم توسط نهوده است و از کمال و قصور شان سخن نگفته ارباب خواهر نیز دیک است  
 که عدم توسط را که کمال ایمان است کفر و اند و قایل آنرا نادانسته تفصیل کنند و توسط را از کمال  
 ایمان تصور نمایند و قایل آن را از کمال تابعان شمرند و حال آنکه عدم توسط یعنی از  
 کمال متابعت است و توسط شعرا تصور متابعت کما امرت کلاً ذلک منہم  
 بِعَلَمِ الدِّمْرِ عَنْ حَقِیْقَةِ الْحَالِ قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی بَلْ كَذَّبُوا بِآلَمِیْ طُورِ  
 بِعَلَمِهِ وَلَمَّا یَا تَهْمُرْ تَأْوِیْلُهُ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ  
 تند و ما ویسی گفتن اکار سے از پر نظا ہر نیست زیرا کہ اویسی کہے است کہ روحانیان را در



تربیت او مدخلت باشد حضرت خواجه احرار را قدس سره با وجود پیرایه هر چه که امداد از رتبه  
 حضرت خواجه نقشبند قدس سره یافته بودند اویسی می گشتند و همچنین حضرت خواجه نقشبند با وجود  
 پیرایه چون مدد از روحانیت حضرت خواجه عبدالمخالق قدس سره یافته بودند اویسی بودند  
 علی الخصوص شخصی که با وجود اولییت اقرار به پیرایه دارد و بزور انکار بر پیرایه بستن  
 عجب الضاف است مخدوم و ما را از ترکیب لفظ عبدالباقی معنی اضافی است نه معنی علمی  
 هر چند با بلوغ وجه اشعاری یعنی علمی هم دارد یعنی پیرین هر چند بنده باقی است اما مستقل  
 تربیت من است باقی است اینجا کدام تحریف است و چه سود ادب الله تعالی الضافی بدین مخدوم  
 قصور است که در معنی سبحانی که از بسطامی قدس سره و غلبات مکر صادر شده است گفته  
 باشد لازم نمی آید آنکه آن قصور در قائل آن مستقر و ستم باشد تا دیگر از وی افضل بود چه  
 بسا معارف است که در وقت مقتضای حال آنوقت صادر شده است و در وقت دیگر بعین  
 خداوندی جل شانہ چونکه قصور آن معرفت را دریافته است از آن درگزشت و بمقام فوق  
 رسیده در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند  
 گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظهار این سخنان بسیار متبعد است مخدوم و ما هر که این سخنان نوشته  
 است منشای آن سکر است ولی مخرج سکر دین باب دست بقلم نه برده غایت مافی الباب  
 در سکر مراتب کثیده است هر چند سکر بیشتر مطلق غالب تر سکر بسطامی باید که بی تخاشی قول  
 لَوَ اِیَّیْ اَسْرَفْتُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِزَّانِ بُوْجُوْدِیْ بِسِوْیِ هَکِیْمٍ دَارِ دِگْمَانِ بَکَسْتَنْدَ کَ سَکَرِ هَرَاهُ  
 نیست که آن عین تصور است صحو فاعل نصیب بلام است هر که صحو را ترجیح داده است مرادش غلبه  
 صحو است نه صحو صرف و همچنین هر که سکر را ترجیح می دهد مرادش غلبه سکر است نه سکر خالص که آن  
 آفت است جنید قدس سره که رئیس ارباب صحو است و صحو را بر سکر ترجیح می دهد چندان عبارت  
 سکر آمیز دارد که چه تعداد آن غایب فرموده هُوَ الْغَافِقُ وَالْمُفَقِّقُ وَگفته وَکُوْنِ الْمَاءُ لَوْ کُنْ اِنْسَانًا  
 وَفَرَسًا لَکُنْ اِنْسَانًا اَوْ فَرَسًا لَکُنْ اِنْسَانًا هَکِیْمٌ لَکُنْ بَیِّنٌ لَّهٗ اَشْجَوُّ صَاحِبِ عَوَارِفِ کَمَا اَزَّ

آن سخنان  
 است و شطح  
 شده  
 مکه حارث  
 بکاره  
 بنوع حارث  
 را از سر  
 قلم

کمال اسباب صحیح است در کتاب و چندان معارف سکریه است که چه شرح آن دهم و این فقیر در  
ورق بعضی معارف سکریه اورا قدس سره جمع کرده است از انبای سکر است که تجویز افشار  
اسرار نموده می آید و از سکر است که مباحات و افکار کرده میشود و از سکر است که ضربت خود بر دیگری  
انظار کرده می آید اگر صحو خالص باشد افشای اسرار ناگفته بود و خود را از دیگر بهتر دانستن شرک باشد  
بقیه سکر در رنگ نمک است که مصلح طعام است اگر نمک نه باشد طعام معطل و بی کار بود

اگر عشق نبود و غم عشق نبود و چندین سخن بقره گفتی و شنودی

صاحب عوارف قدس سره که قول قدیمی هذی علی رقبه کل قلی را که از حضرت شیخ  
عبدالقادر قدس سره صادر شده است به بیست سکر محمول داشته است مردش قصور این قول  
نیست که تا تو هم که آن هین محمد است اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدایان قسم سخن که  
بنی از مباحات و اختیاست ببقیه سکر کائن نیست که در صحو خالص به امثال این سخنان حکم ننویسد  
و شواهد است این فقیر که این همه وفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیه نوشته است ظاهر  
سجاط شریف شاعر را یافته است که از روی صحو خالص نوشته است به فرج سکر حاشا که آن امام  
و منکر است و کزاف و سخن بافی است سخن بافان که بصحو خالص متصف اند بسیار اند چنانچه این قسم  
سخنان بنیانند و دل با س مردم را از جان بر دارند

فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست هم قصه غریب و حدیث عجیب است

مخدومان این قسم سخنان که بنی از افشای اسرار باشد و از ظاهر مصروف در هر وقت  
از مشایخ طریقت قدس سره تعالی اسرار هم بظهور آمده است و عادت ستمه این بزرگسالان  
گفته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده کیس هذا اول قمار و مرقا  
کثیر شایع است پس این همه شور و غوغا چیست اگر لفظی صادر شده است که خابرش  
سلامت معلوم شرعی ندارد آن را به اندک توجه از ظاهر صرف نموده مطابق باید ساخت  
و مسلمانی راسته نباید که و اشاعت فاحشه و تفضیح فاحش و شرعیت حرام و منکر باشد تفضیح

مسلمانی به مجرد اشتباه چه مناسب بود و شهر شهر آن نمازی کردن که اتم ترین باشد طریق  
مسلمانی و مهربانی آنست که کلمه نماز هر من مخالفت نمودن شرعی است اگر نه ششست نماز شود باید  
دید که قائل آن کیست اگر محمد و زید و نیک بود روان باید کرد و در راه اصلاح آن بناید کوشید و  
اگر قائل آن کلمه از مسلمانان بود و ایما و بجا داشته باشد و رسد از اشتباه اصلاح سخن او باید  
کوشید و محل صحیح از برای آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید و اگر در حل آن  
عاجز اینصفتش باید کرد و امر معروف و نهی منکر بر فروع اهل است که با جابت نزدیک است و  
اگر مقصود با جابت نباشد و تفضیح مطلوب بود و امر دیگر است است الله تعالی توفیق دهد و عجب آنکه  
از مکتوب شریف فهم می شود که بعد از استماع کتابت فقیر از آن عزیز اشتباهی و انحرافی  
در طایمان شائین طراحی شده بود مانا که انعکاس باشد بایستی که نشان اشتباه را ایشان خود  
حل می کردند و برین فقیه نمی انداختند و تسکین فتنه می فرمودند از یاران دیگر چه گله نماید که  
بعضی از ایشان با وجود قدرت دفع اشتباه خود را معاف داشتند و سکوت نمیدادند

#### ماز یاران چشم یاری داشتیم

قال نوشته اند که سیر مرادی و مریدی امری است که بوجوه آن صاحب آن سیر تعلق دارد  
پس محبت و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و ای کس چه سخن کند که راه سخن بر بستند  
لاکن هر چیز را محبت و برهان باید هیچ چیز بر محبت و برهان مقبول و مقبول نمی افتد مراد آن و  
محبوبان خود در صلاح قوم همان کسانی که نخست ایشان را جذب می نمایند و بدرگاه می کشند  
بعد از آن توفیق سیر و سلوک داده و اهل می سازند که معنی مجذوب سالک است و مریدان  
آنکه ایشان را بعد از سلوک می کشند و ایشان را سالک می گویند یا این هم می باشد  
که صاحب سیر مرادی بجای سیر رسد که ملازمت و بختی و قرب و وصول است بجای تقی و س  
تعالی و سلطنت حضرت سید المرسلین و سلطان محبوبین علیه السلام مستطوی پذیرد و  
بر می افتد و در جمیع کلمات برابر سید المرسلین می باشد و به دعوی شرکت و همسری و برابری



می کشد و جامع کمالات ابراهیمی و محمدی می گردد و صاحب این سیر هم پره محمد رسول الله صلی الله علیه و آله می گردد و می گوید که هم چنانکه آن حضرت مرید خداست بر واسطه من بهم مرید خدا ام بر واسطه اقول برین قول خدشه یاد دمی شود خدشه اول مرتبه مریدان و مرزبانان اگر با مقام نظر دیده شود از ان و جمع خواهد شد که تا آنکه مرتبه سلوک جذب اطله کرده باین مقامات نرسد مرید و مراد و مقامات ایشان را نتوان شناخت

بشرقت بلقیس و قصه مهذب | آتس رسد که شناسای منطق الطیر است

مَنْ لَمْ يَدُقْ لَمْ يَدْرِ عِلَّتُهَا نَشَأُ نَحْبُهَا تَأْمِنُ نَفْسُهَا ۝ در عوارث المعارف  
تعریف مریدین مذکور است وَالسَّالِكُ الَّذِي تَدْرِكُهُ الْحَبَذَةُ هُوَ الَّذِي  
كَانَتْ بِدَائِيهِ الْجَاهِدَةُ وَالْمُكَابِدَةُ وَالْمُعَامَلَةُ بِالْإِخْلَاصِ وَالْوَفَاءِ بِالشَّرْطِ  
ثُمَّ أُخْرِجَ مِنْ وَجْهِ الْمَكَابِدَةِ إِلَى رَوْحِ الْحَالِ فَوَجَدَ الْعِصْلَ بَعْدَ الْعَلَقِ  
وَوَجَدَ بَنَفْحَاتِ الْفَضْلِ وَبَرَزَ مِنْ مَضِيقِ الْمُكَابِدَةِ إِلَى مُتَسَحِّحِ  
الْمَسَاهِلَةِ وَالنَّسْ بَنَفْحَاتِ الْقُرْبِ وَفَقِهَ لَهُ بَابَ مِنَ الْمَشَاهِدَةِ فَوَجَدَ دَوَاءَ  
وَفَاضَ وَعَاءَهُ وَصَدَرَتْ مِنْهُ كَلِمَاتُ الْحِكْمَةِ وَمَالَتْ إِلَيْهِ الْقُلُوبُ  
وَنَوَالِي عَلَيْهِ فَتَوَحَّحَ النِّيبِ وَصَارَ ظَاهِرُهُ مَسْدَدًا وَبَاطِنُهُ مَشَاهِدًا  
وَصَحْلُهُ لِلْجَلُوهِ وَصَارَ لَهُ فِي جَلُوتِهِ خَلُوهٌ فَيَغْلِبُ لَا يَغْلِبُ يَفْتَرَسُ وَلَا  
يَفْتَرَسُ يُوْهَلُ مِثْلَ هَذَا الْمَشِيخَةِ لِأَنَّهُ اخَذَ فِي طَرِيقِ الْحَبِيبِينَ وَتَوَعَّنَ  
مَرَادِينَ مَسْطُورَاتِ الْجَدُّ وَبِ الْمَسْدَادِ بِالسَّوَاءِ بِبَادِيَةِ الْحَقِّ بِاِكْشُوفِ  
وَالْفِخْرِ الْيَقِينِ وَبِرَفْعِ عَنْ قَلْبِهِ الْحَبْجِ وَبِئْسَ تَرْبَانُ وَإِذَا الشَّاهِدَةُ وَبِشَرْحِ  
وَبِنَفْسِهِ قَلْبِهِ وَبِتَجَافِي عَنْ أَمْرِ الشَّرِّ وَبِزَيْبِ إِلَى أَمْرِ الْخَلْقِ وَبِزَيْبِ  
عَنْ جَوْرِ الْحَالِ وَبِتَخَلُّصِ مِنَ الْأَعْزَالِ وَالْإِعْلَالِ وَيَقُولُ مَعْلَنًا لَا عِبْدَ إِلَّا بِنَاكُمْ أَمْ  
ثُمَّ يَفِيضُ مِنْ بَابِهِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَيَجْرِي عَلَيْهِ صَبْرًا الْحَقِّ وَالْعَاقِلَةِ مِنْ غَيْرِ كَابِدَةٍ

بشرقت بلقیس و قصه مهذب  
آتس رسد که شناسای منطق الطیر است  
در عوارث المعارف  
تعریف مریدین مذکور است  
والتسالك الذي تدركه الحبذة هو الذي  
كانت بدائيه الجاهدة والمكابدة والمعاملة بالاخلاص والوفاء بالشروط  
ثم اخرج من وجه المكابدة الى روح الحال فوجد العصل بعد العلق  
وتروى بنفحات الفضل وبرز من مضيق المكابدة الى متسحح المساهلة والنس بنفحات القرب وفقه له باب من المشاهدة فوجد دواء  
وفاض وعاءه وصدرت منه كلمات الحكمة ومالت اليه القلوب  
ونوالى عليه فتوحد النيب وصار ظاهره مسددا وباطنه مشاهدا  
وصحله للجلوة وصار له في جلوته خلوة فيغلب لا يغلب يفترس ولا  
يفترس يوهل مثل هذا المشيخة لانه اخذ في طريق المحبين وتوعد  
مرادين مسطورات الجد وبالمسداك بالسواء ببادية الحق باكشوف  
والفخر اليقين ويرفع عن قلبه الحجب وبئس تربان وإذا الشاهدة وبشرح  
وبنفسه قلبه ويتجافى عن امر الشر وبزيب الى امر الخلق وبزيب  
عن جور الحال ويتخلص من الاعزال والاعلال ويقول معلنا لا عبد الا بناكم ام  
ثم يفيض من بابه على ظاهره ويجري عليه صبرا الحق والعاقلة من غير كابد

<p>آن ریز که آتش محبت افروخت          عاشق روشن روز ز مستشرق آفرین          از جانب خدمت سرزادین بنزد کرد          تا در نگرش شمع بر روانه نه سوخت</p>	
<p>پس چنانکه مرید و مراد سالکان راه دریا بنجیان سیر مرادی و مریدی اعزست که بوجان صاحب آن سیر قلع دارد پس محبت و برهان براس اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و درین امر راه سخن بر بسته نیست اگر چه راه مراد صعب است و وصول این راه بجز محنت محال است فاما اگر ذوق دارند چرا محنت نکشند و مقامات سلوک اعلیٰ نکنند و بمرتبه مریدی فایز نشوند تا این مقام بپاییم بصیرت بنگرند خدشه دوم براس هر چیز ضرورت محبت و برهان در محل نظر است در مزیات و نواقات که طفل سیخوار هم از آن واقف باشد راه استدلال بر بسته اند بر اعمی تبیین انوار شمس هیچ محبت و دلیل ندارد و کسیکه مدت العز و شکر و نمک را نه چشیده شکل اعلیٰ بدیجی الانتاج گرفته از آن نه کشاید خدشه سیدوم تعریف مراد و مرید که بزرگاشته شد در آن مقصود است و اهل کفر مآبیتا خدشه چهارم در تعریف مجذوب سالک لفظ نخست تحریر فرموده شد و در میان لفظ نخست و بیواسطه درین مقام فرقی نمی نماید پس این بادم شهباسه باشد که جابجا حضرت مقصود بر لفظ بیواسطه مره بعد اولی و کرة بعد اخری وارد نموده</p>	
<p>وقت مردن دامن قاتل بدست آمد مرا          آخر عمر آرزو سے دل بدست آمد مرا</p>	
<p>اگر حضرت مقصود معنی لفظ نخست را ندین خود و منقش می فرمود بار بار این اعتراض را اعاده می حضرت مستتر و داخله را الاخیر در ذکر حضرت شیخ عبدالوهاب متقی قادری که استاد مقصود بود می نویسد عین کرده شد که فانی وحدت چه باشد فرمودند که آن الفانی است چشیدان خلق دارد و مطلوب حقیقی جمیع عالمیان این را در کمال همان لذت است و هر کس که در عجز خود یکبار آن لذت چشید دیگر تا زنده است ذوق آن باقی است انتهی پس چه استعراض کلام استاد خود را فراموش کند و چرا بر آن محبت و برهان نه طلبد و چرا گوید که هیچ چیز به محبت برسان معقول مقبول نمی افتد سیر مرادی و مریدی همان غلام فاسق است نه بوس است که مقصود کلام استاد خود را فراموش کرده اعتراض می کند که ایچ بسوی کلام استاد ادا است ۱۲ سنه ۵۷ - امران است و سخن آن است که من بیان کردم ۱۳</p>	





مشاہدہ کند تو اندکہ نیکم بسیر مرادی او نمایاں بر هیچ محتاج بدلیل نمودن سخن بکجاست یعنی شایان قریب  
ادراک و شعور ندارد یککہ او ضلع و احوال و کمال باطنی و ظاہری فیوض و برکات و  
علوم و معارف مارا کہ بدان متغیر و ممتازیم مشاہدہ کنند و بسیر مرادی ما حکم کنند دیگر دلیل  
چہ حاجت است اقول نہ انکم کہ این چہ اعتراض است و بجز واصلان بارگاہ مقربان ہر گاہ  
را کہ شناسد و یککہ معنی مراد و مریزند استہ باشد از وقوع ادراک احوال و ضلع سیر  
مرادی کے می توان شد مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ فرمودہ اند کہ چون علامہ سید  
شریف جرجانی بصحبت حضرت خواجہ علاء الدین عطاری عطا شد تہرتہ رسیدند و آنحضرت ایشان  
را قبول فرمودند ایشان از حضرت خواجہ التماس نمودند کہ مرا صحبت پاکسے فرمایند از صاحب خود  
کہ بواسطہ صحبت وی اہلیت این مجلس حاصل کنم و مناسبت باہل این نسبت پیدا سازم حضرت  
خواجہ ایشان را بہ صحبت ماحوالہ کردند و سید بعد از فراغ درس می آمدند و پیش ما می نشستند  
و سکوت می کردند و روزے نشسته بودند و مراقبہ کردہ ناگاہ بے خودی بے طاقتی از ایشان  
ظاہر شد چنانچہ علامہ از سر ایشان افتاد ما برخاستیم و علامہ بر سر ایشان ہناریم چون بہ حال خود  
آمدند سبب آن بے خودی پرسیدیم گفتند عمر با بود کہ آرزو سے آن شہتیم کہ یک ساعت بوج مدکہ  
من از نفوس علیہ پاک شود و زمانے دل من از اندیشہ معلومات خود خلاص یابد درین ساعت  
بہ برکت این صحبت آن معنی دست داد از غایت ذوق و لذت آن مرا بے خودی روی نمود  
از من بے ادبی صادر شد

نقد حیات خواہی جان کن فدا سے جانان	کین بہت در رہ عشق آگین مہر یلان
ستان جام شوقش بر بوی الطحطا بس	بردگرہ جلالش آیند جان فشانان
از چشم بد نہانند از خویش تن ہنسان تر	عالم شدہ سمن بواز بوسے آن ہناتان
چون قہر و زنگاری زلزل رہ نشان چہ جونی	اگرہ روی نشان جواز راہ بے نشانان
قال ایجاب آن سخن یاد می آید کہ یکبارہ کے از ہمیں باران یکے بخیر دست ایشان نوشته بود	

که محب است که با وجود این عظمت و جلالت مرتبت کرامات از شما ظاهر نمی شود در جواب او  
نوشته شد که امر است بالاتر از این معارف و حقایق باشد که بایان می کنیم و بر او در می گردد که  
دیگر آن رطافت بیان آن نیست معجزه حضرت رسول الهی نیز سخن بود که بمرتبه اعجاز رسیده  
بود افشول این کلام بچگونه محل اعتراض نیست که همچنان از بزرگان مروی است نقول است  
که مولانا صفهائی که در حدیث بے نظیر روزگار بوده بحضرت عزیزان خدا سے داد قدس  
سره بر سبیل تعریف گفته که شهادت دعوی قطبی هم کرده اید سلطان شاه بیگ خان می خواهد که بر  
سرافضی رود چند هزار روزه و سلاح در کار است پیدا بکنید چون قطب هر چه خواهد می کند  
حضرت عزیزان فرمودند که دعوی از درویشان دور است لیکن اگر منصب قطبی قانع باشیم  
از فرعون و مخمرد بدتر باشیم چه منظور این طائفه عالی خیر از محبوب حقیقی نیست

چه منصب تعلق بود ای سپهر	تعلق حجاب بود سر سبز
تعلق حجاب است و بے حاصلی	چو پیوند با بکسلی واصلی

پس از مجلس حضرت عزیزان بنصب برخاسته اند و مولانا سے مذکور دامن آن حضرت  
بر سبیل مغفرت گرفته ایشان التفات بوی نه کرده متوجه فرار فاعل الانوار حضرت خواجه  
بهاء الحق والدین قدس سره شدند چون به پل علی سلیمان که در راه هزاران حضرت است  
رسیده اند فاخته بروج پر فوج ایشان خوانده برگشته اند فرمودند که هر دوازدهم را ولی  
از اولیا اعدا می است و هر ولی را بنی از انبیا و اعدا علیهم السلام مری است چون مولانا صفهائی  
برای ادبی کرد متوجه شدیم که از اولیا کدامی ملی مری این مولانا باشد معلوم باشد که حضرت  
خواجہ بزرگ قدس سره مری و سے بوده اند چون بدینجا رسیدیم روح شریف حضرت خواجہ  
بزرگ پیشوا آئند فرمودند از آن مری که بر شایع ادبی کرده گزشتیم تا از اینجا خبر یاد کرده

طی در ساله هارفات ملی بهائی رحمه الله مذکور است بعدی از اغلب کرامت است لکن طایفه هفتاد و نه کرامت است





در حق سید المرسلین علی الهدی و سلم می گفتند این شهریان باین خیالات فاسد و زبرکات  
دوستان خدا محروم اند و معنی فاسد آنکه حق تعالی در باره دوستان خود غیرت دارد که او  
شان را بنحوی خود مشغول نمی کند

من ندانم قاعات و فاعلات	شعری گویم به اناجبات
قافیه اندیشم و دلدار من	گویدم من دلش خردیدار من

حضرت مجدد رضی الله عنه از پی خود روایت کرده اند که شیخ محمدی الدین عربی بعضی جانوشه  
است که بعضی اولیا که از آنها کرامات بسیار ظاهر شده وقت رحلت آرزو کرده اند که کاش که  
از ما این قدر کرامت ظاهر نمی شد اگر کسی گوید که اگر خوارق شرط ولایت نباشد چگونه معلوم  
کرده شود که این علی الهدی است حضرت مجدد رضی الله عنه ازین سخن دو جواب فرموده اند  
یکی آنکه معلوم کردن ولایت ولی چه ضرورت ولایت نسبت به است با خدا کسی از این مطلع  
باشد یا نباشد اکثر اولیاء امد از ولایت خود اطلاع ندارند تا بدیگران چه رسد بعد هرگز نمرد  
آن خواهند دید احتیاج بخوارق مرافقا است که برای دعوت خلق اند ضرورت است که بر خلق  
بجوت خود ظاهر کنند و با ثبات رسانند اولیا دعوت می کنند بسوی شریعت پیغمبر خود و حجه  
برای دعوت او کافی است علما و فقها بنظم هر شیخ دعوت می کنند و اولیاء مریدان را اول  
بسوی بجا آوردن نظام شریعت دعوت می کنند بهتر از آنرا ذکر تعلیم می کنند و می فرمایند  
کس و قات خود به یاد الهی همور کن تا که ذکر الهی مستولی شود و غیر خدا در دل تو خلون نکند و درین  
دعوت احتیاج کرامت نیست و تو هم آنکه مرید رشی در هر ساعت می خیزد که راست شیخ در ذات خود  
به تئیر احوال نمی بینی که دل مرد و او را زنده کرد به بشا به و می کشا شنه سرافراز ساخته زنند  
کردن حرف نرو عوام عده کایا است مرده بخون مسح و قلب زنده تر از عاصی بهتر است پس  
که است در نظر مرید موجود است برای عوام در کانیست در تحقیقات حضرت خواجهمحمد پاد ساجده  
الهدی که راست شیخ ابوالقاسم گرامی رحمه الله علیه گفته است که بر آب زعفران و در هر جای بدن و

و از غیب خبر دادن این هیچ کرامت بنزد کرامات آن باشد که کسی را به تنهایی عمر بجز اتباع و مراد  
حرام نرود این اعتماد را نشاید و آن دیگر ممکن باشد که از شیطان بود که شیاطین بر این از غیب  
خبر است و کسانی که ایشان را کاس گویند از بسیار با خبر دهند و خبرهای عجیب بر ایشان برود  
اگر بر شیخ توانی رفتن باک مدار چون آن سگ غضب را که در سینه است در زیر پاهای نزدی  
و مقهور کردی بر شیخ شستی و اگر از غیب خبر توانی داد باک مدار چون عیب و غرور نفس شست  
بدانستی و از آفت و طیس و آگاه شدی از غیب جانی و اگر آب توانی رفت و در هوا توانی  
برید باک مدار چون بیرون از حس و خیال ترا مقایسه پیدا آید و بلان برفتی در هوا پیدی بختی  
تفصیل این بحث در مقدمه مذکور شد فارجمع الیها و بر حجتی از کرامات حضرت مجدد و حجه آمد نیز  
مذکور شده مگر اصل این است

مذکور شده مگر اصل این است

ما بر اے استقامت آدمیم	نئے بچے کشف کرامت آدمیم
------------------------	-------------------------

قال آدمیم بمقصود که در امتیاز شایه بیان علوم و معارف سخن نیست لیکن غایت آنچه ظاهر می  
گردد آن است که شایع عالم و فاضل و ماهر و دانشور و سخندان و انیم بلکه عارف و کاشف همگی  
اما آن را از کجا معلوم کنیم که شایع سیر مرادی بر تبه رسیده اند که در مسافت حضرت سید المرسلین و  
سید کائنات علی امده علیه السلام در میان شایع خدای غرور جل نمایند است آنکه هم پیر و پیر بهای  
آنحضرت شاه ایادین معنی لازم سیر مرادی نیست و احوال و اوضاع و علوم و معارف  
شما دلیل نیستند بر آن اقوال

پس اندر عمرے نگا سب گریه سو یکم و جادارد	سہیدم خم شمشیر تغافل اجر ہا دارد
--	----------------------------------

اے برادر علمم علمم ستون علمم علمم نیست اگر حضرت عالم این سخن نیست کہ حضرت مجدد و حجت  
سیر مرادی رسیده اند پس از این لازم نمی آید کہ فی الواقع باین درجہ فائز شده باشند  
اگر آدمی بزرگ خدا رسیده ظاهر کند کہ از ما حسب احوال یا کتبافین و پیغمبری نماید کہ محض  
بیواسطہ است ضرورت آنکار چیست آنچه حضرت باقی باسد قدس سرہ اشبات حضرت می فرماید



حضرت شیخ خود شایده آن است و این چنین انکار نسبت به بیشتر اولیا را انداز علما سے ظاہر قہر  
 شدہ دیرین محل حوالہ و اوضاع حسب دعویٰ غیر پیش کردنی بود تا بہ دفع خطبان متوجہ می  
 شد م سکوت در بچہ مواقع از ادب مناظرہ و دولت

رحم می آید مرابربلسل آن بوستان | از تراکت ہائے گل فریاد نتوانست کرد

حضرت خواجہ محمد پار ساجہ امد در فصل الخطاب می فرماید طائفہ مشائخ اندکہ بجنابات عنایت  
 حق سبحانہ سلوک راہ دین و سیر بعالقین حاصل کردہ اند و از کماسفات الطاف خداوندی  
 علوم لدنی یافتہ اند و در پرتو انوار تجلی صفات حق سبحانہ بنیای حقایق و معانی و اسرار گشتمند  
 و براحوال و مقامات و ملوک اہ حق سبحانہ و قوفی تمام یافتہ اند و حضرت عزہ سبحانہ ولایت شایخ  
 بدالات و تربیت خلق و دعوتہ بحق عز و علما مامور گشتہ بعد از آنکہ عمری و اعظ نقس خویش بپوش  
 اندک غلط نفسک ثم غلط للناس والا فاستحی منی و از واعظ امد سبحانہ فی قلب کل مومن قبول  
 و غلط کردہ و کمین نگاہ کرد و حیلہ نفس نگاہ داشتہ بحکم و فرمان بدعوتہ خلق مشغول شدہ اند و  
 خلق را از خرابات دنیا و خمر شہوات و مستی غفلات بظلمات قدس و مجلس السن و مقعد صدق و  
 شراب پلور و تجلی جمال ساقی و عظم بہم بخوانند بجا کم مذکر ہم بایام امد و ایشانرا از ذوق مشارب  
 مردان می چشانند و سلسلہ شوق و محبت در دل ایشان می جفیانند و بحسب عقل شناخت  
 و ذوق و شوق ہر طایفہ از شریعت و طریقہ و حقیقہ بیان میکنند تا ہر کس حظ و نصیب خویش  
 بقدر سمت بخویش برمی دارند کہ قدر علم کل اناس مشہر ہم و اگر مرغ جانی کرد نہ شیانہ بحسب طیران  
 کردہ بر شبکہ ارادت می افتد و بدانہ بچونہ در دام با و عشق بند می شود آن شہ باز بلند  
 پرواز را کہ سخت غریب و بدیع افتادہ است در گریز گاہ خلوت خانہ میکنند و چشم ہوائی  
 نفس و ارام رات و دو جہانی می دوزند و لطیفہ فکر پرورش میدہند تا نگاہ کہ آن درشت  
 التفات با سلوی حق سبحانہ از و مشقطع شود و مقام انس حاصل کنند و مستعد و مستحی آن  
 شود کہ نشین نیست ملک اشیا یا اینہا یا آنہا کہ از نشین تخلیہ حق اند سبحانہ و نایب میراث



دار انبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام کہ علم ماستی کا نبیاء بنی اسرائیل دیدہ ہر کس بحال اکیال  
ایشان نیفتد کہ دوزیر قباب غیرۃ حق متوازی اند

مردان ہر شہ زندہ بجائے دگرند	مردان جہاںش ز آسمانی دگرند
منگر تو بدین دیدہ بدیشان کالین	بیرون زدو کولن در چہاںے دگرند

خلق انا ایشان ہمین سروریش منید کہ از خوش قیاس جمال ایشان بر خویش و دیگران  
گفتند و ایشان را و عظمی از و اعظان یا عالمی از عالمان شمرند و ندانند لایق اس الملائکۃ  
بالحدادین قال و باوجود کثرت علوم و معارف ایا متصور نیست کہ یک جا خطا واقع  
شود و عصمت مخصوص انبیاء است صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و خطا در کشف بالتفاق ارباب  
کشف جایز است و ملازمان کہ خطا ہا بر شیخ بن عربی ثابت کردہ اند از ہمین عالم است کہ باوجود  
این جہات حق و معارف کہ شیخ دارد خطا کردہ است اقول تحقیق مقام این است کہ اگر کشف  
و الہام مخالف حدیث احادیث مخالف قیاسی باشد کہ جامع باشد شرایط قیاس را آنجا حدیث  
و قیاس را ترجیح باید داد و حکم باید کرد و خطا در کشف و این مسئلہ جمع علیہ است در میان اہل  
و خلف چہ کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجتہ قطعی است و محال کذبہ انبیان در  
روایت ثقات ضعیف است و در کشف اولیا خطا بیشتر واقع می شود و وقتے کہ در میان  
و کشف اختلاف واقع می شود پس ہر کدام کہ شرع موید او باشد اولے تراست قبول  
و اگر شرع ازان ساکت باشد پس صاحب ہر دو کشف الکیہ شخص است پس کشف خیر او اولے  
و مقبول است چہ کہ صوفی و انما در تفسیر است پس صاحب کشف در زمان اخیر اقرب است بسبب  
خدای تعالیٰ و امثل است بانیاء و اگر صاحب کشف دو کس باشند پس کشف صاحب مہو اولی  
است از کشف صاحب سکر چہ کہ کلام ملکران بسیار احتمال غلط دارد و اگر ہر دو در مہو و سکر یکسان  
باشد پس کسیکہ کشف او گاہی مخالف شرع نہ شدہ باشد از کشف کس بہتر است کنا در کشف و مخالف  
شیخ افتادہ باشد کہے کہ نادر مخالف شرع افتادہ باشد کشف بہتر است از کشف کسیکہ غالباً مخالف شرع

و اگر درین بر دو برابر بدین ترجیح کشف دست که منزه است و اقرب است بجدای تعالی این همه  
 و وجه قوت کشف اند و اگر بر دو کشف در قوت برابر باشد ترجیح به کثرت محاب کشف است  
 اگر یک کشف بر ده کس من کشف شود و دیگر کشف بر یک مرد من کشف شده کشف ده اولی  
 و مقبول است لیکن اگر صاحب کشف مردی اقوی باشد کشف اقوی بهتر باشد اگر کشف  
 جماعت و حکم العام هر چه کشف است علوی مرتبه کشفهای مجدد الف ثانی رحمة الله علیه دریا  
 است که گاهی مخالف شرع نه افتاده بلکه بیشتر از شرع مؤید است و بعضی چنان است که  
 شرع انسان ساکت است این همه امور بر کس که در کلام او منظر انصاف بیند مخفی نماند و جمال  
 خطاستند خطانیست نه ازین جمال اطلاق خطا جائز است تا آنکه خطا ثابت نکرده شود  
 بدلیله اگر از شیخ ابن عربی خطا ثابت کرده شد انان لازم نیاید که تمامی مکاشفات او لیا الله  
 خطا باشد قال و آنکه نوشته اند که حضرت خواجہ با قدس سره در اوایل حال سیر این فقیر  
 را سیر مرادی مقرر فرموده بودند حضرت خواجہ اثبات ثابسیان می کردند و کسان واقف اند  
 بر آن بیشتر از همه این فقیر اما اگر الان در قید حیوة صوری می بودند یقین است که باین چنان  
 از شما راضی نمی شدند و یکس باین راضی نخواهد بود امیدواریم که شما هم در باطن راضی  
 نخواهید بود و الله اعلم عبارت در اوایل حال کس را درین در طریقی اندازد که گوید شاید  
 در اوایل حال شماها کس این دریافت با شید بعد انان حال متغیر شده باشید و الله  
 يَحْوَ الْاَحْوَ الْيَحْيُ اللَّهُ قَائِشَاءُ وَيَنْتِ مقصود شما خود آن است که در ابتدا حال این  
 حکم می کردند در انتها خود چه خواهد بود مسلم سیر مرادی و مقام مراد ان ابتدا و انتها شما  
 حاصل است اما آنکه سیر مرادی این نتیجه حضرت رسول الله علیه و سلم این معامله دست داد  
 و اینچنین در برابر افتادند که ایشان از میان ساقط شدند و وسطه نماند ترجیح است  
 اقول حضرت شیخ خود این امر را تسلیم می سازند که حضرت خواجہ رحمه الله اثبات حضرت  
 مجدد رحمه الله بسیاری کردند و بسیار کسان از ان واقف اند و حضرت شیخ به نسبت

در این کتاب  
 نیست گفتار  
 احوال من  
 نیست فی کمال  
 الله غفر  
 میفرماید که  
 عفو او در حق  
 در دنیا  
 چه بسیار که  
 عفو او

دیگران نیاده تراطلاع دارند

وَاللّٰهُ قَدْ شَهِدَ الْعَدُوَّ بِفَضْلِهِ | وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

و ظاهر است که هرگاه حضرت خواجه رحمه الله سیر حضرت مجدد رحمه الله را سیر مرادی مقرر فرموده بودند آن احوال حال بود پس بآنچه رسد اینجا باشد که اگر الآن در قید حیوة صوری می بودند یقین است که باین سخنان راضی نمی شدند این محض خطا است حضرت خواجه دریای معرفت بودند اگر شخصی که از فن تصوف بی بهره باشد بکدامی کلام معرفت راضی نباشد آنان لازم نمی آید که عارف هم نارضا مندی ظاهر فرماید البته این خیالش حسب مغموم دس خواهد بود آنچه قیاحت سیر مرادی ذکر کرده شده همان است که خود معترف بان قائل است و جذب مرادان را بواسطی انگار پس هرگاه حضرت معترض تقریف مجذوب سالک بنگاشته بود خیال این معنی کردنی بود که ازین تقریف مرادان را سقوط واسطی گردد و همان اعتراض که صد بار عارف می نماید بر معترض عاید می شود پس اگر این کلام باعث نارضا مندی حضرت خواجه رحمه الله علیه در حینکه مقرر من رحمه الله علیه مکرر است پس کمال ادب گذارش می کنم که اگر حضرت خواجه رحمه الله علیه الآن در قید حیوة صوری می بودند یقین است که باین سخنان از شما راضی نمی شدند و بچکس باین راضی نخواهد بود آسید و اریم که شما هم در باطن ازین تقریف راضی نخواهد بود قال باز همان سخنان که مذکور شد پیش می آید و مکرر می شود اقول فی الواقع در مکتوب شیخ از بس تکرار واقع است تا آنکه اگر مکررات را حذف کنند بر چند ورق مینماید خواهد بود اگر چه بمبوسی فقیر حقیر را اتفاق تحریر بعضی مضامین به تکرار می افتد مگر همانا بکن بر مکررات

شیخ قلم می زند

همین از فریاد خود آذر می گردد و لیک | گو به بندم لب به افغان سینه روزان میشود

قال و نوشته اند که اجتناب مخصوص نسبت بانبیا علیهم السلام و همچنین باس که اگر چه دایما قرانی اجتناب همه جا نسبت بانبیا می واقع شده است قوله تعالى وَلَیْسَ لَکُمْ مَعَ نَبِیٍّ خِیْرٌ مِّنْ



بیهوده

مَنْ يَشَاءُ فَأَمِينُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَبَعْدَ ذَلِكَ أُنْزِلَ فِي سُورَةِ احْتِبَاءٍ وَهَذَا هُوَ إِلَى  
 صِطْرٍ مُسْتَقِيمٍ وَدُرُوصِ اِبْرَاهِيمَ فَرُودِ احْتِبَاءٍ وَهَذِهِ إِلَى صِطْرٍ مُسْتَقِيمٍ وَحَقِيقَتِ  
 اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ  
 سَلُوكِ وَادْوَارِ اَبْرَاهِيمَ وَرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ  
 وَابْنِ اَسْتَكْمَلْتُ قَوْلِ حَقِّ سَمَاءِ تَعَالَى اَللّهُ يَخْتَبِقُ اِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي اِلَيْهِ  
 مَنْ يَشَاءُ بِسُورَةِ احْتِبَاءٍ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ  
 تَأْسِرُ مَخْرُوشِ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ  
 اَوَّلِ اَتَجِدُ دِيْنِ مَقَامِ حَضْرَتِ مَجْدِ عَلَيْهِ الرِّهْمَةُ تَحْرِيرُ فَرُودِ احْتِبَاءٍ وَهَذِهِ إِلَى صِطْرٍ مُسْتَقِيمٍ وَحَقِيقَتِ  
 مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ

طرفه حالیت که عاشق شب بجزا را در خواب نادیدن صغوب پریشان بین

در عوارف مذکور است وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ  
 وَابْنِ اَسْتَكْمَلْتُ قَوْلِ حَقِّ سَمَاءِ تَعَالَى اَللّهُ يَخْتَبِقُ اِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي اِلَيْهِ  
 مَنْ يَشَاءُ بِسُورَةِ احْتِبَاءٍ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ  
 تَأْسِرُ مَخْرُوشِ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ  
 اَوَّلِ اَتَجِدُ دِيْنِ مَقَامِ حَضْرَتِ مَجْدِ عَلَيْهِ الرِّهْمَةُ تَحْرِيرُ فَرُودِ احْتِبَاءٍ وَهَذِهِ إِلَى صِطْرٍ مُسْتَقِيمٍ وَحَقِيقَتِ  
 مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ وَحَقِيقَتِ اَنْ اَسْتَكْمَلْتُ مَعْنَى احْتِبَاءٍ بِرُزْدِيْنِ اَسْتَكْمَلْتُ

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْحَرَّانِيُّ الْمُرَادُ مَحْمُولٌ فِي حَالِهِ مُعَانٍ عَلَى حَرَكَاتِهِمْ وَسَعْيِهِ وَفِيهِ  
 مَكْنًى مَصْنُوعٌ عَنِ الشَّوَاهِدِ وَالنَّوَاطِرِ فِي هَذَا الَّذِي قَالَهُ الشَّيْخُ أَبُو سَعِيدٍ هُوَ الَّذِي  
 اشْتَبَهَ حَقِيقَتَهُ عَلَى طَائِفَةٍ مِنَ الصُّوفِيَّةِ وَلَمْ يَقُولُوا بِإِلَّا كُتَابًا مِنَ النَّوَافِلِ  
 وَقَدْ رَأَوْا جَمْعًا مِنَ الْمَشَائِخِ فَكَتَبُوا لَهُمْ فَقَالُوا أَنَّ ذَلِكَ حَالٌ مُسْتَمَرٌّ عَلَى  
 الْإِطْلَاقِ وَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ الَّذِينَ تَرَكُوا النَّوَافِلَ وَانْتَصَرُوا عَلَى الْمَرَاتِبِ كَانَتْ  
 بَدَايَا تَهْمُ بَدَايَا تِلْكَ الْمُرِيدِينَ فَلَمَّا وَصَلُوا إِلَى رَوْحِ الْحَالِ وَادْرَكَتْهُمْ  
 الْمَكْشُوفُ بَعْدَ الْجَهَادِ امْتَلَأُوا بِحَالِ فُطْرَتِهِمْ وَأَوَّلِ الْأَعْمَالِ فَأَقَامُوا  
 كُنُفَى عَلَيْهِمُ الْأَعْمَالِ وَالنَّوَافِلِ وَفِيهَا قُرَّةُ أَعْيُنِهِمْ وَهَذَا أَوَّلُ وَكَمُلُ مِنَ  
 الْأَوَّلِ فَهَذَا الَّذِي أَوْضَحْنَاهُ لِحَدِّ طَرِيقِ الصُّوفِيَّةِ فَأَمَّا الطَّرِيقُ الْأَخْرَاطِيُّ  
 الْمُرِيدِينَ وَهُمْ الَّذِينَ شَرَطُوا لَهُمُ الْإِنَابَةَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَهْدِي إِلَيْهِ  
 مَنْ يُنِيبُ فُطْرَتُهُمْ وَأَوَّلُ الْجَهَادِ أَوَّلَ قَبْلِ الْمَكْشُوفِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالَّذِينَ  
 جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَهُمْ سُبُلَنَا يُدْرِكُ بِهِمْ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَدَائِرِهِ الْمَكْسَبِ  
 بِأَنْوَاعِ الرِّيَاضَاتِ وَالْمُجَاهِدَاتِ وَسَهْلٌ لِلدِّيَارِ وَظَمًا لِلْهَوَاجِرِ تَبَاجُجٌ فِيهِمْ  
 يُبْرَأُ الْطَلَبِ وَتُجَبِّبُ دُونَهُمْ لَوَاعِمُ الدَّرَبِ يَفْقَهُونَ فِي رَمَضَانٍ الْمَرَادَ  
 وَيَتَحَلَّوْنَ عَنْ كُلِّ مَأْلُوفٍ وَعَادَةٍ وَهِيَ الْإِنَابَةُ الَّتِي شَرَطَهَا الْحَقُّ سُبْحَانَهُ  
 وَتَعَالَى لَهُمْ وَجَعَلَ الْهَدَايَةَ مُقَرَّرَةً بِهَا وَهَذِهِ الْهَدَايَةُ أَنْفَاقُ هِدَايَةِ حَاصَّةٍ  
 لَا تَهَابُ آيَةَ إِلَهٍ غَيْرَ الْهَدَايَةِ الْعَامَّةِ الَّتِي هِيَ الْهَدْيُ إِلَى أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ بِمُقَافَةِ  
 الْعَمَلِ الْأَوَّلِيِّ وَهَذَا حَالُ السَّالِكِ الْمُحِبِّ الْمُرِيدِ فَكَانَتْ الْإِنَابَةُ عَيْنَ الْهَدَايَةِ  
 الْعَامَّةِ فَأَمَرْتُ هَذِهِ حَاصَّةً وَاهْتَدَى إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ اهْتَدَى إِلَى الْمُرَادِ بِأَلَمِ الْمُرَادِ  
 فَخَلَصُوا مِنْ مُضِيقِ الْعَمَلِ إِلَى قَضَاءِ الْيُسْرِ بَرًّا وَآمِنْ وَهِيَ الْجَهَادُ إِلَى رَوْحِ  
 الْأَعْمَالِ فَسَبَقَ الْجَهَادُ كُشُوفَهُمْ وَالْمُرَادُ وَنَسَبَ كُشُوفَهُمْ إِلَى الْجَهَادِ هُوَ



ازین تقریر قاضی است کہ برخیز از صوفیہ بہ اجتہاد صرف سرفراز باشند و بعضی ہدایت خاص  
 باشند بشرطیکہ انابت مقدم باشد اما طائفہ اولی پس اجتہاد محض این طائفہ علیہ منوط بہ سبب  
 الہی باشد ایشان علیہ اصطلاح صوفیہ محبوب مراد گویند کہ بدون سابقہ کسب حق تعالی جل شہ  
 بر ایشان ظاہر شود و کشف ایشان بر اجتہاد مقدم باشد چنانچہ بعضی از اجلہ صوفیہ چنان  
 یافتہ شدند کہ لا یجذب الہی حجب از قلوب ایشان را نائل شد و شعاع نور البقیں بر قلب ایشان  
 پرتوے انداختہ تا آنکہ صاحب عنایت تمامی غمہای ایشان باریدہ و کرامات و تجشائش ہائے  
 انواع واقسام بہ طلب ایشان بخشیدہ پس ایشان توجہ باعمال واجتہاد نمودند اعمال ایشان  
 علت اجتہاد بنودہ است بلکہ اجتہاد مقدم باشد بر اعمال اما طائفہ ثانی پس قرب ایشان بہ سبب  
 ریاضت و مجاہدہ نفس و بیداری شب و روزہ و کم خوردنی منوط باشد این طائفہ را سالک  
 محب مرید گویند مگر بدستہ کہ بایشان حاصل بود ہدایت غایتہ باشند عامہ کہ ہدایت کہو از معرفت نبوی المکمل  
 را گویند این انابت غیر ہدایت عامہ باشد بہ برکت این ہدایت این طائفہ از مضائق عسر آید  
 بہ فضا و سیر طہیران کنند و بحالات و مقامات فانیہ گزند خدشہ و وہم انچہ اجتہاد اولیا و احد  
 منحصر در کسب ریاضت گفتہ شد سخن بے دلیل است کہ بمقایسہ کلام شیخ الشیوخ بچوے نہ  
 ارز و اگر در میناب اولیا و احد را با انبیا مشارکت باشد بیچ محمد و رسے لازم نیاید و این را  
 تفسیر قول حق سبحانہ تعالیٰ یجتبی الیہ من یشاء و یشاء الیہ من یشاء و التسنن بعید است  
 درین آیت یجتبی الیہ من یشاء را بمعان نظر دیدنی است معنی این است حق تعالیٰ اجتہادی  
 کند ہر کسے خواہد یعنی بدون حسی او برگزیدہ می کند و ہدایت می کند کہسے را کہ رجوع می آرد  
 جذب مطلق کہ عبارت است از اجتہاد چنانچہ انبیا را سے باشد بہ سبب مناسبت یا سیدار  
 فیاض اولیا را ہم دست می دہد لیکن بعد حصول مناسبت تام با حق تعالیٰ چرا کہ مانع از حقیقہ  
 مطلق عدم مناسبت بود و آن بمناسبت تبدیل باشد پس معلوم شد کہ صوفی چون بسیر  
 مریدی واصل شود و دیگر منازل طے کردہ بمقام محبوبیت رسد و بناتبت بر عمل خدا صلی اللہ



علیہ وسلم محبوب خدا گردد در حق وقت اجتناء او به نیابت موقوف نباشد پس انسان آنچه بپوشد  
 او را خواهد شد بسیر مرادی خواهد شد مراد رومی از شیخ تاج الدین روایت کرده کہ گفت کہ گاہ  
 باشد کہ حق لغائے جذب کند بندہ را بسوی خود بپوشد استادی را بروی نگذار و از حسن  
 پرسیند کہ مرشد تو کیست فرمود پیش ازین عبدالسلام بن شہید شہود اکنون وہ در دیاست  
 و پنج در آسمان است پنج در زمین است از شہید پرسیدہ شد کہ مرشد تو کیست گفت پیش ازین  
 حماد دباس بود اکنون از دوریامی خورم دریائے نبوت و دریائے فتوت خدشہ سیدم  
 وجہ مبہات صرف عدم توسل نیست بلکہ تمامی احوال سیر مرادی کہ بمقام خود مذکور است  
 موجب ہزاران مبہات است ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء قال تو کہم  
 رسول فیوض سالک ابوسط و حیلولت خیر البشر تا زمانے است کہ حقیقت سالک حقیقت  
 محمدی کہ جامع جمیع حقائق است و آن حقیقتہ الحقائق گویند منطبق نگشتہ است و بہ آن متحد  
 شدہ است و چون کمال متابعت بلکہ پنہض فضل این حقیقت را بآن حقیقت اتحاد حاصل  
 گشت توسل برخاست چہ توسل حیلولت در مغایرت است انتہی اتحاد حقیقت سالک  
 با حقیقت محمدی کہ حقیقتہ الحقائق است چہ معنی دارد و چہ صورت دارد این سخن از مقام آدم  
 و انصاف دور است و گستاخی صحیح و گداز و بقیع و با قطع نظر از حکم عقل کہ اتحاد جزو یکے شدن  
 انہما ہر چند جزو کل و جزئی و کلی باشند از محالات است لازم می آید کہ حقیقت ہر سالک  
 کہ باین مرتبہ و مقام رسد حقیقتہ الحقائق گردد و ذلک ظاہر السطلمان پس اگر از اہل حقیقت  
 کسی این اطلاق کردہ باشد و حکم با اتحاد نمودہ معینش فناے آن در دو غیبت از خود در  
 حضور وے خواہد بود بحیث کمال متابعت و غلبہ محبت چنانکہ فنا فی الشیخ می گویند و خود  
 است ام عالم و پیر علیہ بنی آدم و وجہ تمام کائنات و قبلہ موجودات اوست علیہ فضل الصلوٰۃ  
 و اکمل التحیات ہمچنانکہ اتحاد نبیات مطلق الہی را تفسیر کردہ اند باستقراق در ہستی حق کند آن  
 الفقرات و چون اتحاد اعتبارے و حکمی است با مغایرت حقیقی و نفس الامرے منافات تجوید



يَعْبُدُهُ الْكُلُّ مِنْ حَيْثُ كَوْنٍ كُلِّ شَيْءٍ مُوجُودٍ بِهِ مَعْدُومٌ وَإِنْ نَفْسُهُ لَمْ تَكُنْ حَيْثُ  
 أَنْ لَهُ وَجُودًا خَاصًّا أَحَدِيَّةً فَإِنَّهُ فَحَالٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْإِتِّحَادُ هُوَ طَهُوسُ  
 سُلْطَانِ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْبُدُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَتَوَبَّ مَنَابَهُ  
 وَهِيَ شَائِرَةٌ إِلَى مَعْنَى الْحَدِيثِ الْقَبِيحِ حِكَايَةً عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كُنْتُ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ  
 وَإِذَا ظَهَرَ سُلْطَانُ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْبُدُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَتَوَبَّ  
 مَنَابَهُ يُرَى فِي الْحَيِّسِ طُهُوسُ الصِّفَاتِ وَالْأَهْلَالِ مِنَ الْعَبْدِ وَهِيَ فِي الْحَقِيقَةِ لَوْ كَلَامُهُ  
 عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَّصِفُ بِصِفَاتِهِ الدَّائِمَةِ فِي الْعَبْدِ عَلَى مَا وَرَدَ فِي قُرْآنِكَ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا  
 چنانچه حضرت خواجہ پارسا علیہ الرحمہ در فصل الخطاب افادہ فرمودہ پس این چنین اتحاد را

از ادب و الصافات دور دانستن یا گستاخی و کزاف نمودن غلط فہمی است امر دوم حقیقت  
 محمدی در اصطلاح صوفیہ ہی الدائم مع التَّصَيُّنِ الْأَوَّلِ وَهُوَ الْأَسْمُ الْأَعْظَمُ كَمَا فِي مَقْصُودِ الْإِسْلَامِ  
 حضرت مجدد رحمہ اللہ در رسالہ مکاشفات غیبیہ فرماید باید دانست کہ قابلیت او  
 کہ معبر حقیقت محمدی است علیہ الصلوٰۃ والسلام و التَّحْمِیۃ قابلیت ذات است مرا اعتبار علمی را  
 کہ متعلق شود بر سبیل جمال بآن ہمہ کمالات کہ در شان کلام بلکہ در قرآن مجید تفصیل یافته و  
 این قابلیت رب محمد است علیہ الصلوٰۃ والسلام و تواند بود کہ کلام بعض صوفیہ کہ فرمودہ  
 اند کہ رب آن علیہ الصلوٰۃ والسلام شان العلم است راجع بہین معنی باشد و باعتبار این  
 قابلیت اولیای فادہ نسبت او لقائے مستحق گشت و ارباب متالبعان کمال او کہ بر قدم  
 ویند علیہ الصلوٰۃ والسلام اولاد علیہم ثانیاً قابلیت اعتبار نکرند کہ کالاجرا اندر این قابلیت  
 جامعہ را و ارباب انبیاء و غیر ہم من الانبیاء و الرسل غیر از پیغمبر علیہ و علیہم  
 الصلوٰۃ و التسلیمات قابلیت ذات است مرا صفات جمیع صفات را علی سبیل الاجمال  
 و بہین قابلیت بہ بعض اعتبارات بتبع بعض شدہ حقایق متعددہ ایشان گشتہ علی تفاوت در  
 درجات و جماعہ کہ بر قدم ایشان اندازین بہ قدم بھرہ دارند لیکن حقایق ایشان ساز صفات اند

بسیار شریف



که در تحت همین قابلیت اخیر واقع شده اند و این قابلیت بر نخست میان ذات و صفات  
 ارجل شانه و قابلیت اولی بر نرخ است میان ذات و شیونات ذاتیه و میان آن قابلیت  
 که کالاجرا اند مرآن قابلیت را و بر نرخ حکم همتین خودی که در لاجرم در قابلیت اخیر حکم  
 محاسبت پیدا شد چه چته اخیر و صفات که زاید اند بر ذات و موجود اند و وجود زاید بر ذات  
 که با وجود غیر عند طاهل اسحق شکر الله تعالی سیم و اسحق همچنین است و لا معنی للحجاب الزائد علی  
 الشی و قابلیت او که چون چته تختانیه او قابلیت اند که زائد نیستند بر ذات الا بالاعتبار  
 المحض پس انصباغ ان قابلیت از ان چته موجب محاسبت نباشد آری اینجا هم حجاب علی پیدا  
 شد بخلاف در صورت اولی که حجاب عینی و خارجی است لیکن باید دانست که رفع حجاب علی  
 ممکن نیست بلکه واقع است و رفع حجاب خارجی ممکن نیست **فَإِنَّ لَهَا وَقَعَ التَّزْهِيقَاتُ**  
**وَالْعَرُوجَاتُ لَهَا مِنْ أَرْكَائِهِمْ إِلَى سَبْتِ الْأَرْبَابِ فَكَمْ حَجَرٍ يَكُونُ الْجَحْلُ الَّذِي**  
**يَحْضُرُ صَرَاهُ وَفَتْحُهَا حَيْثُ حَلِيكُهُ وَحَلِيكُهُ لَمْ يَكُنْ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَوْ لَمْ يَكُنْ**  
 و در حجاب صفات قابلیت ان عروج از خلائق و ارباب خود ممکن نیست چاین حجاب مانع  
 نمی شود و تا عروج ممکن باشد کما و بعضی از صوایه که حقیقت محمدی را علیه الصلو و السلام  
 قابلیت القواف ذات یجمع الصفات علی سبیل الاجمال گمان کرده اند نشان ان گمان نیست  
 که اجتماع در خانه صفات اند و از ان مقام **وَأَنْدَوُ قَابِلِيَّتِ أَنْ مَقَامِ قَابِلِيَّتِ مَذْكُورِهِ**  
 است کما مر پس بضرورت آن مقام عالی **وَأَنْدَوُ قَابِلِيَّتِ مَذْكُورِهِ** اند که می تواند ذکر آن را و الله سبحانه  
**أَعْلَمُ وَهُوَ حَكِيمٌ أَلْبَسَ** و همچنین است حکم ایشان با انکساین قابلیت فوق شیونات است  
 و شیونات را در تحت او اثبات نموده انرا ان شیونات نیستند بلکه صفات اند که در تحت آن  
 قابلیت اند و چنان نظر آن طائفه از ان خانه گذشته است صفات را شیونات دانسته اند و  
 ازین جهت نیادنی صفات ما هم منکر آمده بلکه شیونات عین ما خود صفات زاید بر ذات اند  
 انتهی چون فرق میان شیون و صفات امری نیست که بجز جوع بعلم تصوف یا تحت بحث

[illegible]



مذکور است فنا عبارت از نسیان با دوزخ حق است سبحانه بواسطہ استیلا و شہود ہستی  
 او جل فکرہ بیانش آنست کہ روح انسانی مَعَ کَایَنَتِکُم مَقْتُلُ مِنَ الْمَرَاتِبِ مِنَ السَّیْرِ عَلَی حَرِجٍ  
 وَالْأَحْطَفِ پیش از تعلق بہ بدن بصنائع خود جل سلطانہ علمی داشت و نحوے از توجہ  
 باجناب قدس اور مستحق بود و چون در نہاد او استعداد ترقیات ہنادرہ بودند و ظہور آن  
 استعدادات منوط بود بخلق بہ بدن مختصری لاجرم اولاد او را صفت لغش و محبت عطا  
 فرمودند و روئے اورا ثانیاً باین پیکر پیولانی گردانیدند و ارتباط جوی بر وجہ کمال در اینہا پیل  
 آوردند پس روح بواسطہ این تعلق جوی بسبب کمال لطافت خویش خود را درین محبوب  
 ظلمانی گم ساخت و وجود خود را با توابع آن و روئے فانی گردانید لہذا بسیاری از فضلا خود  
 را غیر از جسد یعنی انکارند دور اے جسد امرے دیگر اثبات و حضرت حق سبحانہ کہ ارحم الراحمین  
 است از کمال محبت خویش بالسنۃ انبیاء کہ رحمت ہائے عوالمند صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین  
 علی جمیعہم عموماً و علی افضلہم و خاتمہم خصوصاً ایشان را بہ جناب قدس خود دعوت فرمود  
 و از ان تعلق ظلمانی منع نمود و قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَكَ قُلُ اللَّهُ فَرْدٌ سَمُّهُ ہر کس را  
 سعادت انلی در کار گشت بجمع قہقری نمود و دواع مودت عالم سفلی گرد و روئے بجا عالم علوی  
 آورد و ساعیت فساعت محبت قدیم ظہر کرد و دوستی حادث روی بزوال آورد تا آنکہ نسیان  
 تام نسبت باین محبوب ظلمانی میسر شد و اثرے از محبت او مانند آیین زبان فنا و جسدی  
 مستحق گشت و از دو خطوہ کہ درین راہ اعتبار نمودہ اند کہ خطوہ تان و فد و صلت یک خطوہ  
 با انجام رسانید بعد از ان اگر بعض فضل ایزدی جل سلطانہ ترقی از ان مقام واقع شود و شریک  
 سے افتد در نسیان و وجود نفس روح و توابع وجودی او تا فانیان نسیان از دیاوے  
 پیدامی کنند تا آنکہ خود را بتام منسے می گرداند و جز شہود حضرت واجب الوجود جل جلالہ بیچ  
 منے مانند این نسیان بہ بقا و روحی است کہ خطوہ دومی است از ان دو خطوہ مقصود اند  
 فرو آمدن بجا عالم سفلی تحصیل این قسم اخیر فنا بود و بدون این دولت میسر نمی شد البتہ



فی ذلك غیر مخفی علی کمل اهل الله وذلك السیر هو ان الروح لا یبدل له شیئاً  
 لنفسیه من شدّة المحبّة وکمال المودّة مع الخیر والعصیة کما تکرر علیها  
 فی الشهادة لا یكون فی الخبیث مثلاً فانکسب فی اشهادہ کمال المحبّة الغفلة لنظر الخیر  
 اولاً فاعلم فی الغیب ہناء نفس ثانیاً وھذا سرّ غامض لا یعرفہ الا اکابر من العرفاء وحق القلب للعباد  
 بالحقیقة الجامعة وھو تابع للروح فلما اسرقت من مکانہ الی مکان  
 الروح حصل لہ ہذا النسیان یتبیعة الروح وثناء بفناء  
 واما نفس پس ترکیب او بر سین است در مقام قلب بعد از ارتقاء قلب بمقام روح وصاحب  
 عوارف تاکہ شیخ الشیوخ است نسیان مذکورہ را در مادہ نفس ثابت نمی کند وکمال طہارت او را  
 جنہ وصول بمقام قلب نمی گوید اما این ضعیف می گوید کہ نسیان مذکور در مادہ نفس نیز متحقق  
 می شود لیکن بعد از ارتقاء نفس از مقام قلب بمقام روح پس نفس را ہم فناء متحقق می  
 شود چنانکہ قلب را این نفس است کہ بہما بعد از اطمینان رجوع بر رب خود کردہ است  
 واز مقام قلب بقلب غائب پیوستہ وراستی مرغی گشتہ حق سبحانہ و تعالی در شان او  
 می فرماید یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک <sup>وہو الخیر</sup> کراۃ فیہ قرصیۃ تارے نادر مقام  
 قلب است کہ شیخ الشیوخ از ان خبر دادہ است واز اسطیثہ نامیدہ است نسیان مذکور در  
 حق او منقہ است بلکہ اسم اطمینان نیز در ان موطن او را نمی شاید مرکب شدہ است اما  
 تا با اطمینان نہ پیوستہ است مقام قلب موطن بقلب است اطمینان ضد اوست پس خروج از ان  
 مقام شرط اطمینان باشد ہمہ کس ایجاز شد ذلک فصل <sup>وہو الخیر</sup> اللہ یوتیہ من لیشاک  
<sup>وہو الخیر</sup> اللہ فی افضل العظام <sup>وہو الخیر</sup> ما معالہ کہ با قالب است ہوائی اعمال جوارح کہ شریعت مصطفویہ علیہ  
 و علیہ السلام و التخصیص بان ناطق است از دائرہ ولایت معروفہ خارج است  
 واز ہر دو طریق جذبہ و سلوک بیرون است زیرا کہ درای لصفیہ قلب و ترکیب نفس است  
 اطلاع مادہ بر علوم و محارف ان مقام مگر اقل قلیل از اکابر اولیاء و اشد و چنان سچکس حسین باب

به تفصیل سخن در اندامه است و در کلام ربانی و احادیث نبوی اگر چه مذکور است اما باشارت  
 و رموز است این ضعیف نیز درین اوراق از آن مقوله سخن می راند و اقتصار بر مراتب انبیه  
 مرتبه ولایت معروفه می نماید اگر در ثانی الحال در ستمعان فهم این سخن دریافت باندازه دریافت  
 خود و فهم ستمعان درین باب نخواهد رساند انشاء الله تعالی و به سجدانه الموفق للصواب یاد شود  
 که لازم نیست که هر کس فناء روحی میسر شود فناء قلبی هم میسر شود این قدر هست که قلب استیلا  
 بجانب روح که در رنگ پدر است حرار در پیدای می شود و اعراض از نفس که در رنگ مادر است  
 حاصل می گردد و اگر این میل و سلبه کند و تمام او را بجانب پدر بکشد و بمقام او رساند  
 آن زمان بصفت پدر که فناء است متحقق می شود و هم چنین است حال نفس که فناء روحی و قلبی است  
 فناء او نیستند غایه نافی الباب نفس را بجانب پدر که قلب است میله و کشته پیدای می گردد و اگر  
 این میل قلبیه کند و بمرتبه پدر باز که بمقام پدر صابح رسیده است برساند ناچار بصفت پدر که  
 شتعلق بخلاق پدر است مصف گردد و فناء حاصل کند و مراتب سه گانه که فوق روح و زمین  
 حال دارند که فناء روح مستلزم فناء آنها نیست آری در وقت بهبوط روح آن مراتب سه گانه  
 کلاً و بعضاً بمرافقت روح بهبوط کرده باشند و غلبه محبت روح در اینها سیادت کرده باشد  
 بمرتبه نسیان نفس اینها رسانیده بودی شاید که در وقت رجوع قهری فناء نسبت به ایشان  
 کلاً و بعضاً راه یابد و در رنگ روح خالی گردد پوشیده نماند که رفع خواطر از قلب بالکلیه ممکن  
 است  
 که بهر حال اندرین معنی فناء فناء است و پندارند که این فناء بمعنی فناء ذات نیست گشتن شخص است و این فناء آنکه بقا حق به  
 سهو می ماند و این هر دو حال است و پندارند و در میان مردم می دیدم که مدعی بود بخسیر و تذکر و علم باطن اندرین مظاهره کردند  
 نگاه کردم و در خود فناء را نمی شناختم و بقا را نمی دانستم قدیم را از محدث فرق نمی دانستم که درین و از جهال این طایفه بسیار  
 مشاهده می نمودم که گویا می مانند و این حکایه و میانه بود که هرگز فناء اینرا طبعی یا انقطاع آن معنا باشد و این طایفه را میگویم که  
 همین فناء که میگویند که فناء معنی محال بود و اگر گویند فناء وصفه و ادواریم فناء معنی است و بقا معنی دیگر که حواله به روح است  
 و نهاده باشد و محال باشد که کسی بصفت قهری قلم باشد که کشف الحجب



نسیان ماوست هر ما دون حق سبحانه زير که خطره قلبی عبارت از حصول شیء است از اشیاء و  
خطور نیست و مغالطه ابتدا و اندک از حصول و خطور نقص علم است و چون خطره بالکل منفی شد تا  
بعد که اگر به تکلف بیارند نیاید و اگر یادش بدهند یادش نیاید پس علم بالکلیه نایل گشت و این ال  
علم همان نسیان است که در قنار معبر است نیست نهایت مقام فنا از مشایخ هیچ کس باین تفصیل  
درین مقام سخن نکرده است و پیش از نسیان ما دون حق سبحانه از فنا و بقیه نه نموده و هنوز بخیر  
نیست سخن بسیار است اگر توفیق خداوندی جل سلطانه مدد فرمود ازین هم بقتضیل تر سخن خواهد  
کرد که این مقام محل غلط طلب است و اسد سبحانه اعلم بالصواب گاه باشد که نظر سالک بر عالم ارواح  
افتد و آن عالم را با واسطه مناسبت بر تبه و جوب اگر چنان مناسبت بحسب صورت باشد حق می  
انگار و در شهود آن عالم را شهود حق جل سلطانه بقصومی نماید بآن مخطوط و مستند فرستد و چون  
عالم ارواح را با عالم اجساد نخوی از تعلق حاصل است شهود آن عالم را درین عالم شهود و حد  
در کثرت می ماند و حکم با حاله ذاتیت و سمیت ذاتیت می کند و باین تخيلات راه ترقی و وصول  
بمطلوب حقیقی بر سالک سد و می گردد و احسن راه را در این مرتبه بگذرانند و از باطل حق  
بعضی از مشایخ درین مقام سی سال روح را بخدای پرستیدند و چون از ان مقام گذرانیدند  
شناخته از اذن استقامت چهارم عبارت فقرات این است اگر پرسند که اتحاد چیست بگو  
استغراق هستی حق تا تهی این کلام نهایت منقصر و لطیف است مگر مراد از ان همان معنی فنا  
است که مذکور شد و این فنا منافی و ساطت و حیلولت است و کو حکان اتحاد و اتحاد و اتحاد  
اصونم ایچ قیل اهل فنا مذکور شده

تواند نه شوی و نه اگر چیدگینی	جای بری کز تو دوی بر خیزد
پس هرگاه توفیق و دومی که پیش از فنا گم شدن و بعد از آن نایل شده پس لامحال این معنی منافی و ساطت و حیلولت خواهد بود و چه ساطت و حیلولت مقتضی هوئی است فَیْسَانِ الْوَسْطَةِ لَا تَكُونُ بَيْنَ الدِّينِ وَنَفْسِهِمَا پس این صریح اعتراف است بقول حضرت	

عالم  
ارواح  
است  
و در  
کثرت  
می  
ماند  
و حکم  
با حاله  
ذاتیت  
و سمیت  
ذاتیت  
می  
کند  
و باین  
تخیلات  
راه  
ترقی  
و وصول  
بمطلوب  
حقیقی  
بر سالک  
سد و می  
گردد  
و احسن  
راه را  
در این  
مرتبه  
بگذرانند  
و از باطل  
حق  
بعضی  
از مشایخ  
درین  
مقام  
سی سال  
روح را  
بخدای  
پرستیدند  
و چون  
از ان  
مقام  
گذرانیدند  
شناخته  
از اذن  
استقامت  
چهارم  
عبارت  
فقرات  
این است  
اگر پرسند  
که اتحاد  
چیست  
بگو  
استغراق  
هستی  
حق تا  
تهی این  
کلام  
نهایت  
منقصر  
و لطیف  
است  
مگر مراد  
از ان  
همان  
معنی  
فنا  
است  
که مذکور  
شد  
و این  
فنا  
منافی  
و ساطت  
و حیلولت  
است  
و کو  
حکان  
اتحاد  
و اتحاد  
و اتحاد



مجدد رحمة الله عليه

نقاش نیرشتم عیان من عاشق دیرینه ام	دیگر کسی در میان من عاشق دیرینه ام
من بنیم ششم هم ساسن با تو هم ستم جمله جا	من آقا هم هم صنیا من عاشق دیرینه ام

اگر ششم اتحاد و الطابق را عین توسط لفظ معنی محصلی ندارد و این معنیت نه باعتبار ذات است نه مفهوم اهرم فم هم گاه معنی حقیقت محمدی بیان کرده شد پس ادعای این امر که نیست معنی را از ان واسطی دانسته محمول است. عدم فهم معنی حقیقت محمدی از نسبت غلط بسبب عارفان معنی آنکه بر بیرون عن هذا کما رتبت سبب و این معنی ظاهراً است که حقیقت محمدی یعنی مذکور نزد عارفان چگونه واسطه در وجودات تمام اشیا و صفات و کمالات از جواهر و اعراض که وصول بحق و سهود و سبب نیز از ان جمله است خواهد بود چه اینها که به آن حقیقت رسیده و در و سبب فانی گشته و حکم اتحاد گرفته و چه غیر آن و آنچه کل العجب که نسبت توسط بطائفه اوئی و نسبت اقرب و انهم دانسته شده و این معنی نه تصویریه شد که هر گاه انتها بیان حقیقت رسیده و در و سبب فانی گشته و حکم اتحاد گرفته پس چگونه حقیقت متحد حقیقت متوسط خواهد بود فشتان بئیننا اللهم الا ان یقتل قد خطف هذا الامر عندك لعمرو ضنه و قد قبه عیدک و ان کان ظاهراً فی نفس عید الفحول

اگر زکاوش مرگان اود لم خون شد	خوشم که بجز من اسباب بگریه افزون شد
-------------------------------	-------------------------------------

اگر ششم براس دفع خدشات حضرت محترم رحمة الله علیه حضرت خواجه معصوم حرلمه از فرزندان حضرت مجدد رحمة الله علیه بود اند و ولایت محمدی الشریع شده در عمر شانزده سالگی به تحصیل علوم حق معلوم یافتی متوجه شدند و در آخر عمر حضرت مجدد رحمة الله علیه با وصفتی که می حضرت خواجه معصوم به سادس تربیت مردان غریب باریشان تفویض فرمودند و صفتی که بهیچیکه یورای خانقاه و رتبت لطیف داشت بقا عت پر داند و از صحبت فقیا و بارش محترمانه پس پنهان بوقوع که شاه جهان پادشاه به صاحب دی سبب میل کرد لیکن میرشد و درنگ میرشد حضرت شد و ابروت تور و دو عالم صحبتی خواست میرشد حضرت قایل نمائند که صفات الهی حضرت ایشان با بلند داشت نه

من عاشق دیرینه ام  
دیگر کسی در میان من عاشق دیرینه ام  
من بنیم ششم هم ساسن با تو هم ستم جمله جا  
من آقا هم هم صنیا من عاشق دیرینه ام  
اگر ششم اتحاد و الطابق را عین توسط لفظ معنی محصلی ندارد و این معنیت نه باعتبار ذات است نه مفهوم اهرم فم هم گاه معنی حقیقت محمدی بیان کرده شد پس ادعای این امر که نیست معنی را از ان واسطی دانسته محمول است. عدم فهم معنی حقیقت محمدی از نسبت غلط بسبب عارفان معنی آنکه بر بیرون عن هذا کما رتبت سبب و این معنی ظاهراً است که حقیقت محمدی یعنی مذکور نزد عارفان چگونه واسطه در وجودات تمام اشیا و صفات و کمالات از جواهر و اعراض که وصول بحق و سهود و سبب نیز از ان جمله است خواهد بود چه اینها که به آن حقیقت رسیده و در و سبب فانی گشته و حکم اتحاد گرفته و چه غیر آن و آنچه کل العجب که نسبت توسط بطائفه اوئی و نسبت اقرب و انهم دانسته شده و این معنی نه تصویریه شد که هر گاه انتها بیان حقیقت رسیده و در و سبب فانی گشته و حکم اتحاد گرفته پس چگونه حقیقت متحد حقیقت متوسط خواهد بود فشتان بئیننا اللهم الا ان یقتل قد خطف هذا الامر عندك لعمرو ضنه و قد قبه عیدک و ان کان ظاهراً فی نفس عید الفحول

اگر ششم براس دفع خدشات حضرت محترم رحمة الله علیه حضرت خواجه معصوم حرلمه از فرزندان حضرت مجدد رحمة الله علیه بود اند و ولایت محمدی الشریع شده در عمر شانزده سالگی به تحصیل علوم حق معلوم یافتی متوجه شدند و در آخر عمر حضرت مجدد رحمة الله علیه با وصفتی که می حضرت خواجه معصوم به سادس تربیت مردان غریب باریشان تفویض فرمودند و صفتی که بهیچیکه یورای خانقاه و رتبت لطیف داشت بقا عت پر داند و از صحبت فقیا و بارش محترمانه پس پنهان بوقوع که شاه جهان پادشاه به صاحب دی سبب میل کرد لیکن میرشد و درنگ میرشد حضرت شد و ابروت تور و دو عالم صحبتی خواست میرشد حضرت قایل نمائند که صفات الهی حضرت ایشان با بلند داشت نه

اگر ششم براس دفع خدشات حضرت محترم رحمة الله علیه حضرت خواجه معصوم حرلمه از فرزندان حضرت مجدد رحمة الله علیه بود اند و ولایت محمدی الشریع شده در عمر شانزده سالگی به تحصیل علوم حق معلوم یافتی متوجه شدند و در آخر عمر حضرت مجدد رحمة الله علیه با وصفتی که می حضرت خواجه معصوم به سادس تربیت مردان غریب باریشان تفویض فرمودند و صفتی که بهیچیکه یورای خانقاه و رتبت لطیف داشت بقا عت پر داند و از صحبت فقیا و بارش محترمانه پس پنهان بوقوع که شاه جهان پادشاه به صاحب دی سبب میل کرد لیکن میرشد و درنگ میرشد حضرت شد و ابروت تور و دو عالم صحبتی خواست میرشد حضرت قایل نمائند که صفات الهی حضرت ایشان با بلند داشت نه





فانی الحق خواهد شد در رنگ سائر کمالات که باصول محو و ملحق می گردد درین هنگام عارف خود را خالق  
 محض خواهد یافت و بعد از صرف ملحق خواهد دید نه فکر می در خود احساس نماید و نه توجه و نه نیات  
 بود و نه حضور می بعد از حقوق باصل اگر یافتست از خود بخود است و اگر حضور نیست هم از خود  
 بخود کلاً الحاد است اذ اقوی سرنا بالقدیر کما یقین که اگر درین موطر که موطر فی  
 نفس است بروجه کمال اطلاق کلمه انا عارف نازل می شود و عارف از خود به انا نمی تواند  
 تفسیر کرد زیرا که بعد از نقاد و نفس که سرور و کلمه انا بود انا را موردی نمی ماند که بران اطلاق یابد نه  
 باین معنی که تا بر حق اطلاق شود و خود را حق بیند که خود می در میان نمانده است و انا نیست بر  
 کنده سوال هرگاه علم حضور می عین عالم باشد و آن علم بعد از کمال بصل خود که علم جنوبی  
 واجب است ملحق می گردد و مقرر است که حقوق هر کمال بصل خود کامل است نه بامر که می بیند  
 اصل آن باشد لازم می آید که حقیقت هر شخص و مبدا و تعین او علم بود و حال آنکه صفات دیگر نیز  
 سیاد می بقینات خلایق است چنانچه بطور حضرت الی شان با قدسنا الله به و الا قدس من یکم به  
 تعین حضرت آدم است و کلام مبدا تعین حضرت موسی و قدرت مبدا تعین حضرت عیسی علی  
 نبیا و علیه هم الصلوة و التسلیات و جمیع که در نخل و لایات این بزرگواران نه مبدا می بقینات  
 شان جزئیات این صفات اند و جزئیات جزئیات این صفات علی تفاوت الدرجات جوابیه  
 حقیقت محمدی علی مصدرها الصلوة و السلام و اتمیه چنانچه مقرر این طائفه است اجمال  
 حضرت علم است و حقایق سائر خلایق تفصیل این اجمال است پس نظریات معنی توان گفت که  
 حقایق جمیع خلایق علم است چه همه خلایق ظهور و تفصیل آن حضرت است علیه و علی آله الصلوة  
 و السلام غایتی مافی الباب آن حقیقت تجلی را در مرتبه تفصیل حصص لایحیی است با اندازه کمالات  
 مفصله علم که در حضرت جمال اندراج و اندماج داشتند پس حقیقت هر شخص از اشخاص سوای آن  
 سرور علیه و علی آله الصلوة و السلام حصه بود از حصص علم که تعلق علم در مرتبه تفصیل که کمال  
 از کمالات مندرجه جمال حاصل شده است مثلاً مبدا تعین حضرت ابو البشر علی نبیا علیه الصلوة و السلام



حکماست از علم که از تعلق آن به صفت گوین که در اجمال منبج بود بحصول پیوسته است علی  
 هذا القیاس سائر الحقایق لیکن چون تمیز میان حصص حقایق بآن کمالات است حقیقت هم شخص  
 سسی یکما لے از ان کمالات که نسبت خاص بآن شخص دارد که سبب تمیز او شده است منوید  
 پس علم اشرف صفات شد و برکات آن شامل جمیع موجودات آمد جواب دیگر آنکه اتحادش  
 بالشیء مستلزم آن نیست که شیء اول حقیقتی ثانی باشد چنانچه خاصه را با ما بهیت نسبت  
 اتحاد است بآنکه از محارص است اگر تو ند برین تقدیر که علم ذات و حقیقت آن بود حقایق  
 جمیع موجودات را تفصیل حقیقت محمدی گفتن چگونه راست آید چه حقیقت محمدی علم است گوئیم که  
 نیست که اجمال ذاتی تفصیل بود چه انواع مندرجه تحت حیوان را تفصیل ماسته توان گفت چنانچه  
 ماسته ذاتی آن نیست و تو سلم گوئیم که حقیقت محمدی را اجمال و کل همه حقایق گفتن باعتبار اجمال  
 و جامعیت علم است مر آن حقایق را با آنکه گوئیم تواند بود که حقیقت محمدی عبارت از جمیع کمالات  
 ذاتیه بود که متعلق علم است علی وجه الاجمال نه نفس علم من حیث هو لیکن چون در ان مرتبه علم  
 را از ان کمالات تمیز نیست و غیر از حضور و انکشاف امری در ان موطن هویدا و مغموم  
 نه لهذا آن مرتبه را وحدت گویند و قابلیت محض خوانند و نیز علم را با معلوم بطور بسیاری  
 از محققان اتحاد دایم است ناچار تمیز از ان حقیقت بعلم نموده اند لهذا در مرتبه تفصیل علم ان  
 کمالات تمیزه حقایق سائر اشخاص اند و برین تقدیر نقابل اجمال با تفصیل بی تکلف می افتد و  
 بغیر آن نه چنان و متوید این توجیه است که نزد حضرت ایشان ما قد سنا احدی سنا به سوره  
 الا قدر حقیقت محمدی اجمال لغین و جودی است با تعین جی که تعین علمی از ان بکراتب پان  
 است چنانچه تحقیق آن در جای دیگر ثبت یافت است اگر گویند که کلام بعضی اکابر ناطق  
 است با آنکه علم حقیقت انسان است چنانچه مولوی قدس سره فرمود

اے برادر تو همسین اندیشه کن

و از حضرت ایشان نیز در بعضی اوقات مثل آن مسموع گشته گوئیم تواند بود که این اکابر

بر سبیل تجوز و مبالغه فرموده باشند یعنی عمده در تو همین فکر و اندیشه است باید که آن در  
غیر مطلوب حقیقی مصروف بنود بلکه تمام مصروف آنجناب مقدس گردد و تحقیق درین مقام  
آنست که حضرت ایشان با افاده نموده اند جاس که فرموده اند ازین بیان لازم آید که  
در علم حضوری هم صورت معلوم با وجود حضور نفس معلوم کاین است که حاضر نفس معلوم  
خالص نیست اعتباری در وی راه یافته است که از نفس بصورت آوره است بهم هر کس  
باین وقت نرسد و تا بذات بحث واصل نشود و حصول یحیی این دقیقه را در نیابد البته مختل  
ازین تقریر ظاهر شد که حقیقت محمدی در اصطلاح صوفیه اجمال حضرت علم را گویند و از فثای  
این مقام هیچگونه اسامی ادب لازم نیاید و همچنان معنی اتحاد بهم مذکور شد سلمات که معنی اتحاد  
فنا است چنانکه اتحاد بذات مطلق را فنا می گویند و میان اتحاد اعتباری و حقیقی و مفارقت  
حقیقی و نفس لازم منافات نیست لیکن هرگاه توفی بر خیزد و البته این معنی منافی و ساطت و  
حیلوت خواهد بود و این اتحاد را عین توسط گفتن هرگز بخمال نمی آید و هرگاه این واصل بجهت  
غلبه بیه خودی و فنا در یافت این و ساطت نمی تواند پس اگر ادا و کار و ساطت نماید چه  
باک خواهد بود و نظیرش براس توضیح پیش میگویم نگر نیستی است که در سخنین سر کرده انگبین را بهم  
بنوعی مخلوط می کنند که اشاره حسیه بسوی احدی ازین ابزاری عین اشاره بسوی دیگر  
می باشد مگر نمی توان گفت که سرکه انگبین گردیده یا انگبین غلبه ماست لباس سرکه پوشیده  
انچه ادعای این معنی نموده شد که حقیقت محمدی را عارفان واسطه می دانند یعنی است بر  
عدم اطلاع بر اصطلاح صوفیه کلام چنانکه مذکور شد قال تو که می انجا که اتحاد است معامله  
بشکرت است این نیز خالی از غایت نیست چه شرکت دینی را می طلبد و شریک در امر  
و کس می باشد و حقیقت اتحاد خود اصلاً بشکرت جمع نمی شود و بعضی فنا و غیبت نیز که  
اتحاد می است فانی و غایب از میان رفت حکم عدم گرفت شرکت از و چه صورت دارد و توسط گفتند که دینی  
می طلبد شرکت در شرکت برین احوال هرگاه خیر و بر توحید کلام خود فرموده باشد پس ضرورت این معنی چیست



که آنرا تسلیم نساخته بمعنی دیگر محمول کرده قایل باستحاله شوند اتحاد بمعنی فنا است و شرکته  
که هست مثل شرکت خادم است با محذور و ملاحظه فرموده شود اگر بتبعیت محذوری خادمی مبرا نگاه  
شاهنشاهی درآمد در شرکت منزل کلامی نخواهد بود مع فقدان التوسط زیرا که در یک محل کار کنید  
تحقیق مقام این است که مراد حضرت مجدد رحمه الله علیه صورت ثانی است مثلاً کسی در سیر سلوک  
خود را بحقیقت محمّدی اتحاد یافت و بهر فیضی که می آید بیک حقیقت میرسد ظاهر و ادا در ضمن او  
حقایق دیگر هستند که بهمه میرسد پس معامله بشرکت گفتن راست شد و همین لفظ معامله قریب  
است چرا انصاف از دست داده شود

کاش گردن از سرم بیرون بر دسودا می آید یا مر اصر برے و در چندانکه استغنائے تو

قال تو که طریقه جذبه را چون کشش از جانب مطلوب است و عنایت الهی متکفل حال طالب  
است ناچار قبول و سایلطنی کند و در طریق سلوک چونکه انابت از جانب طالب است  
از وجود و سایلط چاره نبود این عین دعا است و سخن بے دلیل است طریقه جذبه و مرادی  
و محبوبی چنانکه سابق بیان رفت زیاده بر آن نیست که لطف الله تعالی بنده خود را پیش  
از آنکه طلب کند و سلوک نماید جذب می کند و آنجذب بهم اجمالی است که بدان سلوک اسان  
می گردد و قریب و وصول و حصول مراتب و مقامات آن بعد از سلوک حاصل می گردد و این  
منافات بوجود و سایلط آرد بلکه چون جذبه تنها کار نمی آید و سلوک بے سایلطنی باشد  
لازم آید و وجود و سایلط چنانکه مقرر قوم است و خود هم گفته اند که در نفس جذبه بهر چند و سایلط و کار  
نیست اما تمامی آن منوط به سلوک است که اگر سلوک نباشد جذبه ناخام و ابراست اقوال  
این کلام از ادوات اخر محذورش است خدشه اول بهرگاه حضرت مجدد رحمه الله علیه درین  
باب مناط کلام بر عوارف شیخ الشیوخ نهاده و این تقریر همان است که از عوارف منقول شد  
پس این را عین دعا و سخن بے دلیل گفتن از باب مناظره بعید است برای ناقل کلام شیخ  
الشیوخ دلیله است کافی مبنی بر آنکه قدم در بادی عشق نهاده و او را اتفاق ملاحظه نازد و نیاز

ناجیه و سلوک



معشوق افتاده است نیک می دانند که هرگاه جذب از جانب مطلوب است ضرورت طلسم  
نی باشد مطلوب را جذب طالب بیک اشاره چشم کافی است ۵

دو تن را که باشد بهم جان و هو شش | حکایت کنند و لب باخمو شش

خدا ششم دوم این کلام معترض رحمة الله علیه مخالف آن است که پیش ازین به تعریف  
مجدوب سالک برگاشته چه در تعریف لفظ نخست تحریر فرموده که بمعنی بیواسطه است  
فَمَا كُنَّا كَمَا كُنَّا سَلَفًا، خدا ششم سوم کشتن مطلوب را ندیده آسانی سلوک تصوریدن ترقی  
معکوس است و نه صرف سنانی عقل است بلکه لفظ آن است که کلام السهروردی رحمة الله علیه  
فِي تَحْقِيقِ الْإِزَادَةِ الْمُرِيدِ خدا ششم چهارم قرب و وصول و حصول مراتب و مقامات مرادین  
را منوط بر سلوک داشتن بهم غلط است که امر خدا ششم پنجم آنچه نوشته شده که چون جذبیه تنها  
بکار نمی آید و سلوک بی وساطت نمی باشد لازم آید وجود وسایط محمول است بر عدم فهم کلام حضرت  
مجدد رحمة الله علیه درین مقام چه از سلوک معنی مصطلح متصوفین مراد نیست بلکه مراد از سلوک  
اینان شریعت است از توبه و زهد و غیره تا چنانکه خود حضرت مجدد رحمة الله علیه با تصریح  
فرموده وَ أَجْعَلُ خِفَاءَهُ عَلَى الْمُعْتَزِّضِ مَعَ تَبْدِيَانِ مَحْتَضَا كَأَنْدَرِينَ صَوْرَتِ ادْعَايِ  
لزوم و سالیط دعوی باطل است و العجب کل العجب که معترض در نقل عبارت تحریف فرمود  
عبارت اینست اگر سلوک که عبارت از ایقان شریعت است از توبه و زهد و غیره تا چنانکه  
منضم نکرد جذبیه تا تمام و ابراست بسیاری از منمود و ملاحظه را دیده ایم که جذب دارند اما  
چونکه مبتدع صاحب شریعت علیه و علی آله الصلوٰة والسلام تکیه گشته اند خراب ابراند و غیر  
از صورت جذب نصیب ندارند انتہی اگر این عبارت سالق لعل می فرمود یا با معان نظر آن را  
مطالعه می کردند بنا به اشکال منهدم می شد عرض نیست که متابعت شیعه و قوت علیه مرادین  
است و این مستلزم و سالیط نیست و قائلان که سالیط لیس مجمل و هتافا فی شکیال  
و الله اعلم بحقیقته الخاقانی اگر گویند که احتیاج در طریق جذبیه که وسایط پیش از وصول است و بعد

از وصول بر طرف می شود بخلاف طریقه سلوک که انجا بعد از وصول نیز واسطه می ماند چنانکه گفته اند که در طریقه جذب اگر چه بتوسط متابعت شریعت که عبارت از سلوک است وصول مطلوب میسر شود بخواسته حصول امری خواهد بود گوئیم چه دلیل است برین دعوی مضموم جذب و حصول طریقه و خود مقتضی این نیست چنانکه معلوم شد و مدعا می دوم که در طریقه سلوک از واسطه چاره نبود مگر آنکه قابل بوجود تو سط مطلقا دخل در آن مناسب نیست ولیکن بطریقه بحث و مناظره گفته آمد که چرا انجا هم بعد از وصول بوجود و سائط واسطه بر طرف نشود بوجود جذب بعد از سلوک بلکه همچنین باید بقول ایشان که خاصیت جذب عدم سائط است و سقوط آنهاست و در کلام شایز اشاره به آن واقع شده است انجا که گفته اند در طریق سلوک از شیخ بر که در میان آمده است توسط و حاجب نبود سالك است و ای اگر در آخر حال جذب تدارک نماید یعنی سائط از میان بر ندارد و حاصل آنکه در طریقه جذب و سلوک هر دو پیش از وصول سائط در کار است و آنکه در طریقه جذب بعد از وصول سائط ساقط گردد و در طریق سلوک می ماند محکم است چاره هر دو جای باقی نماند و چاره هر دو جاسا قاطع گردد و سخن در همین جا است و اگر گویند که این امر کشفی و وجدانی است بحث فایده ندارد آن چیز دیگر است اما شامه عقیده است که شده اید و توجیه نموده اید که چون در طریقه جذب کجش از جانب مطلوب است عنایت الهی متکفل حال طالب است تا چاره قبول سائط نمی کند و در طریق سلوک چون از جانب طالب است از وجود و سائط چاره نبود و خود جذب و سلوک بهر دو تقدیر فرق بتاخر و تقدم فایده ندارد و اگر گویند ما بوسیله هر دو کشفی است چنانکه یکبارگی از شامل این سخن بشنیده شده است این گریز گاه خوب است و بعد از آن در اثبات عدم توسط و تقریر این طرف دیگر بیان کرده اند که وصول از راه معیت که حق بایا بنده است تا چاره بتوسط امری خواهد بود مناسب نیست است و اگر واسطه است در سلسله تربیت است که عبارت از سلوک است اقول این قول سربا یا مخدوش است و مبنی است بر عدم فهم معنی جذب و سلوک و توسط



خدمت اول هرگاه حضرت محضر در مفهوم جذبه لفظ نخست تحریر ساخته پس مفهوم جذبه

و حصول و مقتضی عدم توسط است ۵

خوش آن مجلس که اینجا توبه خود چون کنتم ظاهر | مراسمی گریبان گیر و دس در گلو ریزد

خدمت دوم حصول کلامی امر بدو و واسطه محل استبعاد نیست اگر بکتاب قوم رجوع  
نموده آید آشکارا متبادر شده که در بعض امور توسط را باین نیست و ایجاب خبری متناقص  
سلب کلی است امام شعرانی در مقدمه طبقات می آرد و كَانَ الشَّيْخُ أَبُو نَزِيرٍ كَلِمَ الْبَسْطِ  
عَنْهُ اللَّهُ يَقُولُ بَعَاءُ عَصْرٍ أَخَذَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ الرُّسُومُ مِنْ تَأْنِيهِمْ وَلَحْظُ نَاعِلَةٍ  
مِنْ تَحْتِ الْأَيْدِي فِيهِمْ دَرَفَتُ حَاتٍ كَيْفَ نِزَارٍ كَمَا يَتَقَوَّلُ هَذَا بَيْنَ كَلَامِ سُبْطَامِي رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ  
قَاتِلٌ هَذَا بَرْدِمْ تَوْسَطِ أَمَامِ شَعْرَانِي دَرِ بَوَاقِيَتِ مِيفَرَانِدَانِ قُلْتُ فَقُلْ يَكُونُ إِلَّا هَلَاكُمْ  
بِلَا وَسِطَةٍ فَالْجَوَابُ لَمْ يَكُنْ قَدْ يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الْوَجْهِ الْخَالِصِ الَّذِي يَنْ كَلِ  
لَا شَيْءٍ وَبَيْنَ سَرِيَّةٍ عَوْرَةٍ وَجَلَّ فَلَا يَعْلَمُ بِهِ مَلَكٌ إِلَّا هَلَاكُمْ لَكِنَّ هَذَا الْوَجْهَ  
يَتَسَارَعُ النَّاسُ إِلَى الْكَافِرَةِ وَفِيهِ الْكَافِرُ مُوسَى عَلَى الْخَضِرِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ  
فَعَلِمَ أَنَّ الرَّسُولَ وَالنَّبِيَّ لِيُشْهِدَا لَكَ لِقَاؤَهُ بَعْدَ غَيْرِ الرَّسُولِ بِحَسِّ قَاتِلٍ وَلَا  
بِرَأْيٍ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى بِوَسِطَةٍ فَإِنْ شَاءَ أَوْ يُعْطِيهِ مِنَ الْوَجْهِ الْخَالِصِ  
بِأَرْتِقَالِ الْوَسَائِطِ وَهَذَا أَجَلٌ إِلَّا لِقَاءُ وَاشْرَفَ وَيُحَقِّقُ فِي هَذَا الرَّسُولِ وَالْوَلِيِّ

لشایخ ابوزید سبطامی رحمه الله علیه می گفت به علمای زمان خود که شاعلم خود از طماع رسوم حاصل کرده اید که بجهت بد دیگر  
مردمان و من ظم خود را از زنده حاصل کرده ام که هرگز نمیرد یعنی ایامد نقای حاصل کرده ام ۱۲ ۵ اگر بگویند که ایامام  
و بعضی واسطی باشد جواب نیست که بدو و واسطی باشد گاهی ایامام بنده را می شود بوجه خاص که در انسان و خداوند  
متقاسمی باشد فرشتا ایامام را هم بآن خبر نمی باشد مگر مردمان با عکاسی متوجه شوند و در بین عکاسی است بر بعض  
علیه السلام پس این است که در حال پنج چشم سفر فرشته های مکنند و فرستاده های فرشتی یا بندگان مکنند ۱۲



هرگاه الهام بلا واسطه شود و درین مذوری عاید نگردد پس اگر در جذب هم واسطه نباشد چه  
 ایک بود شیخ عبدالکریم جلی در کتاب سنن طریقه می نویسد: **الْمَجْمُوعُ عَنْ الْأَسْمَاءِ وَالصَّغَارِ**  
**يَكُونُ هُوَ فِي نَفْسِهِ ذَاكَ سَادَ جَا فَلَ يَكُونُ كَيْفَهُ وَيَكُونُ كَيْفَ اللَّهِ تَعَالَى وَاسْطَهُ أَيْ هُوَ وَكَفَهُ**  
 و در موضع دیگر ازین کتاب می نویسد: **وَهُوَ مَعَ الذَّاتِ وَكُلُّهَا تَجَلَّى عَلَيْهِنَّ صِفَةً**  
**سَرَّجَ غَنَاهَا إِلَى الذَّاتِ بِمَا هُوَ كَمَلٌ مِنْهَا وَفِي هَذَا الشَّهَادِ سَرَّيْتُ الْأَمَامَ**  
**أَبَا الْحَسَنِ التَّوَيْسِيَّ وَمَعْرُوفَ الْكُرْمَنِيَّ وَجَمَاعَتَيْنِ مِنَ الشَّيْخَانِ بِبَابِ بَدِيدِهِ أَمْعَانِ نَكْرَسْتَنِي** است  
 که چه قدر حجاب سلطنت رومی در قطب بن محی قدس سره در مکتوبات خود می نویسد که هر  
 مقصود را با حق لغای دوراه است در یک راه واسطه میان بنده و حق ثابت است  
 و در راه دیگر هیچ واسطه در میان نیست این بعینه ناظر بهین تحقیق است که حضرت ایشان  
 نوشته اند که واسطه در راه سلوک است نه در راه جذب چون اقوال ائمه فن لباعت در  
 آمد پس مگویش شنیدنی است که مفهوم جذب به حصول طریقه و سه مفتاحی بهم میسر است چنان  
 مفهوم سلوک حصول طریقه و می تقصی توسط جذب یعنی کشیدن است چون خلوص طالب به  
 توجه خاص بسبب غولیش کشد احتیاج توسط حصیت البته طالب را به حصول مطلب احتیاج  
 ذرائع و توسط می افتد هرگاه سلوک وصل بمطلوب شود تا آنکه جذب نباشد بدون توسط چاره  
 نبود هرگاه جذب پدیدار آمد پس رفع توسط از جذب خواهد بود نه از محض سلوک برای تصدیق  
 قلب این مسئله را بجامظ ظاهر و در بار سلاطین چرا قیاس نکنند و چرا بر حالات ملوک نظر نه اندازند  
 گاهی امیدوار می باشند که با شاه برای اینجا حاجات و عرض و معروض در سر می  
 افتد اولاً لایا سه که برای حصول ملازمت سلطانی مقرر است از جامه و نیمه و دستار و قبا و  
 عبا تیار کنند و بر تن خود راست می کنند و کمر را از کمر بند زرین محکم بر می بندند و نذر برای  
 سلطان همیامی دارد و ببارگاه وزیر رسا می حاصل می کنند چون وزیر دران سامان  
 و بیفتی که برای حضور بی پیش سلاطین در کاری باشد ملاحظه می فرماید موقع یافته به پیش

سلوک  
 الهام بلا واسطه  
 فی نفس  
 سادگی باشد  
 بکلی باشد  
 در میان احوال  
 ذات است  
 واسطه است  
 و صفت است  
 سلوک است  
 ذات است  
 هرگاه گاهی  
 نیست  
 در زمان  
 بسوی ذات  
 بیجای  
 سبب است  
 سلوک است  
 و درین مقام  
 چه نوعی  
 و معروض  
 سبب است  
 و بیفتی

سلطان عرض می دارد سلطان او را طلب می سازد و او با وزیر تا وقت دربار حاضر می باشد  
باز او را بار بار به حاصل نمی شود اگر حاصل میشود بهین طور که همراه وزیر رفت و واپس آمد مگر  
سلطان را بوی میلائی خاص نمی باشد و نه بطور خود او را اجازت حضوری نمی باشد گاهی  
شخصه با طاعت وزیر طبیعت وزیر را چندان خویشش می کند که وزیر بدرگاه سلطانی  
چنان عرض میدارد که این شخص لیاقت آن دار که او در سلک خاص و محرمان و جلسیان  
سلطانی منسلک کرده آید پس سلطان بوساطت وزیر یا بطور خود او را طلب داشته از خواهر  
و محرمات و جلسیان خویش میسازد پس دین هر دو صورتی مخدور شرعی یا عرفی نیست اگر  
نیک ملاحظه رود اول نظیر سلوک است و ثانی طریق جذب این نظیر را سه تفریق شده که از کشف  
بهره ندر دارند است اگر چشم بنیاد داشته باشند این معنی او را از کشف و وجدانیات من قبیل  
مرئیات خواب بود چون حالت جذب سلوک متفاوت است و هر دو متقابل بوده اند پس چگونه  
حالت یکی از آن مثل دیگری خواب بود یعنی اگر واسطه باشد در هر دو جا و اگر ساقط شود در هر دو  
نیایمکه در سلوک واسطه خواب بودند در جذب خدشته سیلوم کشف بودن اصلاً گریز گاه نیست  
چنانکه معقولات از افهام مدرک نه میشود و موجودات در افهام خیالات در نه آید و تخيلات به  
صبط خواص نرسد امری که بعین یقین معاینه کرده می شود و اگر کس بعلم یقین از ادراک و ادراکات  
خارج باشد حضرت معترض در رساله التخصیل التعریف از شیخ عبدالوهاب نقل فرموده بنی العلم  
علی البحث و التحقيق و بنی الحال علی التسلیم و التصدیق و حضرت خواجہ محمد باقر سادات تحقیقات  
می فرماید بعد از آن علوم خواطر و علوم مشاہدات و مکاشفات که علم اشارت عبارت از آن علوم  
است پدید آید و این ان علوم است که طایفه متصوفه بدان مخصوص گشته اند بعد از جمع حصول  
سائر علوم مذکور و اما این علوم را بدان سبب علوم اشارت خوانند که از مشاہدات قلوب و مکاشفات  
اسرار عبارت توان کرد چه در تقریر نگیند بلکه معرفت این علوم بمنزلات و مواجید که در باطن  
ساک طالب پدید آید توان یافت و حقیقت این علوم را جبرائیل که بمقام مشاہد و مکاشفات



رسیده بود و این معانی حال او شده فتواند شناخت و ادراک بخوان کرد سعید بن مسیب روایت  
 کرد از ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من العلم  
 كهيئة المنكوب لا يملكه الا اهل المعرفة بالله سبحانه فاذا انظروا له لم تجدوا الا اهل الحق والله سبحانه  
 وعبدا واحدا بن زید گفت از حسن بصری سوال کردم که علم باطن چیست حسن گفت از حذیفه  
 الیمان پرسیدم از علم باطن او گفت که از رسول صلی الله علیه وسلم پرسیدم از علم باطن فقال  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم سالت جبریل علیه السلام عن علم الباطن فقال هو  
 الباطن فقال جبریل علیه السلام سالت الله يجعل ثناؤه عن علم الباطن فقال هو  
 سر من أسرهم في قلب عبد لا يقيده عليه احد خلق قال وگفته اند که  
 راه معیت یکی از طریق جذبهاست انتی پوشیده مانند که هرگاه راه معیت یکی از طرق خدیم  
 باشد و قریب یافت که در طریق جذب از سلوک چاره نیست پس در طریق معیت برای حصول  
 نیز سلوک در کار خواهد بود و از وسایط ناگزیر و کلام دروس بهم چنان خواهد بود که در طریق  
 جذب گذشته است اقول این تقریر خارج از ادب مناظره است تقریر معیت را حضرت مجدد  
 رحمة الله علیه از حضرت فاجه رحمة الله علیه نقل میفرمایند و بهنا نقل تصحیح است نه نقض بر  
 تقدیر تسلیم گفته شود که درین شک نیست که راه معیت یکی از طرق جذب است و  
 نور جذب از سلوک چاره نیست پس در راه معیت از سلوک معنی تمعیت چاره  
 نخواهد بود مگر سلوک مطلق موقوف علیه یا متوسط جذب یعنی باشد و من ادعی فعلیه  
 الاثبات قال دیگر مثال ظل با اصل نموده اند که هم طریق است اگر بغایت الهی ظل را  
 ۱۱ فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم که بعضی از علم مثل سست نهان داشته شده است که آنرا بجز اهل معرفت که  
 نه دانند هرگاه اهل معرفت بدان کلام کنند آنرا که کار نکند مگر شخصی که او را نا شنائی باشد خداوند بفرمود ۱۲ گفت  
 رسول الله صلی الله علیه وسلم که از جبریل علیه السلام پرسیدم که علم باطن چیست گفت من این از بابی تعلی پرسیدم گفت  
 و صایر سطر از بابی که قبله بده عرضی اندام بران کسی مطلق نمی شود ۱۳ و دیگر دعوی کند بر و خدایت است ۱۴



۴۰

باصل میله پیدا شود کشتی بوسه یوید اگر دو آن ظل را باصل وصولی حاصل شود هر آینه  
 بے حیولت امری خواهد بود چون آن اصل سے از اسماء الہی است اچار در میاں اسم  
 و اسمائے وی جایلی خواهد بود و وصول ظل ازین راه باصل الاصل کہ مسامی آن اسم  
 است بے واسطه امری خواهد بود دانسته پوشیده ماندہ ظاہرین است کہ این نیز از طرق  
 جذبہ خواہد بود چنانکہ در طریق معیت پس این نیز محتاج بہ سلوک خواہد بود چنانکہ طریق  
 جذبہ اینجا نیز همان کلام است کہ اینجا است دیگر کشتی ظل پہل مسلم و الفصال اسم باسمی  
 نیز ہمچنین اما وصول ظل پہل الاصل کہ مسامے ان اسم است چرا بواسطہ ان اسم باشد  
 بیل اکامہ کذلک اقول اچھے دعویٰ ظهور نموده شد و محض است متعلق است کہ این غیر  
 طریق جذبہ باشد چہ در جذبہ شش از اصل باشد و این شش از ظل است پہل فاذا اجزاء  
 الاختلال لطل الاستیلا و اگر تسلیم نموده شود کہ این از طریق جذبہ است پس چون نفس جذبہ  
 را توسط سلوک در کار نیست این را ہم در کار نخواہد بود باے حال اینجا نیز همان کلام است  
 کہ اینجا است عقل پیچ عاقل نمی رسد کہ اسم اسماء الہی را اصل چیزے قرار نہ بند و گویند  
 کہ در وصول آن چیز باسمی آن اسم این واسطہ است بر تقدیر تسلیم مراد از عدم حیولت  
 آن است کہ پردہ شہود نہ شود ہمچنانکہ در توسط بنی صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ شد تا آنکہ اصلا و  
 قطعاً واسطہ نباشد قال فو لکم ایضا ہر کہ واصل ذات است لثقالی بہ وصول بچوئی توسط و  
 حیولت امرے در حق او مفقود است و ہر گاہ در صورت وصول حضرت ذات سبحانہ حیولت  
 و حجاب صفات واجبہ مرتفع گردد و حیولت و حجاب غیر ذات چہ گناییش دارد انتہی پوشیدہ  
 ماندہ کہ امرے مقرر است کہ صفات پردہ ذات است کہ ہرگز نمی افتد اگر یک پردہ برخاست  
 پردہ دیگر می نشیند ذات را جنور پردہ صفات نمی توان دید و شہود کرد و دریافت لیکن  
 صاحب شہود ذات را بحیث غلبہ اجتذاب توجہ تمام بسوی او صفات الخوط و منظور سے  
 افتد و بر ہر تقدیر پردہ در میان است در یاد یاد در نیاید اقول کلام حضرت محمد و محمد صلی

بر اصول صوفیه است خصوصاً نقشبندیه که طالبان خود را بذات بخت بدون ملاحظه صفات  
متوجه می گردانند و صفات را از ماسو می انگارند چنانکه در حدیث اللهم انی اعوذ بک  
میزان بیان اشارت شده است البته فهم این معنی بر کسیکه مذاق صوفیه ندارد خفیه دشوار است  
اکنون بگویند حقیقت بنوش شنیدنی است که این کلام مقوم است تسلیم می کنم که صفات پرده  
ذات است که هرگز نمی افتد و اگر یک پرده برخاست دیگر می نشیند و ذات را جز در پرده صفات  
نمی توان دید ذات سطحی بسمانه نقالے کافیست از اعتبار صفات بلکه مستغنی است از نفس  
صفات یعنی آنچه بر صفات مترتب می شود ذات مجرد از صفات در ترتیب آن کافیست مثلاً  
امورے که بصفت حیات و علم و قدرت و اراده وابسته است اگر این صفات اصلاً متحقق نشوند  
ذات تنها کار آنها کند نه بآن معنی که صفات اصلاً موجود نیستند یا در علم موجودند نه در خارج چه  
این مخالف قول اهل سنت است بلکه صفات با وجود استغفار ذاتی موجودند در خارج  
بوجود زاید بر ذات عرض سلطانے کما یبوند هب اهل الحق این مبتالے و حق گردد گوئیم آب بالذات  
از بندگی احترام نمود و پیستی بایل است و این میل را میل طبعی می گویند پس ذات آب  
کار علم و حیوة و قدرت و اراده می کند چه اگر علم می داشت هم پیستی می آمد و کار ارادت  
که تخصیص احد الممتا وین است نیز کرد و ازین حرکت ارادیه کار حیوة قدرت هم شد و پس  
آب چون در مرتبه تنزل خیر و حیوان می گردد با وجود این میل طبعی بصفت زائده هم تصف  
می شود این اسرار با وجود صفات طبعیه زائده هم می کند لله المثل الاکمل ذات  
غرضانه با وجود استغفار ذاتی و کفایت او از صفات در مرتبه الوهیت بصفت زائده موجود  
متصف می گردد و امورے که ذات در تحصیل آن کافی بود باین صفات از قوه لفعیل می  
آرد پس چنانکه در آب مجرد از صفات تمیتوان گفت که صفات او عین ذات او نیست بلکه اجزا  
قواتست و بس صفت اصلاً تجالیش ندارد همچنین در ذات واجب نقالے نمی توان گفت که  
صفات عین ذاتند چه اجزا صفت نیست تابعینے حکم کرده شود و چون بتبار صفت ادعیه بنظر



شد اگرچه اعتبار علمی باشد پس واضح گشت که سخن مشکلین و اثبات صفات مزایده موجوده  
 در واجب القله درست تر است از سخن بعض صوفیه که بعینیه صفات قائلمند صفاتی اید  
 موجوده اثبات نمی کنند قنیه حکم بعینیه صفات و نفی زیادتی آنها بر ذات غرضانه یعنی بر عدم  
 وصول است بحقیقه احق این چه ذات متعالی هنوز در پرده این صفات مشهود این جماعت است  
 و چون ذات را در آئینه صفات می بیند حکم اختفاء مرآت صفات از نظر آنها مخفی می گردند  
 حکم بعدم آنها می کنند و اگر مشهود ایشان ازین پرده می براند صفات از ذات جدا می دیدند  
 و حکم بوجود آنها می کردند و همین سرست در حکم کردن ایشان بوحده وجود زیرا که مشهود  
 ایشان از پرده نه برآمده است بلکه در پرده ماسوی است لاجرم ماسوی از نظرشان تباه می  
 شده است این اختفاء حکم عدمیت آن رسانیده و چون در مرآت مشهود مرآت مفقود است و علم  
 است و علم آن موجود در ماسوئے نیز باعتبار این دو حالت نفی وجود خارجی و ثبوت علمی کرده  
 اند لهذا فنا می ایشان اتم نمی شود بر شعور ماسوی می ماند و مشهود آن بر طرف می شود عدم مشود  
 ماسوی و قسے متحقق شود که مشهود ایشان از مرآت ماسوی تمام بر آید و لیس فلکیس بقا  
 ایشان نیز کمال نیست چه اکلیت آن باعتبار مثبتیت فنا است این جماعت بعد از بقا خود را  
 حق می مانند و نشان این علم نیز مکرر است اگر بحال بقا مشرف می گشتند خود را چنانکه مهند میدیدند عبد  
 مملوک لا یقلد علی بنی همین جماعت رجاءات نیز اثبات علم و قدرت و سایر صفات می کنند و ثبوت آنها  
 باعتبار سرانانی می دانند و هو سبحانه لا یخیر فی شئ و لحاظ طئه بالاشیاء احاطه علیّه  
 والذات المنزهة لا نسبة له مع العالم اصلاً الا انه خالقهم و ربهم و مزینهم و مولاهم  
 و حقیقت این سخن بالا مذکور شد در بحث ذات آب سیل طبعی آن ایشان باندازه علوم خود بر رنگ دیگر  
 حکم نموده اند و الله یمشی علی الحق و هو یهدی السبیل منقول است در مجلس خواج  
 یوسف همدانی که پیر حضرت خواج عبدالحق غجدانی است که سرتعلق سلسله حضرت خواج  
 هست قدس الله تعالی امرایم روزی از احوال بعضی اعزّه شخص مذکور ساخت فرمودند انک



حَالَهُ تَرْكِيهَا أَطْفَالُ الظَّرْفَةِ بِالْجَمْلَةِ أَحْكَامُ شَرْعِيَّةٍ وَعُلُومُ مَا خُوِذَ مِنْهُ مِنْ شَكْوَةِ خَاتِمَةِ  
 اَلْإِسْلَامِ فِي اَلْأَنْدَرَانِ اَلْأَعْلَى فِي رَجُلٍ مَوْلَانِ اَلْأَعْلَى  
 عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالْعَقِيَّةُ عَلَى خَوَاصِّهَا اَلْهَرَادَةُ وَلَفْظُهَا اَلْمُسْتَفَادَةُ بِرُكُزِ عَدَالَتٍ وَتَهْنِئَةٍ  
 اَنْدَ وَخَلَاتِ اَهْلَا وَكَوْكَانِ بِاَلتَّوْجِيهِ وَالتَّوَالِي اَوْ بِالْكَشْفِ مِنْ سَلَامٍ عَوْجَاجٍ وَبِاَلِ اسْتَقَامَةِ  
 قَالَ سُبْحَانَهُ اِنَّ هَذَا لَطَرِيفٌ مُسْتَقِيمٌ اَفَالْيَعْنُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوهُ السَّبِيلُ اَنْتُمْ خَاصَّةً وَكَاشِفًا  
 غِيْبِيَّةً مَذْكُورًا هِيَ اَكْرَاهُ صِفَاتٍ لَا يَدْبُرُ زَاتٍ بِأَشَدِّ سِرِّهِ زَاتٍ بِخُودِ زَاتٍ بِدُونِ اِهْدَاءِ هَقَا  
 مُشَاهِدٍ كَرْدِ دَوَا اِخْتِجَانِ مَعْنَى دَر مَوَازَاتِ قَوْمِ نَگَاشْتِ شَدِّهِ مَبْجُوعِ اَسْتِ دَر اَمْنِ رَسَالَةِ جَائِ  
 وَبِكَمِي فَرَا يَدِ زِيَادَتِي شَيُونِ بَرَزَاتِ تَقَالِي شَانِ نَجْمِ دَا اَعْتَبَارِ اَسْتِ وَزِيَادَتِي صِفَاتِ بَرَزَاتِ غَر  
 سَلْطَانِ بُو جُوهِ خَارِجِي اَسْتِ زِيرِ اَكْ صِفَاتِ دَر خَارِجِ مَبْجُوعِ دَانْدِ بُو جُوهِ زَا يَدِ بَرَزَاتِ كَمَا هُوَ نَدِيبِ  
 اَهْلِ اَلْحَقِّ وَفَرْقِ دَر سِيَانِ شَيُونِ وَصِفَاتِ بَسِيَارِ دَقِيقِ اَسْتِ كَلِّ مُحَمَّدِيَانِ طَبَرِيْنِ فَرْقِ اَلْأَهْلَاءِ  
 اَسْتِ وَبَسِيَارِي اَزِيْنِ طَائِفِ بُو اَسْطِ عَدَمِ اَعْلَمِ بَا يَنْ فَرْقِ شَيُونِ رَا عِيْنِ صِفَاتِ دَانِ سَمَكِ وَ  
 صِفَاتِ فِي اَلْخَارِجِ كَشْتِ اَنْدِ وَهُوَ كَمَا تَرِي اَخَالَفِ اَهْلِ اَسْتِ وَبِهَاجَتِ رَعْنَوَانِ اَسْدِ تَقَالِي عَلَيْهِمُ  
 اَجْمَعِيْنِ اِيْنِ حَقِيْقِ فَرْقِ مَذْكُورِ رَا يَفْضِيْلِ وَبَعْضِ اَزْ مَسْوَدِ هَا يَ اَسْتِ خُودِ نُوْشْتِ اَسْتِ وَبِ سَطْفِيْرِ  
 بُو تَمَثِيْلِ رُوشِ سَاخْتِ اَلْمَقْصُودِ شَيُونِ دَخَلِ دَا رَهْ اَصْلَنْدِيْجِ طَلِيْتِ بَا يَنْ هَا رَهْ نِيَا فْتِ قَابِلِيْتِ  
 كِهْ دَر سَحْتِ اِيْنِ شَيُونِ اَنْدِ وَكَالِ اَلْأَهْلَانِ اَنْدِ مَرِ اِيْنِ شَيُونِ رَا حَقَائِقِ مُحَمَّدِيَانِ اَسْتِ عَلَى حَسْبِ  
 تَقَاوُتِ دَر جَاهَتِ مَرَاتِبِ حَقِيْقَتِ مُحَمَّدِي اَجْمَعِ مَبْجُوعِ اِيْنِهَا اَسْتِ مَطْهَرِ اَلصَّلَاةِ وَاَلْحَيَاتِ  
 وَاَلتَّسْلِيْمَاتِ وَاَلْبَرَكَاتِ اَوَّلِي طَرِ اَكْمَلِ نِهَاتِ عُرُوجِ اَقْطَابِ اِيْشِيَانِ تَا نِهَاتِ مَرْتَبَةِ قَابِلِيْتِ اَوَّلِي  
 اَسْتِ كِهْ حَقِيْقَتِ مُحَمَّدِي اَسْتِ صَلَاةُ اَسْدِ تَقَالِي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَمَقَامِ اِيْنِ اَقْطَابِ گُونِيَا دَر  
 نَقْطِ مَرْكَزِ اِيْنِ قَابِلِيْتِ اَسْتِ هَرْ قُطْبِي كِهْ بِأَشَدِّ مَلَا يَا اَرِشْ دُو چُونِ فِرُودِ مِي اَيْدِ اَزْ هَا اِخْجَا فِرُودِ مِي  
 اَيْدِ اِيْشِيَانِ رَا تَرْتَقِي اَز اَنْ مَقَامِ تَا مَقَامِ فَوْقِ نَيْسْتِ اَكْرَاقِ اَسْتِ بَعْضِ رَا فِي اَلْجَمْلَةِ وَاقِعِ اَسْتِ  
 وَتَرْتَقِي اَز اَنْ مَقَامِ دُو وُصُولِ دَر دَا يَرِهْ اَهْلِ مَخْصُوصِ بَا فَرَا دَا يَنْ اَسْتِ اَسْتِ رَعْنَوَانِ اَسْدِ تَقَالِي  
 وَتَقْدُسُ عَلَيْهِمُ اَجْمَعِيْنِ وَتَا مَقَامِ فِرْدُوسِ نَزْدِ اِيْنِ كَمَالِ بِي حَاصِلِ اَسْتِ آوَرِ بَعْضِ كَلِّ اَبُو اَسْطِ

صحبت افراد و تاثیر آن در ایشان از ان کمال بجزیره نمیرسد بے آنکه بمقام فردیت برسند و بے آنکه داخل دایره اصل گردند چه این دخول مخصوص با افراد است اما نصیب از ان مقام دیگران را هم بواسطه مناسبت با افراد حاصل است و در افراد نیز تقادتها بسیار است بعد از دخول در دایره اصل چه شیون نیز داخل دایره اند اگر چه عین فائدتها مابالا اعتبار بعضی یافتی در ایشان حاصل است

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست درون دیده اگر غم مو است بسیار است  
شهود ذات همه را حاصل است خواه در مرتبه شیون است خواه اصل ذات بعد از انکه خود را در فی تلك الدائر لفظ شهود و غیره از تنگی عبارت است والا شهود را در ان موطن بختم نیست و ایضا صورت آن کیفیت خاص در عالم مثال بصورت شهود و بگلانی متمثل است و بآن اعتبار این الفاظ و امثال را نه اطلاق کرده می شود بگلانی مذکور نیز بے دخول در دایره اصل متصور نیست طایفه که غیر داخل ماند و از مراتب ظلیه تمام نگذشته اند مشهود اینها دایره اصل است که جامع حضرت ذات تعالی شانه و شیون نامند مشهودات فقط بے مشاکرت شیون مخصوص با افراد است باید دانست که وصال ذات ازین بزرگواران که با افراد ملقب اند نیز اقل قلیل اندا کابر صحابه و انما شنی عشره از این بیت رضوان اسد نقای علیهم جمیعین باین دولت فایز اند و از اکابر اولیاء اسد غوث الثقلین قلیب بانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی است قدس اسد نقای سر الاقدس باین دولت ممتازند و درین مقام شان خاص اند که اولیا و دیگران از ان خصوصیت قلیل النصیب اند و همین تبار فضل باعث شان ایشان شده است که فرموده اند قد می هذی کل قریب محکم و لی اگر چه دیگران را هم فضایل و کرامات بسیار است اما قریب ایشان بآن خصوصیت از همه زیاد تر است در عروج بآن کیفیت کس با ایشان نمیرسد با صفا طایفه اشعی عشره درین باب شار کنند ذلک فضل الله یؤتیہ من یشاء و الله ذو الفضل العظیم و من بعد هذا ما یدق صفاته و ما کفه لخط لایه و لاجل







است معانی بیت مولانا سے رومی کہ گفته ۵

مجموع سبزه باریا روئیده ام ۶

مقصود بقادقالب دیدام

بعد از آن اگر عنایت شامل حال صوفی شود از اجتماع واقع شود و مبتا بعت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم دخول در دایره اسماء صفات می گردد که اصل این دوا بر ظلال است و سیر کی در آن واقع شود سیر فی الله خواهد بود و شروع در ولایت کبری خواهد بود که ولایت انبیا علیهم السلام است دیگران را به تبعیت این دولت رسیده هر که رسیده نهایت عروج لطایف پنجگانه عالم امر بنیت این دایره است بعد از آن بحض فضل الهی جل شانہ ازین مقام عروج واقع شود سیر دائره حصول اینها خواهد بود و اگر گزشت آن دایره حصول و بعد از طے آن دایره فوقانی ظاهر میشود حضرت محمد الف ثانی میفرماید که چون غیر قوسی ظاهر نشد بجهان قوس نهتصا کرده اند درین سیری خواهد بود که بران طلاء بخشیدند و این حصول سلسله گانه اسماء صفات که مذکور شد مجرد اعتبارات اند در حضرت ذات تعالی و تقدس حصول کمالات این حصول سلسله گانه مخصوص نفس مطمئنه است و حصول طمینان نفس مهدین موطن میر گردد و در همین مقام شرح صدر حاصل میشود و سالک باسلام حقیقی مشرف میگردد و نفس مطمئنه بر تخت صدور جلوس میفرماید و بمقام رضا ارتقائی نماید این موطن منتها س ولایت کبری انبیا است حضرت محمد میفرماید که چون سیر تا اینجا رسانید متوهم شد که کار تمام شدند و اند که این همه که تفصیل اسم الظاهر شد که یکبار و سه طیران است و اسم الباطن متعلق از مبادی تعینات ملا و اعلی است و شروع درین سیر نمودن قدم نهادن در ولایت علیا و ولایت ملائکه حضرت محمد در حجت الله فرماید که بعد از حصول هو جناح اسم الظاهر و اسم الباطن چون طیران واقع شد معلوم شد که ترقیات بالا صالت نصیب غفرنا نیست و عنصر مانی و عنصر آبی ملائکه را ازین عنصر سه گانه نصیب است چنانچه وارد شده که بعضی از ملائکه از نار و تلخ مخلوق اند و تسبیح شان

شروع در کمالات نبوت خواهد بود حصول این کمالات مخصوص انبیا است علیهم السلام و ناشی از  
 مقام نبوت است کمال تابان انبیا را نیز به تبعیت از ان کمالات نصیب است و در میان لطایف  
 انسانی حظ و افزاین کمالات بعصر خاک است و سایر عناصر و لطایف عالم خلق و عالم مراتب  
 آن هستند و چون این عنصر مخصوص به بشر است خواص بشر از خواص ملائکه افضل گشته کمالات  
 جمیع ولایت صغری و کبری و علیا همه ظلال کمالات نبوت و شمع و مثال آنست و در دایره کمالات  
 نبوت چون بمرکز می رسد آن مرکز بصورت دایره ظاهر نمی شود و آن دایره کمالات رسالت است  
 که بالا صالت با نبیا و مرسل مخصوص است دیگر هرگز میسر نشود بطبیعت میسر شود و چون بمرکز  
 آن دایره ثانوی رسیده میشود آن مرکز هم بصورت دایره ظاهر میشود که آن دایره کمالات الوهیم  
 است عالیت از مثالیت انبیا را الوهیم را چون این منصب نهد قیام اشیا ربوی باشد بعضی  
 صاحب ولتان از اولیاء بارشند که به تبعیت انبیا این منصب بوی عظامی شود حضرت محمد در  
 میفرمایند که چون این سیم یا پنجم رسانیدم بهود گشت که اگر بالفرض قدم دیگر در سیر فزاید در عدم محض  
 خواهد افتاد اذ کیس و سرائه الا العلم المحض ای فرزندان این ماجرا در تو هم نه افی که غفا  
 در شکار آید قل هو سبحانك بعد و سرائه الوراء لله و سرائه السوء سرائه یعنی حق تعالی  
 هنوز و راه الوراء پس راه الوراء است این مرآت ثناء با حجب تمام مرتفع گشته بلکه عتبات  
 نبوت عظمت و کبریاست که مانع ادراک است فهو سبحانك اقرب فی الوجود و ابعد  
 فی الوجود این یعنی حق تعالی در وجود قریب تر است و در ادراک بعید تر بعضی کمال مراد آن  
 باشند که درون سرائه عظمت و کبریا به طفیل انبیا علیهم السلام ایشان را جای دهند و محرم  
 بارگاه سازند و محرم کمال این معامله مخصوص بهیت و جدانی انسانی است که  
 از مجموعه عالم خلق و عالم امر ناسته گشته مع ذلک رئیس دین و مظهر سیرت خفاست کمالات  
 این مقام مخصوص به هیئت و جدانی است این چنین کس بعد قرون متطاو له هزار ساله پیدای شود  
 که او سبحانه قریب تر است در وجود و بعید تر است در جدان ۱۲ پس محامد کرده شده ایشان چهره شده

۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲

انہی اگرچہ هنوز در دل حکایت با باقی است فاما بخوف مالیت بر زمین قدر اکتفا میرود

سعدی از داغ جگر پنبه بکشد  
اکسار وزن آتش کده را

قال و قولکم محقق این مقام آن است کہ توسط سرور کائنات علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام  
برو معنی تواند بود یکے آنکہ او صلے اعد علیہ وآلہ وسلم حامل و حاجب بود در میان سالک و در میان  
مطلوب و معنی دوم آنست کہ سالک بطیفیل می و توسط و تبعیت و متابعت وی صلے اللہ  
علیہ وآلہ وسلم مطلوب واصل گردد و در طریق سلوک و پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط  
بہر دو معنی باین است بلکہ می انگارم کہ درین طریق از شیوخ ہر کہ در میان آمدہ است توسط و  
حاجب و شہود سالک است و اے اگر در آخر حال جذبہ تدارک نماید و معاملہ بہ بے پردگی نکشد ذیل  
کہ در طریق جذبہ و بعد از رسیدن بحقیقت احتیاق توسط یعنی شافی است کہ بطیفیل و تبعیت است  
نہ حیلولت حاجب کہ پردہ شہود گردد و مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور را اختلاف  
دارند جمیع توسط رفته و گردو ہے بعدم توسط انہی پوشیدہ ماند کہ در توسط و تبعیت و طفیل  
ایچ کس را جای سخن نیست و متفق علیہ است و جمہور عرفاء و محققین بر آنست کہ توسط یعنی  
حیلولت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در میان سالک و شہود و مطلوب نیز ثابت  
است ایچ شہودے بے توسط روحانیت آنحضرت معلوم حاصل نیست و قول مخالف لایعبار است  
و ناشی از کوتہ نظری است و ایشان می گویند کہ توسط روحانیت آنحضرت در جمیع مراتب بودی  
و شہودی یعنی جمہور عرفاء و عیانی و معاونی تمامہ عوالم حسابی و روحانی ثابت است و این  
توسط داخل حجابی نیست کہ ازان پردہ بردو می شہود نشیند بلکہ موجب انجلا

در کشف المحجوب مذکور است مرتفع گوید العوض فی الایسوی بمنہ خطوۃ البیت صوفی آن بود کہ اندک دلت با قدم وے

بر برآمد یعنی جلہ حاضر بود دل آنجا کہ تن و تن آنجا کہ دل آنجا کہ قدم و قدم آنجا کہ قول این نشان حضور بی بودے نیست  
بر خلاف آنکہ گویند از خود غایب است و بگویند حاضر بلکہ بگویند حاضر و بخود حاضر داین عبارت از جمع الجمع بود و از آنکہ تادیب خود  
خود بود و نیست خود از خود و چون بتیغاست حضوری بے ضیبت بود ۱۲



و انکشاف است در رنگ حیلولت نینک در ابصار عالم ظاهر مثلاً وجود ادراک و شهود ذات  
 بی پرده ممکن نیست ع در پرده عیان باشم و بی پرده نهان و دیگرند که حقیقت  
 انفعالی بودن آنحضرت و احاطه جمیع باهیات مخصوص بخواهر ذات نیست بلکه عام و شامل است  
 مرصعات و معانی را که شهود مخدوبان و محبوبان و مرادان یکے از انجمده است و دیگرند که در  
 وقت این شهود و حضور که در قرب و وصول حاصل است روح پر فتوح سید المرسلین و محبوب  
 رب العالمین حاضر است و واسطه است و از ذات حق مفارق نیست چه محب و محبوب از  
 یکدیگر جدا نشود خصوصاً این محبوب که محبوبیت و سبب ذات محبت بی ملاحظه جمیع شعبان و  
 اعتبارات بود از جهت بودن او نظر جامع قَالَ بَعْضُ الْعَامِرِ وَفِينَا مَا أَرْسَلَ الرَّحْمَنُ  
 أَوْ يُرْسِلُ مِنْ رَحْمَتِهِ تَصْعُدُ أَوْ تَنْزِلُ فِي مَلَكُوتِ اللَّهِ وَفَلَكُمْ مِنْ كُلِّ مَا يَخْتَصُّ  
 أَوْ يُشْمَلُ إِلَّا بِوَاسِطَةِ الْمُصْطَفَى عَبْدِهِ وَنَبِيِّهِ وَخُتَّاسِرَ الْأُرْسَلِ وَاسِطَةٍ فِيهَا  
 وَأَحْمَدُ لَهَا يَعْلَمُ هَذَا أَكُلٌ مَنْ يَقِيلُ لِيْنِ شَالِجِ مَرَّ وَهُوَ بَدِيعٌ وَقَالَ إِنَّ رُوحَ النَّبِيِّ  
 مَا غَابَتْ مِنْ نَفْوَسٍ بِاللَّهِ فِي اللَّهِ طَابَتْ وَقَالَ فِي وَصْفِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَقُّ  
 الْمَكُونُ بِأَجْمَلِ عَلَى كُلِّ مَنْ أَحَقَّ مَعْرِفَةَ اللَّهِ فَجُودَةً فِي نَفْسٍ أَلَمْ يَكُنْ نَفْسُهُ الْمَحْمَدُ  
 و دیگرند که این مشابیه مجذوب با سائک تواند که بجهت تصور معرفت و تمیز با بجهت غلبه  
 فنا و یخودی از ادراک و دریافت آن قاصو ذایل باشد اما در نفس الامر ثابت و دائم و قائم  
 است و آن ذبعل در حقیقت از قبیل عدم علم بعلم است چنانکه در مواضع دیگر گفته اند ازین همه  
 غرضیم و مسلم و اذینیم که مشایخ طریقت در توسط و عدم توسطان سرور اختلاف دارند اما آن  
 گروه که ذایل اند بعد از توسط ایداعی شرکت و همسری و هم پیگی واجباً و عدم بدخلیت آن  
 حضرت در حق ایشان و عدم توجها ایشان با جناب چنانکه گفته می کنند و مشایخ درینجا هم  
 اختلاف دارند سخن درینجا است حاشا و کلام همه متفق اند در رعایت بندگی و نیازمندی و  
 سرافکنندگی و احتیاج آن جناب اقول آخر گفته رفته کار بجای رسید که حضرت شیخ عظیم



الطالق میگوید توان شد چنانچه مکرر شد این سخن شریف از عدم فهم مراد حضرت مجدد علیه الرحمه است  
والا بیچس بهتر و بیشتر در معارف ازین سخن نتوان گفت حضرت خواجه احرار که منظر کلام بانی  
و کاشف اسرار حقانی اند برین معنی تفسیر کرده اند که حضرت رسول خدا صلی الله علیه و سلم حجاب  
و پرده بشود سالک نیستند فقیر حصول آنچه مقصود است از خلقت انسانی خبر تجرید قلب  
از شواغل نیست در دل چیزی مانده اند اگر تصفیه تجرید دل از هر چه است حاصل شود آنچه ظاهر  
شود هیچ چیز مقابل آن چیز نیست بجز تجلی ذاتی و درین تجلی فنا کلی از خود و همه حاصل شده  
شعور سن از کثرت خلقتی بلکه از کثرت صفات منقطع شده بلخی بهمین شود و اگر خواهند که او را  
چنان سازند که از دو گیران بهره مند شوند او را رهایی از خود حاصل شود او را قوس از نزد  
خود حق بماند بد به تغییر ازین معنی به بقا بعد الفنا وجود موهوبی حقانی کرده اند و بعضی  
قابل بان شده اند که در وجود قلب اجماری باشد مثل حجر بیت و غیر آن تعبیر ازین حجر بیت نکته  
ذاتیه فی القلب کرده اند بسبب حجب ظلی ظاهر نمی شود و گفته اند این نکته ذاتیه مثل مردم  
چشمی مثل سائست است که در ریز جمیع پنهان است و گفته اند اگر بدوام ذکر و تلاوت اعمال خبر  
دل صافی و سبکی شود و قالها قائل یسوی الحضره الحق الذی الله فی نشر من ذلك الحجب  
نور من احد النجلی فی سیر فیها و ایا الجسم فیه العقل و فیه و بینهم ذلك النور المشرق من ذلك  
الحجب و شعشعانه و لا یظهر لهم تصدیق و احلته لا ظاهره و لا باطنه و لهذا استعی الحجب و البهت فاذ

سے شیخ محمد الدین بن عربی و تحقیق این مسئلہ در کتاب فتوحات در باب عقائد و سیوم تحریر فرماید کہ اصحاب ایمان و محبت  
سیر و قسم اند یکدیگر دیکر اند کہ مبرودہ کردہ اند بہت خود را برین کہ پیغمبر صلی الله علیه و سلم نیست گر نہ و معلوم طریق صلت  
بجانب حق عزوجل و چون علم بدان حاصل آید واسطہ از راه بر خیزد و تعلیمی شود میان آنها و میان خدای تعالی پس آن گوید  
چون سلسلہ مسابقت کنند بسوی خیرات نمی بیند پیش خود با قدم احدی از مخلوقات و آنها چون در آیند در مجالس و  
تخلیباتی کنند حق با آنها بکلام الہی بغیر واسطہ زمان حسین و دیگرے نگردد بہت کہ شکلی کردہ اند و نفوس خود پاک نیست و راہ بسوسے  
خدای تعالی نہ کہ پیغمبر صلی الله علیه و سلم و سلسلہ است و صاحب است پس از اینہا سلسلہ نمی کنند و اگر لایضای شانے کہ کہ می بیند و  
خود ہم پیغمبر صلی الله علیه و سلم و آثار و خطبات یک خدای تعالی نہ کہ چون رسول و لغت او





و جنود و جوتی مشاہدہ نمی کنند و بمرتبه ارواح ہمہ رسیدہ است کہ در جمال اسد تہیہ نما و در حق  
 حسین بن علی علیہ السلام را پر سیدند کہ عارف را کے مشاہدہ شود گفت کہ چون شاہ نظام  
 گردد و شواہد فانی گردند و حواس فائدہ و اخلاص مضحل شود یعنی شاہ حق نظام  
 گردد و ان افعال و اطاعت حق است کہ در انزل با تو کردہ است از انواع نیکوئیہا و کرامت با و  
 معرفت و توحید و ایمان بدو کہ ترا بخشیدہ است رویت این نعمتہا سے حق تعالیٰ تراز خود  
 فانی گرداند از دیدن افعال و نیکوئیہا و اطاعت با سے خود تا بسیاری از افعال و طاعت  
 با سے خود را در اندک آنچہ از ان حضرت بود مستغفریابی و آنچہ از او بود اندک نباشد و آنچہ  
 از تو بود بسیار نبود اما شواہد نیست کہ رویت خلق از تو ساقط شود یعنی نہ ضرر از ایشان  
 بینی نہ نفع و نہ ذم و نہ مدح اما معنی ذہاب حواس نیست کہ حواس من نور حق فانی گردد و تا تو  
 بنور حق بینی و بشنوی و بگویی چنانکہ رسول میفرماید **لَا حَکَايَةَ لِمَنْ سَرَّ رَبَّهُ فَنِي سَمِعَ وَفِي سَمِعَ**  
**يَنْصِقُ** امر سیدم چون بحق سبحانہ و تعالیٰ نزدیک گردد و حق عز و علما از مقام عزت بہ بندہ  
 نزدیک شود و گوید ادریک منزل جمع شدہ اند این را مقام منازلہ گویند **امر چہارم** ابن عطا  
 گفت حمد اسد تصوف است کہ حال خود را بحق تعالیٰ فرو گذارد تا متصرف در حال خبر او  
 تعالیٰ بنود **امر پنجم** جنید رحمۃ اللہ علیہ را پر سیدند کہ تصوف چیست گفت تصوف پیوستن  
 سراسر بحق سبحانہ و تعالیٰ و این معنی خبر بقضاء نفس از اسباب و وسایط و قوت روح  
 و قیام بحق دست نہد **امر ششم** ارباب احوال و احباب کمال اند کہ عقائد صافیہ ایشان  
 بنا بر اصول صحت از کتاب است **امر ہفتم** سید ابی ایل التلمیہ و شواہد عقلیہ و باین مہر اہل ذوق و مدح و کشف  
 عیان اند **قُلْ أَقْبَلُ سُبْحَانَہُ وَتَعَالَىٰ عَلَیْہِمُ لَبُطْفَہُ وَجَدَ بَہِمُ عَزَّ وَجَلَّ لَیْکَ یُعْطِیْہِ**

لہ بطور حمایت از پروردگار عالم از من سے شخود ماز من سے مگر داز من سے گوید ملا سوجہ شدہ شد  
 با ایشان بہرانی خود و کشیدہ ایشان را بسوی خود بندیت خویش با ایشان بہرانی باری تعالیٰ سوجہ گردید پس  
 خدا کردہ ایشان بہ اللہ جانند سیر کردند بسوی ہوسہ مدی گردانند ایشان را بسوی اللہ جانند ایشان را بگردانند

۲۷۳

سَبَقَتْ كُمْ مِنْهُ الْحَسَنَةُ وَالْزَكَاةُ تَكُونُ الْقَوَى فَمَهْوَا عَنْ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَسَاوَى  
إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَأَعْرَضُوا عَمَّا سَوَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ خَرَقَ الْحَبَّ النَّوَارَ هُمْ وَحَالِ السَّوَى  
الْعَرِشِ أَشْرَ لَهُمْ أَمْرُهُمْ جَمِيعٌ دَلَّ حَيَانَ بَابُكَ يَغْفِرُ حَقَّ بَيْنَهُ وَمَوْجِدَاتٍ رَابِعِي دَر  
خَتِ اشْعَطُوا نَوَارَ قَدَمِ نَاجِي وَسَتَمَكَّ يَابِدُ وَهَرِجُ بَيْنَهُ حَقَّ بَيْنَهُ وَجَنَانَ دَانِدُ كَهَقَّ حَقَّ سَتَكَمْ  
خُودِ نَجُودِ نَلَمُ اسْتِ دَر صُورَتِ نَظَرِي وَنَظَرِي وَهَرِجُ كُودِ وَشُودِ جَنَانَ دَانِدُ كَهَقَّ حَقَّ سَتَكَمْ  
نَجُودِ وَشُودِ اسْتِ از خُودِ دَر صُورَتِ قَائِلِ وَسَامِعِ نَبْدِ جَنَانَ مَغْلُوبِ حَقَّ اسْتِ دَر جَمِيعِ  
كَمْ چَیْرِ سَ بَرِ وَجُودِ حَقَائِقِ مَشَاهِدِ نَمِی كُنْدِ وَجَیْرِ تَبِهِ اَرَوَاحِ مَهْمِ رَسِيدِ چَیْ مَكْمَلِ اسْتِ كَهَقَّ حَقَّ سَبَاحَةِ  
نَقَالِ سَلَمَتِ وَمَحَبَّتِ بَرِ دَلِ نَبْدِ جَنَانَ سَتُورِ گِرْدَانِدُ وَبَغْلِبِ وَافَرَا آهَانَ قُتْلِ وَطَبَائِعِ اَرَحَمِ  
آن عَاجِزْ گِرْدَنْدِ وَا مَرُ وِی اَز كَسَبِ وِی سَاقَطِ شُودِ كَه غَیْرِ اَرِ مَقَامِ وِی رَاهِ نَجُودِ مَهْمِ جَاهِ وَا كَمَابِ  
وَرِ حَضُورِ وِی سَتِ اسْتِ وَغَیْبِ از خُودِ رَاسِی اسْتِ بَحْضُورِ بَاقِ سَبَاحَةِ اَلْجَمْعِ نَه لَای شَعْرِ  
بِنَفْسِیهِ فَضْلًا عَنِ خَیْرِهِ وَاتِّخَافًا اَكْثَارِ عِنْدَ ظُهُورِ الْحَقِّ فِي نَظَرِ الْعَیْجِ كَه  
كَاتِّخَافًا لِكُوكِبِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ مَعَ بَقَاءِ اَعْيَانِهَا وَاهْلِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ قَدْ  
يَجْرِي عَلَى السَّنَةِ فِي غَلَبَاتِ الْاَحْوَالِ اِنَّهُمْ الْحَقُّ اَي اِنَّهُمْ مُتَّفَقُونَ بِالْحَقِّ  
فَاَنْتَوْنَ فِيهِ مَنْ قَالَ اَنَا الْحَقُّ فَهُوَ بِاحْدِ الْمَسَادِ بِلِیْنِ اِمَانِ يَكُونُ جَارِ بِاِذْكَ  
عَلَى لِسَانِهِ فِي مَعْرِضِ الْحِكْمَةِ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى فِي سَكَرِ وَغَلَبَاتِ حَالٍ وَامَانِ يَكُونُ  
مُسْتَخَرًا قَابَا الْحَقِّ سُبْحَانَهُ حَتَّى لَا يَكُونُ فِيهِ مَسْعُ بَغْیَرَةٍ وَاذَا الْمَرْحَلُ فِي الْقَلْبِ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ فرمودہ اند کہ شیخ

عثمان یارونی نے فرمودند کہ حق سبحانہ را دو ستانہ کہ گزینہ ساحت در دنیا از وجوب دانند تا بدو گردند ۔ سفینۃ الاولیاء  
کے متذکرہ بر غلغلہ گرد نفس خود را نہ داند و گیسو کے داند و غیرہ نظریہ انجمن ستوری گرد و چنانکہ ستارگان وقت بر آمدت  
آفتاب حالانکہ ستارگان موجود باشند کایہ زبان اہل علم در غیبہ احوال کمر انہی جاری شود یعنی بادشاہ موجود نہ کنی و فانی ہون  
است نہ حق را دو تاویل است یکی انکہ در سکر و غلبہ حال بطور حکایت عنی اصد جاری شدہ و دیگرانکہ قایل جنان مستغرق و فانی ہون









است کسی باشد که دس را از هر یک اندکی بود و کس بود که از او بسیار بود و کمال این درجه  
تجاری رسول را بوده است صلوات الله علیه وسلم و در ایشان هر سه کمال بوده طافه از اولیا  
چنانکه ذات و هستی خود را از خود نه بیند بلکه بخود خود را از خود نه بیند این طافه را نه ذات  
بود و نه صفت و نه فعل و نه حال و نه مقام و نه اثر در هر دو عالم خبر ندارد و این وصف کبریه  
ندارند هم ندارند خود را و احوال ایشان داشت یعنی افعال ایشان را افعال حق نیست شده و محق  
فی محق یعنی صفات ایشان در صفات حق نیست شده و مطلق فی نفس یعنی هستی ایشان در  
هستی حق نیست شده و ما نا که الفقر فخری که خواجه علیه السلام فرموده اشارت بدین فقر  
است و این فقر است که صوفیه در آن بیست مقام ثبوت نکرده اند و صاحب این فقر را در و کون  
اینکس نشناسد جز حق سبحانه چه خداوند سبحان غنیور است اولیا خود را از نظر اغیار مستور دارد  
تا غایبی که از نظر خودشان نیز مستور دارد و اولیائی تحت قبایع لایح فهم غیری بیان حال  
ایشان و لا یسمی الشخص الهی الا ان یکون ما اخذ العلم الا عن الله سبحانه  
من الفتوح والمکاشفه یا الحق + گفته اند که بناد این کار بر نفس می باید نهاد و نفس  
عبادت است از دوام حال مشاهده و تواتر و تعاقب امدادان که حیات قلب اهل محبت بدان  
مربوط است بر مثال تواتر و تعاقب الفاس است که بقا حیات قالب بدان مشروط است  
چنانکه اگر ساعت مدد الفاس جدیده و اثر ترویج ان از صورت قلب منقطع شود از شدت حرارت  
غریزی دل سوخته گردد و مرد و ملوک شود اگر خطبه و لمح مدد شهو از حقیقت قلب شائق منقطع گردد  
از شدت لغزش رحمت شوق بسوزد قائلوا اضل الاعمال اصل الدفاس مع الله سبحانه  
حجاب با همه از بندگان است و گرنه حق تعالی منزله است از حجاب هیچ چیز حجاب حق تعالی  
نمی تواند شد آنچه نورانی بود بروحانیت متعلق دارد و آنچه ظلمانی بود به نفس متعلق ندارد و هر چه  
اصل در محبت نابیدان و ناشنودن بود که محب غیر دوست نه بیند و از غیر دوست نشنود چیزی



<p>بدره برده ام احمد شد مصفا غورده ام احمد شد شبهه آکرده ام احمد شد ببار آورده ام احمد شد اگر در پرده ام احمد شد فنا شد پرده ام احمد شد</p>	<p>از فضل و رحمت و توفیق نیردان از جام مصطفی شرب الهمی تو لایم محبوب است و از خود درخت وصل را در باغ و عملش نذارم پرده با معشوق و از خلق از قاسم پرده در پیش دل بود</p>
<p>اگر همه اش مسلم داریم پس شنیدنی است که هرگاه با عترت حضرت عترت مشایخ در توسط عدم توسط اختلاف سیدان پس درین مسئله کلام حضرت مجدد عمل اعتراض نماید</p>	
<p>آزاد دارم که پرسم از تو بعد از اشتی</p>	<p>بے سبب از خالص چپاره رنجبین چپ بود</p>
<p>باقی ماند این معنی که اکنون صرف اعتراض بر دعوی شکر همسری و غیره است این محمول است بر عدم اطلاع بر معانی این الفاظ که اقل فضلناها فارسی است یا تیک الیقین <small>بنا بر تفصیل در کتابت ام پس از این بیوی و در آخر جلد ۱۲</small></p>	
<p>سعدیا این همه فریاد تو بے چیز نیست</p>	<p>اے هست که دو داز سران مے آید</p>
<p>قال مخفی نمائند که توسط آنحضرت در شهود وصل موجب غلظت و جلال و سابق و تقدم است در درگاه عزت و عدم توسط بسبب تاخیر و سقوط و قصور حاصل حکایت عدم توسط آن راجعی می گردد که سالک همیشه خادمانه همراه آنحضرت تبعیت و طفیلی میرفت و اقتباس انوار از وی میکرد و چون بقرب درگاه رسید بیشتر رفت و درون و آینه و آن حضرت را پس انداخت و بیرون در گذشت و از میان ساقط گردانید و خود در مجلس نهاد و بر منصفه قرب و وصال به نشست و کامران شد و می گوید که من و تو برابریم من هم بنده و تو هم بنده و ترا توسط در میان من و خدا نمائند اگر چه در اصل بنده تابع تو و خادم تو بودیم و بواسطه تو رسیدیم الان تو هیچ عمل و توسط عمارتی اقول همین خیال حضرت شیخ محمد اسدراکشان کشان پیر سرانکلا آورده بنای این خیال تعلیل است میان معنی توسط بالا بیان شده است که توسط آن سرور کائنات علیه السلام</p>	

اله الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود معنی اول است که او صلی الله تعالی علیه و علی اله و سلم  
 حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم است که سالک لطیف است او  
 بتوسط تبعیت متابعت او علیه و علی اله الصلوات والسلام بتوسط اصل گردد و در طریق سلوک  
 پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط هر دو معنی کاین است چون فرقی را که میان هر دو توسط  
 است از دست دادند صورت تخلیقه که مذکور شد پدید آید مثال توسط معنی اولی نیست که در تشریح  
 شخصی را پیش باد شاه حاضر آید و باد شاه بذر لیه وزیر از و کشف حال نماید داد هر چه گوید وزیر  
 خدمت شاه رساند مثال توسط معنی ثانی این است که بر حال یکی از مقربان وزیر سلطان اطلاع  
 باشد پس این وجه که او مقرب بر سر سلطان بر وزیر توجه نماید آن مقرب نیز بر پیش رو سلطان برود  
 و اتفاقاً نماید این مرتبت حاصل نشود مگر شخصی را که باقی درجه شایع باشد اگر چه این معنی خود ظاهر است مگر  
 چون در چشم تمام بر میان حقایق داشت شبه را بیان فرموده دفع ساخت چنانچه میفرمایند گفته  
 نه شود که این عدم توسط اگر چه بیک معنی بود تصور می نمایند حضرت خاتمه علیه و علی اله الصلوة  
 و التحية لازم می آید گوئیم که این عدم توسط مستلزم کمال انجذاب است مطلقاً صاحبها الصلوة والسلام  
 نه مستلزم تصور در وجود توسط است زیرا که کمال متبوع آن است که تابع او و لطیف و تبعیت او  
 بجمیع درجات کمال برسد و هیچ دقیقه فرونگزارد و این معنی در عدم توسط کاین است نه در  
 وجود توسط که انجذاب شود بجهت پرده است که اقصای درجات کمال است و انجذاب پرده پس کمال  
 در عدم توسط بود و تصور در توسط است پس ما مردم این افاده از قبیل بدیهات است از  
 تحلیل محض و از قضایای شعریه قرار دادن حکم محض است و آنچه با که پیش ازین بچند بار معنی  
 توسط گذارش نموده ام پس بار بار ضرورت یا عاده ان نبود

یا او بشاه طریقت گذر نه کردی	یا بخت من طریق مروت فرو نداشت
در سنگ لاخ قطره باران اثر نکرده	گفتم مگر بگریه دلش مهربان کنم

معنی این مسئله را بچندین توضیح بزرگوارم ملاحظه فرموده شود و صواب این مقام عالی عوین





نشار این اصل اسم اعظم است که حقیقت محمدی است در مراتب احوال و ربی حقیقت مخلوقی است  
صلی الله علیه و سلم و این مراتب و در مرتب غیب انبیا است و کشف و بیج احدی نمیشود  
چرا که این مندرج در اسم اعظم است و اسم اعظم مندرج در صفت علم است و صفت علم مندرج در ذات  
است و معلوم است که ذات مدک کسی نیست که آنکه الا بصائر اضر فاطم است  
سبحانک ما عرفت انک حق متعالی نیست خبر صحیح و این همه گفتگو که فوق است شما اگر همین  
را کشف میگوید شما دانید و سالک را اگر چه وجود حریف او معطل شده است از ذوق او  
ولیکن اصل او در مراتب و در مرتب است که علم حق است و خبری که اصل او در مرتب علم باشد هیچ  
مردم نمیشود ولیکن در صفتی بصفته تبدیل میگردد و فنا و اتم حاصل نیست و اگر چه این فنا و اتم  
انصیب انبیا است و خصوصاً سید انبیا علیهم السلام ولیکن است را بطیفی از تبعیت بهره است  
و از بخیا هم ترقی واقع شود و اندک این مرتبه هم علم صفت علم است که در مطلق خود علم علی و مرتبه  
حدوث و حقیقت محمدی گفته اند گویا این نیست نسبت ولایت انبیا علیهم السلام که ولایت خاص  
افخاص در بخیا علم با اشیان بجنود علم است چنانکه در ولایت خاصه بعلم حضوری بود و از بخیا هم  
ترقی نماید و اندک این مرتبه نیز نزل است و دانند که اصل همه ذات است و جمیع مراتب براتصال  
این مرتبه بوده اند و معطل و مستهلک شده در ذات ارحم و لا تدلس از آثار چیزی نمایند  
و گویای مع الله و حق عبارت از همین مقام باشد

چشم همه اشک گشت و چشمم بگریست	در عشق تو بچشمم چه باید زیست
از من اثری مانند این عشق از چیست	بس من همه معشوق شدم عاشق کیست
و این است فنای اتم که است را بطیفی از تبعیت بهره و حلا و افر است هر کدام را بقدر تبعیت او معلوم شد که در فنا زوال وجود بشری سالک است از علم سالک بجای وجود بشری او وجود حقانی آمده است و مراد از وجود فنا همین وجود حقانیت و این وجود حقانی احتمال خود وجود بشری ندارد چگونه احتمال داشته باشد که حقیقت خود را دانست سالک که او نزل	

در مسجد

میش بوده است و حق را بحق دارد و فارغ شد از دعوی معنی و این فانی مثل مجنونست  
و این است معنی ثنا و صلواتی که از بنده صادر میشود و حقیقت ثنا عالم ادنی و تعالی جمیع کمالات  
او که هو هو است و حقیقت صلوة تفصیل صفات اوست تعالی بذات او که او هو هو لا احوی  
لشأنه حکایت آنست که اَنْذِيتْ عَلٰی نَفْسِكَ وَقَفَّيَا مُحَمَّدًا رَبَّنَا بِصَلَاتِكَ ثَابِرَت باین  
باشد و گویا این است نسبت مرتبه نبوت و ازین معنی بجز حضور در حضور و حضور بجز دیگر  
تعبیر نمیتوان کردن و این است معنی کلام بزرگان که گفته اند از حقیقت محمدی عبور شده و یا  
از مراتب و جوب گذرانیده و یا حقیقت محمدی حایل و پرده شهود نیست ندان خیالات فاسده  
که بواسطه نور رسیدم تو از میان رفتی و حالا من و تو برابر شدیم و میان من و تو فرق نیست  
تو هم بنده دس هم بنده و غیره و غیره بلکه این همه معنی است بر عدم خدمت علم تقوی و پیران  
و خواجگان لغت بنده علیهم الرضوان که این معنی از وظایف ایشان است

باسم بگویند نمیدانم | با من بود گفت نمیدانم | از من چون از زبان انانام | با من بود که زانی دانستم

قال اولکم و از اینجا است که آن سرور فرموده است علماؤ امم قیام بنی اسرائیل  
این را بران نکته چه متفرد و مترتب ساخته اند از بیان سابق خود لازم آید که فرمایند علماؤ  
امم قیام کان ازیر که شما ایشان را اقصی درجات کمال ثابت گردانیدید و در تمامه کمالات که  
آن گردانیدید این خود بالاتر از مرتبه انبیا و بنی اسرائیل است زیرا که هیچ یکی از ایشان شریک  
آن حضرت صلی الله علیه و سلم در تمامه کمالات نبوت و حق آنست که مرتبه علماء است بر مرتبه  
انبیا نمی رسد و تشبیه باعتبار خلافت و نیابت در تبلیغ احکام و شرایع است چنانچه انبیا و بنی  
اسرائیل تابع تورات بودند و بعد موسی علیه السلام تبلیغ احکام ان می کردند نه در قدر و  
مرتبه و نزدیکی محدثین این حدیث بصحت نز سیده است و حدیث العلماء و شرایع

شبهه ای که کشای قورق و شایان آن همه کشای خود کرده و بآیت ای محمد ضای قورق می گذارد ۱۲

علی صحت مثل غیبی بر سر نزل بوده اند ۱۲ علی صحت مثل من ۱۲

علی ای









کالتشافی ابن حنبل من جری بحری هو الی علی جریانی حفظ الاحکام اما خاصا  
 پس از تقریر بالا ظاهر است که در مجازینها صرف در ظاهر و کتاب خلاف ظاهر نیست فعلی  
 للعرض الاشارة قال فی ردی شیخنا الحنفی میگفت یکبار گردانیدن فی شهر الولایة افضل من القنوة مذکور  
 شد فرمودند هر چند قنوت و تاویلات راست و درست دارد اما موهم خلاف حق است بنیاید  
 این تناقض است تا فخر نه در کلام ایشان بسیار است بلکه در عقاید اهل سنت و جماعت مقرر شده است  
 مدحی نبی ز سیده اقول در تسلیم این نقل ازین وجه تامل را واقع است که در مقدمه آنچه مسلک  
 حضرت مجدد رحمة الله علیه مذکور شده اتانین ظاهر است که این کلام از سکریات است و فی نفسه  
 صحیح نیست اگر تسلیم کنیم پس تناقض را تسلیم نمیکنیم زیرا که بعضی تاویلات که در مقدمه مذکور  
 شد انان سخن راست و درست می نماید اگر چه موهم خلاف حق است این چه تناقض است در  
 کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه تناقض ملاحظ نیست و اگر تناقض بلحاظ مقامات متبادر گردان  
 فی نفسه تناقض نخواهد بود قال و قوله در حدیث آمده که بنده چون به نماز داخل میشود و  
 سجایک در میان بنده و خدا است مرتفع می گردد اندکند اصلوة معراج مومن آمده و خط و افر  
 از ان انصیب منتی و اصل گشت چه رفع حجاب مخصوص به و اصل منتی است پس از تفاعل حیلولت  
 و توسط ثابت گشت منتی این خود صحیح است و لیکن این سخن چنینند که در تشهد که آخر وقت  
 ادای نماز است و وقت اکملت و انیت شهود است می گوید اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَیْهَا النَّبِیُّ  
 و بعد از وصول بحکم و اکمل مستغنی و فارغ نه نشیند از توسط به جمال و کمال انحضرت و نیاز و  
 تسلیم و توجه یدرگاه و پس هنوز توسط و توسط مرتفع نگزیده است و این حجاب که در وقت  
 نماز مرتفع میشود و حجابها است که بنده بدان از مقام قرب و حضور و رافند نه حیلولت و توسط  
 حقیقت محضی که و با خدا است دائم اقول احمد مذکور که حضرت متر من عتات این معنی  
 نمودند که در نماز حجاب مرتفع می گردد و درین بیچ شبه نیست که مصلی کامل در وقت ادای نماز  
 گویا از دنیا که از دولت قرب تامل انصیب است اگر انصیب حاد قرب ظلی دارد می باید و بدو است

کتاب

۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲



که موطن قریب محلی است می پیوندد و دوسه که بان نشاء مربوط است مناسبت آن فرامی گیرد  
و متعششان بنادی حیرت و فراق درین نشاء از سر چشمه زلال نماز مانوس سیراب اند و متولیان  
بیدای کبریائی و جلال امر و در سر پرده محفل عروسی او مدح و ثناء وصال رسول الله صلی الله علیه  
و سلم فرموده است **اِنَّ اَقَامَ الْعَبْدُ فِي الصَّلَاةِ فِثْحَتِ الْكُوفُ الْجَنَانِ وَ كَشَفَتِ الْحُجُبَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ رَبِّهِ وَ اسْتَقْبَلَتْ الْحُجُورُ الْعَيْنُ فَلَمْ يَنْحَطْ** پس حجب و استتار کیه میان  
عبد و معبود است مرتفع گردد و جلوه قریب پیدا آید و تشهد حکایت معراج است در صلوة که معراج  
موسم است این را حجاب نباید گفت ظاهر است که اول بنده بمقام قرب رسیده و ثناء گفت بسلطان حق  
بکلمه تعجبات بندالی اخره و انتفات بمقریان درگاه کرده گفت اسلام ملک ایها الهی این مقام گوئیش  
مقام شرم و نافذ علی است بنده ازین مقام ترقی کرده بکلمه اسلام علینا اطلب جازت عرض حال  
کرده میگوید **اِنَّ كَلَامَ اللَّهِ** یعنی نیست موجود و فاعل معبود الله یعنی بخیرات تو و  
**اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ** یعنی محمد صلی الله علیه و سلم که بنده تو و رسول و فرستاده است  
و وسیله است که بنده نوازی کرده فرستاده از براس هدایت باینده گان بے راه و دور از قرب  
و ادحق خدمت بجای آورده باینده گان دور مانده را بتورسانند و او را بامحق است و ادحق گزینی  
او هم برست که چرا که بنده مالک چیزی نیست گویا گفت **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ** و این مرتبه گویند  
مثل مقام قاب قوسین است و اگر این معنی بدقی معلوم نیست بالفاظ جوع بکنید که بچه معنی خود  
اند و اسرار وضع چیست شیخ مقرر در رساله تفصیل البرکات بعض اقوال منافی توسط نگاشته چنان  
می نگارد که چون ورود این کلمه در اصل یعنی در شب حراج بصیغه خطاب بود دیگر تغییرش ندادند  
و بعد وفات سرور عالم صلعم صحابه می گفتند السلام علی النبی نه به لفظ خطاب انتهی و ظاهر است  
که این تقریر منافی این مقام است آنچه گفته شد که توسط و توسل مرتفع نگشت این چه فخر است  
چرا گفته نشود که تشریع نماز به توسط سرور انبیاء صلی الله علیه و سلم توسط و بعضی فرس گفته اند بنده بگوید  
هر چه نیست جلوت حقیقت محمد صلی الله علیه و سلم است چرا توسط را داخل حجاب مکنند چنانکه عینک که این حجاب

صلوة  
میشود  
گشت  
بودی  
باس  
و در  
که  
سیال  
اولست



نیست و متوسط است و چرا حقیقت محمدیه را حقیقت اکتفای حق نگویند فافهم و تذکر قال آنکه نوشته اند که رویت اخروی بے توسط و حیولت احدی نخواهد بود بے موقع است زیرا که سخن در رویت و شهود دنیا و نیست و این بے پرده نمی باشد لا اقل پرده صفات در میان است و حقیقت رویت اخروی نیز بے پرده صفات نخواهد بود و صفات حق منفک از ذات نیست و بنا بر عرف است یکن ذات را با صفات در عرف و یکن ذات میگویند کسیکه زید را می بیند یا چندین صفات از طول و عرض و لون و شکل در خزان میگوید زید را دید و هیچ کس نگفته است که در آخرت ذات بخت محمود از صفات را خواهند دید پس اگر روح محمد صلی الله علیه و سلم که با ذات حکم صفات دارد نیز باشد چه مانع است اقول برین کلام نقض تفصیلی و اردمی شود صفات امر معنوی است که قائم بذات است پس چگونه حایل ذات باشد در رویت بصری آری در رویت قلبی جایز است چرا که بدون صفات ذات مطلق در نقل نمی آید ۵

فهم سخن تانه کند مستمع	قوت طبع از مشکلم چو بے
و آثار صفات که ظهور او در خارج ذات است و خارج از مراتب صفات است می تواند که حایل رویت بصری شود و در آخرت این حایل نباشد تا معرفت لازم آید و فرق شود و آن جماعتی که به احاطه ذاتی بے کیفی قایل اند گویا رویت بصری در پرده را در دنیا قایل اند چنانکه شیخ عبد الله بلبانی قدس الله سره گفته ۵	

تا حق بدو چشم سر نه بینم هر دم	از پاس طلب می نه نشینم هر دم
گویند خدا بچشم من نتوان دید	آن ایشانند من چنینم هر دم
و بر تقدیر تسلیم می گویم که کلام در ضرورت و عدم ضرورت توسط است عام از آنکه دنیاوی باشد یا اخروی و هرگاه دیدن ذات را با صفات در عرف و دیدن ذات گویند و بر توسط صفات نظر نمی افتد و صفات را توسط نمی گویند پس اگر رویت اخروی را که متجلی بصفات باشد بی توسط متکلم گویند آنان چگونه محذور لازم نیاید و در کلام حضرت محمد در حتمه الله علیه این معنی مذکور نیست که	

2145

[illegible]



و افاقی است که محاب مقصود پرده مشهود شوند نه آنکه ذات محمد صلی الله علیه وسلم را پرده گویند و از  
 میان ساقط گردانند و چیزی را گویند که نباید گفت این تمثیل انشاء الله تعالی در روز جزا مخصوص گردد  
 بلکه در عالم بدخ نزد آنحضرت مذکور شود اگر من پیش از شما از عالم رفتن اول شکایتیکه از شما پیش  
 آنحضرت کنم این خواهد بود و اگر شما فتنه نخست گرفت و گیر که بر شما شود این خواهد بود و الله اعلم و  
 اگر درین دنیا بوقایع و معاملات هم مطلع شوید نیز در این است اقول این معرفت را مخصوص  
 امری داشتن تصور است چرا که تمامی تحقیقات را مخرج قرار ندهند چه این همه امور از افادات حضرت  
 محمد است علیه السلام که هیچ یک بآن پے نه برده و آنچه در باب کمال شکوت و عظمت محمد و مبعوع  
 فرموده شده که تابع او در هیچ مقامی از او نمی تخلف نکند و بی تبعیت او شریک دولت نگذارند و اگر در  
 از عبارت محمد و پاک و صاف است عالم از نیکی فی ذات الله باشد یا بلوا از همه این را اسقاط رسول خدا  
 صلی الله علیه وسلم با دوحی مسادات اندیشیدن خیال غلط است ساعتی عینک انصاف بر  
 دیده حق بین نهاده ملاحظه فرمایید که هرگاه تابع به تبعیت محمد و مبعوع بجای رسیده است  
 پس این اثبات محمد و میت و تبعوعیت اخطاط مرتبه تابع را مقتضی است نه اسقاط و مسادات  
 را محو و محرم که بار بار از ذکر الزامی که پادشاه دارد چه سودایا انعامه این چنین الزام بی  
 سرو پا عالم از نیکی هزار بار باشد عبارت بر دامن می نشیند حاشا و کلا بلکه قال مردمان این  
 را محمول بر نفسانیت می کنند چه اگر خطا است یکبار و دوباره نه از اول تا آخر یک خطا این قدر  
 استبعاد و اصرار ضرورت چیست که آنحضرت را پرده و حجاب نام نهند چه موجب اعتناء و انکشاف  
 نه دانند و حقیقه امتحانین نه گویند ز به سعادت ان عارف و کمال ان مشاهده که حق برادر مرآت  
 محمدی مشاهده کنند نه آنکه پرده و حجاب نگذارند و میان این و ان فرق زمین و آسمان است  
 چه در صورت اول محال محمد و کمال حق هر دو مشهود شود و منظور گردد محمد صلی الله علیه وسلم  
 راقی بر آن آفریده است که در آئینه جمال و کمال وی قدس ذات را مشاهده کنند و در  
 خلوت خانه حقیقت وی درآمده با ذات و صفات حق هر چه صفت نمایند که هر چه هست در اینجا

محمد از خطا



۹۴

هست قال لِعَصَى الْحَاوِثِينَ لَا يَكْبَلُ نَسْعَةَ اللَّهِ بِقَلْبِ الْحَمِيمِ أَقْسَرُهُ وَهُوَ النَّوَالُ الْمَطْلُوقُ  
 در صورت ثانی فاسطه پدیده حجاب است که در جذب محبت برافتد و معامله عیاناً مشاهده افتد  
 درین صورت اول عجب یکفیه پیدا کند وَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
 پس ذات محمدا پرده گفتن مستلزم استقامت در همچو صورت و هر که چشم میا دارد  
 این قصه پیش می آید از مریحات تشخیص و سه بار روز هزار محول با خن طابین تحقیق  
 تا این صفت چشم بر راه انتظار داشتن است چون در تحقیق مراحل تصوف  
 راه استدلال بر بسته اند و بنائے و سه بر ریاضت و مجاهده نهاده اند  
 پس چرا در مجاهده کمر محبت بر نه بندند و بنگرند که در هر دو صورت چه فرق است الحمد لله  
 که در عالم دنیا حضرت معترض مبشر شدند و عشاوة بشری از دل افروز منزل حضرت ایشان باری  
 گردید اگر چنین اتفاق نمی افتاد در عالم برزخ ذات حقیقه استعالی را صلی الله علیه و سلم مظهر افروز  
 رحمانی ملاحظه ننوده احترام بقول حضرت مجدد رحمة الله علیه می نمودند نوبت به شکایت نمیرسد  
 و آنچه امر حق را مستحق گرفت و گوی تصور دیده شد بخواهش همین قدر کافی است ۵

بدم گفتی و خر ستم غفاک الله نکو گفتی | جواب تلخ می زبید لب لعل شکر خارا

معتمد بنیادیت ادب عرض بردارم که حضرت معترض در رساله تحصیل التعرف تحریری فرماید  
 که آنچه بعضی علماء کتب در رد حجاب صوفیه صافیة تصنیف فرموده اند تا سالکان را از راه غلط  
 و مواضع اتهام آگاهاندا ایشان در ورطه بدعت و غفلت نهفتند ازین کتب هیچ یک مستفید  
 نمی توان شد تا آنکه جامع سه شرایط نه باشد اول آنکه معترض عالم محقق متوجع مجتهد باشد  
 تا در صورت خطا مشاب باشد دوم آنکه تاویل قول قایل بر خود لازم گیرد و بر محل حل  
 کند که اعتراض و انکار را بوسه بار نباشد و بگوید اِنَّمَا صَدَرَ هَذَا الْقَوْلُ وَالْفِعْلُ عَنْ غَلْبَةِ  
 حَالِ الْوُطْقِ بِسُكْرِ الْمَطْلُوقِ وَاضْطِرَّادِ اخْتِيارِ الْهَوَا يَكُونُ فِيهِ دَرَجَاتُ غَلَطٍ وَخَطَا وَقَعَ شَدِيدٌ  
 وَلَيْسَ عَجَالُ الْكَلِمَةِ بِمَعْصُومٍ یا گفته شود که قایل ازین مسئله واقف نبوده است

۹۴  
 عجب یکفیه  
 این قصه  
 تا این صفت  
 در تحقیق  
 مراحل تصوف  
 راه استدلال  
 بر بسته اند  
 و بنائے  
 و سه بر  
 ریاضت  
 و مجاهده  
 نهاده اند  
 الحمد لله  
 که در عالم  
 دنیا حضرت  
 معترض مبشر  
 شدند و عشاوة  
 بشری از دل  
 افروز منزل  
 حضرت ایشان  
 باری  
 گردید اگر  
 چنین اتفاق  
 نمی افتاد  
 در عالم  
 برزخ ذات  
 حقیقه استعالی  
 را صلی الله  
 علیه و سلم  
 مظهر افروز  
 رحمانی  
 ملاحظه  
 ننوده  
 احترام  
 بقول حضرت  
 مجدد رحمة  
 الله علیه  
 می نمودند  
 نوبت به  
 شکایت  
 نمیرسد  
 و آنچه  
 امر حق را  
 مستحق  
 گرفت و  
 گوی تصور  
 دیده شد  
 بخواهش  
 همین  
 قدر کافی  
 است ۵





ع ۴۴

اقول معاف دارید حضرت مجید و رحمتہ اعلیہ رومی بنیم کہ ہمہ زبان حال و قال تو بسل و گداگر  
 و استمداد و استفاده از ان جناب کشاده که بندگی و نیاز و شکستگی و گلی و غلامی می نمایند  
 بروی معتزلی نمیدانم که کدام در معرفت کشاده اند و روس حقیقت نموده که این چنین نمان  
 بوجود آمده سر زده است حیرت است ظاهر آنست که شاد و غم خورده اید نمیدانم که از دست که خورده

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَالْحَاقِقَةُ بِالْخَيْرِ

در حضور غیر با من این همه دشنام چیست | ای یقربان تو من این لطف بے هنگامت  
 قال - شیخ محمد و ما طریق صواب است که قطع نظر از این تفصیلات و تحقیقات معارف که مذکور  
 است نموده بے تردد و تفصیل بگویند که همه فیوض و فتوح در اود و آخر ظاهر و باطن قبل الوصول  
 و بعده مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را همه تبعیت و طفیل و توسل آنحضرت است  
 و دیگر سخن نیست زیاد چه گوید اقول جناب الامکتوبات شریف بغور ملاحظه فرموده شود در  
 مکتوبات شریف چند جا تمییز بیان معنی رفته است که همه فیوض و فتوح در اود و آخر ظاهر و باطن  
 قبل الوصول و بعده مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را همه تبعیت و طفیل و توسل  
 آنحضرت صلی الله علیه و سلم حاصل است و اگر کدامی مطلب بقتضیل بیان کرده شد مضائقه  
 ندارد قال عجب که این آیه که در شان کافران و مکذبان قرآن وارد شده بَلْ كَذَّبُوا  
 بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ اُولَئِكَ اَشْرَارٌ اِنَّ اَشْرَارًا هُمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوا و اید و ایشان هم اگر این  
 آیه را بخوانند و اَضَلَّكَ اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ چه شود قال قول حضرت مجید و رحمتہ اعلیہ آنهاست  
 است که در کلام عرب از متقدمین و متاخرین شایع و ذایع است لطف این است که در این آیه  
 صرف بیان واقع است و قطعی نیست که از ان جنک شان شان گردد و عجب که حضرت شیخ از طرف  
 ایشان و اَضَلَّكَ اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ برخوانند این معنی از ذاب شیخ بغایت بعید است ۵

هر دم آند و گلی خیر سبب راجع علاج

بالکد شیم ز لطف تو غضب راجع علاج

حضرت خواجہ محمد باقر سار حمتہ اعلیہ و تحقیقات در ذیل آیه اَشْرَارٌ اِنَّ اَشْرَارًا هُمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوا













والصحو العن الموتين بالافعال والتهذيب لاقوال برين تعريف تقریر نہ کور راست می آید شیخ  
 محی الدین بن عربی در فتوحات می طراز و هو علم الاحوال لهذا لا یكون الا بالمقام الطرب  
 والالتفات پس صاحب الفتوحات برای سکر ستر مرتبه قرار داده سکر طبعی و سکر عقلی و سکر اخلاقی  
 میفرماید فالسکر الطبعی سکر المؤمنین و سکر العقل سکر العارفين و بقی سکر  
 الکمال من رجال الله وهو السکر الالهی قال فیہ رسول الله صلی الله علیه و آله  
 و سکر الله عز و جل فی ک تخایر او السکران حیران فالسکر الالهی  
 ابتهاج و سرور بالکمال و قد وقع فی التخیل فی الصور سکر فکرتک سکر بچو نکا قال  
 بعضهم و اسکر القوم دق رحا پس \* و کان سکر فی من السرایین  
 ازین تقریر شکا باشد که تفضیل ارباب صحو بر ارباب سکر و ما قابل تسلیم نیست تمامی ارباب  
 سکر محکوم وقت نه باشند و حال حاکم بر ایشان نباشد چه سکر الهی این چندین نباشد قال  
 پس از اینجا از بعضی اقطاب که قد زده ارباب صحو و مکملین مغایرت میبایست و تفضیل بر  
 مشایخ دیگر واقع شده است بامر الهی است نه بطلبه سکر چنانکه حضرت غوث اعظمین با هم الطریقین  
 شیخ عبدالقادر جیلانی فرموده اند قد می هذا علی هرقة کل و لا الله و بزرگ دیگر  
 فرموده است من تحت خضراء السقاء مثل و امثال آن بامر الهی است که در باطن اهل  
 امد میباشند نه صادر بطلبه سکر و طمع حال و سکر حیرت و بے تمیز نیست و اشارت نهادن فی  
 آنست که در بعضی احوال و مقامات حضرت رسول امد صلی الله علیه و سلم قدم ایشان را  
 طه سکر علم احوال است از همین جا است که سکر کنی شود مگر کسی را که حرکت و طوق و التذلل از دست باشد ۱۲  
 سکر طبعی سکر مؤمنین است و سکر عقلی سکر عارفین و سکر کمال سکر الهی است و حال امد صلی الله علیه و سلم فرموده که کمال  
 در خویش را تو غیر طراز اسکان گرفته می باشد سکر الهی خوشی است کمال بر کسی که جلی باری تعالی بر تو می آنگذرد  
 طاری غی غور این سخن است یعنی گویند که قوم زود در طرب سکر آیدند و سکر من از ساقی است ۱۳  
 ۱۴ کبیر در آسمان مثل من ۱۵

فقیه نزه علی رفته علی

نزه علی

بر اقدام خود ننهادہ فرمودہ اند کہ این قدم تو قدم من است پس گفت حضرت شیخ قدیمی ہذا علی رقیۃ کل واللہ پس آن حضرت امثال امر الہی کہ بہ تحدیث نعمت واقع شدہ است قول احمد مکہ تحدیث نعمت امثال امر الہی قرار دادہ شد ۔

درین دیار از ابن زبیر ام کہ گاہے نسیم طافنے زان دیار سے آید

الکون شنیدنی است کہ انجہ از حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ قدیمی ہذا علی رقیۃ کل واللہ منقول است دران بہ مسلک است مسلک اول در حالت صحو فرمودہ با مثال امر الہی تمشی بنیمۃ اللہ مسلک دوم در حالت سکر فرمودہ ہمین است مسلک حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی علیہ الرحمہ چنانکہ بیاد انشاء اللہ نقلے مسلک سوم در حالت سکر یا فقال امر الہی فرمودہ این است تمسک امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ قال اگر گویند پس چیست تفاوت و اختلاف احوال مشایخ و اولیا از باب صحو و تمکین از صحابہ و غیر ہم خواناں اللہ علیہم اجمعین کہ بعضے گفته بعضے نگفتہ اند گویم ایشان حکم نمی کنند مگر باذن خداے عزوجل و امر وی جل و علی پس کہ امر کردہ گفت ہم کہ امر کردہ نشد گفت چنانکہ نہ سکے از مشایخ وقت پر سیدہ شد کہ آیا شیخ عبدالقادر باین کلمہ را با گرفت گفتہ نعم یا گرفت بی کیفیت و گفتند این نشان قطبیت است و از اقطاب ہر زمانے کہے است کہ امر کردہ میشود بسکوت و گنجایش ندارد و اگر سکوت و بعضے امر کردہ می شوند بقول پس گنجایش ندارد ایشان را خبر قول امین اہل است در مقام قطبیت زیرا کہ این نشان شفاعت است و شیخ صاحب عوارف رحمۃ اللہ علیہ مقتضای قیاس عقل و مبلغ علم خود این سخن را و امثال این سخن را بر شیخ سکر و غلبہ حال و استمران نفس حمل کردہ و حمل کلام شیخ بر قصہ حضرت امین قول و عدم تصور ان چنانکہ شماراے مصلحت وقت کہ درین مکتوب بہ ترجیح و تفصیل سکر واقع شدہ است حمل کردہ اید بران ظاہر عبارت شیخ سیاقا و سباقا مخالف است ہم شیخ و در سخا این چنین رفتہ چہ توان گفت و قولے درین باب مخالف اقوال کبار مشایخ آنوقت مثل شیخ ابو مدین و شیخ ابو نجیب ہروردی کہ بہ شیخ شہاب الدین ہروردی است واقع شد









معنی مستبعد می نماید آنرا دفع میکند و میفرماید که مرادش قصور این قول نیست که تا تو هم که  
 آن عین محرمات اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که بنی از میان  
 و افتخار است بی بقیه سکر کاین نیست که در صحیح خالص به امثال این سخنان حکم نمودن و شوار  
 است انتهى امام با فنی در نشر الحاسن می طرز از ان القوم ورد و ابجر الیس له ساحل  
 و کل احد من المنکرین علیهم من ذلك المور د و ساحل بما فیه من جواهر المعارف  
 و الاسرار و المحکم جاهل و سقوا بکوس الوصل مراحم المحبة القی لم یثم ریج  
 من لم یقض من قتل نفسه نجبه فاخذ ینکر علیهم من لا یعرف تلك الجواهر التي  
 لا یعرفها الا من هو فی ذلك البحر ماهر و صدرت عنهم الفاظ فی حال السكر  
 فاخذ ینکرها من لا یعرف القدر و ذلك یجهله بالاسرار التي فی تلك المعارف  
 و المراح التي فی تلك المعارف وها انا وان كنت جاهلا بذلك او من به واسلك  
 فی الجواب المذكور سبعة مسالك المسلك الاول الاعتدال عنهم بالسكر ذلك  
 ان الشطیحات الصادرات عنهم مضافا و موقوفه لما وقع منهم فی حال السكر الغیبه  
 بحوارات الاحوال و السكر سبب مباح یسقط التكلف فی الشرع بالشرط  
 المعروف فی كتب الفقه المسلك الثاني الاعتدال عنهم بصدور ذلك منهم علی سبیل  
 الحکایه عن الله سبحانه المسلك الثالث الاعتدال عنهم بالامر اعنی ان من الشیخ  
 المذكور فاما روایه فصدور عنهم اقتتال الامر و یكون ذلك الامر تنویها بفضلهم  
 و بیاناً علو شأنهم و تقریفاً للجاهل بکبیر قدرهم و ارشاداً الی التعلیق بهم و التوسل  
 برقیع جاهلهم و غیر ذلك من المصالح و من ذلك ما روی فی کتاب مناقب الشیخ  
 عبد القادر رضی الله عنه من طرق کثیره بروایات شهیره عن جماعه من المشائخ الاکابر  
 و العلماء الافاضل و الاخیار الثقات و اشتهر استفاض حق فی المجامع البیدات  
 فی مجلسه و هو علی الكر سى یتكلم علی الناس قدامی هذه علی رقیه کل ولی الله

این قسم  
 سخن را میگوید  
 که بنی از میان  
 افتخار است  
 بی بقیه سکر  
 کاین نیست  
 که در صحیح  
 خالص به  
 امثال این  
 سخنان حکم  
 نمودن و شوار  
 است انتهى  
 امام با فنی  
 در نشر الحاسن  
 می طرز از ان  
 القوم ورد و  
 ابجر الیس له  
 ساحل  
 و کل احد من  
 المنکرین علیهم  
 من ذلك المور  
 د و ساحل بما  
 فیه من جواهر  
 المعارف  
 و الاسرار و  
 المحکم جاهل و  
 سقوا بکوس  
 الوصل مراحم  
 المحبة القی لم  
 یثم ریج  
 من لم یقض من  
 قتل نفسه  
 نجبه فاخذ  
 ینکر علیهم  
 من لا یعرف  
 تلك الجواهر  
 التي لا یعرفها  
 الا من هو فی  
 ذلك البحر  
 ماهر و صدرت  
 عنهم الفاظ  
 فی حال السكر  
 فاخذ ینکرها  
 من لا یعرف  
 القدر و ذلك  
 یجهله بالاسرار  
 التي فی تلك  
 المعارف و المراح  
 التي فی تلك  
 المعارف وها  
 انا وان كنت  
 جاهلا بذلك  
 او من به  
 واسلك فی  
 الجواب  
 المذكور  
 سبعة  
 مسالك  
 المسلك  
 الاول  
 الاعتدال  
 عنهم  
 بالسكر  
 ذلك ان  
 الشطیحات  
 الصادرات  
 عنهم  
 مضافا  
 و موقوفه  
 لما وقع  
 منهم  
 فی حال  
 السكر  
 الغیبه  
 بحوارات  
 الاحوال  
 و السكر  
 سبب  
 مباح  
 یسقط  
 التكلف  
 فی الشرع  
 بالشرط  
 المعروف  
 فی كتب  
 الفقه  
 المسلك  
 الثاني  
 الاعتدال  
 عنهم  
 بصدور  
 ذلك  
 منهم  
 علی  
 سبیل  
 الحکایه  
 عن الله  
 سبحانه  
 المسلك  
 الثالث  
 الاعتدال  
 عنهم  
 بالامر  
 اعنی  
 ان من  
 الشیخ  
 المذكور  
 فاما  
 روایه  
 فصدور  
 عنهم  
 اقتتال  
 الامر  
 و یكون  
 ذلك  
 الامر  
 تنویها  
 بفضلهم  
 و بیاناً  
 علو  
 شأنهم  
 و تقریفاً  
 للجاهل  
 بکبیر  
 قدرهم  
 و ارشاداً  
 الی  
 التعلیق  
 بهم  
 و التوسل  
 برقیع  
 جاهلهم  
 و غیر  
 ذلك  
 من  
 المصالح  
 و من  
 ذلك  
 ما  
 روی  
 فی  
 کتاب  
 مناقب  
 الشیخ  
 عبد  
 القادر  
 رضی  
 الله  
 عنه  
 من  
 طرق  
 کثیره  
 بروایات  
 شهیره  
 عن  
 جماعه  
 من  
 المشائخ  
 الاکابر  
 و العلماء  
 الافاضل  
 و الاخیار  
 الثقات  
 و اشتهر  
 استفاض  
 حق  
 فی  
 المجامع  
 البیدات  
 فی  
 مجلسه  
 و هو  
 علی  
 الكر  
 سى  
 یتكلم  
 علی  
 الناس  
 قدامی  
 هذه  
 علی  
 رقیه  
 کل  
 ولی  
 الله







اولین و آخرین غیر از اصحاب کرام صنی است و هم غالب ظهور آمده بود و لفظ کل ولی الله بدین  
معنی فرموده باشد پس در اولیاء اهل ولایت خاصه نظر امامست که بوصول ولایت انبیا  
منوط است اگر چه مخفی باشد قدم حضرت بر رتبه هر ولی اهل مرتبه عامه و خاصه ولایت مطلق باشد  
یعنی توفیق ایشان بر آن همه دیگران واقع باشد و اولیاء اهل کمال باطن مرتبه خاص انجمن  
و خاص انجمن ولایت مطلق ازین زیر قدمی بیرون باشند و چون نادرست که در اولیاء  
است فردی بولایت انبیا برسد که این مرتبه خاص انجمن از ولایت مطلق است بلکه بولایت  
مطلق هم که این مرتبه خاص از ولایت مطلق است پس حکم مرا کثرت راست لاچار کل اولیاء هم  
توان گفت و رسیدن بعلم و کمالات ولایت انبیا آسان نماند که بر مانش آنچه پیش ازین  
نوشته شده است در کتب رسایل اکشده اولیاء است نایاب است و دیگر اکابر قدس  
اسرار هم بنظر کل مطلق مخصوص بر زمانه ایشان گفته اند و معلوم این مسکین آن معانی گشتند  
که مذکور شد و یک روز پیش تر از روز ستوید این حقیقت قبل ازین بچند سال همین هر دو وجه  
که بالا مسطور گشت بخاطر می گزشتند که اندر آن وقت روح آن حضرت غوث الثقلین جانم  
شد و باین عبارات فرمود که فرزند اباین هر دو وجه خود هیچ غلطی نیست بعد از آن  
معلوم شد که این کلمه از آن حضرت بے نظر و تفکر بطریق بے قصدی با القادریانی از غیب ظاهر  
شده است و حضرت شیخ الشیوخ هم در عوارف فرموده است قدس سره که این کلمه از حضرت  
شیخ عبدالقادر در سکر برآمده اے برادر نزد این فقیر بر تقدیر سکر این سکر مدوح است نه مذموم  
ازین جهت که هیچ مرتقی خالی از حالت تقوی مطلق نمی شود مستحق جلی باشد یا خنی و چون آنحضرت  
مدان مراتب خاصه مخصوصه خود مشرف شده اند بقدرت اسم سبحانی بی تکلف و بی قصد  
بالقادر فرمودند قدیمی هذه علی رتبه کل ولی الله جنب این اتفاق ظاهر ولایت که بر وجه نامه  
نصیب خود یافتند و روشن است که در کلام صوفیه ظهور سکر عبارت از آن حالت است که صاحب  
احتمال نتواند پوشیدن چیز بر آن چیز پیش از آن حالت لایق لازم بوده است پس واضح شد

که حضرت اصحاب کرام و حضرت مهدی و بعضی افراد دیگر هم من حیثیت کمال باطن مرتبه انحصار  
 اخواص ولایت انبیا زید قاضی بیرون باشند و فوق بلکه افوق بوند اگر چه از همه اولیا  
 اولین و آخرین غیر اصحاب کرام من حیث جمع آن هر دو وجه مذکور که کمال ظاهر ولایت خاص  
 اخواص و کمال غوثیت باشد که منصب اکمل مستوجب کمال مرتبه خاص اخواص و کمال غوثیت  
 باشد که منصب اکمل مستوجب کمال مرتبه خاص ولایت تفوق آنحضرت غوث الثقلین مرتبه  
 باشد اما کسانی که من حیث کمال باطن ولایت خاص اخواص برابر ایشان باشند یا ایشان  
 تفوق داشته باشند امانت پیدا نمی کنند و آن تفوق مستلزم افضلیت غوث الثقلین بر  
 ایشان نمی باشد فافهموا الله اسرار کلامه لا اله الا الله یا اخوانی و اگر این وجه مخصوصه را بگذریم  
 و بر حکم علی العموم آیم ما سه اولیا آنوقت باشند از مبتدی تا انتهی ولایت مطلق چنانچه حضرت  
 حماد و باسن هم که پیرو ایشان بوده اند فرموده اند که این عجیبی را قدسیت که در وقت وی  
 برگردن همه اولیا که آن وقت خواهد بود بر آئینه مامور شود تا آن که بگوید قدس فی هذه علی  
 مراقبه کل ولی الله همه اولیا گردن نهند و بدانند که لفظ مامور بنظر اثبات سکر که حضرت شیخ  
 الشیوخ علیه الرحمه فرموده است مراد بامرئنی باشد تقدیرا و اراده بامر جلی الهام و آنکه حضرت  
 حماد و باسن گفت که این عجیبی را قدس است از دلیل بمرتبه مخصوص ظاهر میکنند از مراتب ولایت مطلق  
 که قدس گفت بقید حرف یا قدس تکلم کرد و معتبر ساخت یعنی چنانچه اشارت مرتبه غوثیت تا سه  
 که اکملیت مرتبه خاص است با وجود مرتبه خاص اخواص از ولایت مطلق و نیز از عبارت شیخ حماد  
 مذکور قید زمانه ایشان بعبارت وقت ایشان هو یا نیست نیز نقل است که از حضرت شیخ فریدالدین  
 چشتی قدس الله تعالی سر و شخصی پرسید که شیخ عبد القادر جیلی رحمه الله علیه قدس می بده آن فرمود  
 است شایسته میفرمایند فرمودند که اگر من در آنوقت می بودم بر چشم خود میگردم پس تا بدان  
 شیخ فریدالدین گفته اند قدس سر هم که این اشارت بخصیص زمانه ایشانست بنظر کل مطلق  
 اولیا که آن زمانه و زمانه عبارت از مدت صد سال است و نیز چون مجدد آن زمانه خود ایشان

بودند و در آنوقت دیگر هم قرین ایشان واقع نباشد لاچار قدم ایشان برگردن همه اولیاء  
آنوقت بود یعنی همان زمانه نقوق ایشان بر همه آن اولیاء واقع باشد و این نقوق نه مثل  
نقوق دیگر است بلکه سبب نقوق است دیگر باید دانست که لازم نیست که در هر مائیکس دیگر  
افضل از مجددان ماته نبود چنانچه حضرت شیخ ماقدهس سره که مجدد این الف ثانی است و همدین  
الف حضرت مهدی افضل و اکمل از ایشان و همه اولیای است مبعوث شد نیست ایشان است  
تعالی آیتی در حیدر آباد و کن که ما وارد انیم از سلسله اجری تا این زمان که سلسله اجری است  
در قول قد می هذه علی رقبه کل فی الله معرکه اراد پیش است درخی از فضلا  
سلسله قادریم می فرمایند که حضرت غوث انام رحمه الله علیه این جمله را در حالت صحو فرموده و  
درین کلام توقیت نیست و بعضی حضرات از سلسله چشمتیه قایل به توقیت بوده اند و سلسله  
تحریر از طرفین بس دراز است بهمیم که آخر الامر کدام مسلک بر گزینی اثبات می نشیند و کدام حق  
روی فتح و نصرت می بیند ازین خیال بر همین تقریر گفتفا در زیدم اگر کسی را زیاده تحقیق منظور  
نظر بوده باشد در سایل علماء معاصرین ملاحظه فرماید قال و مریدان شمارا درین سخنان شما  
سه قسم یافتیم جمعی میگویند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و ما را کجا مجال فهم سخنان ایشان  
است هر چه گفته اند اعتقاد می کنیم که حق است و جماعه میگویند که اینها از سکر و بے خودی  
است و فرقه میگویند که هر چه ایشان میگویند و میکنند همه با ما الهی است و من جم برین سه  
باشم اگر بر این قاطعه از کرامات و آیات که از ان بزرگان بنقول و مشهور است مشاهده  
کنیم و بے انهم بکام تحسین ظن مجوز و متوقفم الا این حرف که در وی نسبت به سر و کائنات  
صلی الله علیه و سلم ستاحی و بے ادبی لازم می آید این بابی شک منکر میدانم ان الله لا  
یا امرؤ الفحشاء و النکر اقول آنچه در باب مریدان گفته شد کیفیتش این است که مریدانیکه  
چون بپایه تکمیل غرسیده بودند و فهم و درک مطلب بکثرت شریف یعنی داشتند بعضی  
از ایشان گفته باشند که ما چه دانیم که ایشان چه میگویند و ما را کجا مجال فهم سخنان ایشان است

وقت مریدان قسم یافته باشند



هر چه گفته اند بنفاد میکنند که حق است و برخی از ایشان ثنا هر کرده باشند که از سکر و خودی است  
و فرقه که میگویند که آنچه ایشان میگویند و میکنند همه با امر الهی است این قول محقق و صواب  
است و برای تسلیم این دعوی آنچه ضرورت بر این قاطعه از کرامات و آیات گفته شد اگر مرد  
از ان عنایت الهیه است که موجب استقامت بر احوال سینه و اعمال صالحه باشد پس حضرت  
شیخ را خود بران اعتراف است و از زبان حضرت باقی باشد قدس سره نیز شنیده اند و اگر مرد  
از کرامت معنی متعارف است پس کفایتش از مقدمه باید جست قال و بهر تقدیر چنانکه عادت  
این فقیر است توقف و تسلیم و تجويز در میان داشت که صد در آن ناسخی از مقام صحو و تمکین  
باشد اما ثابریان شریف خود اعتراف کردید و گفتند که هر که مثل این قسم سخنان گفته نشاء آن  
سکر است و سکر را هیچ بر صحو کرده اید و گفته اید که صحو صرف بی مزج سکرین مقصور است و صحو  
خالص نصیب هم نشاء سخن اختراعی است و خلاف اصطلاح قوم و اجماع مشایخ است که صحو مرتبه  
الست که صاحب آن بجال تمیز و اطلاع بر مراتب و مقامات متصف شده در هیچ جا بسکر که  
بے تمیزی و بے اطلاعی است از تمامه اشیا و مزوج نگردد و در حقیقت صحو و سکر ضدانند که  
جمع نمی شوند صحو خالص که آنرا نصیب عوام گفتند که ام است سخن در مقام عارفان و کاملان  
و اهل امد مخصوص میرود و از کلام ایشان معلوم میشود که از بزرگان آنها که صحو ایشان بسکر  
ممزوج نیست و صحو صرف دارند و باین نوع کلمات تکلم نکرده اند داخل عوام اند این چه سخن  
است اقول آنچه حضرت مجدد رحمه الله علیه فرموده اند عین صواب است اعراض از ان  
بسبب عدم مجاهده است یا عدم اطلاع است بر اقوال صوفیه کرام تا آنکه از این دو امور کمال  
حاصل نشود و در معرکه تصوف قدم نهادن خالی از خطر نیست

باغ می روی و میوید می لرزم	که از شگفتن گلهام تو بهو از رسد
درین مقام اول حقیقت سکر و صحو مذکور می شود سکر در عرف صوفیان عبارت است از غلبه تمیز میان احکام ظاهر و باطن بسبب اختلاف نور عقل در اشعه نور ذات و بیان این سخن آن است	

صحت کلام

که اهل وجد و طایفه اند مجبان ذات و منشاء وجد ایشان ذات بود و مجبان صفات منشاء  
 وجد ایشان عالم صفات در وجد مجبان صفات فقرات و وقفات بسیار اتفاق افتد بخلاف مج  
 مجبان ذات بسبب عموم ذات و خصوص صفات و نیز وجدی که از عالم صفات بود آن قوت  
 ندارد که وجدی که از انوار ذات دارد پس واحد ذات در بدایت وجد بجهت قوت  
 و غلبه که دارد مغلوب سلطنت حال گردد و عقلش که رابطه تمیز و بصیر قلبی است در توانا شده  
 انوار ذات و غلبه آن متخلف و منتطاب شود و سر رشته از دست تصرف و اختیارش سبک  
 گردد چنانکه محل حکم ظاهر که تفرقه است از محل حکم باطن که جمع است باز شناسد و به افشا  
 ربوبیت که کمشون خرنیز عزت اند میلات نمایند و مثل سجانی و انا الحق زبان انبساط دراز  
 کنند و صوفیان این وجد را باعتبار توان و قوت غلبه حال خوانند و باعتبار رفع تمیز سکرو  
 اما صحو عبارت است از معاودت قوت تمیز و رجوع احکام جمیع و تفرقه با محل و مستقر خود و  
 بیا نش آن است که چون وجود سالک در نهایت حال غلبه انوار ذات فانی و مستهکمش  
 حق سبحانه در نشأه ثانیه او را وجودی باقی بخشد که از لعل انوار ذات متلاشی و محمل گردد  
 و هر دمی که از وی فانی شده باشد عادت کند پس عقل نیز که رابطه تمیز است معاودت  
 نماید بطراز لوث حدوث و باقی به بقا حق تعالی و برزخ گردد میان روح و نفس تا هیچ یک  
 صروج از حد خود تجاوز نمایند و بر یکدیگر نفی نکنند و حکم جمیع را با مستقر خود که عالم روح است  
 راجع گردانند و حکم تفرقه را با محل خود که عالم نفس است رد کنند و ترتیب افعال متهدیه با قوال  
 و حفظ ادب و کتم اسرار هر یک دیگر باره باز آمد و برویجه که از آفت زوال امین بود چون  
 معنی سکرو صحو منقش خاطر شریف شد بدگر خدشائی که به کلام حضرت معتر من متنبه میشود  
 توجه میشود و مثال هر گاه کلام صوفیه کرام گاهی از صحو و تمکین و گاهی از حشره سکرو  
 بر می زند پس عموما محل کلام این طایفه بر صحو و تمکین نشاند خدش و دوم صحو صرف به  
 مزج سکرو این تصور رفتن و صحو خالص را نصیب عوام دانستن سخن اختراعی نیست و



خلاف مطلق قوم و اجماع مشایخ بلکه از ائمه صوفیه منقول است شیخ محی الدین بن عربی  
 رضی الله عنه فرمود که ماکان الصحو انکشافاً فلما لبس الاود قد منه في العفیف  
 علی السکرای صاحبہ مقبول المحکم لمعرفته بالموطن وان کان السکران صاحب  
 حق الا ترى الصحو فی السماء اذا صححت السماء ای نهال غیمها وانکشافاً یطی الشمر  
 من حوائرها لا یخرج من الارض من النبات و تمخین العالم ان لها اثر فی ذلك کما اعطى الغیم  
 ما فی قوته من الرطوبة فی الارض لاجل ذلك النبات فانما و حال المسکرو و حال الصحو فی  
 الطبیعة فانما یرقم فائدة عند السکران فی الطريق و لا عند الصفا فی فما هو من اهل  
 الطريق بل یرقم کما لعلوا الذی معه القحط عند العرب مسلماً تشبیه صحو و سکر بچشم غیر درگیر  
 است گیاه و شجاریه بر سطح زمین میروید و از زمین از بارش سلوین کسب کند پس هرگاه مطلع صاف گردد و در زمین  
 سراسر بیابانی شود ماده روی سبکی در زمین حاصل می گردد و گیاه و اشجار میرویند اگر بارش  
 و یا بار و عالم غرقاب گردد و اگر سمواره مطلع صاف باشد از قحط حیوانی و انسانی باقی نماند  
 صفائی مطلع مشابه است بصحو و غیم بسبب طبیعت مثل زمین است پس برای حصول ماده طبع  
 ضرور است که بقدر مناسب صحو و سکر باشد زیرا که سکر محض آفت است و صحو خالص  
 نصیب عوام است و اگر بجز صحو خالص هیچ نباشد پس میان سایر مردم دار باب صحو خالص  
 امتیاز است نخواهد بود لهذا کدانی از بزرگان دین صحو خالص نداشته اند اگر این تصحیح از  
 عربی خلاف مطلق صوفیه صافیه و خارق اجماع است فلا بد من اثباته و دونه خسران  
 افتاد و خدشه سیوم صحرابر سکر با اتفاق ائمه لقون ترجیح نیست در کشف المحجوب مذکور  
 است سکر و طبعه عبارت است که ارباب حنی کرده اند از غلبه محبت حق تعالی و صحو عبارت از  
 حصول مراد و اهل معانی را اندین معانی سخن بسیار است گروهی این را بران فضل نیستند  
 و گروهی آن را برین فریت و هندی آنرا که سکر با فضل نهند بر صحران ابو نرید است و  
 متابعان و سگوند صحران بکین و اعتدال صفت آدمیت صورت گیرد و آن حجاب

دست الدین بن عربی  
 علی بن عثمان زنی غم  
 و اسطی به سبکی بی رویه  
 دوست بخوابا فضل بکین  
 دست قدمت امر از غم  
 علی بن عثمان زنی غم  
 و اسطی به سبکی بی رویه  
 دوست بخوابا فضل بکین  
 دست قدمت امر از غم





در و سبب حصول مراتب الهی و وصول به بنا سبب تنهایی هر کس که ممکن الوجود است پس مرتبه  
اول را بمنقبت اغرجه نسبت در رساله قشیری آورده است سکر بر صحو فضل دارد چه صحت  
سکر اهل انبساط و مواجید بود و از لطایف جمال در سکر کشف یابد و بنده در سکر بشواید  
حال قایم باشد و در حالت صحو بشر ابط علم در مقام سکر بے تکلف بود و در وقت صحو بی نظیر  
و هر گاه صحو بکون بود سکر بکون در ترجمه عوارف آورده است که سکر ارباب قلوب ابا باشد و  
آن استیلا حال است از مشایخ کبار و شیوخ نامدار بعضی وقت کلماتی متضمن عجایب اسرار  
و غرایب آثار در وجود آید آن بواسطه بقایای سکر بود صاحب محور اینجا راه نیست و نیز  
سکر بر دو نوع است یکی سکر از محبت باشد و آن بے علت بود و توار و آن برویت منعم باشد  
یعنی مینمده خود ندیده باشد و این از لوازم مقتدیان است و دوم سکر از شراب  
مودت بود و آن معادل باشد از رویت نعمت که خود بیند و این را بر صحو فضل نتواند بود  
و صحو نیز بر دو نوع است یکی بر اقامت محبت کشف بود و دیگر صحو بغفلت است و این هر دو صحو  
بشریات است این صحو بران سکر فضل نباید انتهی خدشه چهارم ادعای این معنی که صحو  
و سکرند مانند کج جمع نمی شوند خلاف تصریح اکابر صوفیه است در سبب المعانی می گوید سکر و  
حیرت در طایفه اهل سکر بر سه وجه است سکر محبت و سکر محبت و سکر محبت که  
ازین مقام از مستان بر آید و در شریعت مقبول نباشد آنان کلمه برایشان مواخذة و عتاب  
نه باشد سکر محبت مرغیلیل ابراهیم علیه السلام را بود در آن روز که او را جانب التلش نمرودی  
استخوان حضرت همدیت بود همچنین گوشت زهر آلوده در شکم حضرت رسالت صلی الله علیه و  
سلم بیخ اثر نگر وزیر که در و نه صلی الله علیه و سلم در سکر محبت پر بود و همچنین ابوالطیب  
که در کشتن محبوب است اما سکر بر دو گونه باشد یکی بطرب و دت و دیگر کاس محبت و سکر مودتی معلول باشد که قوله  
آن اند و بے نعمت بود و سکر محبتی بے علت بود که کلمات از رویت منعم بود پس هر کس که محبت بنده بخود بنده خود را دیده باشد سکر  
منعم بنده چون بوی بنده خود را ندیده باشد اگر چه اندر سکر بود سکر محبت می باشد و صحو نیز بر دو گونه باشد یکی صحو بغفلت و دیگر



حجام چون حضرت رسالت را صلے الله علیه وسلم حجابست کرد همه خون حضرت سالت یا شامید  
 سکر دوم مهابت است چنانکه عمر رضی الله عنه ردای مبارک حضرت رسالت علیه السلام گرفته  
 بروی می کشید و مانع می شد و می گفت که یا رسول الله بر جنازه عبد اللهی که او از منافقان  
 بود نماز گذار و حضرت رسالت پناه صلے الله علیه و سلم بر عمر پیچ موافقه نکرد سبب آنکه  
 در و نه او سکر مهابت بود و سوم سکر حمیت چنانکه موسی علیه السلام سر یارون علیه السلام  
 را گرفته می کشید علماء ظاهر که ایشان از عالم جبروت که عالم انبیا است محروم اندگویند که این  
 چنین سکر در انبیا جایز نیست پس سکر محبت بمنزله غفلت است و حیرت چنانکه در مستی خمر  
 در خوردن خمر و در مستی نیست بلکه مقصود شراب الش و نشاط و ذوق است پس انبیا  
 علیهم السلام را علی التواتر و توالی وارد است و حاصل است از مستی معصوم اند که بنحیر  
 باشند اما ذوق و الش و نشاط از بخیری نیست بلکه کرامت من الله است پس سکر اولیاء  
 نیز بهمین طریق است که اولیاء در مقام اقتدا و متابعت اند و انبیا علیهم السلام در مقام  
 مسند مقتدا و امامت اند بدانکه سکر شراب محبت با انبیاء و ذوقیات بر انبیا علیهم السلام  
 نیز جایز است بی هیچ قیل پس اگر این چنین سکر در اولیاء قدس الله و ارحمهم صادر نشود انکار  
 نباید کرد خدشه پنجم استعجاب ازین معنی که بزرگانی که صحو ایشان بسکر مغرور است و  
 صحو صرف دارند و باین نوع کلمات کلم نکرده اند داخل عوام اند منی است بر عدم رجوع به  
 کلام الله لقول در عوارف المعارف مذکور است **فَالسَّالِكُ الْمَجْدُ لَا يُوْهَلُ لِلْمَشِيخَةِ**  
**وَلَا يَبْلُغُهَا لِبَقَاءِ صِفَاتِ نَفْسِهِ عَلَيْهِ فَيَقِفُ عِنْدَ خَطئه مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ**  
**تَعَالَى فِي مَقَامِ الْمَعَامَلَةِ وَالرِّيَاضَةِ**

از حوادث بر در آن صوفیان گریز  
 از ایشان شنو حقایق فقر از برای آنکه  
 نصیفت را مصنف نیکو کند بیان

از حوادث بر در آن صوفیان گریز  
 از ایشان شنو حقایق فقر از برای آنکه

قال و گفته آید که سکر بسطامی که به تخاشی قول گواهی آریم من کواء محمد انان بوجده













در مکتوبات بحسب استخاد و قابلیت ایشان و ظهور ذات وی تعالی و تقدس در مرایا و  
 نظام هر چنانکه اهل وحدت وجود می گویند اقول همین کلمات و دیگر کلمات که بطوشرح بسوی  
 حضرت عارفین مثلاً الیهیم بالبتان منسوب اند مردم اختلاف با دارند بعضی نسبت به بعضی  
 کلمات گویند که دروغ نبسته شده و بر سخنی بسوی تاویل متوجه شوند مگر قول جمهور عرفا و  
 است که این چنین کلمات از سر شیبه سکر برآمده اند اگر بالفرض نسبت بعضی لطیفان حاصل  
 گردید که دروغ است فاما نسبت بعضی دیگر چه توان گفت بجز آنکه گردن تسلیم خم کرده آید و اگر  
 نسبت بعضی قابل بسکر شدند چارنا چار تسلیم قول حضرت مجدد رحمة الله علیه لازم می آید  
 تسلیم کردم که نزد بعضی چنان است که در انساب کلمات توحید بر حضرت با نیز بسطاطی  
 قدس سره دروغ نبسته اند فاما درین شبهه نیست که بعضی عرفا می گویند که آن کلمات از  
 سر شیبه سر برزده پس محتاج به تاویل خواهند بود چنانکه شطحیات را تاویل کنند قول حضرت  
 جنید رحمه الله علیه هو العارف والمعرف ولون الماء لون انسانیه از قبیل فنانی است  
 نیست و الا در زیر متصوفین مذکور می شد و محتاج تاویل نمی شدند پس از شطحیات باشد و  
 درین مکتوب بحث از شطحیات شیخ محی الدین بن عربی نیست تا ضرورت ذکر مذہب وی می بود  
 مع هذا شیخ محی الدین بن عربی نسبت بدیگران لب شطحیات بدیشتی کشاید و این مسئله  
 را حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دوسیم و هفتم و یکم از جلد اول بشرح و بسط توضیح  
 فرموده سطرهای چند از ان درین مقام نقل کرده میشود اول کسیکه تصحیح توحید و وجودی  
 کرده است شیخ محی الدین بن عربی است عبارات مستخرج ما تقدم هر چه که  
 از توحید و اتحاد خبر می دهد اما قابل حل اند بر توحید شودی چه هر گاه غیر حق را جل شانہ بنده  
 بعضی گویند لیس فی جنتی سوی الله و بعضی ندای سبحانی زنند و بعضی لیس فی الدار غیره  
 دیار انداد و در مهند این همه گلهای است که از شاخ به یک بینی می شکند هیچ کدام را دلالت  
 بر وحدت وجود نیست آنکه مسئله وجود را متبوی اصل باختلاف و رنگ صرف و نحو تدوین خود می دانند

در مکتوبات بحسب استخاد و قابلیت ایشان و ظهور ذات وی تعالی و تقدس در مرایا و  
 نظام هر چنانکه اهل وحدت وجود می گویند اقول همین کلمات و دیگر کلمات که بطوشرح بسوی  
 حضرت عارفین مثلاً الیهیم بالبتان منسوب اند مردم اختلاف با دارند بعضی نسبت به بعضی  
 کلمات گویند که دروغ نبسته شده و بر سخنی بسوی تاویل متوجه شوند مگر قول جمهور عرفا و  
 است که این چنین کلمات از سر شیبه سکر برآمده اند اگر بالفرض نسبت بعضی لطیفان حاصل  
 گردید که دروغ است فاما نسبت بعضی دیگر چه توان گفت بجز آنکه گردن تسلیم خم کرده آید و اگر  
 نسبت بعضی قابل بسکر شدند چارنا چار تسلیم قول حضرت مجدد رحمة الله علیه لازم می آید  
 تسلیم کردم که نزد بعضی چنان است که در انساب کلمات توحید بر حضرت با نیز بسطاطی  
 قدس سره دروغ نبسته اند فاما درین شبهه نیست که بعضی عرفا می گویند که آن کلمات از  
 سر شیبه سر برزده پس محتاج به تاویل خواهند بود چنانکه شطحیات را تاویل کنند قول حضرت  
 جنید رحمه الله علیه هو العارف والمعرف ولون الماء لون انسانیه از قبیل فنانی است  
 نیست و الا در زیر متصوفین مذکور می شد و محتاج تاویل نمی شدند پس از شطحیات باشد و  
 درین مکتوب بحث از شطحیات شیخ محی الدین بن عربی نیست تا ضرورت ذکر مذہب وی می بود  
 مع هذا شیخ محی الدین بن عربی نسبت بدیگران لب شطحیات بدیشتی کشاید و این مسئله  
 را حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دوسیم و هفتم و یکم از جلد اول بشرح و بسط توضیح  
 فرموده سطرهای چند از ان درین مقام نقل کرده میشود اول کسیکه تصحیح توحید و وجودی  
 کرده است شیخ محی الدین بن عربی است عبارات مستخرج ما تقدم هر چه که  
 از توحید و اتحاد خبر می دهد اما قابل حل اند بر توحید شودی چه هر گاه غیر حق را جل شانہ بنده  
 بعضی گویند لیس فی جنتی سوی الله و بعضی ندای سبحانی زنند و بعضی لیس فی الدار غیره  
 دیار انداد و در مهند این همه گلهای است که از شاخ به یک بینی می شکند هیچ کدام را دلالت  
 بر وحدت وجود نیست آنکه مسئله وجود را متبوی اصل باختلاف و رنگ صرف و نحو تدوین خود می دانند

رضی الله عنه است و بعضی از معارف غامضه این مبحث را مخصوص بنحو دیگر دانیده حتی که گفته  
خاتم النبوت بعضی از علوم و معارف را از خاتم الولايت اخذ می کنند و خاتم الولايت محمدی  
بود راجعی داند و شرح در توجیه آن گفته اند که بادشاه از خزینه دار خود چیزی بگیرد چه نقصان  
دارد انتهی در مکتوب شهادت و نهم از جمله ثالث مذکور است چون نوشت شیخ بزرگوار محمدی الدین بن  
عسکری قدس سره رسید احوال معرفت این مسئله دقیقه را مشرح ساخت و  
میوب و مفصل گردانیده و در رنگ صرف و نحو رد وین آورد مع ذلک جمعی ازین طایفه  
مراد او را نفهمیده تخطیه او نمودند و مطعون و طام ساختند و درین مسئله در اکثر تحقیقات شیخ  
صحیح است و طاعنان او در وزارت و اب بزرگی و وفور علم شیخ را از تحقیقین این مسئله باید  
در یافت نه رد و طعن او باید کرد انتهی تفصیل در مقدمه گذشت قال و فرموده اید که اگر حق  
خالص بود که افشای اسرار آنجا کفر بود و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک بود انتهی سابقاً  
معلوم شد که این کلمه نیست که اگر یحیی باشد و با هر باشد کفر نیست اگر صحیح است و انظار  
فوت مصلحت نیست و اگر نه وقوع آن از اهل صومعه ممنوع است و خود را از دیگرے بهتر دانستن  
شرک چرا باشد ظاهر اسو قلم است و صحیح کبیر است اقول سخت مشکل است که حضرت مجدد  
رحمة الله علیه سخن از معارف گوید و حضرت شیخ اعراض حسب مذاق علماء ظاهر میفرماید اگر  
حضرت شیخ بر اصطلاح صوفیه توجه فرمودی لیس چنین اعتراض کشادی ۵



فی حال سکرة شیئا فیغطیه الصقوان یستغفر الله من ذلک وغدره مقبول  
وان الاستغفار عندنا فی طریق الله یكون فی مقامین المقام الاول ما ذکرناه  
وهو ان ید ومنه ما یكون مستورا فیحجب علیه الاستغفار من ذلک وقد یقع  
الاستغفار من لا ید ومنه شئ یوجب الاستغفار فیستغفر من هذا مقامه  
ای یطلب ان یستره الله فکشف عنائمه ان ید ومنه بحکم ذلک الحال ما ینبغ  
ان یستره وهذا هو المقام الثانی الذی لا هل الا الاستغفار فیندبوز یطلب  
الستر عن الله عز وجل عن حکم یوجب علیه الاحتراز من وقوعه  
وهذا هو استغفار الکابر من الرجال المعصومین  
وشکر درین مقام حسب مطلق متصوفین است نه تکملین از عدم مزاولت  
حکام صوفیه این چنین خدشات وارد کرده میشود و ترویج صوفیه رویت غیر را شرک گویند پس  
خود را از غیر بهتر دانستن چه شرک نباشد در کشف الحجب تدویر است ابو بکر شبلی نویسنده  
شرک لانه صیانة القلب عن روية الغير ولا غیر تصوف شرک است از آنچه آن صبا نیت دارند  
از رویت غیر و وجود غیر غیبت یعنی اندراشبات توحید رویت غیر شرک بود و چون اندر  
دل غیر را قیامت نبود صیانت کردن مرا و را از ذکر غیر محال بود بنگرید بختی مولانا می و هم فرماید

تا که باشد یاد غیری در حساب	ذکر مولی باشد از تو در حجاب
تا بود یک ذره از هستی بجای	کفر باشد گریزی در عشق پاس
گر همه عالم ثواب تو بود	چون تو باشی آن عذاب تو بود
گر شوی چون خاک رده پایمال	تا بد جان را بدست آری گمال
تا تو با خویشی عد و بینی همه	چون شوی قانی احد بینی همه

مولانا عبد الرحمن جامی در نفحات و در ذکر ابو بکر شبلی می آرد عبد الرحمن خراسانی گوید که شخصی  
بدر سرائی شبلی آمد در بزرگ شبلی فرمود آمد سر برهنه و پاس برهنه گفت کرامی خواهی گفت





جای دعوی این امر کرده اند که صحو خالص دارند و **فَمِنْ أَدْعَا فَعَلَيْهِ الْبَيِّنَاتُ** اما ثانیاً  
 برگز مقرر قوم نیست که مرتبه اهل سکر نازل و سایل است بلکه این مسئله مختلف فیهاست چنانکه مذکور  
 شد اما ثالثاً پس آنچه حضرت مجدد رحمه الله علیه تحریر فرموده اند نه برای اثبات سکر است و نه  
 برای تصحیح و تصدیق این معنی که آنچه واقع شده بسکر بلکه تحقیق این معنی است که بزرگان بسکر  
 کلام کرده اند و کلام سکر قابل ملاست نیست فاین **هَذَا مِنْ ذَلِكَ** درین کلام از حضرت  
 مجدد رحمه الله علیه اعتذار و انکسار و استنقاع غلط فہمی است از حضرت مجدد رحمه الله علیه بیچ جا کلام  
 صادر نشده است تا غیث این قول باشد که معذور دارید چیزی که از مستی و بخودی واقع  
 شده است بدیده تامل بنگرند که جواب بعد از تسلیم بطور قضیه شرطیه است و کلامی شرطیه  
 مستلزم تحقق مقدم نیست میفرمایند معذور ما این قسم سخنان که بنی از افشا کے اسرار باشد و از  
 ظاهر مصروف در هر وقت از مشایخ طریقت قدس الله تعالی اسرار هم ظهور آمده است و عادت  
 سنمه این بزرگواران گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده  
**لَيْسَ هَذَا أَوَّلُ قَالٍ وَرَأَى كَسْرَ فِي الْأَسْلَافِ** پس این همه شور و غوغا چیست اگر غلطی  
 شده است که ظاهرش مطابقت با علوم شرعی ندارد آن را باندک توجه از ظاهر مصروف  
 نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را معتمد نباید کرد و اشاعت فاحشه و تقیض فاسق هرگاه در  
 شریعت حرام و منکر باشد تقیض مسلمانی بجز اشتباه چه مناسبت بود اینخ اما را بقای پس بر  
 تقدیر تسلیم میگویم که حضرت مجدد رحمه الله علیه در معارف لدنیہ می فرماید باید دانست که در هر  
 مقامی از مقامات ولایت و شہادت و صدیقیت علوم و معارف جدا است که مناسبت  
 ان مقام است در مرتبه ولایت علوم سکر آمیز بسیار است که سکر غالب است و صحو مغلوب در مرتبه  
 شہادت که ثانی درجه است از درجات ولایت سکر مغلوبیت پیدامی کند و صحو غالب می آید  
 و از مال سکر لکھنی نیست و در درجه صدیقیت که ثالث مرتبه است از مراتب ولایت و شہادت  
 درجات ولایت است و فوق آن درجه ولایت نیست بلکه مرتبه نبوت است علوم آن درجه



از سکر تمام برآمده اند و مطابق علوم شرعی گشته صدیق همین علوم شرعی را بطریق الهام اخذ می کنند چنانکه نبی علیه الصلوة والسلام و آله بطریق وحی اخذ می نمایند صدیق و نبی را تفاوت در طریق اخذ است نه در ماخذ که هر دو از حق سبحانه و تعالی اخذ می کنند اما صدیق بتهبیت نبی باین درجه میرسد نبی اصل است و صدیق فرع او و نیز علوم نبی قطعی است و علوم صدیق ظنی و نیز علوم نبی بر غیر حجت است و علوم صدیق بر غیر حجت نیست ۵

در قافله که اوست داختم نرسم | این بس که رسد و در بانگ جبرسم

صلوات الله تعالی و تسلیماً ته علی نبینا و علی جمیع الانبیاء و المرسلین و علی الملائکة المقربین و علی اهل الطاعة جمعی پس اگر درین رساله بعضی از علوم و معارف لطیف شافی و تبیین بایکدیگر واقع شده باشد عمل باید کرد تبیین علوم را به تبیین درجات ولایت که هر عالم را علم جدا است حقیقت علوم توحید مناسب بدرجه ولایت داری و از علوم درجه چهارم اگر خواهی معلوم کنی پس معرفتی را که در میان کرمیه پس کشده شئی مذکور شده است نیک رویا یک علوم آن مقام از علوم مرتبه شهادت اند و چون در آن موطن خود را و صفات خود را می بیند و باجموع آن مقام امقلب قلب شهادت کرده اند و علوم صدیقیه خود را بعینها علوم شرعی است چنانکه با آن گشت و العلوم الصحيحة و المختبرة فی المطابقة بالعلوم الشرعية یتلینا الله سبحانه علی السریة المعراء بحرمه صابها علیه و علی آله الصلوة و السلام ۵

انتبه پس گفتم که از علم ولایت سربزرده باشد و یا سکر مغرور باشد در آن متفحص نیست ۵

اندک پیش تو گفتم علم دل تر سیم | که دل آرزو شوی و نه سخن بسیار است

قال نوشته اند که سخن با فان بعضو خالص متفحص اند بسیار اند چه این قسم سخن نباشند و دل نای مردم از جانه برودند اگر مرد و لهای خواص است مثل این سخنان آن را از کجا از جامی بریزند و محظوظ می سازند اگر دلهای عوام است و دلهای و فلیفتن آنها چه مقصود است و چه اعتبار دارد و در اصل سخن اعتبار ندارد و در بیان نیست ببا کس که سخنان کمالان گویند و کامل



نمانند و بسا کس که حرف زدن نداشتند و کامل باشند احمد مدد آنجا که ایشان اندر هم کمال است  
و هم سخن سخنان خوب مثالب یار اند و دل ربا اند اما این سخن شنید که نسبت با حضرت صلی الله  
علیه و آله و سلم بے ادبی و گستاخی کرده اید آنهارا بے پوشد و بدنام بے سازد اقول حراد از  
مردم عام است خواص باشند یا عوام اگر حضرت معتمد از آن مخطوطه نه شوند آن آه و سخن نیست

سخن شناس نه و در اخطای اینجا است | چو بشنوی سخن اهل دل گو که خطا است

مگر هرگاه خود حضرت شیخ بیشتر کے از سخنان حضرت مجدد را خوب و در با تجویز کنند و زعم  
خود صرف چند سخن را محمول بر بے ادبی و گستاخی نموده اند باعث بدنامی خیال کنند پس تنفس  
از مردم که خواص اند یا عوام لغو و باطل خواهد بود

ای نماید که سرخند گشتن داری | اختم این بار تو چون رخ برآوردی

و بے اعتباری اهل سخن موجب فزادان تعجب است کلام حضرت غوث صمدانی رضی الله عنه  
که جن و جنات و اشیاء انبیاء را مد برای استماع آن حاضر می شدند **كَلَّمَنا يَظْهَرُ**  
**مَنْ يَجْهَرُ الْأَسْرَ كَأَمْرٍ دَالٍ هَتَّ جِلْبَتِ سَخِينِ**

تا هر سخن نگفته باشد | عیب و منرش نیست باشد

منقول است که روزی حضرت غوث الاعظم کبر سر منبر بیان علوم و معارف میفرمودند درین  
اثناء که حضرت خضر واقع شد حضرت فرمودند ای اسرار بی کلام محمدی بشنو بلکه اگر در کلام  
ملک اعلام بیدیده بصیرت نگریسته شود از آن ظاهر خواهد شد که کلام در صلیت کلام هیچ اصل  
ندار حضرت مجدد رحمه الله علیه در رساله مکاشفات غیبیه می فرماید صفت کلام بلکه شان کلام  
که کلام مادر آشت برای آن محتاج الیه است کافاده بے آن متصور نیست پس جمیع کمالات بیه  
و شیونات ذاتیه اولاد مرتبه آن صفت بلکه شان فالین می شوند و از آنجا بعالم کافاده می  
آیند مثلاً شخصی که کمالات بسیار دارد می خواهد که آن کمالات را ظاهر سازد و آن را در مشق  
قوة کلامیه فرود می آرد و از آنجا اظهار آن می نماید پس در واجب تعالی و تقدس در مرتبه

شیونیات که زاید بر ذات نیستند الا باعتبار شان کلام باین معنی مخصوص گشت و هر چه از کلام  
در مرتبه ذات و شیونیات تحتوح بود تمام در شان کلام فایده گشت حاصل تمام حقیقت ان  
شان همین قرآن است و بیس همین عبارت عربی و ترتیب هم بود مکتوب در مصاحف و هر  
کتابیکه بر بنی صلی الله علیه و سلم منزل شده است جزو بیست از اجزاء این قرآن که از بعض  
عبارات او به بعض وجوه مستفاد است و تخلیق جمیع مکنونات من الاول الی الآخر مستفاد از  
وَأَمَّا قَوْلُنَا لَشَيْءٍ إِذَا أَرَادْنَا أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ مصداق قول است و این قرآن باین عظم  
شان داخل و دایره اصل است هیچ ظلیته با و راه نیافته و همانا که آنچه بعضی اکابر اولیاء الله صنی  
الله علیه و سلم میفرمودند که قرآن از مرتبه جمیع است ناظر این معنی است و قابلیت اولی که معجز حقیقت  
محمیه است علیه من الصلوة انماها و من التحیات اجملاها ظل این قرآن مجید است  
پس این قابلیت نیز جامع جمیع کمالات ذاتیه و شیونیات ذاتیه باشد لیکن بطریق ظلیته نه  
بطریق اصالت و قرآن بطریق اصالت جامع است و همین مناسبت قرآن مجید بران سرور  
منزل گشت و او را باین نعمت عظمی مخصوص گردانید و همانا که اشارت حضرت عایشه صدیق  
رضی الله تعالی عنہا که حضرت صلی الله تعالی علیه و سلم در شان او فرمود خُذْهُ وَاشْطَرِّمْ  
دِیْنِکُمْ مِنْ هَذِهِ الْحَبِیْرَةِ در بیان خلق آن سرور علیه الصلوة و السلام و احمیه فرموده کَانَ خَلْقُهُ  
الْقُرْآنَ همین مناسبت است که اصالت او ظلیته است و بر رگی شریعت او را علیه الصلوة  
و السلام از همین قیاس باید کرد که متابعت او را سر مایه جمیع سعادات می باید دانست  
این کار و ولست کنون تا کاراد هسند ۴ این علمیت که مخصوص بعضی احاد افرا  
است که به خلق قرآنی او را خلق گردانیده اند و بنور او دیده بصیرت او را کمال ساخته قطب  
را نظر تا یا نیجائی رسد و از مراتب ظلیت نفوذ نمی کند و قایق علوم مقامات ظلیت مخصوص  
به بعض افراد قطب است بلکه اقطاب ارشاد مدار کار دیگر در پیش است و بخندسته  
خاص مخصوص اند فطوی من جمیع مراتب المرتبة القطیبة و الفردیة کجند البعدادی سید

در اسلام شد  
نعمت پس او گردانید  
۱۰ ساله دو نیمه  
دین خود از غایت  
بگویند ۱۲ ساله  
خلق او قرآن بود  
۱۱ ساله پس قرآنی  
باید بر آن عمل کرد  
کرد بر آن عمل کرد  
ظلیت و اولی  
نعمت  
عایشه صدیق  
جند بنیادی  
رشته اولیای  
است



در مجتبه

الطائفة من جهة الله تعالى واین نسبت فردیت او را از شیخ محمد زکریا ابیه اصاگشته پیرا در تحصیل نسبت قطبیه شیخ سمری مطلق است یعنی الله تعالی غنیم و سید الطائفة نسبت قطبیه را در جنبه نسبت فردیت فراموش کرده میگوید مردم میدانند که من مرید سمری ام من مرید محمد نقاب ام بر اصل آن سخن برویم و گوئیم که در قرآن الفاظ ماضی و استقبال برای آنست که جمیع از مننه از منیه و ابیه از منیه ظهور داده اند بعضی از آن بخاصی تعلق دارند و بعضی دیگر بحال و بعضی اخرا استقبال او شامل کل است پس ماضی و استقبال نسبت بقرآن نباشد بلکه بنسبت بعضی از مننه باشد که قرآن شامل است بر آن مثلاً شخصی از احوال گذشته خود بتغییر ماضی می کند پس آن ماضویه نسبت بزمان حال آن شخص است نه بنسبت آن شخص آن شخص جامع جمیع از مننه است و الله سبحانه اعلم بالصواب الماهر بطریق السداد و الله یحیی الحق و هو یهدی السبیل پس مصدق قرآن و مطلق احکام بر طبق آن مصدق جمیع کتب سماوی است و حاوی کمالات جمیع شرایع انبیاء صلوات الله تعالی و سلامه علیهم جمیع و مذهب این کلام الله مذهب جمیع کتب مترجمه است و عدم مزینا بموجب این شریعت مستلزم حرام عظیم است

محمد عربی کابروی هر دو سر است | کسی که خاک درش نیست خاک بر سر او

انتی قال این کلمات بقصد هتسار و استکشاف حال و دفع نام عارض بیان و تسکین حرقت صدر نوشته شد و قصد آن داشت که چیزی بنویسد و بالزام نفس خود و افهام راضی باشد اصل غرض نصیحت و خیرخواهی و کشف حال است که الدین النصیحة این را در چند مجلس اعلان نموده و هر بار استخاره بجناب حق و استفاده از شرف نفس و شیطان و تبری از حول و قوت بمبالغه اکید و احکام تمام می نمود و می نوشت امید که مغرور باشد بلکه ماجور گردد و اقوال تحریریه که بقصد هتسار و استکشاف حال میباشد این طالت و دراز نفسی رواندار است

است که آنچه گفته شد بطور الزام است و نفی و ابرام

خود سویی مانند و حیارا بهانه ساخت

یا زانمزه گشت و سازا بهانه ساخت





جان نگر و تابدل و حدت خیال کے بچہ طمانت تواند کرد گل	تا نباشد در و دوی تغیر حال جلوه طادس غوبی صلیح کل
حکایت	
<p>اندیشین کا شانہ کثرت اساس از تقدس طبع او آئینہ خیر و حدت ایجاد زہستی پریشان ست چلم ساقی آن بزم بود نز و او شد بوالفضل خام کار از ہر معرفت رنگی نداشت گفت کای فیض تو نور شاہ دل یک نگاہ لطف بر رویم بکن کین دل از نیرنگ دنیا مایل است در جو ابش گفت کاسے محوس کین نفس بستان اہل دل بود کے زو حشت اہوان اید بام چون شنید این نکتہ شورش خیر شد</p>	<p>بود از ارباب دل معنی شناس و ز صفا قدوسیان را آب رینر از صنم سوے حرم محل کشان تا نہ اران جلوہ درستی نمود و حشت ایجاد طلسم اعتبار بلبل آسا شوق انگشتی نداشت نور یان از پاکی طبعت خجست دام چین و صید آہویم بکن از دم عجز کیشان غافل است مرغ بال افسان کے اید و نفس کے از و طبع ہوا مایل بود کے بود اہل ہوس از بند زرام از تنہا اضطراب انگینہ شد</p>
<p>۱۵ بوالہو سے نز و عارف آگاہ در آمد و استدعای بیعت نمود عارف ابکار چون استبدادش ملاحظہ فرمود گفت کہ در فلان گلشن پرورد و درختانش سموز و سپر و باغبان و لایزن بوالہوس چون شنید یہی ہل است جان گلشن رفتہ درختانش سوخت و باغبان را بسلازم کرد باغبان بر پے او افتاد و گفت کہ گلشن را سوختی و مار زوی کاسل بجلا تو ہویا است امروز بجلا مہ دست و پایت ہا کم و سیاہت کتم با نود و از غلیظہ خورش مار عارف این داستان بیان کرد عارف گفت مدح و علم شل او داری بیت تو قبول کتم و نہ بوالہوسی گیر وقت در ماہ عویش گرفت ۱۲ ۱۵ قول و حدت بیدے آہ وحدت کجا بچی</p>	

تو چہ کجا  
یعنی درش چنان تو مید  
اگر بود کہ سستی اواز بد  
انسان گشت از صلوہ و حد  
اوان آہویم بکن بکین  
سید در حرم محل  
لہذا از صنم سوے حرم  
کے کشید  
دام چین از معنی طلسم  
ما جو بیتی بوی بکین  
یعنی ز دام و خطای بوی  
نفسان سہا زین بکین  
انسان آہویم بکن  
در نفس کے آہویم بکن  
در ہوا و ہوس بکین  
در دم زہد و غوی آمد









بجسرت مشایخ گفتند که اگر با وجود کبر و دشمنی با او این کلمات از طاقت حال این فقیر بیرون  
 است **اقول** چراطن جمیل و محبت نباشد چرا حضرت مجدد و طریقه ایشان عزیزند داشته شود  
 که از زبان حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اثبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شنیده اند ازین جاست  
 کہ مجربان عمومًا و فقیه خصوصًا بحضرت شیخ راسخ الاعتقاد می باشیم همانا شک نیست کہ شیخ تراجم  
 احادیث و سیر کہ بزبان فارسی نموده ازین کتب کچشم ہندیان نوری و در دل شان سرور  
 پیدا شدہ اگرچہ برخلاف طاقت علیہ مجددیہ مثل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی و حضرت شاہ خلیفہ  
 رحمۃ اللہ علیہ دہلوی و قاضی شمس الدین بانی ہتی در تنقید احادیث و وسعت علم و قوت تحریر  
 و تقریر از حضرت شیخ تقدم بالشفرت می داشتند باین حضرت شیخ برابر ایشان تقدم بالزبان حکم  
 کرد و خدمت عمر بیست می بنام چہ شد قدم | برہن می شدم گراین قدر ز نار می بستم  
 اما انتساب ہوا دینی است بر ہم کلام تقوی و مطلق متصفین حضرت خواجہ محمد پار ساد  
 تحقیقات می فرماید باز این طایفہ منصورہ را اصطلاحاً حلے است شہورہ فی مابین ہم کہ باین متفرد  
 اند و عبارتے است و کلماتی است متداولہ بین ہم در اشعار و محاورات ایشان یا یکدیگر علی الخصوص  
 ما یتیم من تلك العبارات والكلمات و كنه حقائقها لا يدخل تحت الاشارة فضلا عن  
 الكشف بالعبارات فان مكاشفات القلوب ومشاهدات الاسرار لا يمكن العبارات عنها  
 على التحقيق ولا يعرف الا من اذنا تلك الاحوال وحل علوم تلك المقامات و علوم این طائفہ علوم الاحوال  
 بود و احوال موارث اعمال است و کسی از علوم حوال میراث برد کہ اعمال را درست کردہ باشد  
 و بحق آن قیام نمودہ قال و ہمیشہ دعای این فقیر در خلوت و جلوت بعد از صلوة و سایر  
 اوقات این بود و هست اللہم ارحنا الخ نقا وارزقنا اتباعہ و امرنا الباطل باطلا و امرنا تقنا  
 اجتنابا للہم اوجب و بعد از آن کہ اوازہ کمالات شما در میان است ان نیز میگویم خداوند  
 این مرد از کمالات خود این چنین خبر می دهد اگر صادق است ما را دلیل صدق و حقانیت او  
 الہام فرمایا و انصر فہ صابدا آید کہ رفع مشبہ و التباس کند و اگر چنین نیست او را بر سر

مضمون این عبارت  
 است کہ طایفان اینان  
 در کشف آن کلمات  
 و مکاشفات القلوب  
 و مشاهدات الاسرار  
 و امرنا الباطل باطلا  
 و امرنا تقنا  
 اجتنابا للہم اوجب  
 و بعد از آن کہ اوازہ  
 کمالات شما در میان  
 است ان نیز میگویم  
 خداوند این مرد از  
 کمالات خود این  
 چنین خبر می دهد  
 اگر صادق است ما  
 را دلیل صدق و  
 حقانیت او



انصاف آوردن روشن بازدارا قول محیب الدعوات فی فضل خود دعائے حضرت مقرر  
علیہ الرحمہ را بذریعہ اجابت مقرون داشت و غشاوت بشری از ایشان نائل شد در واقعہ  
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیده کہ میفرمایند ہر کہ اخلاص بہا دارد با ایشان نیز داشتہ  
باشد و مشارت بحضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمود و کیفیت رجوع بہ تفصیل در مقدمہ مذکور شدہ

نقصان ز قابل است و گرنہ علی الدوام فیض سعادتش ہمہ کس را برابر است

قال یکبارے شنیدہ شد کہ نسبت بہ فقیرین آیہ سے خوانند وَاِنْ يٰۤاٰدَمُ ابْنُ آدَمَ فَكُنْ عَلٰى اَرْضٍ  
وَ اِنْ يٰۤاٰدَمُ ابْنُ آدَمَ فَكُنْ عَلٰى اَرْضٍ اقول اولامردمان عثمان از کجا تا کجای می رسانند  
کدامی خود غرض بامید اشتغال طبع حضرت مقررین این خبر بخجرت وی رسانیدہ باشد  
پس لایق اعتماد نباشد ثانیاً ہر گاہ ہوا خواہان حضرت مقررین کجاس باحضرت مجدد رحمۃ  
اللہ علیہ کیفیت شکایت معروفین داشتہ باشند حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بطور اقتباس این  
آیت را تلاوت فرمودہ باشد پس غور فرمود نیست کہ بدایت از کجاست ہر گاہ بدایت از حضرت  
مقررین است پس محل رنجش نباشد

چوتیر انداختی بر روی دشمن | حذر کن کاندر اما جہل نشستی

قال التماس انت کہ اگر این طریق کہ مردم دست او را نکار شما ساختہ اند ترک دہید  
و اسلام تائید دوستان ہمہ در رقبہ طاعت و انقیاد بلکہ دشمنان نیز براہ محبت و اعتقاد  
آیت اقول

اکنون کہ گفتہ نظرے ہست بامش | ای روزگار فرستے اے مرگ مہلتے

ای برادر دین باب چہ گفتہ شود کہ انکار بزرگان دین از قدیم الایام جاری است ہمارے  
محدث نیست یعنی بدینی کہ علامہ ابو الفرج ابن جوزی کہ از کبرائے محدثین و نقادان حدیث  
است و در تصانیف ید طولانی دارد و تراجم و طبقات محدثین از مدائح او مال مال بہت  
ہے قدر متکرر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بود چنانچہ خود حضرت مقررین در رسالہ

انکار علامہ ابن جوزی بر حضرت غوث الاعظم





چون بعض آرباب علم بدام غشوات بشری گرفتار آندہ مضامین عبارت نافعیدہ بقالب  
نار است در آید و ندیش تصور صوفی چیست

هر چه هست از قامت ناسازی اندام هست | ورنہ تشریف تو بزرگے کس کو ناه نیست

بحاشیہ خیال طایفہ صوفیہ نمیرسد کہ مردمان حلقہ طاعت و انقیاد و گوش نهند بنگہ ایشان  
چو اکمل انابادانی دور از مردمان ثور سے باشند و انکار متکبرین را اصلاً بخيال نیارند ازین  
جاست کہ توفیق ایزدی بگوش آندہ تکفل حال ایشان می باشد برنگرید کہ شور و شغب ابن  
جوزی حضری در عظمت و جلال حضرت غوث الاعظم رسانیدہ و دامن پاکش بہ پیچہ ملوث

نگردانید بلکہ خود ابن جوزی بچکافات آن روی سخن دید و مملعون و ملام گردید بچنین نسیم  
توفیق ایزدی عبارے کہ در دیدہ حضرت مقرر بود در ادنی تحریک و اهتزاز زد و دسینہ و  
حشم را صاف و پاک نمودہ عقیدت بر عقیدت افزود تا آنکہ از احقاد حضرت مقرر حضرت

حافظ محمد حسن قدس سرہ داخل طریقہ علیہ نقشبندیہ شدہ بعالے از توجہ خود فیض رسانیدند  
و جهانیان را باب پاشی انوار و برکات سیلاب گردانیدند منقول است کہ چون ایشان خدمت

عروہ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ برای حصول برکات طریقہ مجددیہ حاضر شدند  
حضرت خواجہ استفسار فرمودند کہ بہ اقرار آید یا انکار ایشان از غایت الغفال سر در پیش نہاد

و زبان معذرت کشادہ عرض داشتند بل برای استعذار حضرت شیخ محمد احسان ابن حافظ محمد  
محسن رحمۃ اللہ علیہ در عنوان شباب اخوانی از طریقہ مجددیہ داشتند اخر الامر پیشہ شدہ بدست

حضرت عزرا جانان قدس سرہ بشرف توبہ و ارادت فایز شدہ بدرجات علیا رسیدند  
فَلْيَخْلُتْ لَكَ الْخُلُوعُ بِكَ كَوْنَهُ الْخُلُوعُ

محمد بگذاشت و حدیث در آ آخر شد | شب باغ رش کنون کو تہ کنم اسانہ را

اللَّهُ مَعَكُمْ أَيْمًا كُنْتُمْ

ضعفت غالب شدہ از نالہ فرو مانده دلم | و اگر از حال من اورا کہ خبر خواہد کرد

## مشکوٰۃ

نہ اران شکر بر تو فین باری  
 بہ تحقیق مضامین نقش بستم  
 مرا از شیخ نامی نیست پر غاش  
 ندارم ہمدی در پیشہ او  
 دلم شیدائی معشوق بیانش  
 بہ تعینات خود قول بدیش  
 منی کو شمع بہ تغلیط کلاش  
 ولے باشد محب کین شیخ و شیان  
 کمر بست از کین مخانی  
 ندیدہ اصطلاحات نقیص  
 دل او محو ایراد شکایت  
 یہ اول سے او در رود ایراد  
 میان شد جو ہر آئینہ او  
 بگردازد و ایرادش رجوع  
 کہ مارا شد نصیب از فکر عالی  
 نہ بینم در نکات شائن خلانی  
 کہنوں میں سینہ ام بسیار صافست  
 بنور الحق چنان نمود تحریر  
 کہ در یہ کلام شیخ احمد  
 چو او خود از کلام خلیفہ برگرد  
 کہ کردم خمش از رنگین نگاری  
 کز رنگ نقیب شکستم  
 شدم از لجنہ تحقیق در پاش  
 یہ بینم آفتاب از شیشہ او  
 دماغم محو افسون زبانش  
 با استدلال میدارم و دیش  
 نہ مجو شمع بر تو انقصاش  
 تا سراسر نقیص چشم پوشان  
 بر دیدہ تجسمہ دالفت ثانی  
 نقیص را بنود از وی نفرت  
 نقیص را نہ باشد زین حکایت  
 ولے آخر چو او را دیدہ بکشد  
 طبعیدہ برق بر از سینہ او  
 نوشتہ نامہ از عجزے خنوع  
 بحر یات از رنگین خیالے  
 نفہم در کلام شان گزانی  
 مرا اصلاً نہ بلوئے اختلافست  
 بشودر آب آن تقریر دلگیر  
 بکتو بے شدہ از من مقید  
 ز عاجز شدہ بجا گردو او کرد

ش  
 سعدی  
 مشکوٰۃ  
 ۱۲



مرا نیز دے محبت میشود چست  
باید اویش مرا تردید زیباست  
دل من مستفید خاندانش  
بدینا اگر چه جانم پست باشد  
لگدم وز است جولانم بسویش  
بل شوقست تا از مرشدانم  
تختین پیرین اشرف علی هست  
ز سعه اند دل او نکته آموز

دلیل من قوی بریان اوست  
که جان برخا خانش محو شد است  
خیالم مستفید دو و مانش  
بهر او دلم سرست باشد  
وگر شب هست جانم محوریش  
به بندم رنگ فیض از دستاخم  
کز ان در خاطر کم شرف جلی هست  
بهر راز خفی شد فیض اندوز

۳۳۱

قدومه ارباب تفرید صاحب کشف مخفی و علی حضرت مولانا مولوی میر اشرف علی صاحب  
علوم ظاهر و باطن بودند در شان ادبی تعصوت و حدیث و اسما و الرجال فقه و طوائفی و فقه حنوف میر سلطان علی صاحب در مقام ملازم  
شیخو سلطان رئیس کرتانگ بودند حضرت میر اشرف علی صاحب در فن سپه گری نظیر خود نداشتند آخرا در دنیا را گذاشته سرایه دنیای آخر  
پیر مرشد خود صرف فرمودند و کمال و قتل سرگرم افادت بودند و هلاک بدینانند فرمودند به تحقیق پیوسته حضرت ایشان را در کمالی خدمت  
مرا به برج بار اتفاق غور و غوش یافتند و هر کس باقی بخرنی شد از کسب خود آنچه حاصل میشد بهیچ وجهی آوردند و همواره بارشاد طایفه  
مصرف می بودند و با فضل الدوله بهادر که سخاوت و نفوذ خاوری طبیعت و جلالت داشتند چند با شتیاق ملاقات ظاهر کردند و مگر حضرت  
ایشان بر جاوه و تکیه مستقیم آورده از ملاقات انکار نمودند و حضرت خانقاه و طایفه که روزا فزون بود و حق تعالی جل شانته از خراج غیب خود  
انکالت آن ان می نمود حضرت ایشان شربت رانی پسندیدند و همواره بکتمان اسرار میگو میشدند روزی اندام پاک در راه حیدرآباد نازش  
بود و مردان خلعت می شدند فیه خبر خود صحیح ایشان رسیدار شد فرمودند که این وقت بهر چه و ایشان پریشانی های باجم حریف کردم که آنچه در  
آیام عارضه و مای شایع است حضرت را معلوم است انکی قوه فرمودند مای پریشانی دل را غل غشت بعد از آن بسم فرموده از پریشانی دل  
استفسار ساخته عرض کردم که چه میگوید و چه قلبه انگین حاصل است بچه پریشانی نیست حضرت ایشان روزی از فیه فرمودند که  
بسم کار بدون استقامت و اما زارت حضرت شاه سید احمد صاحب بی کم مایلی بهیبت حضرت شرف شده کاسیابش تاراج و اذیت و در سجده  
شکسته میری و دل حجت می شده و گریه حضرت شاه سعید احمد صاحب کاتب عرب مدون گردیدند تا بچ اتقال از مولوی لکیم حسین چویشی  
آفت حیل و طبیعت میثاق این اقتباس است از کلام که زبان حضرت حدید که بر کبری اسد عتد بعد از حدیث و شعر عالم طبع و مدح و کرم بر آمده بودند  
از جمله قوایخ است که در آن گشتاد فیه خبر گرفته است و بیاض از طریق سیدی شرف علی به کان قالا الطوائف و الاکرام و اهلین کبیرم و سرتیغ  
علیم حق فی تاریخ حسن فی مدح و محبان و بیانات از کلامه تا بچ از مولوی عبد الکبیر صاحب کلامه تا به سید احمد شاه افشینده  
رشتانین دار فاجان پر گلگشتان چون در درسم حاصل کلامه تا بچ از مولوی عبد الکبیر صاحب کلامه تا به سید احمد شاه افشینده  
صاحب قدس و مسکن بی خانه کابل تحصیل طبع ظاهری و ناهت مدح و عود و فیه در شرف و در خانقاه و در حاضر خود در منزل صاحب  
خلافت بچ و زیارت حرمین شریفین شرف شد و صاحب کلامه حضرت ایشان بر کبری احمد شریفه و حیدر آباد و روفی افروز و ریزه مدح و تعظای و مدحی  
و در حقی بر مدحی است حضرت محمد بهیبت خاندان افشینده و فیه در شرف و در حقی صاحب کلامه حضرت ایشان بر کبری احمد شریفه و حیدر آباد و روفی افروز و ریزه مدح و تعظای و مدحی

خاندان حضرت  
کرامت حضرت  
بازنده اند و در مدح و تعظای  
چون خاندان حضرت  
از خاندان حضرت  
ایشان مولوی  
حضرت بر شرف  
بازنده اند و در مدح و تعظای  
حسین صاحب  
خاندان حضرت  
بازنده اند و در مدح و تعظای  
کرامت حضرت  
بازنده اند و در مدح و تعظای  
چون خاندان حضرت  
از خاندان حضرت  
ایشان مولوی  
حضرت بر شرف  
بازنده اند و در مدح و تعظای  
حسین صاحب  
خاندان حضرت  
بازنده اند و در مدح و تعظای

کرامت حضرت  
بازنده اند و در مدح و تعظای  
چون خاندان حضرت  
از خاندان حضرت  
ایشان مولوی  
حضرت بر شرف  
بازنده اند و در مدح و تعظای  
حسین صاحب  
خاندان حضرت  
بازنده اند و در مدح و تعظای





رموز از خواجہ معصوم آموخت  
 دلش گرفت نور جادوانی  
 و دانش بست ختم عبد باقی  
 دل از انگلی او میداشت پرتو  
 ز درویش محمد آفتابش  
 محمد زاهدش میکرد تسلیم  
 دل از یعقوب چرخ فیض میداشت  
 علاء الدین بختش آب میداد  
 بهاء الدین بجانش نقش می بست  
 ز مشکوٰۃ دل سید امیرش  
 ز باہا ساسی بوسے نور  
 بنوران علی شمع حسنہ زبان  
 درخش راز ہائے خواجہ محمود  
 ضمیر او ز نور خواجہ عارف  
 ز عبد الخالق او آموخت اسرار  
 بیوسف جان زینجاوار شدت  
 فروغ بو علی جانش برافروخت  
 ز مصباح ضمیر پر بسط نام  
 چو نور جعفر صادق طہان شد  
 ز اشہ اقات قاسم بن محمد  
 بہ تنویرات سلمان داشت اشراق  
 ز خورشید دل صدیق اکبر  
 محمد سرور دلداد آدم

در  
 این  
 کتاب  
 از  
 حضرت  
 مولانا  
 ابوالحسن  
 علی  
 دہلوی  
 راجی

ہزاران گنج فیض قدس آموخت  
 ز مشکوٰۃ مجدد الف ثانی  
 دل ادا دادہ نوش جام ساقی  
 زبان مثل نمائے مثلہ طور  
 ز وحدت بود در دل آئینا شش  
 بجانش از عبید اللہ تفہیم  
 ز اسرار تقدس تخم میکاشت  
 کہ باغ یخبران شد زربت یجا  
 دلش از خم وحدت بود سرت  
 فروزان بود انوار ضمیرش  
 دلش از فیض عرفان بود سرور  
 دلش پروانہ آسا شعلہ زبان  
 بجانش صد ہزار آئینہ نمود  
 عیان میداشت اسرار و محاسن  
 درخشند از دل برق انوار  
 ز عشق سینہ آتش زار میداشت  
 دلش از بو الحسن سرمایہ آموخت  
 ہزاران داشت اسرار شرف نام  
 ز طبعش مرغ ہستی پریشان شد  
 درخشید از دلش انوار احمد  
 بدل از آفتاب فیض الطلاق  
 دل او بود دائم نور پرور  
 منور شد ز فیض چشم عالم



دلش تابید از نور الهی ۵	کز تو تابانست از مه تابا ہے ۵
ازین پیران دلم را آفتاب است	فروغم مثل روی آفتاب است
خداوند دلم پر نور گردان	نظر محو چراغ طور گردان
گره بکش از کار بسته من ۵	شفا سے وہ بجان خستہ من
ز ضعف و کاپلی بے دست و پایم	دین بے دست و پای سے وہ شفا یم
بغفلت گمزدان عمرم شب و روز	بجانم شمع آگاہی بر افروز
ز خواب غلظتم بیدار کئے وہ	ازین بدستیم ہشیاری وہ
سر سے وہ کاندرو باشد ہوا یت	دے وہ کاندرو نبود سوا یت
بدہ چشمے کہ گریان تو باشد	بدہ آن دل کہ بریان تو باشد
بنہ در سینہ ام از عشق داغی	ازین آتش بی فروزم چراغی
بہ آہ عاجز غمتہ اثر دہ	ہمال آرزو لیش را شمر دہ

## فہرست

احمد شہ علی حسانہ و نوالہ کہ دیرین نان فرخی اقران کتابت تطاب  
فیض انتہا افضل الفضل اکمل الکمال عالم طبعی نحریر لودعی جناب مولانا کو  
محمد کبیر احمد رضا سکندر پوری نقشبند مجددی سلمہ الولی ازاتہم  
احقر الانام محمد عبد الاحد رضا الصدیق ہاشمیان المعظم ۱۳۱۱ھ مطبع مجتبائی دہلی طبع

فہرست کتاب مستطاب میرہ مجددیہ از تصانیف جناب مولوی حکیم کوئل احمد صاحب  
سکندر پوری نقشبندی مجددی رفیع اللہ عالی مقامہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۱	۲ امر سوم و ذکر و ہمزائیں شیخ عبدالحق دہلوی کہنت بجوع نمودن از ان	۱۰۲	۴ مقدمہ در بیان بعض امور ضروریہ ۵ امر اول در معرفت فضائل حقیقت
۱۰۲	۶ آغاز داستان سادات شیخ عبدالحق و ہمزائیں آن عالی	۱۰۳	۷ ملاقات امام شافعی رحمہ با شیعیان راسخی
۱۰۳	۸ کیفیت بہات و تشاہات	۱۰۴	۹ امر دوم در بیان اوضاع علم تصوف و ذکر ترقیات در این علم
۱۰۴	۱۰ ذکر لغویت تفتیق فی تفسیر بزرگان	۱۰۵	۱۱ امر سوم کیفیت رواج تصنیفات تصوف و درج
۱۰۵	۱۱ ذکر لغویت غوغائی مردم بہ تفتیق حضرت خواجہ باقی نامی	۱۰۶	۱۲ اشارات و رموزات تفسیر
۱۰۶	۱۲ ذکر لغویت انساب نقصان نزول حضرت غوث الاعظم	۱۰۷	۱۳ اشتباہ اگر علوم صوفیہ تصوفی بود انما مجتہدین ہیں باب
۱۰۷	۱۳ ذکر انجاء کمال از سیسی و محمدی و لغویت ان	۱۰۸	۱۴ توجہ می کردند مع جواب
۱۰۸	۱۴ ذکر طہیت	۱۰۹	۱۵ اشتباہ عوفیہ بنابر کتاب نہایت چرا توجہ نشدند
۱۰۹	۱۵ متابعت پنج مرتبہ است	۱۱۰	۱۶ اشتباہ چرا تو ہم رمز را گفتند
۱۱۰	۱۶ ذکر لغویت انساب انجاء کمال احمدیہ و در ذات محمد	۱۱۱	۱۷ امر چہارم بر ولی انظار کرامت ضرورت
۱۱۱	۱۷ ذکر لغویت انساب بعضی باران ایشان کہ مقام	۱۱۲	۱۸ امر پنجم تحدیث نبوت اسلام علی تفاوت مالا کلا ہی سخن باشد
۱۱۲	۱۸ خود را فوق مقام انبیاء می یابیم و تفسیر نمودن حضرت محمد	۱۱۳	۱۹ کلامی واجب
۱۱۳	۱۹ ذکر لغویت انساب این امر کرد و جاعی شیخی و احمدی می اند	۱۱۴	۲۰ امر ششم در بیان شیخ
۱۱۴	۲۰ ذکر درود الف با مجدد	۱۱۵	۲۱ امر ہفتم افضل کلی معارض فضل جرجی می توان شد
۱۱۵	۲۱ مکتوب شہاد و فقرہ از مہد شاہ	۱۱۶	۲۲ امر ہشتم از زمان پاکستان پرچم کی از انبیا و اولیا
۱۱۶	۲۲ تحقیق میرہ و مراد حسب اصطلاح صوفیہ	۱۱۷	۲۳ نگہ شدہ اند کہ ایشان را از دست اعدا از تنی برسیدہ
۱۱۷	۲۳ تحقیق اقبال سلسلہ ارادت بنی ترسط با تہذیب اہل تشا	۱۱۸	۲۴ امر نہم و ذکر حالات حضرت مجدد الف ثانی بلوچستان
۱۱۸	۲۴ در طریقہ نقشبندیہ بہت و یک مہد و دیانت	۱۱۹	۲۵ ذکر مجدد الف ثانی بودن حضرت مجدد رحم
۱۱۹	۲۵ در طریقہ قادریہ بہت و پنج و ششم	۱۲۰	۲۶

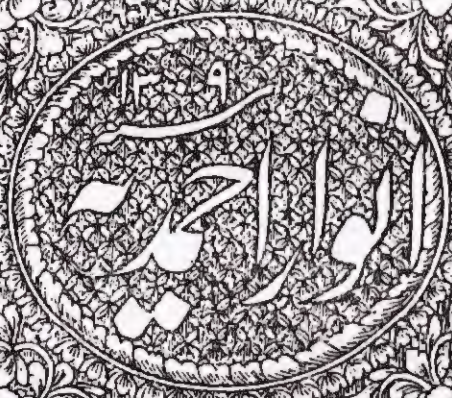
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۹	توسط روحانیت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم درجہ	۱۲۲	و طریقہ شیعہ لبست و نفث و اہل
	ارتقاء جوہی و شوہی ثابت است	۱۲۹	منہ مرید ہون حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۸۱	تحقیق حدیث علامہ اتقی کا بیابانی از ارباب	۱۴۳	زکریا معنی سبحانی
۲۸۴	اصل تشہد از کیفیت معراج است	۱۴۶	بکر خاں ساریہا کے حضرت مجدد رح
۲۸۸	تکرار خطا	۱۴۸	حکایت تحقیق ملکی
۲۹۲	تفضیل صحور بر سکر عموماً قابل اہتمام است	۱۸۰	ذکر فخر و بیانات بزرگان دین
۲۹۵	قدیمی ہندو علی نقیہ کل ولی اللہ		ذکر لغویت انساب میں امر کہ حضرت مجدد رح فرمودہ کہ دوزخ
۳۰۳	میدان حضرت مجدد رح قسم یافتہ شد	۱۸۵	وصول تا بقامی رسیدہ ام کی چکس و اہل بیت
۳۰۴	حقیقت صحور بر سکر	۱۹۹	ذکر شرکت دولت
۳۱۲	شکر	۲۰۰	تحقیق معنی ہمہ گیری و شرکت
۳۱۲	کیفیت مزج سکر	۲۰۹	ذکر اعتراض شیخ بر قفا سلسلہ ابو طالب علی جواب آن
۳۲۲	صلح کل	۲۱۲	مکتوبہ و نسبت یکم از جلد مائک
	انکار علامہ ابوالفلاح ابن الجوزی پر حضرت عثمان الانام	۲۱۲	سیر مرادی و سیر مریدی
۳۲۶	رحمہ اللہ و محبوب سس شدن ابن الجوزی سے	۲۲۲	تحقیق کشف
	بیادہ اش وی -	۲۲۵	تحقیق اجتہاد و انابت
۳۳۰	خاتمہ مکتوب بر شتوی	۲۲۹	حقیقت محمدی
	تمام شد	۲۵۲	جذب و سلوک
		۲۵۹	صفات پروردہ ذات است





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله



الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

مطبع دار المطبعات  
مطبع دار المطبعات





# بسم الله الرحمن الرحيم

حمد و واحدی را سزد که وجود را آئینه تجلیات ساخته و شهود را در دیده بصیرت از قیود  
 تعینات پرداخته و خود را در مقامات تجلیات ذات او بار نیست و شهود را  
 در آئینه تعینات او سر و کاری صفاتش عین ذات است مگر از حیثیات تعینات  
 انصافش بذات مبدء کائنات است مگر نه در مقام ذات و نعمت مرسولی را  
 ز سبک که شاید حقیقت محمدی را حلیه محبوبیت و محبت پوشانیده و از افق حقیقت  
 احمدی انوار ذات بچونی درخشانیده شهباز فضای مشرقین و مغربین چله نشین  
 قاب قوسین سید اولاد آدم اصل وجود فرع عالم صلی الله علیه و علی آله و صحابه اجمعین  
 اما بعد میگوید فقیر وکیل **احمد نقشبندی مجددی** عفا عنم  
 ربه بلطف الهی که چون طبیعت مردم از جوهر شناسی حقائق و معارف ساده میباشد  
 تبصیر احیان بدام مکر شیطانی افتاده بناخن لثه و عناد و شورش فساد و دل اهل الله را  
 که مرجع کمالات منوری و معنوی باشند می خراشد آئین جا است که گمراهی غیث  
 در انکار کلام متعارف نظام سلطان طریقت بران حقیقت کاشف اسرار  
 سبع شانی بحر موج همه دانی شمع بزم عرفانی مقتدای ارباب معانی امام ربانی

حضرت شیخ احمد سہزندی مجدد الف ثانی قدس سرہ و روحانی افتادہ کب و دہان  
را بہ کلمات فرخرفات از سبب و شتم کشادہ با آنکہ او را در انکی کجاست کہ بال  
طیرانی دہ ہوا سے نکالتش بزند و قوت تحیل کو کہ در حول کعبہ مضامینش طوائف کند زنگار  
جہالت آئینہ خیالش را نہ چنان منظم کردہ است کہ غیر ضلالت و گمراہی حریفی  
برزباناش آید و در اعضا جمل مرکب نہ بوجہی اور از نگاشتن ہدایت دور انگندہ  
کہ گاہ بہ کلمات حق تر نرم نماید

آن مجید کہ داشت احمد نام	آن خنک محیط بحر آسما
آسمانی است بر مہ و پروین	بوستانی است بر گل و شیرین
رحمت ایزدی بجانش باد	لعنت حق بدشمنانش باد
ہر کہ او دشمن خدا باشد	دشمن جملہ اولیایا باشد

چون خود را دید کہ یادہ گویش را از حرکات مجنونانہ انکارند و سنجید کہ بیہودہ  
مقالاتش را مثل پرکہ بہ مقابلہ کویہ شمارند از کتب بات شریف عبارات چند را  
حسب فہم کاسد خود تعریب نمودہ بادہ ہزار روپیہ پیش شہید محمد برزنجی فرستادہ  
کہ حسب مرام او جواب نگارد تا باند یحیٰ بن تحریر دست آویزی شگرف بدست آید  
برزنجی این علیہ را از معنات انکاشتہ رسالہ قلع الرند بحال جد و جہد نگاشتہ  
و در توہین و تحجیل تکفیر حضرت مدوح و قیظہ از دقائق فرد گذاشتہ مگر قاضی مفتی  
مدینہ طیبہ با وصف الحاح برزنجی بروراضی نگذیدند و از مہر و دستخط ابا و برزنجی  
پس برزنجی بکہ مغرور رسیدہ از مفتی و قاضی و دیگر علما حرم محترم التجار مہر و دستخط  
نمودہ مگر احدی از علما ہذا اشار الیہم بالنیان بسوی او التفات نفرمودہ یا ناچار

از سبب قیام آن که معجزاتی و شگرتی نداشتند آمد آن رساله را بسبب مرام خود بخود و سستی  
مستعمل گنایده پیش گجراتی فرستاده گجراتی ترجمه بشکافتش نموده و احوالی چند بر آن  
افزوده مکاشف الاسرار نامش نهاد و درین رساله باو منی گرفتار و از عجز و زاری  
بیزار بوده زبان تعنت بر حضرت امام ربانی کشوده و لب و دالان ما بدشنام زشت  
و تکفیر تقبیح و ضلال آلوده ۵

یارب چه بلای است که در مذبح جان + و شام طلال است و شکر خنده حرام است  
بخاری از انس ابی هریره روایت می کند ان الله عصى الله و ستم قال عن الله  
تبارك و تعالی و قلنا فخذ بارز في النار يا ابي بكر يعني هر کسی که امانت ولی خدا را  
کرد پس از وی تعالی جنگ کرد این حجر می دراز و بر میفرماید این وعید شدید در حق  
ربا خوار و سنا دین اولیاء الله واقع است اینچنین کس از فلاح محروم است بلکه بر کفر  
خواهد مرد قول زرکشی نیز چنین است در فتاوی بدیعی است که از استخفاف عالم زن  
مطلقه گردانویا این را قائم مقام زوت گردانیده ۵

و اعظم در میگذرد از پادشاه در آمد و باد و دشتان هر که در افتاد و بر افتاد  
این عمارت گوید که گوشت علماء به هم است و آنچه عادت باری تعالی در پادشاه  
منصفین واقع است معلوم است کسی که نسبت عالم ارتکاب بی ادبی کند قبل از  
طبی قلبی میبرد پس گمانیکه از حکم باری تعالی می ترسد یا بداند که از فضل یا عذاب الیم خواهد  
پنج قوسه را خدا رسوا نکرد تا دلی صاحب دلی نابد بدرد و  
در موت القلوب گفته هر که منقبتی و مقامی از مقامات عارفان را بشکر شود  
حسن حال او ضعیف یقین است و بدترین احوال او کفر و نفاق و گنیمت



عقوبت او حرمان وجد و فقدان شهود ۵

ما ابگینه ایم شویم از شکست تیند ۶ آزار یابد آنکه بود در شکست  
نقل است جوانی بر صوفیان انکار داشت روزی ذوالنون مصری گشتی  
خود را بوی داد که بر قلان نان بانی برده بیک دینار گردون چون نزد او رفت  
گردد گفت پیش شیخ آمد و ما جرا عرض کرد گفت پیش جوهری بر تاقیمت کند  
جوهری هزار روپیه قیمت کرد شیخ گفت علم بحال صوفیان چون علم نان پرست  
بدین گشتی جوان ابتباه گرفت و مخلص شد طرفه این است که این گجراتی  
از عین عرفان هم خبر ندارد مگر خود را عارف می شمارد و با وصف آنکه بهر صلاح صوفیه  
صافیة قدس الله اسرارهم الوافیه صلاگاه نیست لیکن تجربه بر مغوات مغز خرافات  
خویشتر را از متصوفین متابعتین می انگارد و تنهای تصوف بر تنگدین نفس نهاده  
اند نه بر قیل و قال اساسش بر قنای بقا و حضور قلب و تواضع و انکسار  
داشته اند نه بر جنگ و جدال ۵

تو نقش نقش بندان را چه دانی ۶ تو شکل و پیکر جان را چه دانی  
گیاه سبزه ماند قدس باران ۶ تو خشکی فتنه باران را چه دانی  
هنوز از کفر و ایمانت خبر نیست ۶ عقاقلتهای ایسان را چه دانی  
از ملا عبد الرحمن جامی پرسیدند که سبب چیست که شما از تصوف کم میگویند  
پاسخش گفتند این راه جستجو است نه راه گفتگو حضرت جنید فرموده این تصوف  
بقیل و قال نگریم و این علم را جنگ و جدال بدست نیارده ام بلکه از گرسنگی و  
ترک دنیا و محامده یافته ام حق این است که قدر این گل ندانند تا آنکه بویید

و این راه را بنیاد تا آنکه بخوید

قد رگل دل باده پرستان دهند	نه خود نشان و تنگ نشان دهند
از نقش توان بسوی بی نقش شدن	کین نقش غریب نقشندان دهند

چون فقیر حقیر نقشندی است اورا با نام کار و بار نیازمندی است

از برای سجده عشق استانی یافتم	سرزمینی بود منظور آسمانی یافتم
-------------------------------	--------------------------------

پس در خود یاری استماع اینچنین سخنان تضلیل و تکفیر نیافته ناچار قلم برداشتم

و نگاشتم آنچه نگاشتم

آز رده شد از چشم من شب کف پایت	ای دای کف پای ترا چشم رسیده است
--------------------------------	---------------------------------

معذرا بجزل الله و قوته مها اکمن لوله خاطر را ضبط نمایم و زبان قلم را بشکیر و تقصیر نیایم

سینه ام کسب صفا از خاکساری میکند	از غبار آینه مشق بی غباری میکند
----------------------------------	---------------------------------

و عاقل حق تعالی جل شانه اورا هدایت فرماید و راه درست برویش کشاید

زین عشق بگویند صانع گل گردم	تو خشم کرده ز ما دوستی تماشا کن
-----------------------------	---------------------------------

و این رساله را به النوار احمدیه نامیدم و من الله التوفیق و بیانا کرمه الخفیق

قبل از آنکه بازاحت هفتوات گجراتی متوجه شدم برفع چند اشتباهات می پردازم

تا طالب را اطمینان بدست آید **اشتباه** چون بزرگان دین را با خداوند

سبحانه نسبت درست باشد و اورا تعالی شانه برین طائفه عنایت خاص بویس

بیرا نسبت ایشان براسن عوام هر تا سزا جاری نماید **اشتباه** این را سرار

غیب است هکذا یفعل با و لیا به و لا یبالی لا یسئل عما یفعل و هم یسألون

نی جنبی که انبیاء مرسلین را علیهم السلام بچون و سحر و کجانت نسبت نمودند و ملائکه

این رساله را به النوار احمدیه نامیدم و من الله التوفیق و بیانا کرمه الخفیق  
 قبل از آنکه بازاحت هفتوات گجراتی متوجه شدم برفع چند اشتباهات می پردازم  
 تا طالب را اطمینان بدست آید  
 اشتباه چون بزرگان دین را با خداوند  
 سبحانه نسبت درست باشد و اورا تعالی شانه برین طائفه عنایت خاص بویس  
 بیرا نسبت ایشان براسن عوام هر تا سزا جاری نماید  
 اشتباه این را سرار  
 غیب است هکذا یفعل با و لیا به و لا یبالی لا یسئل عما یفعل و هم یسألون  
 نی جنبی که انبیاء مرسلین را علیهم السلام بچون و سحر و کجانت نسبت نمودند و ملائکه







و بقوت کردار خویش گرفتار نگشتند **انتباه** این مقام دم زدنی نیست لیکن خدا  
 دَارُ الْخَلَائِقِ اِنْ هَا هِيَ اَرَا الْاِبْتِلَاءُ نوح علیه السلام را قریب هزار سال ایذا رسانیدند  
 قُلْ مَن يَجْعَلُ لَّيْلَةً جَزَاءُ يَوْمٍ وَّ شَاءَ لَعْنَهُمْ **انتباه** بعضی از ان جماعه بحسب صورت  
 بصلاح موصوف اند و در ظاهر تبعید و تشرع معروف اند **انتباه** قرا و خواج هم  
 بصلاح و عبادت مشهور بودند و میهن ابرام بر حق علی بن ابیطالب خروج نمودند و اثر  
 قتال و جدال بر پا ساختند پس این چنین صلاح باعث فلاح نخواهد بود **انتباه** چون  
 آن جماعه کجرات چنین باطل بستند چرا مردم دیگر که خود را از اهل حق می گفتند محدود  
 معاون آنها گشتند و چون تقویت مفاسد آنها نمودند **انتباه** هَذَا اَيْضًا سُنَّةُ  
 اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ حَكَمْتُ فِيْ عِبَادِهِ اَمْ تَقْرَءُ اِنَّ الدِّينَ بَا وَاِلَّا فَاِنَّ عَصِيَّةً مِّنْكُمْ لَا تُحْسِبُوْنَ شَيْئًا لَّكُمْ  
 بَلْ هُوَ جَزَاءٌ لَّكُمْ لِكُلِّ مِرَّةٍ مِّنْهُمْ مَّا اُكْسِبْتُمْ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَكْتُمِبْنَهُ فَاِنَّهُمْ لَكَاذِبٌ عَظِيْمٌ  
 بشنودن بطور لایق مضیه و شیوه پسندیده و انشوران عالی فطرت و ساکنان دار الحکمت است  
 که چون در کلام کی از بزرگان دین و معتدیان شرع متین بر حرفی اطلاق یابند که بحسب  
 مخالف شریعت غرا باشد هم امکان در توجیه و تاویل آن سعی نمایند و در اصلاح و تطبیق  
 آن بقوانین ملت بیضا حسب تقدیر و کوشش فرمایند اگر بی مقصود و نرسد تهمت بر غیر  
 قاصر و ادراک ناقص خویش نبیند و سواد برادر حق کار برآوردند **انتباه** اِنَّ الشَّعْرَةَ اِنْ  
 فِيْ الْوِاقِعِ اِنْ اِذَا وَجَدَتْ فِيْ كَلَامِ احَدٍ مِنَ الْقَوْمِ مَا يَخَالِفُ ظَاهِرَهُ بِالْكِتَابِ الشَّكَّةُ  
 يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ تَنْزِلَهُ اَوْ لَا عَلَى سَبْعِيْنَ مَحَلًّا فَبَعْدَ ذَلِكَ تَنْزِلُ عَلَى اَصْحَابِهَا الْاَعْيُنُ  
 از اینجا بلند تر و در قول علین که در جواب ابی جاعل فی الارض خلیفه گفتند اجعل فیها  
 مَن يُقْسِلُ فِيْهَا وَيُسْفِكُ الدَّمَاءَ وَنَحْنُ مَحْضَرٌ لِّمَنْ نَقْدُ مَرَكَا دِا D

این مقام دم زدنی نیست لیکن خدا  
 دَارُ الْخَلَائِقِ اِنْ هَا هِيَ اَرَا الْاِبْتِلَاءُ  
 قُلْ مَن يَجْعَلُ لَّيْلَةً جَزَاءُ يَوْمٍ وَّ شَاءَ لَعْنَهُمْ  
 بصلاح موصوف اند و در ظاهر تبعید و تشرع معروف اند  
 بصلاح و عبادت مشهور بودند و میهن ابرام بر حق علی بن ابیطالب خروج نمودند و اثر  
 قتال و جدال بر پا ساختند پس این چنین صلاح باعث فلاح نخواهد بود  
 آن جماعه کجرات چنین باطل بستند چرا مردم دیگر که خود را از اهل حق می گفتند محدود  
 معاون آنها گشتند و چون تقویت مفاسد آنها نمودند  
 هَذَا اَيْضًا سُنَّةُ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ حَكَمْتُ فِيْ عِبَادِهِ اَمْ تَقْرَءُ اِنَّ الدِّينَ بَا وَاِلَّا فَاِنَّ عَصِيَّةً مِّنْكُمْ لَا تُحْسِبُوْنَ شَيْئًا لَّكُمْ  
 بَلْ هُوَ جَزَاءٌ لَّكُمْ لِكُلِّ مِرَّةٍ مِّنْهُمْ مَّا اُكْسِبْتُمْ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَكْتُمِبْنَهُ فَاِنَّهُمْ لَكَاذِبٌ عَظِيْمٌ  
 بشنودن بطور لایق مضیه و شیوه پسندیده و انشوران عالی فطرت و ساکنان دار الحکمت است  
 که چون در کلام کی از بزرگان دین و معتدیان شرع متین بر حرفی اطلاق یابند که بحسب  
 مخالف شریعت غرا باشد هم امکان در توجیه و تاویل آن سعی نمایند و در اصلاح و تطبیق  
 آن بقوانین ملت بیضا حسب تقدیر و کوشش فرمایند اگر بی مقصود و نرسد تهمت بر غیر  
 قاصر و ادراک ناقص خویش نبیند و سواد برادر حق کار برآوردند  
 اِنَّ الشَّعْرَةَ اِنْ فِيْ الْوِاقِعِ اِنْ اِذَا وَجَدَتْ فِيْ كَلَامِ احَدٍ مِنَ الْقَوْمِ مَا يَخَالِفُ ظَاهِرَهُ بِالْكِتَابِ الشَّكَّةُ  
 يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ تَنْزِلَهُ اَوْ لَا عَلَى سَبْعِيْنَ مَحَلًّا فَبَعْدَ ذَلِكَ تَنْزِلُ عَلَى اَصْحَابِهَا الْاَعْيُنُ  
 از اینجا بلند تر و در قول علین که در جواب ابی جاعل فی الارض خلیفه گفتند اجعل فیها  
 مَن يُقْسِلُ فِيْهَا وَيُسْفِكُ الدَّمَاءَ وَنَحْنُ مَحْضَرٌ لِّمَنْ نَقْدُ مَرَكَا D





از ملک پیشین بر قوس پهنترین بر سرستی بگذشت مست گستاخانه بملک خطاب کرد و  
گفت ای ملک این اسپ خود بمن بفروش ملک از راه و قارلب بجو این بخشود چون  
بدولت سر رسید حکم داد آن مست را حاضر کردند همان مستی او پرواز کرده بود و آب منخوری  
او بر خاک ریخته آداب بندگی بجا آورد و او دلیج و شناداد ملک پرسید که سمند باد پیمای  
ما را میخیز گفت شاهانکه خریدار او بود از اینجا رفت بیرون کشید و آنکه حریفان غشی  
بود مهره اقامت برچید اکنون که تواند چنین جرات نمود و گلگون شاه را که تواند خرید  
ملک بخندید و آن اسپ برق رفتار لوی بخشید جان برادر پاره از تنگنای عقل بیرون  
ای داند که از خود بینی و خوشی تن پرستی پائی بیرون گذار تا بسر منزل مقصودرسی  
**قال** بعضی ملحدان از معجزه انبیاء و کرامت اولیاء منکر اند همچنین عقاید باطل این  
قوم بسیار است اما در ملک هند در قصبه مهرند از ظائفه مذکوره در وقت جهانگیر بادشاه  
پیدا شده بود که دعوی باطل بسیار می نمود و لافها کئے دروغ میزد که در آن ارشاد  
انبیاء هم سری ایشان بود و امانت بنیاد اولیا و علمای فرود و این همه بریدان خود  
می نوشت چون بادشاه آنوقت بعضی ازین عقاید خرافات ریش را کندید و بر قلعه  
گودیا رتید نمود **قول** این چه طغیانیست و افتراست بصل است که بر فتراک  
اهل الله پرست

خدا که خواری اهل وفا ننخواسته باشد + چرا تو خواسته باشی خدا ننخواسته باشد  
صله طائفه علیه مجددیه را از ملحدان منکرین معجزه انبیاء و کرامت اولیا گفتن منسوب  
به عقیده باطل نمودن ل را در حرکت و اضطراب است آورد

چون ستین همیشه چنین زمین پرست + یعنی دلم ز دست تداوی نازنین پرست



منتقم حقیقی بگوید این بد زبانی و دشنام دهی بسزایش رسانده  
 تا حتم گرفته از قتل من مسکرمشو + خون چون من بکسی ختم و قابل نکارت  
 واقعه جان گذار جس چنان نیست که دیناری بان ایتهاج و فرج ظاهر سازد انبیاء  
 الله از دست کفره چها چهاروی مصائب یدیه اند و اولیاء الله از فسقه فخره چه قدر مرآت  
 ازیت چشیده اند بر سر حضرت یحیی و یوسف علیهما السلام چه گذشت با حضرت عیسی چه  
 معامله پیش آمد مگر تن به قضا دادند و لب به گل نه کشادند  
 ای خوش آن دم که من کشته بخون گشتم + اوزده تکیه بشمشیر تماشامی کرد  
 چاک پیر این یوسف که گشتم تهمت برد + خنده برستی تدبیر زینجا میکرد  
 اصل واقعه تاریخی به پهلوی دیگر بیان کردن زبیدیانتی است تا مردمان را بفریبده و قلوب  
 صادقین را سخیمن فی العلم را بدر آورد  
 پادرجیم محفل دلها شمرده + ۲ هسته پاش تا نرنی شیشها هم  
 اصل واقعه این است که حضرت محمد و علی را بعد از ابتداء اکثر احوال خود را به پیر خود می نوشتند  
 تا صحت مستقیم حوال را معلوم کنند چنانچه داب پیری مریدی است که مرید هر واقعه حالی که  
 برو ظاهر شود واجب است که شیخ خود ظاهر کند تا بصحت مطلع شود والا او را مرید خوان  
 میگویند که از ترقی بماند لهذا وقتی حضرت ایشان را عروجی شده بود و در آن عروج از مقام  
 اولیاء و اصحاب گذشته بحضرت پنا بصر علی الله علیه وسلم رسیده مراد خود را یا فتنه کبر این  
 احوال و عروج خود را به مرشد خود نوشته بودند قضا را این مکتوب بدست روافض افتاد و در آن  
 زمان وزیر و خادمان بادشاه اکثر روافض بودند همین عروج ایشان انگشت نما کردند و  
 شهره دادند که فلان شیخ خود را از صدیق اکبر بهتر گفته وزیران بنا بر مصلحت خج بادشاه

در سکر قاضی رسید گفتند در همین سنی که این قصه را بر باد شاه عرض کردید و گفتند که شما اعتقاد دارید  
 که حضرت ابو بکر صدیق (رضی الله عنه) است اما این احتمال شیخ احمد سهروردی نمود را بر حضرت ابو بکر  
 افضل نوشته است ازین سخن بادشاه جفا کشیده برای تحقیق این سخن حضرت ایشان را از سهروردی  
 طلبید و بحضور خود دین واقع را پرسید ایشان دیدند که بادشاه در سکر است حقائق و وقایع  
 سخن را نمی فهمد تزلزل کرده جواب میانه قریب بهم عرض نمود که من خود را بر سرگ فضل ننهادم  
 چگونه بر حضرت صدیق اکبر خود را فضل گویم اما چون عالی و عروجی دارد بشده بر پیش خود  
 مخفی نوشته تا صحبت ستم آن را معلوم کنند اما حال دشمنان از نا فهمیدگی حضرت بادشاه  
 معروض داشته اند جوابش بسیار است آسان تر جواب آن است که بادشاه را بعد از پنجاه  
 سال مرور یاد کرده بحضور خود طلبیده اند و از مقام امیران و شاهان را در گذشته اینک  
 قریب شما ایستاده ام نمیتوان گفت که من از پختناری و ده هزاری افضل شدم مقام  
 همان فانه گفته است که در سهروردی معروف است بعد از مدتی یکبار مرا بحضرت بادشاه  
 رسانیدند و از مقام امیران گذرا بینه بشما مقرب ساختند و همین زمان تزلزل کرده  
 بجای خود میروم و تمام عمر در مقام اصلی خودی باشم وزیران شما همیشه از مقربانند  
 مثل باد و عمری یکبار برای حاجت آدم در قسم خم چپین محباب کرام همیشه از مقربان حضرت  
 پیغامبران مثل طالبان در تمام عمر یکبار بحضرت رسیدیم و حاجت خواسته زد و در جمیع کرم  
 او در مقام اصلی خود مانده ایم تا زنده ام ازین جواب ساره بادشاه خوشوقت شد ایشان را  
 با عرض هزار کرامت کرد و دشمنان دیدند که شیخ ازین ملا خاض غلبه ای دیگر ترتیب  
 دادند و مکرر آغاز کردند و بادشاه در همین سنی که گفتند که شیخ احمد ایتمند مردمان دارد اگر خواهی  
 و دعوی دشمنی که در دور تو بر رخ نوشته اند که ظان شیخ ابو شاهی برادر گرفت و خود یاد شاه



گشت آری سخن بادشاه بر رسید و ایشان را حبس فرمود و تصالحت نیرودی این بود تا ایشان  
ترقی نموده بمقام اعلی رسید و اهل حبس هم از ایشان ستیفید شوند آری طالبان صادق  
شیخ کمال بنحو جذب می کنند متغول است که حضرت مجدد روح روزی فرمودند که  
ایمن خمیس و ستین برین بلا خواهد آمد که از من ترتیب جلالت خواهد شد متعاضی کمالی  
کبری نظریونی نهایت است بی این محنت و مصیبت مرا میسر نخواهد شد به تقدیر الهی  
رسدق این مکارخانه ماسندان فتنه آفرینی کردند تا آنکه بادشاه ایشان را حبس کرد و  
در آن حبس کمالات عالییه رسیدند و کافران<sup>علی</sup> محبوبس را مسلمان کردند و می فرمودند  
اگر بادشاه برین غضب منمیکرد این محبوبساق کی ارشاد می یافتند و من بدرجات عالی و  
مقامات متعالی کی میرسیدم آری سببها حضرت مجدد روح از بادشاه راضی بودند و او را  
بد و عاز کردند و ضرر او را نخواهند گفتند بعضی از صوفیان ایشان خواستند که به بادشاه ضرر  
رسانند آنها را در خواب بیداری منع کردند و گفتند که بدی ببادشاه بدی تمام خلق است که  
کبر ببادشاه ضرر رساندن از وی بیزارم



مجدد بر صد سال خواهد بود نه بر هزار سال برین دعوی هم دلیل نیست که در مجدد مائت و الف  
در مرتبه فرق است این دعوی هم باطل است که آنچه درین مدت فیضان بامتان رسد از  
توسط مجدد باشد اگر چه در آن وقت قطاب غوث و ابدال و اوتاد و بجا و نقبا بوده  
باشند و این دعوی او نیز باطل است که دلیل نه دارد و قصد او درین دعوی آن است که  
سلاسل مشائخ بر ہم زند **اقول** چون شریعت محمدیه علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام  
ایقام قیامت باقی خواهد بود و بسبب مرد و مهور و مہنتی در دین پیدای شود  
مصلحت المی مقتضی شد تا بر سر مہر مائت مجدد دین پیدا کنند تا تجدید مراسم دین متین نمایند  
و اگر ہی از احوال عالم و عالمیان کشاید حضرت مجدد علیہ الرحمہ چنانکہ بر سر مائت بود ہم همچنان  
بر الف و دودرة الف از دودرة مائت قوی باشد و قوت تجدید حضرت مجدد روح بل قوت  
بود لہذا اباب علم حضرت ایشان مجدد الف ثانی گویند و بمقام خود بیان شدہ است  
کہ مجدد را بقرینہ حال مجدد میگویند پس بقرینہ حال حضرت را مجدد الف ثانی گفتند  
در حدیث انکار انہی یافته نمی شود کہ مجدد الف نخواہد بود بلکہ در حدیث لفظ کل مائت واقع  
است و کل ای مجموعی باشد گاہی افرادی اگر کل افرادی مراد گرفته شود بر صدر ہر مائت  
مجددی خواهد بود اگر مجموعی مراد داشته باشد بر سر الف مجدد خواهد بود و این معنی خود  
ظاہر است کہ چنانکہ در مائت و الف فرقیہا است ہچمان در میان مجدد مائت و مجدد الف  
چہ مجدد مائت را ہین قدر لیاقت کافی است کہ آنچه در عرصہ صد سال مدامت واقع شدہ  
آنرا دفع کنند یا درین مائت آنچه ضرورت داعی باشد آن متوجہ گردی آنکہ فیض از در مائت ساری  
باشد و مجدد الف را لیاقتی در کار است کہ دوا مہر مذکورہ بالا بہ ہجو امور قوتی داشته باشد  
تا ہزار سال کافی باشد پس ظاہر است کہ قوت مجدد الف افزون تر از قوت مجدد

ماتہ باشد و این معنی که آنچه درین بحث فیضان میان سدا از توسط مجدد باشد امری است  
متعلق بکشف الحام و اثرش به قطع سلسل مشائخ نه رسد چه اگر مصلحت یزوی مقضی آن  
باشد که بھر سلسل بذریعہ شخص واحد که در تعلق خاص بھر سلسل است و است فیضی رسد درین  
بہجہ مخدوری لازم نیاید چنانکہ از مبدی فیاض فیضان بذریعہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ  
عنه پیش از برسد سلسل حقیقہ و سحر و دیہ و نقشبندیہ از ان منقطع نہ گردد و این باب نظر  
و صاحب حال قال اندک کسی که از خدمت مشائخ بہرہ ندارد بجز انکار و اتحار چہ نگارد  
حدیث عشق چہ و اندک کسی کہ در ہمہ عمر بہرہ نکوفتہ باشد در سرائی را  
باقی ماند این محنی کہ درین دورہ الف ظہور حضرت عیسیٰ امام مہدی علیہ السلام خواهد بود  
مجرأتی جوابش ناقلا از حضرت مجدد درح میگوید کہ در امت یکی راہ قرب نبوت است و  
دوم راہ قرب لایت در راہ قرب نبوت معاملہ توسط مفقود است ہر کراہ راہ فتنہ است  
بہجہ جائے توسطی در میان ندارد و بے توسط احدی خذ فیوض برکات می نماید حیلہ  
در راہ دینی است فقط معاملہ این موطن علیحدہ است و حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت  
امام مہدی علیہ الرضوان براہ اول داخل انداختہ فاما بعد علی ذلک حق بزبان برمی آید  
عشق آن چاک کہ در پیرہن یوسف زدہ پردہ بود کہ از کار زینجا بر داشت  
**قال** لاف دیگر آنست کہ علوم و معارف من مقتبس از انوار مشکوۃ نبوت اند  
علوم و معارف من از حیث ولایت خارج اند از باب لایت و در رنگ علمای ظاہر و در ادراک  
آن عاجز اند این نیز باطل خلاف شرع چہ ہما ولایا اقتباس از مشکوۃ نبوت دارند از  
کجا ثابت شد کہ بجز مدعی دیگر اقتباس نیست میگوید صاحبین علوم و معارف مجدد  
این الف است **حکایہ** علیہ التاویلین فی علوہ و معارفہ الفی تعلق بالذات و لا یعلق

از حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ  
چنان کہ در کتاب  
بہجہ مخدوری  
درین باب  
نظر  
و صاحب حال  
قال  
اندک کسی  
کہ از خدمت  
مشائخ بہرہ  
ندارد بجز  
انکار و اتحار  
چہ نگارد  
حدیث عشق  
چہ و اندک  
کسی کہ در  
ہمہ عمر بہرہ  
نکوفتہ باشد  
در سرائی را  
باقی ماند  
این محنی کہ  
درین دورہ  
الف ظہور  
حضرت عیسیٰ  
امام مہدی  
علیہ السلام  
خواہد بود  
مجرأتی  
جوابش  
ناقلا از  
حضرت  
مجدد درح  
میگوید کہ  
در امت یکی  
راہ قرب  
نبوت است  
و دوم راہ  
قرب لایت  
در راہ قرب  
نبوت  
معاملہ  
توسط  
مفقود است  
ہر کراہ  
راہ فتنہ  
است  
بہجہ  
جائے  
توسطی  
در میان  
ندارد و  
بے توسط  
احدی  
خذ فیوض  
برکات  
می نماید  
حیلہ  
در راہ  
دینی  
است  
فقط  
معاملہ  
این  
موطن  
علیحدہ  
است  
و حضرت  
عیسیٰ  
علیہ السلام  
و حضرت  
امام مہدی  
علیہ الرضوان  
براہ اول  
داخل  
انداختہ  
فاما  
بعد  
علی  
ذلک  
حق  
بزبان  
برمی آید  
عشق  
آن  
چاک  
کہ  
در  
پیرہن  
یوسف  
زدہ  
پردہ  
بود  
کہ  
از  
کار  
زینجا  
بر  
داشت  
**قال**  
لاف  
دیگر  
آنست  
کہ  
علوم  
و  
معارف  
من  
مقتبس  
از  
انوار  
مشکوۃ  
نبوت  
اند  
علوم  
و  
معارف  
من  
از  
حیث  
ولایت  
خارج  
اند  
از  
باب  
لایت  
و  
در  
رنگ  
علمای  
ظاہر  
و  
در  
ادراک  
آن  
عاجز  
اند  
این  
نیز  
باطل  
خلاف  
شرع  
چہ  
ہما  
ولایا  
اقتباس  
از  
مشکوۃ  
نبوت  
دارند  
از  
کجا  
ثابت  
شد  
کہ  
بجز  
مدعی  
دیگر  
اقتباس  
نیست  
میگوید  
صاحبین  
علوم  
و  
معارف  
مجدد  
این  
الف  
است  
**حکایہ**  
علیہ  
التاویلین  
فی  
علوہ  
و  
معارفہ  
الفی  
تعلق  
بالذات  
و  
لا  
یعلق



وَالْأَفْعَالُ وَالتَّلْبِيسُ بِالْأَحْوَالِ وَالْمَوَاجِدِ وَالتَّجَلِّيَاتِ وَالظُّهُورَاتِ فَيَعْلَمُونَ أَنَّ هَؤُلَاءِ  
 الْعُلُومَ وَمَعَارِفَهَا عَلَى عِلْمِ الْعُلَمَاءِ وَوَرَاءَ مَعَارِفِ الْأَوَّلِيَاءِ بَلْ هُوَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى تِلْكَ  
 الْعُلُومِ قَسْرٌ قَوْلِكَ الْمَعَارِفُ لَيْسَ ذَلِكَ الْفَكْشِيرُ أَيْ عِبَارَاتُ  
 أَوَّلِيَاءِ أَرْبَعَةِ عُلَمَاءِ كَرَامٍ وَأَوَّلِيَاءِ عِظَامٍ لَا زَمَّ مِي آيد که بدون شاهد کتاب سنت اجماع  
 است کسی چگونه قبول نماید علاوه برین اگر علوم و معارف بزرگواران قشر است علوم و  
 معارف ایشان بسیارین است و نقص همه علما و انبیاء لازم می آید که در سلف اول  
 گذشته اند و معرکه انبیاء و علما علم ایشان را بنظر حقارت نگرد و یاد ذکر ایشان با نیت کند  
 کافر شود و بجای دیگر بر عکس این میگوید که چنانچه انبیاء علیهم السلام علوم از وی میگیرند چنان  
 اولیا آن علوم را از اصل اخذ می کنند و علما آن علوم را از شرائع اخذ کرده اند و بطریق اجمال  
 آورده اند همان علوم است چنانچه انبیاء را تفصیلا و کشفاً حاصل میشود ایشان را نیز بر همان  
 پنج حال میشود اصالت تبعیت در میان است این قول و دعوی ادراک بالا کرده بود و میکنند  
 چون علوم و معارف انبیاء و اولیا و علمای کی باشد و فرق اصالت تبعیت در میان بود پس علوم  
 و معارف کسی که ورائی علوم علما و ورائی معارف اولیا باشد حکم ادعیه خواهد بود و چون بیان  
 علوم است که انبیاء علیهم السلام بصولات از وی گرفته اند و همان علوم است که اولیا از الهام میگیرند  
 و علما از شرائع اخذ می کنند از اینجا تحقیق گشت که علوم و معارف انبیاء و علمای کی است فرق  
 اصالت تبعیت در میان است و علوم و معارف و مخالف ایشان است پس یک علم و معارف  
 ایشان را نیست علوم و معارف خود قشر داند و علوم و معارف خود را بخواهد نماند علم  
 و معارف انبیاء و اولیا و علما کرده باشد چنانچه خود قائل شده **اقول** حضرت مجدد  
 علیه الرحمه در مکتوب چهارم از جلد ثانی که بمیر محمد نعمان صدور یافته می فرماید بداند که علم از

لایق تر است  
 "فوق"

مع  
 ب  
 بر



عبارت از شهود آیات است که فاده یقین علمی نماید این شهودی که حقیقت استدلال است  
 از اثر موهبتی است از تجلیات و ظهورات و مریای آفاق نفسیه شود همه از قبیل  
 استدلال اثر موهبت است اگر چه آن تجلیات را تجلیات ذاتیه نامند و آن ظهورات را کیف  
 خوانند چه ظهور شی در مراتب حصول شریست از آثار آن شی بحصول عین آن شی پس سیر  
 آفاقی و انفسی تمامه قدم اندازد علم یقین بیرون نکشد و غیر از استدلال از اثر موهبت نصیب  
 آن نباشد قال الله تبارک و تعالی و کتابنا فی الآفاق و فی انفسهم حق یتبین لهم انه الحق  
 دیگران سیر آفاقی را از علم یقین دانسته اند و عین یقین حق یقین در حقیقتی اثبات نهاده  
 و بیرون انفسی سیر نگفته **ع** آن ایشانند من چنینم یارب .  
 میداند که حضرت حق سبحان تعالی ببنده از بنده نزدیکتر است پس از بنده تا حق جل و علا  
 در جانب قربیت سیر دیگر مختل است که محمول قطع آن منوط است این سیر ثالث نیز  
 فی الحقیقت مثبت علم یقین است هر چند از دایره ظلیت بیرون است اما از شایسته ظلیت  
 پاک و برایت زیر کاسما و صفات اجبی ملطافه فی الحقیقه ظلال حضرت ذالند تعالی  
 و تقدس هر جا شوب ظلیت است داخل آثار و زیات است پس ایشان از همه شایسته علم یقین  
 یک سیر اول مخصوص اجلم یقین ساخته اند و سیر دوم آنرا حاصل عین یقین گردانیده اند و  
 سیر ثالث بکشفه و دایره علم یقین تمام خود عین یقین حق یقین هنوز در پیش است  
 قیاس کن ز گلستان من بحار را از عین یقین حق یقین چه گوید و اگر گوید که فهم  
 کند و کردیابد این معارف از حیط ولایت ارباب لایت در رنگ علمای طوا هر دو ادواک  
 این عاجز ندو در رک آن قاصر این علوم مقبیل مشکوۃ انوار نبوت اند علی اربابها الصلوة  
 و السلام و نتیجت که بعد از تجزید الف ثانی به جمعیت وراثت تازه گشته اند و بطاوت ظهور یافته

صاحب این علوم و معارف مجد را این است که لا یخفى علی الناظرین فی علومه معارفه الخ  
تعلق بالذات والصفات والأفعال تنسب بالأحوال المولیة بالکیان والظهور فیقولون  
أنه یزید المعارف والعلوم ویزید علمه ویزید معارفه لکیانه بل علومه هنو لا یزید  
بالنسبة إلى تلك العلوم فتشرق تلك المعارف کبذلک القشر سبحانه وعلوه الخ  
ویدانند که بر سر هر ماده مجددی گزشته است اما مجد و ماده دیگر است و مجد و الف دیگر چنانچه در میان  
ماده و الف فرق است و مجددین اینها نیز همان قدر فرق است بلکه زیاده از آن مجددان  
است که هر چه در آن مدت از فیوض باستان برسد توسط او برسد اگر چه قطاب و قاعدان  
وقت بودند و بدلا و بجایا بخشد **د** خاص کند بنده مصلحت عام ماه انتحالی عمر ضعیف معتر  
کرده منی برنا فیهی است آنچه حضرت مجدد میفرماید این معارف از حیطة ولایت ارباب ولایت  
و در رتبه علما ظهور و ادراک آن عاجزند ازین عبارت ظاهر است که ارباب ولایت که بزرگ  
علما و ظاهرند بدرک ایشان این معارف در نه آید و درین هیچ غیب نیست که بایه این معارف عالیه  
همچنان است قطع نظر از ذائق که طائر ادراک بکنگره بلندش نرسد هر سخنی از سخنان مشایخ  
ظهری بطنی دارد و هر بطنی بطنی دیگر تا اول مقتضای فهم ظاهر عمل بجای نیارند از فهم بطنی اول  
نصبی نیابند تا بر مقتضای فهم بطنی اول عمل نکنند از فهم بطنی ثانی بی بهره مانند و علی بن ابی طالب  
و لیل علی هر طریقی فهم دیگر تا آنکه بجهت های بطون کلام برسند و امکان رسیدن بدان قوت  
بود که امکان رسیدن بمقام شکم و درجه علم او باشد و از اینجا معلوم شود که حصول بجهت های بطون  
کلام آلمی حدیث نبوی مقدور کسی نباشد اما کلمات مشایخ هر که اقتضای بطون اشارات  
ایشان نماید و بایه از مدارج و مراحط اعمال و فهم آن ترقی کند و قوت حصول بمقام شکم دارد  
یعنی که بجهت های بطون کلام ایشان سد پس هرگاه صاحبین علوم و معارف مجد و الف

تکرار

در

بسم

بسم



باشد و آن سخن از حیث فہم اولیاء بزرگ علما ظاہر اند خارج باشد چه باک بود و از آن چه محذور  
لازم آید و تفسیر معارف بہ لب عموماد را اصطلاح خارج است مولانا رومی فرماید **د**

من ز قرآن مغز را برداشتم \* استخوان پیش سگان انداختم

و سوق عبارت حضرت مجدد روح ولایت بر اولیاء زمان خود میکنند پس بیجا نہ فضیلت  
برائے اربعہ وغیرہ لازم نہ آید و ازین کلام انشت منقصت انبیاء اللہ علیہم السلام نہیں سخن  
نادانی است چہرہ چہرہ کا ذکر انبیاء اللہ ہائے نبی شود پس این کفر قرار دادن چہ اسلام است **د**

اگر لاطلم کرد تکفیر \* چراغ کذب نمود فروغ \* مسلمان نشنخہم در کٹافہ دروغی را جواب دہد و  
و انچہ تقریر دیگر در باب انست انبیاء اللہ پیش کردہ از تقریر اول نحیف ترست چہ اصل مدعا  
ہمین است کہ این معارف از حیث ادراک ارباب لایت کرد رنگ علما ظاہر اند خارج است

پس ازین تقریر انست منقصت ہیچ نبی از انبیاء اللہ لازم نہ آید و ادعائی مسادات علوم  
و معارف انبیاء و اولیاء و علما را و صفات ظہار فرق ہم پایہ ہذیان است ہر گاہ فحوائے  
تِلْكَ اَسْئَلُ فَضْلًا كَقَبْضِهِمْ كُلِّ يَوْمٍ اِذْ يُفْضَلُ رُسُلَانِ تفادات است پس بتفادات حالات

و مقامات اولیاء اللہ و علما چہ رسد **د** است بر مقتضائے فیض ازل \*  
بعض از بعض افضل و اعلیٰ و برہمچو مواقع از تکفیر بزرگان دین اجتناب کلی باید و الا  
ہر شب نافر دای است **د**

چند حکیم عین صواب است و محض خیر \* فرخندہ بخت آنکہ بسمع ضنا شنید

**قال** از مکتوبات ششم از جلد ثانی و مکتوب نود و چہارم از جلد ثالث مراد آن است

کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ولایت ابراہیمی حاصل نکرد و چون در ولایت خود متحقق گشت

و چون در غیب النیب نرسیدہ بودند و انچہ برای حصول این دولت در دعائی اللہم صلی علی



محمد کتات صلی علیہ وسلم تا ہزار سال می خواہند مستجاب نشد مگر از تو سطر فروست که بعد از  
 ہزار سال بدو بہ راہ دیگر کسب کردہ خواہد عالم را صلی اللہ علیہ وسلم بولایت ابراہیمی ولایت  
 محمدی و غیب لغیب ساینده از آن مقام محبوبیت خواہد عالم را صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ علیا  
 رسید و اطہار بزرگی خود میکند کہ مقصود از آفرینش من این بود کہ کمالات مذکورہ خواہد عالم  
 را صلی اللہ علیہ وسلم حاصل آید و برکات حضرت ابراہیمی تحصیل نماید و درین چند قباحات سیدانی  
**اول** آنکہ خود بان مقرر کردہ بود کہ در راہ نبوت جیلولت و توسطنیت **دوم** آنکہ  
 حصول محبوبیت خلقت محبت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از کتاب سنت اجماع است  
 ثابت است و کمال ہمہ انبیا خواہد عالم را صلی اللہ علیہ وسلم در شب تولد عطا شد و کمال انبیا  
 علیہم السلام وہی است نہ کسی ایشان را اول لایت عنایت میکنند بعد از آن نبوت **سوم** آنکہ  
 مراد از مصباح طلعت خورشید است نہ ولایت این نیز غلط صریح است کہ نسبت صبا  
 بحضرت یوسف است علیہ السلام نہ بحضرت ابراہیم علیہ السلام **اقول** اینہمہ تقریر مبنی  
 بر تافہی است

عاقلی گزشتہ و طغنه نادان صمدبار + لائق آنست کہ آشفته و پرہم نشود  
 ز آنکہ این بیت کمال است بجا عالم مشہور + انجین بیت چرا مشہور عالم نشود  
 سنگ بدگوہر اگر کاسہ زرین شکند + قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود  
 بر ما ضرور افتاد تا عبارت ضرورت و مکتوب بقدر ضرورت در مقام نقل کنم و پیشتر اشکالے  
 کہ در مقام وارومی کنند جواب یگان یگان کہ حضرت مجدد روح و متقسان حضرت ایشان  
 تحریر فرمودہ اند بزرگوارم تا مسلک زخار و فاشاک پاک و صاف گردد و در مکتوب ششم از جلد  
 ثانی کہ بحضرت خواہد معصوم قدس سرہ صدور یافتہ مذکور است انگارم کہ مقصود از آفرینش





آن دارد آن نگار که آن هست هر چه است + آنرا طلب کنند حرفان که آن کجاست  
 ازین بیان تفاوت در میان این دو ولایت دریاب هر چند هر دو از قرب حضرت  
 ذات تعالی تقدس ناشی میگردند اما برج یکی کمالات ذات است معاد دیگری صرف  
 ذات تعالی و چون ملاحت فوق صباحت است پس موصول به ملاحت بعد از علی مرتب  
 صباحت صورت بند و موصول به جمیع مقامات لایت ابراهیمی میسر نشود و موصول بحقیقت  
 این لایت که ذروه علیای ولایت محمدی است میسر نیاید علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام ازینجا  
 تواند بود که خاتم الرسل علیه علیهم الصلوٰۃ و التسلیمات ماسر بتابعت ملت حضرت ابراهیم  
 علیها الصلوٰۃ و السلام تا بر سیر این متابعت بحقیقت لایت او برسد و ازینجا بحقیقت  
 خود که تعبیر از آن بلاحت رفته است تحقق گردد و چون حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله مرکز دایره ولایت  
 غلت مناسبت ذاتی است که بحضرت اجمالاً ذات اقرب است به محیط آن دایره نسبت کمتر است  
 که رو به تفصیل کمالات ذات دارد و تعالی بی نهایت کمالات محیط آن دایره هم تحقق نشود و ولایت  
 غلت تمام گردد و ازینجا است که در صلوٰۃ منطوق آمده است لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 تا کمالات ولایت غلت تمام او را میسر آید چنانچه صاحب آن ولایت را میسر شده بود  
 علی بنینا و علیه الصلوٰۃ و السلام چون مکان طبیعی ولایت محمدی مرکز دایره ولایت خلیل است  
 علیها الصلوٰۃ و التحیات سیر و نیز مقصور بر سیر مرکزی آن دایره ناچار از انجا بر آمدن و  
 به محیط آن دایره درآمدن و اکتساب کمالات آن کردن محسوس شد و خلاف مقتضای  
 طبیعت بود پس توسلی باید از افراد است او علیه علی آله الصلوٰۃ و السلام که به تبعیت او علیه الصلوٰۃ  
 و السلام در میان آن مرکز بود و از راه دیگر مناسبت به محیط آن دایره داشته باشد تا او  
 اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و بحقیقت آن مرتبه تحقق گردد و به پیغمبر متبوع او بحکم



مَنْ مَنَّ سَنَةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بِتَوْسِطِ وَصُولِ دَبَّانِ كَمَا لَا تَنْتَقِصُ  
 شود و مراتب ولایت خلیل تمام کند پس آن سرور را علیه علی آل الصلوٰة و السلام بتوسط آن  
 فرد کلمات محیط آن دایره نیز میسر شده ولایت خلیل در حق او علیه و علی آل الصلوٰة و  
 السلام نیز تمام گشت و دعای اللّٰهُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ بعد از هزار سال  
 با جابت مقرون گشت مسؤل متجانب شد آن سرور را علیه علی آل الصلوٰة و السلام  
 از تمامی ولایت خلعت کار و بار بآن سر و نشاء است که در مرکز و دیت سخاوه انزویسیر  
 بهلاحت یافته است آن فرد را از برای حرارت محافلت است از انتقام بجا لم باز گردانید  
 خود در غلظت خانه غیب با محبوب خلوت داشته

هـ

هَٰذَا بَابُ التَّغْيِيرِ نَعِيْمٌ هَا ۞ وَلِلْعَاشِقِ الْمُسْكِينِ مَا يَجْزِي عُمْ  
 باید دانست که محیط مرکز ثالث هر چند نسبت به محیط مرکز ثقیل و دل صغری نباید  
 اما جمع است چه هر چه حضرت ذات جل شام نزدیک تر است جامع تر است صغران  
 صغرانسان باید دانست که با وجود صغریا معتبرین جمیع صفات عالم است ایضا شخصی که  
 بکلمات این محیط تحقق گشت از جمال مرکز بتفصیل محیط آید آن بی مناسبتی که به محیط و  
 تفصیل داشت زائل شد ولی تکلف از تفصیل نیست و بکلمات آن تفصیل نیز تحقق گشت  
 بشو با وجود کمال قدر چون نظام عالم حکمت منوط ساخته اند در تربیت محبوبان نیز از  
 وجود سبب چاره نبود هر چند وجود سبب بیش از بجهانه نباشد و زیاده از روپوش قهر و  
 سُنَّةَ اللّٰهِ فَدَحَلْنَا مِنْ قَبْلِ وَلَنْ يَحْدِثَ سُنَّةَ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اَنْتَهِی قَبْلَ اَنْزَالِ كَذِبِكُمْ  
 ایرادات و اجوبه آن متوجه شوم مناسب است که از رخ بعض عبارات نقاب جمال  
 بردارم قو که ضعیف شمرده انکارم که مقصود از آفرینش این میگویم که چون بعض امور شرط یا

موقوف علیه امری باشد تحقق شروط و موقوف را محتاج الیه باشد لیکن این معنی مستلزم آنست  
 شرط بر شرط و یا موقوف علیه موقوف بنا شد نمی بینی که اکثر صفات اضافیه که تحقق آنها موقوف  
 بر وجود ممکن است چنانچه حق تعالی خوشترین را در کلام مجید **بِطَعْنِ الْعَالَمِينَ** می ستاید و معنی تزیینت  
 رسانیدن ثننی است بتدیرج بر تیره کمال اثر تزیینت بی مری صورت نه بندد و کذا کس  
 مضمون معیت هم بغیر طریقی یافته نمی شود و هکذا کمال **الزَّاقِ وَالرَّحِيمِ وَالْقَدِيرِ الْبَاقِ**  
**إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الصِّفَاتِ** از حیث فیه و نمی توان گفت که این اوصاف کمال نیستند  
**نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ** الا و هکذا چه خدای تعالی از همچنین صفات خود را می ستاید پس  
 بی کمال اینها چه گنجایش است اگر چه این همه صفات در تحقق وجود و محتاج ممکنات هستند  
 لیکن ازین توقف احتیاج فضل ممکن ثابت نمی شود بلکه فضل کمال حضرت باری تعالی است  
 است که بندای حجه خود را بنوازشهای بوقلمون مرهون منت فرموده کذا کس سیری در  
 سیرابی و شفا هر فعل حق است تعالی شاد و عادات او سبحانه تعالی بران جاریست کمال  
 و شراب و و این امور صورت نمی بندد پس انهم توسط نقصی افعال و تعالی لاحق نمی شود  
 و همچنین است ارادات از لیه حق تعالی که باوقات و اوقات منوط اند مثلا اراده موجودیت  
 زید در فلان وقت بوده باشد و تا آن وقت نیاید اراده او تعالی در کین بطون خواهد بود  
 پس وقت آن هم واسطه محدودیت زید خدا این هم مستعدی فضل آن وقت نیست پس عالم  
 نیز باعتبار ترتیب آثار ایزدی متوسط است ازین توسط فضل عالم بر خدای تعالی ثابت  
 نمی شود و عاذا لله تبارک و تعالی الله عننا و معلوم جمیع مقامات لایست ابراهیمی میسر نشود و معلوم  
 بحقیقت این لایست که ذروه علیائی و لایست محمدیست میسر نیاید می گویم مقصود ازین  
 عبارت این است که ولایت ابراهیمی بمنزله اسلام و نزد بانست برای عروج بذروه علیائی



حقیقت محمدی پس ارباب اتباع ملت او فرمود تا بواسطه اتباع ملت مناسبتی بولایت سلطه برایی حاصل شود آن رازینه ساخته عروج بمقام ارفع خود فرمایند پس آن حضرت صلی الله علیه و سلم از همان راه بمقام خویش رسیدند و از آن لایت بقدر اجمال در هر طریق بهره برداشتند چنانچراین عبارت پس ناچار از انجا برآمدن به محیط آن دایره درآمدن لالت صریح دارد بر آن که آن سرور در عین مرکز که اقرب است بذات تعالی رسوخ و استقرار دارند و مراد از لفظ حقیقت نه عین آن مرکز است که غیر از آن بهلاحت رفته بلکه مرکز با جمیع کیفیات خصوصیات عوارض مراد است تحمیل که ظهور بعضی قائلین آن مقام منوط بطبیعیات مراتب محیط بود و درین هیچ محدودی لازم نمی آید که اصل آن مقام که در مراتب قرب خداوندی از پیش قدمی نیست آن حضرت صلی الله علیه و سلم را ثابت است چون که اصل آن مقام که عبارت از محبوبیت ملاحظه است آن سرور را حاصل است و کذا لک محیط که عبارت از صباحت خلقت بطریق اجمال حاصل است پس محقق شد که آنحضرت علیه الصلوٰه و السلام بمقام خلقت حسب و محبوبیت و ملاحظه متحقق و ممتازند تحقیق مقام آنکه مراد از حقیقت محمدی عین مرکز نیست بلکه مراد از مرکز با تمامات لواحق است یکی از تمامات محیط دایره است مومنین است این تحقیق را آنچه که در مکتوب بیان طریق برنگاشته اند که مرکز آن مقام که مقام اجمال است نصیب خاتم الرسل است و باقی بر مفسصل حضرت خلیل مسلم آقا که پیغمبر اصیل الله علیه و سلم آن اجمال طلب فرمودند پس آن سرور را مقام محبوبیت که خاصه اوست بالفعل حاصل است تو که و چون حضرت پیغمبر را بر مرکز دایره ولایت خلقت مناسبت ذاتی است انخ میگویم مرکز اینجانه بمعنی جزو لای تجزئی است بلکه بمعنی غایه رفیع است چه شی عظیم هر چند دور تر میرود و خرمی نماید و تلبس آن است که در مثال مرکز اول نوشته اند چون در آن مرکز دور تر رفته می شود



مرکز بصورت دائرہ می نماید الخ نمی بینی که آفتاب در حساب اهل تنجیم سه صد و شصت و چند ضعف  
 زمین است و از دوری و بلندی اوست که این قدر مرئی می شود و این مرکز چون مقابل مبد  
 تعالی واقع شده است بزرگ و برآمده است که او سبحانه بسیط حقیقی است مع ذلک است  
 مجهول الکیف نیز در آن نزهتگاه کائنات است ان الله واسع عظیم و نیز اگر چه محیط است  
 مگر از آن هیچ قیاحت نیست ظل اگر نیز از چند اصل باشد هیچ مقدار ندارد نسبت باصل  
 نمی بینی که سایه هر چیزی که در ابتدا طلوع آفتاب مشاهده میگردد و قریب غروب ده چند آن  
 میشود اکنون بذكر اشتباهات اجوبه آن متوجه می شوم

**اشتباه اول** مقام محبت ارفع است از مقام خلت پس با وجود حصول مقام محبت  
 تحصیل مقام خلت چه در کار است چو ایش آنکه بشب معراج بجنب حضرت خاص  
 مقام محبت عطا شده بود در حدیث صحیح وارد شده ان الله اتخذني خليلا ليؤمروا به في غيبتي  
 پس معلوم شد که با وجود حصول مقام محبت که ارفع از مقام خلت است حصول مقام خلت  
 در کار بود و الا بحصول آن فخر نمی فرمودند و نمی گفتند ان الله اتخذني خليلا ليؤمروا به في غيبتي  
 و نیز از احادیث صحیح ثابت است که جمیع کمالات از تائیمت الواعزمی و رسالت باجنب  
 عطا شده است ظاهراً است که درین کمالات بعضی ارفع اند و بعضی غیر ارفع پس معلوم شد که  
 با وجود حصول ارفع حصول غیر ارفع هم در کار میشود خصوصاً وقتی که آن غیر ارفع طریق حصول  
 ارفع باشد و در راه آن واقع شود که درین صورت حصول آن غیر ارفع موقوف علی حصول ارفع است  
 اگر نظر بآن کنند که آن غیر ارفع فی نفسه کمال است نیز مطلوب است و اگر نظر بآن کنند که آن غیر  
 ارفع طریق حصول ارفع است پس نیز مطلوب است مثل آنکه جسم را نامی بودن کمال است

لا  
 اشتغال  
 در اعیان  
 و در اشیاء  
 و در احوال  
 و در احوال  
 و در احوال







سُبْحًا طَوِيلًا در احادیث مروی مذکور است قاعده تفرست که شغل ملوف بحکم العادة  
طبیعة ثانیة مقتضی طبیعت میشود و خلاف آن خلاف طبیعت نیست و دلیل آن این  
مطلب ما دلیل نقلی پس در احادیث صحاح موجود است که بَرَزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِجَلْسَيْنِ فِي مَسْجِدٍ فَقَالَ كَلَامًا عَلَى الْحَبِيرِ وَاحِدُهُمَا أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ أَمَا هُوَ لَا فَيَدْعُو  
اللَّهُ فَإِنْ شَاءَ اعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَلَمَّا هُوَ لَا فَيُعَلِّمُونَ الْفَقْهَ وَالْعِلْمَ  
يُعَلِّمُونَ الْبَاهِلَ فَمَنْ أَفْضَلُ فَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيهِمْ وَ دَلِيلُ صَاحِبِ  
مقدمه آنست که حق تعالی در مقام عتاب میفرماید وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَکَ  
بِالْعَدَاةِ وَالْغَنَیْمَةِ یُرِيدُونَهَا أَفْضَلُ مِمَّا یُرِيدُونَ وَ هَذَا دَلِيلُ صَاحِبِ  
و همچنین آنکه وَلَا تَنْظُرْ إِلَى الَّذِينَ یَدْعُونَکَ بِالْعَدَاةِ وَالْغَنَیْمَةِ یُرِيدُونَهَا وَ دَلِيلُ صَاحِبِ  
مقدمه آنست که تعلیم این یعنی تهذیب ظاهر و آنچه در حکم ظاهر است از عقل و قلب نفس  
موقوف علیه جمیع کمالات است و بنیاد تمام کارخانه ولایت اگر درین امور آنحضرت صلی الله  
علیه وسلم قدم نمی نهاده و بحال مجد تصرف در آن نمی نموده بنیاد کارخانه خراب بود و  
بجایگزینی امت قائم مقام آن حضرت صلی الله علیه وسلم درین تعلیم نمی تواند شد زیرا که این امور  
بصرف خصوص صاحب شریعت نمی توان یافت و کشف و عرفان بدریافت این مطالب  
نمی رسد بخلاف کمالات دیگر که دریافت آن بکشف فراست میتوان شد و شده است  
لیکن کشف و معرفت هم موقوف بر تهذیب ظاهر و مافی حکمیه است پس تعلیم تهذیب ظاهر  
و مافی حکمیه است از تعلیم تفصیل مکشوفات اگر گوی این کلام و این آیات و احادیث  
بلکه متبع سیرت جناب پیغمبر صلی الله علیه وسلم دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان تسلیک  
در حق غایت همچنان دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در جمیع ولایات گویم فی الواقع



شغل و تصرف انجذاب دارد و تہذیب ظاہر و باطنی حکم الظاہر نبوده و تہذیب باطنی باطن  
 باطن نہ بود چنانچہ از متبع سیر ہویدا است لیکن مقام خلعت دیگر ولایات فرق بدیست  
 بسبب وجہ **وجہ اول** آنکہ از مقامات دیگر نشان داده اند و طریق تحصیل آن بیان  
 نموده تا در صریحاً و کثرتاً مثلاً یحبہم و یحبونہ و در جہا یحبہم اللہ و رسولہ  
 رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبايعونک تحت الشجر  
 فعنہ ما فی قلوبہم ان اللہ امرہ یحب اربعۃ من اعمحابی و اخبونی انہ یحبہم الی  
 غیر ذلک من الایات و الاکادیت الدلالت علی ان بعض الافعال و الاشغال  
 علامۃ حب اللہ لکون الشخص محباً للہ و بعضہا کموصول الی محبۃ اللہ  
 بخلاف مقام خلعت کہ ہرگز از طریق تحصیل و علامات حصول آن نشان نداده اند و **وجہ**  
**دوم** ولایات دیگر در زمان قریب ز زمان سعادت نشان آن حضرت راجع و  
 متداول شدند و صحابہ و تابعین متبع تابعین و علمو جہا الی زمان الجہد و اقربانہ  
 ثم علمو جہا الی زمان رفق ساء الفقاد ریتہ و الجہشتیۃ کثیر التداول و  
 طریق تحصیل آن مدون محبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلعت کہ دین عبودیت و  
 اصلا کسی نہ کوران نکرد و نہ طریق تحصیل آنرا کسی بیان نمود تا ہنر ارسال گزشت طریق تحصیل  
 آن مقام در پردہ اخفا و احتجاب ماند تا آنکہ حق تعالی حضرت مجدد را بر روی کار آورد و نشان  
 نشان ظہور این مقام کہ در جوہر شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مودع و مکنون بود گردانید  
 و ہزاران طالبان را بطیفیل ایشان سلوکین بر طریقہ میسر شد الحمد للہ حالاً بیان این طریقہ  
 بوجہی نمایم کہ خصاص آن باتباع مجدد کاشتمس فی رابعۃ الشہار منکشف گردد  
 قبل از حضرت مجدد طرق سلوک ہم از راہ محبت و محبوبیت نبوده اند اول راہ محبت

سے پیوند و آخر بر تہ محبوبیت فائز می شدند و آنچه لوازم محبت است از ذکر چہرہ و وجد و شوق  
و انکسار و تضرع و صبر و توکل در رضا جوئی او و مراقبہ صفات خصوصاً احاطہ و محبت و  
استغراق در توحید فعلی خود را کالمیت فی ید الغسل داشتند و صفات خود را و غیر  
خود را مستہلک در صفات او دیدن بلکہ ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و  
حسن و جمال و رادر ہر منظر مشاہدہ نمودن در ان کوشش بلوغ می نمود تا آنکہ بانوار  
و تجلیات و ارتباطی سلوک و فناء بقادر انتہاء آن فائز می گشتند و دم اشباح و میروند کہ  
اَنَا مَنْ اَعْلَوٰی وَمَنْ اَسْفَلٰی اَنَا تَا اَنکَ حضرت خضر حضرت خواجہ عبدالخالق غجداد  
کہ اراصل طریقہ مجددیہ بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عہد حضرت خواجہ نقشبندیان معنی  
برگ و بار پیدا کرد لیکن در عہد حضرت عبید اللہ احرار علوم توحید یارین نسبت متمنہ  
شدند و غلبہ پیدا کردند تا آنکہ حضرت مجدد قدس الشہداء آن ہمدرد بطون بطون سائند  
و از چاک سینہ خود سراغی بہ محبوب خود پیدا کردند حالانکہ ساری موقوف شد و شوق  
و اشتیاق و وجد و مناجات و تضرع کی طرف ماند ہر چہ بہت در قلب روح و سرخی و اخفی  
و عناصر دیدن است تا آنکہ انوار تجلیات از باطن خود بی قند و رفتہ رفتہ بمقام خلقت  
می کشد معنی محبت عاشقی است معنی محبوبیت معشوقی است و معنی خلقت یا رانہ اینجا صحت  
یا رانہ است سابق عاشقی و معشوقی بودہ در اینجا راز و نیاز از جانبین است و سرگوشیہا  
از طرفین واقع میشود و در عاشقی نعرہ و میثابی و سر برد و دیوار شکنی و در معشوقی ناز و  
دلال و فخر و مبامات بودہ است این است طریق خلقت بطریق اجمال اگر تفصیل آن  
کسی خواہد اتباع مجددیہ چند سال نشست بر خاست نماید و در وجدان خود نظر کند کہ  
چہ رنگ پیدا شود و رای طوق سایقین از بسکہ اَلْوَجْدَانُ لَا یُکَلِّمَانِ وَلَا یُفْکَرَانِ

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



الکفر منکر شود و باکی ندارد و

نقش بندیه عجب قافله سارانشد که برند از ره پنهان مجرم قافله را  
حاسدی گر کند این طائفه را <sup>طعن</sup> حاش نشد که بر آرم بزبان این گله را  
همه شیران جهان بسته این سلسله را + رویه از حیل چسان بگسلد این سلسله را  
**وجه سوم** خلعت حالتی است متمیز از محبت و محبوبیت من الجانین پس نسبت او  
با مقام محبت و محبوبیت نسبت مرکب بسیط است <sup>و البسیط مقدم علی المركب طبقاً</sup>  
فقدّم وضعاً اول درین است محبت صرفه و محبوبیت صرفه راجع شد باین طریق که در  
اول سلوک محبت باشد و آخر آن محبوبیت گما فی السالک المجدّ و لب یا بکس  
گما فی المجدّ و لب السالک و چون دوره بساط تمام شد دوره مرکب شروع شد  
چون فرغت ز مفردات آمد + وقت مشق مرکبات آمد

و عجب نیست که هر چند باین طریق مجدویه در رواج و شیوع و فیضان فیض الهی در ضمن آن است  
مصطفویه متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدأ آن مقدم است بر بادی طرق دیگر زیرا که  
این طریق مسموّت بحضرت صدیق رضی الله تعالی و اول خلفا است <sup>و اَوَّلُ مَنْ اسْلَمَ مِنْ</sup>  
<sup>الرَّجَالِ الْبَالِغِينَ</sup> است و نیز در حق او استحقاق خلعت منصوص است جای که پذیر فرموده است  
لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَهْلِ خَيْلٍ لَا تَخَذُتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْخَلْدِ بَشَرًا  
و اگر کسی را بخاطر خطور کند که درین صورت لازم می آید که عوام اتباع مجدویه فضل باشند  
اولیای سابقین سُبْحَانَكَ هَذَا هَذَا عَظِيمٌ گویم جوایش سه وجه است **اول**  
آنکه این وقت لازم می آید که طریق خلعت را افضل از جمیع طرق انگاریم حال آنکه چنین نیست  
بلکه مقام محبوبیت افضل است از مقام خلعت بدلیل <sup>لَا مَقْرَنَ</sup> حَبِيبَةٍ عَلَا خَلِيلَةٍ

نقش  
بندیه  
عجب  
قافله  
سارانشد

دوم آنکه افضلیت به علوی مرتبه است در هر مقام که باشد خواه غلت خواه محبت خواه محبت  
 مثالش آنکه بادشاهان را یا اربابان مصاحبان باشند که مدام در حضور حاضر باشند و از  
 و نیاز بآنها در میان امر و صوبه داران عمده و رسالداران دار و غنهای کارخانجات  
 متصدیان و فائزین میباشند و مرتبه اینها ششم بسیار بلندتر از مرتبه یاران مصاحبان  
 میباشد گودام در حضور صحبت دائمی مخصوص بپاران مصاحبان مجلس است بلکه با خوا  
 و خدمتگاران سوهم آنکه منتهیان هر طبقه ملایم منی یعنی دوام حضور و قرب منی حال است  
 پس بسبب این قرب دائمی نیز از منتهیان طرف دیگر نمیتواند شد آری مبتدیان این طبقه  
 را باین وجه ترجیح تفصیل میتوان بود که در مجاهدات و ریاضات و کشف و کرامات ظهور  
 خوارق عادات به مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند و لهذا گوینده گفته است

اول ما آخر هر منتهی است + ز آخر واجب متناهی است

حاصل آنکه فضل جزئی را بجای کلی گرفتن ملاحظه و جوه فضل نکردن را قاصر فرمان است  
 تفسیر نبی هر چند بعضی کمالات را توسط فردی از افراد امت خود حاصل نماید و بتول  
 او بعض مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راه لازم نه آید و آن فرد را مرتبه این  
 توسط برکن نبی حاصل نه شود و چه آن فرد این کمال را بتابعیت آن نبی یافته است و  
 بفضیل او باین دولت رسیده پس آن فی الحقیقت از آن نبی است و نتیجه متابعت او است  
 و آن فرد پیش از خادم او نیست که از خزائن او خرج کرده لباسهای مزین طیار کرده  
 می آرد که باعث مزید حسن جمال مخدوم میگردد و در عظمت و کبریا می آید و اینجاست  
 که مدام نقص مخدوم است و کلام مزین خادم امداد و اعانت از همگنان نقص است اما از  
 خادم و ظلمان که امداد و اعانت واقع شود معین کمال است و موجب ازدیاد جاه و جلال



باقی باشد که بی رادگیری خلط کند و در توهم منقصت افتد بادشاهان بامداد خدمت و هم  
 ملکه میگیرند و قلمها فتح می نمایند و ازین بامداد غیر از عظمت ابهت بادشاهان هیچ معلوم  
 نمی شود و نیز از شرف عزت خدمت و ششم هیچ ظاهر دیگر و داستان خدام و علمای انبیاء اند  
 علیهم الصلوة و التسلیات اگر ازینها امداد باین بزرگواران برسد چه جای توهم منقصت  
 شان است و آنکه گویند این بزرگواران اسلحه محتاج بامداد نیستند و جمیع مراتب کمال  
 ایشان را بالفعل حاصل است مگر بر صریح است چه بزرگواران نیز مندگان خدا اند  
 جل شان و همواره از فیوض برکات فضل رحمت او امیدوار اند و همیشه خوانان تبت  
 اند و حدیث آمده مِنْ اسْتَوَى يَوْمَهُ فَيَمُوتُ مَغْبُورًا وَ اَنْ سَرَدَ رُتَابَ خُودِ فَرَمُودَةً  
 عَلَيْهِ عَلَى آلا الصلوة و السلام سَكُوَالِي تَوْسِيَةً وَاَيْضًا وَ حدیث صحاح آمده است  
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَقْفِرُ بِصَلَاةِ لَيْلٍ امَّا جَرِيْبُ  
 یعنی پیغمبر خدا علیه علی آلا الصلوة و السلام در جنگها طلب فتح میکرد و بتوسل فقرای میان  
 این هر طلب و امداد و اعانت است جمعی که امداد و اعانت استان را در حق این بزرگواران  
 تجویز نمی نمایند و این بزرگواران را محتاج بامداد و شان نمی دانند نظرشان بر بزرگی  
 انبیاء افتاده است علیهم الصلوة و التسلیات ملوی درجات شان و نظر آنها آمد و مع  
 ذلک اگر نظرشان بر عبودیت این بزرگواران نیز می افتاد و احتیاجات ایشان که  
 بمولای خود دارند جل شان معلوم شان می گشت انا امداد استان انکار نمی نمودند و از  
 اعانت خدام و علمای شان استعفاء نمیکردند و چه چهارم کشف اهل الله است  
 و درست است لیکن در بعضی اوقات حقیقت الامر بطریق اجمال درمی یابند و در بعضی اوقات  
 بتفصیل و در بعضی اوقات مشج شیخی و در بعضی اوقات بغیر حجاب مستبعمان کلام صوفیه لاجاب

کتاب مشهور  
 در شرح  
 و تفسیر  
 و مابعد

از دانستن اجمال و تفصیل و غماض نظر از مخالفتی که قائل در میان کلام محمول و کلام مفصل میباشد  
پس ما شک نداریم که در هر طائفه از زمان فیضی دیگر فتح میکنند و درین زمانه فیضی دیگر  
در میان مردمان مفتوح شد و چون روح حضرت خاتم النبیین علیه الصلوٰۃ و التسلیما سبب  
علوی میداند نشان عموم فیضی است که بر ایشان تقاضا شده است هر فیضی جدید که در عالم  
پیدای شود و تبارگی برونی کار می آید ضمیمه خطرة القدس میشود و اهل بسا است که این  
امر را اجمالاً ادراک کنند و باین لفظ تعبیر نمایند که این کمالات الحال انجذاب را حاصل شده  
است و تفصیل این کلام و ایضاً حق آن آنست که گفته شود که مصلحت کلیه الهیه تقاضا کرده است  
که بعضی شریح و تفصیل و عکس تجلی غلظ در هر عصری پیدا شود و انتشار آن شخصی باشد از  
کل که بآن نور مجدد بمنزله شمع تجلی عظم و بمشابه اعراض آن جوهر فرغ گردد و آن ظهور  
خود است بحسب طوار و ادوار و ظهور خود است بحسب اشخاص و از زمان چون آن مقدمه  
ممهّد شد باید دانست که حقائق اجمالی که بر اهل الله ظاهر میشود چون لغت و عرف از  
تعبیر آن کوتاه است این طائفه لفظی از کتاب و سنت که بحسب فن اشاره و اعتبار  
بر آن حمل توان کرد میگردان را عنوان آن حقائق اجمالی فالفیه بر قلب ایشان  
میگردانند و سخن را بآن مربوط میسازند و آن معارف غامضه را در پرده آن لفظ ادا  
می فرمایند متفرسان از مطالعه کنندگان را لازم است که از خصوصیت این لفظ غماض  
نظر نکنند و بطرف خود همان حقیقت اجمالی و معرفت غامضه سازند پس فیما بین ضمیمه  
اقامت لفظ غلت و استجاب دعای اللهم صل علی محمد و آله و عیالهم  
علی ابراهیم و تصویر دایره که مرکز صرف ذات است و محیط آن کمالات ذات و  
باز صیوره آن مرکز دایره نامه که مرکز آن محبوبیت است و محیط آن امتزاج محبت



همه نیز نگفن اشاره و اعتبار است اعتراض مثل این مقدمات دارد نمی شود چنانکه صورت  
 رَأَيْتُ اسْدَکَیْنِیْ عِیْ عِیْ اعتراض بقصد انبیا و اطفالا سد و یا برو ذنب و جبهی ندارد  
 همچنین است سخن در حقیقت قرآن و حقیقت کعبه و حقیقت محمدیه و بیان و احوال و اقوال  
 علاوه برین بدانند که هر غیره را با پروردگار خویش محال علیه است و ستری جدا که هیچ حدی  
 را در آن محال با اصالت شکر نیست مثلاً نسبتی قریبی که سید اولین و آخرین اصل الله  
 علیه و سلم هست غیر او را میسر نیست و همچنین قریبی که مخصوص حضرت ابراهیم است دیگری  
 نه و علی هذا القیاس با آن نسبت و قرب مجهول الکلیفه است و چون عارفی را خواهند که  
 بعلم آن نسبت و قرب که هر یکی را ازین کار ثابت است سر از سازند آن قرب نسبت  
 در صورت مثالی با هر یک مناسب آن قرب مشابه آن نسبت است ظاهر میسازند چرخ  
 بر خفاقی آن نسبت بی صورت مثالی تعصبت پس غایت قرب اتصال را بصورت مرکز  
 می نمایند و قرب دیگر را بصورت محیط و علی هذا القیاس پس خلاصه کلام آن است که بعد از ارف  
 فتح دوره دیگر شده است که بعضی اعتبارات اجمال فیوض متقدم است مثلاً احوال قلب روح  
 سر و غیر آن همه محمل شده نیست جمعیت پیدا کرده و به بعضی اعتبارات تفصیل فیوض متقدم است  
 با بحال حضرت مجدد و اصل این راه اندو با معارف متفقدین و از زبان شیخ بطریق رز و یا سازنده و شیخ طبیب  
 ارشاد این دوره است و بر دست وی بسیاری از گردان بادیه بدعت خلاص شده اند تعظیم  
 شیخ تعظیم حضرت مدو را دو و کون کائنات است و شکر نعمت شیخ شکر نعمت بغیض است  
 اعظم الله تعالی لا لا جور و چه نعمت مبدا تعین محمد صلی الله علیه و سلم محبوبیت صرفه است و  
 مبدا تعین ابراهیم علیه السلام خلقت که زین پایه تعین محمدی است صاحب ولایت محمدی را  
 ولایت ابراهیمی ضرور است که زین پایه وی است لیکن چون محبوبیت صرفه می خواهد که محبوب

ص  
 و زمان







اول ایشانرا بطریق اجماع معلوم شد که فرد متوسط چنین چنان می باید چون دیدند که اساس  
این طریقه حضرت خضر مخداه اند خیال آنطرف رفت باز ملاحظه نمودند که حضرت خضر با مردم  
اختلاف بسیار دارند و طریقه خلوت و انزوا لازم است خیال بطرف حضرت الیاس  
رفت اینهمه بنا بر این بود که متوسط و حصول کمالی برای پیغمبر عالی مقدار خبر پیغمبری تواند شد  
و در افراد این امرت غیر ازین دو بزرگ پیغمبری نیست آخر معلوم فرمودند که این متوسط را  
پیغمبر بودن ضرورت نیست بلکه کمال متابعت پیغمبر خود کافی است درین امر و نیز مقصود از  
و خلوت در انجمن است که بنا بر طریقه حضرت خواجگان برتشت ز خلوت جسمانی و بحال  
بالیقین معلوم شد که آن متوسط ذات شریف ایشان است تحدیثا بنعمه الله که آن هر کس  
ماورست اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ و اشکاف بآن معنی دانمودند این  
اختلافات را تناقض فهمیدن کسی است که با مکشوفات این مردم آشنائیست الا از کلام  
شیخ اکبر در جایهای بسیار مستفاد میشود که قائم الاولیای این امت امام مهدی است و  
در جایهای بسیار خود را قائم الاولیای قرار داده **ع**  
چون بشنوی سخن اهل دل گویند خطاست سخن شناس و در این خطا اینجا است  
**استبانه نجم** حضرت مجد فرموده منم که این کمالات را بر رسول خدا صلی الله علیه و سلم  
کسب کنائیدم **خواش** اینست که ازین عبارت میرح خیانت و نقل و تحریف  
واقع شده زیرا که مبتدیان کسب کنائیدن است که این فرد بجای شیخ و مرشد باشد و  
رسول خدا حاشا من نکسب بجای تلمیذ و طالب باشند و هرگز معاد کلام حضرت ایشان  
انیمتی نیست حق عبارت آن بود که منم این کمالات را کسب کرده منسوب بجناب رسول  
خدا صلی الله علیه و سلم ساخته ام و در کمالات بی نهایت انجناب بطریق نیاز گردانیده ام

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





تَقَاتِلْ عَلٰی نَارِ يٰسَلٰمُ الْفَرٰقُ كَمَا قَاتَلْتَ عَلٰی تَنْزِيْلِهِ  
 و این معنی بعد از سی سال از دست حضرت مرتضیٰ علی بوقوع آمد و در جریده اعمال آن حضرت  
 محسوب گشت اینجا نمی توان گفت که قتال علی تاویل القرآن کمالی بود عمده و آنحضرت را  
 حاصل نه شده مگر بواسطه علی مرتضیٰ زیرا که کمال آنجناب که قتال علی تنزیل القرآن بود مانع و  
 اکمل بود از قتال علی تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنی تاویل القرآن آنحضرت  
 علی بواسطه تسلی از افراد است ممکن نبود ناچار تسلی را بروی کار آوردند که بواسطه او این  
 قتال منسوب با آنحضرت گردد و وجه عدم امکان آنست که در عهد آنحضرت صلی الله علیه و سلم  
 قتال علی تاویل القرآن تصور نیست زیرا که هر تاویلی را که آنحضرت بر زبان خود فرمایند  
 تاویل تنزیل میگردد پس قتال بر آن قتال بر تنزیل می شود نه بر تاویل منکر آن تاویل  
 که فرمی شود گویا که منکر نص صریح قرآن شد پس لابد تسلی باید و بهترین من جهت خلیفه و  
 مجتهد باشد تا انکار تاویل او کفر نگردد با انکار تنزیل منجر شود و من جهت متحد الحکم با پیغمبر کفر خلیفه  
 حکم مستخلف دارد چون انکار حکم او یا تعرض انکار حکم پیغمبر است انکار شریعت است آن حضرت  
 میشود و در جریده اعمال آن حضرت این کمال هم ثبت گردد کذا ابراهیم بن  
 ششم آن راه از کجا آوردند گوئیم مراد از عالم دیگر عالم امتناع جمیع معجزات است  
 که تعبیر از آن بمقام خلقت کرده میشود از این راه از نزد خدا آوردند چنانچه حضرت علی مرتضیٰ  
 کرم الله وجهه قتال علی تاویل القرآن را از نزد خدا آوردند و آن قتال از عالم دیگر است  
 از قبیل جهاد کفار هم نیست و از قبیل قتل مسلمین هم نیست بمنزله دار و این معنی  
 ایشان را بحکم خلافت نبود و متابعت آن جناب حاصل شده چنانچه حضرت ایشان را  
 نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شده و محببت است از کسانی که بر حضرت ایشان



نفس میکنند باین جلد که حضرت ایشان هم استقلال میزنند و بزنج را از میان برنی دارند  
 و نمی شنوند و نمی بینند که کمال حضرت ایشان در کمات و غیر آن مشحون معلومت است از  
 تحریص بر کمال متابعت پیغمبر و باجای برای خود و تابان همین معنی را از خدا طلب دارند  
 باجای میفرمایند که بنا بر طریقه با کمال متابعت سنت است و امتنا از بدعت **شش**  
 بمقتضی بزنج محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم از میان برنی خیزد و خلیل تمام بها سلطان  
 باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد که گوئیم فی الحال گذشت که تصرف و لا  
 خلیل آن حضرت را حاصل بود و تصرف در آن نه فرموده بود و بدست بخل مهم تر از آن  
 حضرت ایشان را محض کمال متابعت آن حضرت حاصل شد از پیشگاه جناب الهی و  
 منسوب بآن حضرت گردید چنانچه تصنیف ثنوی شریف که پراز جوهر گوناگون علم سلوک و علم  
 معرفت است از حضور خداوندی لولانا رومی قدس الله روحه محض کمال متابعت پیغمبر خود  
 عنایت و منسوب بحضرت رسالت گشت لی آنکه تصنیف ثنوی از آن حضرت ممکن باشد بقوله  
 وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اَلَّا رَفَاعَ بَرَزَخٍ مَا فَمِيدَن اَزْ قَبِيلِ اَوَامِ شَيْطَانِهِ  
 است معاذ الله مِنْ ذَٰلِكَ وَحَلَّ شُبُهَةٌ بِالْكَلْبَةِ اَنَّهُ سَنِي وَمُضَامِين ثَنَوِي همه را خود از  
 مشکوٰۃ نبوت است و کسوت شعر پشایندن محض بهولانا جلال الدین رومی است چنانچه  
 اجزا مقام غلت یعنی محبت محبوبیت همه را خود از جناب ختمی است و تصرف در هدایت منتهی  
 مخصوص حضرت ایشان است تصرف در هدایت منتهی در اختصاص کافی است چنانچه واضح  
 سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین بخود کنند سزاوار است که سرگرد و شهید از دیگری باشد و  
 خواص سرگرد و شهید از دیگران موصوفه باشد که از **شش** **هشتم** و ما را اللهم صل  
 على محمد و آل محمد و علی ابراہیم بعد از هزار سال مقرون با جابت گشت و مبذول متجانب

گویم درین پنج استعاضیت تمویله تعالی یکدیگر از آخر من السماء علی الارض فخر  
 یخرج الکلبه فی یوم کان مقداره الف سنه ممتا تعدد وک ازین آیه صریح  
 معلوم میشود که بعض کارهای خدا با متراج فیض سماوی وارضی صعود واهبوطاً در مدت هزار  
 سال تمام میشود ولیکن من جمله آنها هذا الذی جاء وایضاً وعار و سیله و مقام محمود بعد از آن  
 سال متجرب خواهد شد اگر این دمار بعد یک هزار سال متجرب شد چه عجب و ایضاً  
 بعض موعید الهی در بار و پنجم و هشت پنجم در زبان حضرت امام مهدی علیه السلام بوقوع  
 خواهد آمد اگر دمار این مطالب کرده شود و قبول آنرا قطعاً زیاده تر بر هزار سال خواهد گذشت  
 و در تفاسیر و روایات می آمده است که حضرت آدم در حق خود و ذریت خود دعا های  
 بسیار فرموده بود و بعض از این دعا در عهد حضرت سلیمان علیه السلام متجرب شد و ایضاً  
 دمار حضرت ابراهیم و حضرت اسمعیل علیهما السلام زبناً و اجعلنا مسلمین لک و من  
 ذریتنا انه مسئله لک الی قولهم زبناً و بعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم  
 آیاتک و یعلمهم الکتاب و الحکمة و یرزقهم بعد هزار سال  
 مقرون با جابت شد و همچنین و لقد کتبنا فی الزبور من بعد  
 الذی کون ان الارض یرثها عبادنا الصالحون بعد هزار سال مقرون  
 با جابت شد **شبهه پنجم** درین مدت هزاران اولیا و خلفا را شنیدیم بوده  
 از پنج یکی این کار نشد تعجب است گویم محل تعجب کلام سهوده این شخص است نمی  
 فهمد که اوده آلمی مخصوص بعض حوادث بعض اوقات و بعضا مکنه و اشخاص سوال لم را  
 جاری نیست و چون چرا و در آن گنجایش نیست نمی توان گفت که حضرت خواجہ بزرگ  
 خواجہ معین الدین چشتی چه مخصوص با رخا و ابل می شدند تا آنکه شهره آفاق است این انسان

۴  
 ای در وقت  
 من چندی  
 عیدان که  
 زیارت  
 سند و  
 بیست  
 بر سر  
 ۴  
 فکند  
 ما  
 زمین  
 که  
 معین  
 در  
 با



ولی الهندی گویند قبل از ایشان از وفات آنحضرت قریب ششصد سال گزشته بود و  
 در شصت هزاران هزار اولیاد خلفا را شنیدیم بودند از هر یک یکسایین کار نشد تعجب است  
 و فتح ظاهری ملک هندوستان بردست سلطان محمود غزنوی انار الله بر آن مخصوص شد  
 حال آنکه قبل از مدت چهارصد سال تقریباً گذشته بود و در آن مدت سلاطین عظام و خلفا  
 ذوی الاحترام از هیچ یکسایین کار نشد بجای تعجب است **اشتباه دوم** آنرا آن  
 اکتساب که بر رسول خدا صلی الله علیه و سلم بسته می کنند گما است خیلی تعجب گویم معنی نسبت  
 کردن بر رسول الله صلی الله علیه و سلم سابق گذشت این شخص اسلم فی العروص در حقوق صفت  
 از صفات اضافیه بجناب حضرت رسالت مآب صلی الله علیه و سلم متوسط واقع می شود و است  
 ایشان را از آن کمال بکسوب خود هر در سازد و آنرا آن جز تهذیب باطن که عبارت از  
 لطائف است بحصول ملکه یادداشت و حضور دائمی و نسبت بزرگی در جمیع کثیر از است  
 مصطفوی صلی الله علیه و سلم امری دیگر نیست و بجهت الله این معنی کاشمیس را البته انحصار  
 مشخص است و اگر تعین بکمال این جماعت کثیر که سوال کجا از آن بودی توان گفت که بخاطر  
 و سمرقند بلخ و بدخشان و قندار و کابل و غزنی و تاشکند و یارکند و شهر بندر و حصار شادمان  
 که مسکن اهل اسلام است بی مشارکت هند و دوافض نصاری است موجود است غیر از این طریق  
 طریق دیگر و آن راجع نیست الا شند و ذوات و نمل **اشتباه یا سوم** این فرد را برای  
 حر است است چگونه فرستاد گویم دلیل آنی این دعوی بر ظاهر است که از وجود ذات شریف  
 حضرت ایشان شبهات ملاحظه در دوافض مغالیان توحید و مبتدعیان طرائق و معتقدان  
 شرک خفی و جلی بالکلیه بر طرف شد و تابان ایشان بعضی از تعالی در اتباع سخت سرگرم و  
 اجتناب از بدعت پیش قدم پس بمنزله آن شد که شخصی بیاید و دعوی کند که مرا فلان حکیم

له سلطان  
 محمود غزنوی  
 در کتب مختلف  
 آمده است

عجب سلطان  
 در این معنی که  
 در میان  
 پیش از ایشان







متمنّج سازد چه تصور آن دو صاحب جمال است کدام نقص است در حسن شان مشکافی  
 الحمد لله که بنای شبهات مہندم گردید و چون گرد باد سر بجا کشید  
 از آہ حسرتی جگر غصہ آب شد و از آتش دل آتش کباب شد  
 چندین نفس ز شوقی بال پر شکست آہ از کجا نصیب من این اضطراب شد  
**قال** در مکتوب خود و پنجم از جلد ثالث می نویسید کہ ولایت این فقیر خندہ مرا ولایت  
 محمدی و ولایت موسوی است و بہ طفیل این دو کار مرکب از نسبت محبوبی و محبی است  
 کہ رئیس محبوبان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و راس معبان حضرت کلیم اللہ علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام اما بواسطہ متابعت حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام در ولایت  
 من کار و بار دیگر است و معاملہ من ملاحظہ ہا آن مربوط است اگرچہ اصل این ولایت  
 ولایت پیغمبر خود است کہ ولایت محمدی باشد کہ منشأ آن بالا صالت ناشی از محبوبیت  
 صرف است لیکن چون ولایت موسوی کہ منشأ آن بالا صالت ناشی از محبت صرف  
 این ولایت ضم گشتہ و منصف بزرگ آن شدہ ہیتی دیگر پیدا کردہ بلکہ توان گفت کہ  
 حقیقت دیگر گشتہ و ثمرہ دیگر دادہ و نتیجہ دیگر بخشیدہ ازین عبارت او افضلیت ولایت  
 او از ولایت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم و از ولایت حضرت موسی علیہ السلام صریح  
 پیدا است این دعوی باطل حضرت **اقول** این شبیحہ ہج و پنج است کہ امی  
 لفظ وال بہمچنین افضلیت نیست مطالب نیست کہ ولایتیم مرای ولایت محمدی و ولایت  
 موسویست علیہما السلام و از طفیل این عبارت متبرکات ولایتیم از نسبت محبت و محبوبیت  
 ترکیب یافتہ است اما از میان متابعت خاتم الرسل در ولایت من امر آخر لایح شدہ  
 اگرچہ ہلاک این ولایت ہم ولایت محمدیست کہ منشأ او محبوبیت است لیکن ولایت موسوی



که محبت صرفست نسبت لایتم انصباغ و لم یمن لایت محمدیه یافته است ازین نسبت منزلی  
و معصیت انصباغی اطلاق ثمره آخر برود بجای خودست و این مستدعی اصالت آن  
برود ولایت و فرعیت ولایت امام است چنانکه بر عاقل فطین مخفی نیست درین هیچ مشک  
نیست که ولایت اولیا جزئیات ظلال ولایات انبیاست علیهم السلام چنانچه درین مقام  
از لفظ مراد اصل این لایت لایت پیغمبر خودست صاف ظاهرست پس ولایت ایشان  
در رتبه کوزه باشد که از دو دریا سے مختلف الطعم پر کرده باشند این کوزه اگرچه امتزاج  
کیفیت جداگانه بهم رسانیده است خصوصیتی علیحدہ بدست آورده است لیکن فضل همان دو دریا  
راست باقی بود که این کوزه را برین دریا با تفضیل و بهایمساوات گمان برود چنان کوزه  
را با آن بجا رذخا هیچ مقدار نیست و اگر بالفرض ازین کلام ادعای عزیت و خصوصیت  
مفهوم می شود پس آن به نسبت بنا بر نفس خودست که اولیا باشند نه انبیاء معاذ الله عنه  
و این منجمله تذکار تجدیدش به نعمت الله است و درین مقام شبهه دیگر ناشی می شود تقریرش  
این است که حضرت رسالت مآب علیه الصلوٰۃ و السلام هم محبوب است و هم محبان  
برود و مرتبه بکمال دارد پس جامع مراتب محبوبیت محبت است باشد پس لطفیل این دو کا بر  
ترکب در نسبت محبوبی و محبی گفتن چه معنی ازین ظاهر می شود که در ولایت محمدی نسبت  
محبت نیست لیس که لک جوایش از مکتوب نود و ششم جلد ثالث ظاهر شود نوشته ام  
که حضرت پیغمبر صلی الله علیه و سلم مسمی بدو اسم است احمد و محمد صلی الله علیه و سلم هر کدام ازین اسم مبارک  
را ولایت علیحدہ است ولایت محمدی اگرچه ناشی از محبوبیت اوست علیه السلام اما اینجا  
محبوبیت صرف نیست مزجی از نشاء محبت نیز دارد ولایت احمدی پیش قدم است از هر یک  
مرحله مطلوب نزدیکتر ازین بیان هویدا گشت که آن سید و بر صلی الله علیه و سلم هر دو

مقام محبوبیت ممتاز است غایة الامر آن است که محبوبیت صرف تعلق با اسم مبارک  
احمد صلی الله علیه و سلم دارد و محبوبیت متمیزه بحبیبیت با اسم مبارک محمد صلی الله علیه و سلم متعلق و آنچه  
نوشته اند که فرجی از انشا بحبیبیت نیز دارد و بنا بر آن است که با وجود متمیزانج غلبه محبوبیت بر محبیت و این  
تقریر گران بزرگی بحبیبیت حضرت کلیم الله علیه الصلوة و السلام بر محبیت آن سرور صلی الله  
علیه و سلم غالب باشد چه اینجا محبیت خالص است و اینجا محبیت با محبیت متمیز گردیده  
است تا فافهم

کار می نیست فروغ رخ عالم سوزش این چراغ نیست که از خون من فروخته اند  
**قال** در مکتوب نو و دو سوم از جمله ثالث تعیین این را تعیین موجودی قرار داده است  
و آنرا دایره دانسته تعیین حضرت ابراهیم و فلتا و میداند و مرکز این دایره را مبدعین  
حضرت حبیب محبیت ادمی خواهد و نویسد که این مرکز رفته رفته بصورت دایره شده که محیط  
آن صرف محبیت مبدع تعیین حضرت موسوی است و مرکز آن مبدع ولایت محمد صلی الله علیه و سلم است  
و این مرکز نیز رفته رفته بعد هزار سال بصورت دایره برآمد که محیطش جامع ظلت و  
محبیت محبوبیت گشته و این مبدع ولایت فردا است شده بود و مرکزش صرف محبیت  
مانده که مبدع ولایت محمد صلی الله علیه و سلم در آخر مکتوب نو و چهارم جمله ثالث  
نوشته است که محیط این مرکز ثالث که مبدع ولایت فردا است هر چند نسبت  
تعیین اصغر چنانچه ابا جمیع است چه هر چه بذات جل شانه نزدیک تر است جمیع تر است  
صغراکن در رنگ صغرا انسان که با وجود صغرا جامع ترین جمیع صغرا عالم است درین  
عبارت از هر سه انبیاء اولی العزم کمال و زیاده معلوم میشود اگر در خاطر ساده لوحی بگذرد  
که فضل خبری انبیاء غیر انبیاء آمده است گویم آمده است از سبب متابعت خواجہ عالم











تناقض یافته خود را با بغوامی حدیث استدل الناس ببلد الانبياء ثم الامثل فالامثل  
چون کم و زیادتی در بلا مرتصو است فی الواقع درین هم تناقض نیست و نه موجب تنقیص مرتبه  
انبیاء را و آدم که تصریح با شدت بلا مثل انبیاء میکند باین طور که بگوید انبیاء از بلا فرار نموده اند  
و ما با وجود مبتلا شدن بثل بلائیکه بر انبیاء نازل شده فرار نمودیم و میگویم مقتضای انبیاء صبر  
نکردند و فرار نمودند و صبر کرده ایم درین صورت البته موجب تنقیص شأن انبیاء متصور  
می شد علامه برین خوش گفت آن گفتم

نزل عن اعانیت انبیاء است و آنکه ترا عانیت آمد بلا است

قال اینچنین در کتب و روایت هشتم از جلد اول تحریر نموده بر آن چند اعتراض عامه  
شود اول حقیقت محمدی احمدی زبده و ملاحده و منشأ همه حقائق است پس حقیقتی که  
از روحی کتاب و سنت و اجماع است اول اقرب اشرف و اعلی و زبده و سبده و منشأ  
و صاحب جمیع حقائق باشد او را بعد از هزار و چند سال عروج کردن بحقیقت کعبه متحد شدن  
چه معنی باشد حقیقت کعبه را مسجود حقیقت محمدی را ساجد استن بکدام دلیل بود که بالا  
آن حقیقت جز ذات حضرت احد نیست ازین عبارت صریح امانت حقیقت محمدی لازم  
می آید و دوم اینچنین گفته شد که حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و هر دو هم مبارک پس متحد شوند  
این نیز خلاف واقع است برین برهان چیست اتفاق همه علماء و مشایخ برین که حقیقت  
محمدی و احمدی یکی است از تعداد اسماء ذات سنی متکثر میگردد و سوم اینچنین نوشته که حقیقت  
محمدی بعد از هزار و چند سال مظهر ذات احد گردد و بطلان صریح و دعوی قبیح است زیرا که حقیقت  
محمدی از ازل تا بعد مظهر ذات احد است و همه حقائق مظهر او است چهارم اینچنین نوشته  
مقام سابق از حقیقت محمدی که خالی ماند در الوقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج ننموده

نزل عن اعانیت انبیاء است  
و آنکه ترا عانیت آمد بلا است



بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند نیز خطای عظیم و ناصواب جسم است معلوم  
 که اصلاً از حقیقت محمدی بهره ندارد حقیقت محمدی برزخ است میان احدیت و احدیه  
 اگر این برزخ در میان نباشد بیکس وجود مانده شهود و خالی ماندن حقیقت محمدی که  
 تعین علمی جا نیست و بجای او در آمدن حقیقت عیسوی که تعین علمی تفصیلی است چون  
 راست آید زیرا که در علم الهی تغیر و تبدل نیست اینجا میر محمد نعمان سوال کرده که چون حقیقت  
 محمدی و حقیقت عیسوی که تعین علمی جا نیست تفصیلی است عروج و نزول او چگونه است آید  
 در جواب میگوید که مراد من از حقیقت محمدی و احمدی عالم خلق و امر است نه تعین جوبی  
 که عروج تعین جوبی معنی ندارد پس عالم خلق او رجوع به عالم امر او نمود ازین جا نیز قیاس  
 عظیم پیدا شود چون بالا مقرر کرده بود که حقیقت کعبه حقیقت احمدی یکبیت و گفته که حقیقت  
 کعبه سحر حقیقت محمدیت ازینجا لازم می آید که تن مبارک او روح مطهر خود را سجده میکرد و خدا  
 را سجده آید و عنایات او است که خلاف کتاب سنت اجماع است است در کنز الهدایه  
 هدایه نیز در هم بر عکس این مینویسد که تعین اصل حقیقت محمدی است که ظهور اول است  
 و حقیقت حقائق است المعنی که حقائق دیگر چه حقائق نبیها و کرام و چه حقائق ملائکه غلام کاظم اندر  
 او داد اول هم حقائق است قال علیه السلام اول ما خلق الله من نورى ايضا خلقت  
 من نور الله والمؤمنون من نورى و باید دانست که چون مراد او از  
 حقیقت محمدی تن مبارک آنحضرت است از حقیقت احمدی روح مطهر او پس حقیقت  
 عیسوی را چه قرار داده باشد و چه گفته هیچ چون نزد او حقیقت محمدی و احمدی یکی  
 نباشد حقیقت کعبه حقیقت احمدی چگونه یکی باشد که خلاف اجماع است و از کتاب سنت  
 اثبات نیافته و اتفاق همه برین است که حقیقت محمدی و احمدی یکبیت چنانچه از هم مبارک

احمدهات بابرکات خواجه عالم صلی الله علیه وسلم مراد است همچنان از اسم مبارک محمد  
 ذات بابرکات آن غلامه موجودات مراد است و حقیقت کعبه از پر تو نور او است  
 و ظل او در جزو اجناسی که او نیز در کنز الهدایه به هدایت یازدهم مقرر کرده است بلکه گویم که  
 چون حقیقت بانی کعبه ربانی از پر تو نور او باشد چه حقیقت کعبه ربانی از پر تو نور او  
 نباشد پس حقیقتی که از پر تو نور او بود و ظل جزو او باشد چگونه موجودی گردد و او ظل  
 ساجدان شود بلکه توان گفت که حقیقت کعبه ساجدان است و ظل او است زیرا که هر چه  
 ساجد کل خود است ششم اجماع اهل سنت و جماعت بر آنست که در بقعه که وجود شریف  
 خواجه عالم صلی الله علیه وسلم مدفون است بر کعبه فضل و شرف دارد بلکه بر عرش کرسی نیز  
 گفته اند و حدیث شریف بر بطلان او شاهد است که المؤمن افضل من الکعبة  
 ایضا قال النبی صلی الله علیه وسلم المؤمن اعظم حرمة من الکعبة اخرجہ ابن ماجه  
 عن ابن عمر رضی الله عنه قول سلطان العارفين اينريد بسطامي رحمته الله عليه زیارة  
 اهل القلب خير من زیارة الکعبة سبعین مرتبة هفتم آنچه در سوال  
 جواب نوشته است پراز قباحتمی نماید و فساد و فساد می افزاید چه حقیقت هر شی  
 بطون آن شی است علی الاخیفی علی الناظرین پس حقیقت محمدی را نهایت نزول  
 محمد صلی الله علیه وسلم گفتن حقیقت کعبه را نهایت عروج کعبه دانستن خلاف عقل و نقل  
 است هرگاه حقیقت کعبه اهل و سجد و حقیقت محمدی گفته پس ظاهر است که اصل و سجد  
 چگونه ظل ساجد را زین اول خواهد بود و چون ولیا است او را از عروجات آن هر روز  
 صلی الله علیه وسلم نصب تمام است و در ویزه نمودن حقیقت کعبه از برکات این بزرگوار  
 علی الدوام نه بعد از مضی الف عام پس توقف نمودن عروج حقیقت محمدی اتحاد آن



حقیقت کعبه حقیقت احمدی معطل داشتن نظرش مرزات احمدی را از هزار جنبه  
از کدام کس صورت بند و چون حقیقت کعبه حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیا  
است آمدن و از ایشان در ویزه نمودن و بطواف آمدن چنان راست آید و  
چگونه صورت بند و **ششم** چون بالا از حقیقت محمدی جسد مبارک آن حضرت  
صلی الله علیه و سلم مراد داشته و از حقیقت احمدی روح مطهره و مقرر بخدا و از اینجا لازم  
می آید که چون تن مبارک او عروج میکند و اولیا راست از و بهره می آید پس  
روح مقدس و از ایشان در ویزه می نماید و بطواف می آید **ششم** جای او پسر او  
محمد محصوم گفته است که مراد پدر من از حقیقت کعبه ذات حق است و فسادۀ اظهار  
من الاول چه برین تقدیر لازم می آید که ذات حضرت حق تعالی از عروج اولیا  
خود در ویزه می نماید و بطواف ایشان می آید درین قول هم امانت حقیقت احمدی  
لازم می آید و هم سوره ادب جناب حضرت احمدی نخو ز باشد **هفتم** آنچه در کتب  
دو است و **ششم** جلداول نوشته است که کمالات و مقامات حقیقت کعبه فوق کمال  
بشری و ملک است فوق کمالات بنوات و رسالات و ولایات است خلاف آنست که  
بالا گذشت چون بطواف اولیا راست می آید و از ایشان برکات بجوید و در ویزه می آید  
بکدام کس باشد که کمالات او را فوق کمالات بنوات و ولایات و رسالات خوانده و فوق  
کمال بشری و ملک اند **پانزدهم** آنچه گفته که این کمالات حضرت ابراهیم را مفصل  
حاصل بود و خواجه عالم علیه السلام در اعمیل حصول نمود و بعد از آن سال آن حضرت صلی الله علیه  
و سلم نیز مفصل تحصیل فرموده و هیچ صلی ندارد دلیل برین چیست چون حقیقت کعبه زینه  
اول حقیقت محمدی است و از اولیا راست او در ویزه می نماید و بطواف می آید چگونه کمال

مفصل و خواجہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہزار سال تحصیل فرماید **قول** این برادات از  
مکتوب دویست و ہشتم از جلد اول تعلق ندارد و در حوالہ غلطی واقع شدہ **س**  
بے عربہ از من سخن آغاز نمیکرد و بہ یک حرف نمی گفت کہ صد ناز نمیکرد  
تعلقش از مکتوب دویست و نهم از جلد اول معلوم میشود کہ بہ میر محمد لغمان بخشی  
در حل بعضی از عبارات مبدر معاودہ دریافتہ پس اولا درین مقام عبارت مکتوب  
نذکر نقل کردہ می شود عبارت آن رسالہ این است کہ بعد از ہزار و چند سال از زمان  
حلت آن سرور علیہ و علی اللہ الصلوٰۃ والسلام زمانی می آید کہ حقیقت محمدی از مقام خود  
عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبہ متحد گردد و این زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی  
نام یابد و منظر ذات احد جل سلطانہ گردد و ہر دو اسم مبارک بہ اسمی متحد شود و مقام  
سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زمانی کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نزول فرماید و عمل بشریت محمدی نماید علیہم الصلوٰۃ و التحیات و در آنوقت حقیقت محمدی  
از مقام خود و خروج فرمودہ بمقام حقیقت محمدی کہ خالی ماندہ بود استقرار کند بآید و اندک  
حقیقت شخصی عبارت از تعین جوہی است کہ تعین مکانی آن شخص ظل آن تعین است  
و آن تعین جوہی اسمی است از اسماء الہی جل سلطانہ کالعلیم و القدیر و المرید و المتکلم  
و امثالہا و آن اسم الہی جل شانہ رب آن شخص است و مبدر فیوض وجودی توابع  
وجودی او و این اسم را نسبت بحضرت ذات تعالی شانہ مراتب شش است و در مرتبہ شان  
صفت کہ وجود آن نام است بر وجود ذات این اسم اطلاق می یابد و در مرتبہ شان کہ  
زیادتی آن بر ذات بہ مجرد اعتبار است نیز این اسم صادق می آید و فوق در میان صفت  
و شان در مکتوبیکہ در بیان سلوک جلد بہ نوشتہ شدہ تبصیر فرمایند کہ اگر غفلت



باشد آن رساله رجوع نمایند و شک نیست که حصول شان اگرچه مجرد است بسیارست نیز  
تقاضاء آن میکنند که فوق آن مخفی زانند دیگر باشد مناسب آن شان که مبدا و وجود  
اعتباری او گردد پس این اسم را از آن مرتبه نصیبی حاصل شده و در فوق آن مخفی زانند  
نیز این احتمال جاریست اما قوت بشری از ضبط آن عاجزست این فقره کم بضاعت  
یکمرتبه دیگر را هم گذرانیده است اما در فوق آن مرتبه غیر از استهلاك و محلال نصیب نماند  
و فوق کل ذی علیهم علیهم و الله

هَلَيْتُمْ لَذَبَابِ التَّعِيمِ نَعِيمُهَا . وَلِلْعَاشِقِ الْمُسْكِينِ مَا يَجْزَعُ  
وَتَفْضُلُ تَدَامِ اِهْلِ السُّرْعَةِ عِبَارَتِي اِنْ مَرَاتِبِي سِتْ عَلَي تَفَاوُتِ الْاِسْتِعْدَادِ  
وَالْقَابِلِيَّاتِ وَالوَاصِلُونَ اِلَى الْاَسْمِ قَلِيلُونَ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنْ اَكْثَرُهُمْ  
وَاصِلُونَ اِلَى ظِلِّ مَنْ ظَلَالُ ذَلِكَ الْاَسْمِ بَعْدَ اِنْ عَرَجُوا مِنْ الْمَرَاتِبِ  
الْاَمَّا كَانِيَةً بِاسْرِهَا بِطَرِيقِ السَّلْوِكِ وَالسَّيْرِ وَتَفْصِيلِي وَقَدْ  
يَتَوَقَّعُ هُمُ الْوَصُولُ اِلَى ذَلِكَ الْاَسْمِ فِي طَرِيقِ الْجَذْبَةِ الصَّرْفَةِ  
اَيْضًا لَكِنَّهُ غَيْرُ مَعْتَبَرٍ وَلَا يَعْتَدُّ بِهِ وَالَّذِينَ عَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ الْاَسْمِ وَقَطَعُوا مَرَاتِبَهُ  
الْمُنْفَاةَ قُلْتُ وَكُنْتُ فَمَوْلَاهُ اَقْلُ قَلِيلٍ مِنْهُمْ بِرِسَالِ سَخْنِ رُومِ وَكُوَيْمِ كَرْتِيقَتِ  
شَخْصٍ جَنَانِكَ تَعِينُ رُجُوبِي اِدْرَا كُوَيْدَ تَحْيِيْنِ سَكَانِي اِدْرَا نِيْزِ كُوَيْدِ جَوْنِ اِيْنِ مَقْدَمَاتِ  
مَعْلُومِ شَدَّ كُوَيْمِ كَرْتِيقَتِ مُحَمَّدِ رَسُوْلِ شَدَّ عَلَيْهِ عَلَي اَلَا الصَّلَاةُ وَالتَّحِيَّاتُ دَرْزَمُكَ كَاذِبُ اَنَا مَرْكَبُ  
اَزْ عَالَمِ خَلْقٍ وَعَالَمِ اَمْرٍ اَسْمُ اَلْهِىِ جَلَّ شَانُهُ كَرَبِ عَالَمِ خَلْقٍ اَسْمُ اَلْهِىِ شَانِ الْعِلْمِ اَسْمُ  
اَكْرَمِ تَرْبِيَّتِ عَالَمِ اَمْرٍ اَوْ سِيْفٍ اَيَّدَا مَعْنِي اَسْمُ كَرَمِدٍ وَجُودِ عِبَارَتِي اِيْنِ شَانِ كَرَمِدِ كَاثِرِ  
مُحَمَّدِي عِبَارَتِ اَزْ شَانِ الْعِلْمِ اَسْمُ حَقِيْقَتِ اَحْمَدِي كُنَايَةِ اَزْ اَنْخِي كَرَمِدِ اَنْ شَانِ اَسْمُ

و حقیقت کبریا و جانی نیز همان معنی است بنویسکه پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلو  
 و السلام آن سرور را حاصل بوده و از آن مرتبه خبر داده و گفته گشت نبینا و آدم بین الماء  
 و الطین باعتبار حقیقت احمدی بوده است که بعالم امر تعلق دارد و همین اعتبار حضرت  
 عیسی علی نبینا و علیه الصلو و السلام که گفته اند بوده اند و بعالم امر بیشتر مناسبت داشته  
 بشارت قدوم آن سرور علیه علی آله الصلو و التسلیمات بهم امسود داده و فرموده  
 وَبَشِّرْ بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ و بنوی که بشارت غصری تعلق دارد  
 باعتبار حقیقت احمدی است بلکه باعتبار حقیقتین است و ربك در نمرته آن شان است و  
 سبب آن شان انداد دعوت با نمرته اتم است از دعوت مرتبه سابق چه در آن مرتبه دعوت  
 او مخصوص بعالم امر بوده و تربیت و مقصود بر روحانیان و در نمرته دعوت او شامل  
 خلق امر است تربیت او مثل بر اجساد و ارواح غایت مافی الباب درین رفتار  
 غصری او علیه علی آله الصلوات و السلام غالب ساخته بودند بر رفتار علی او تا مناسبت  
 که سبب فاده و استفاده است بیشتر پیدا شود و خلایق که بجانب بشریت در ایشان غالب است  
 حضرت حق سبحانه و تعالی صیب خود را علی اند علیه علی السلام با کد و جبر میفرماید بالمحار  
 بشریه خود که قال سبحانه و تعالی قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُفَعِّلُ الْحَبْ  
 ایتان لفظ شلکم از برای تاکید بشریت است و بعد از آن حال از رفتار غصری بجانب حاکم  
 او علیه الصلو و السلام غالب مد و مناسبت بشریت را در نقص آن در دو دانست عرفات  
 پیدا کرد بعضی از اصحاب کرام فرموده اند که هنوز از دفن آن سرور علیه و علیهم الصلو و السلام فارغ  
 نشده بودیم که در دلهای خود تفاوت یا فقیه علی ایمان خردی با ایمان غیبی مبدل  
 و سعادتمند از غم و شکر شید و از دیدن پشیدن آمد و از زمان رحلت او علیه علی آله



الصلوة والسلام چون هزار سال گذشت که مدت ندیده است و از منتهی سطر و له جانب  
 روحانیت برینجی غالب مگر جانب بشریت را تمام متلون بلون خود ساخت که عالم حق  
 منصف عالم امر گردانیده پس ناچار اینجا از عالم خلق او علیه علی الصلوة والسلام رجوع  
 بحقیقت خود نموده بود یعنی حقیقت محمدی عروج فرموده یعنی بحقیقت محمدی گشت حقیقت  
 محمدی با حقیقت محمدی متحد شد مراد از حقیقت محمدی حقیقت محمدی در اینجا تعین امکانی  
 خلق و امر او است علیه علی الصلوة والسلام نه تعین جوبی که تعین امکانی او ظل آن است  
 چه عروج تعین جوبی را منی نیست و متکثر شدن آن تعین معقول نه چون حضرت عیسی علی نبینا و  
 علیه الصلوة والسلام نزول خواهد فرمود و متابعت شریعت خاتم المرسل علیها الصلوة والسلام  
 خواهد نموده از مقام خود عروج فرموده پیچیت بمقام حقیقت محمدی خواهد رسید تقویت  
 دین او علیها الصلوة و التحیات خواهد نمود و اینجا است که نقل میکنند از شرائع ما تقدم که بعد  
 از هزار سال از ارتحال پیغمبر اولی العزم از انبیا کرام و رسل عظام مبعوث می شدند که تقویت  
 شریعت آن پیغمبر فرمایند و اعلا ملامه او نمایند و چون دوره دعوت شریعت او تمام میشد  
 پیغمبر اولی العزم دیگر مبعوث می گشت تجدید شریعت خود میفرمود و چون شریعت خاتم الرسل  
 علیه علیهم الصلوة و التسلیات از نسخ و تبدیل محفوظ است علما رت او را حکم انبیا داده کار  
 تقویت شریعت نمایند و با ایشان تقویض فرموده مع ذلک یک پیغامبر اولی العزم  
 متابع او ساخته ترویج شریعت او نموده است قال الله سبحانه تعالی نأخضن نزلنا الذکر  
 و نأنا لک الحاکم فظنون بدانند که بعد از هزار سال بعد از ارتحال خاتم الرسل علیه علیهم الصلوة  
 و السلام ادلیا است او که بظهور آیند هر چند اقل باشند اکل بودند با تقویت این شریعت بر وجه  
 اتم نمایند حضرت مهدی که خاتم الرسل علیه علیهم الصلوة و السلام از قدوم مبارک او بشارت

فرمودہ اند بعد از ہزار سال بوجود خواہند آمد و حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 خود نیز بعد از ہزار سال نزول خواہند فرمود و باجمہ کمالات اولیاء این طبقہ شبیبہ  
 کمالات اصحاب کرام است ہر چند بعد از انبیاء افضل ہر صاحب کرام رست علیہم الصلوٰۃ  
 والسلام اما جای آن دارد کہ از کمال تشابہ یکی با بروگیری فضل خردان داد از اینجا نتوانم  
 بود کہ آن سرور فرمودہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام لا یدری اقا لہو خیر  
 امر اجنہم نفرمود ادری او لہم خیر ام اخرہم لعلہ بحال کل من الفریقین لهذا  
 قال خیر لقرون قتی اما چون از کمال مشابہت جای تردید فرمود و لا یدری  
 اگر پسند کر آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را  
 یخراستہ است و بعد از قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس خیریت این دو قرن نیز  
 برین طبقہ متیقن باشد پس تشابہ این طبقہ در کمالات با صاحب کرام چہ بود و جواب گوئیم  
 تواند بود کہ خیریت آن دو قرن برین طبقہ باعتبار کثرت ظهور اولیاء اللہ باشد و قلت  
 وجود اہل بدعت مذمت ارباب فسق و معصیت و ہوا لا ینافی کون بعض الافراد من  
 اولیاء اللہ فی ہذہ الطبقۃ خیرا من اولیاء دینک القن نیز کثرت المہمک مثلا  
 فیض روح القدس اربازد و فرماید و دیگران ہم بکنند آنچه میگوید  
 اما قرن اصحاب از جمیع وجوہ خیر است اینجا سخن کردن از فضل است سابقان  
 سابقانند و رجب نیم مقربان ایشانند کہ انفاق کوہ ذہب دیگران بحد شیخ ایشان  
 نرسد و اللہ یحقق رجحتہ من تشاء باید دانست کہ از بیان سابق واضح گشت معنی کن  
 عبارت کہ در سالہ مبدا و معاد فوق این مذکور مسطور گشتہ است کہ حقیقت کبیرہ ربانی  
 مسجود حقیقت محمدی گشت چہ حقیقت کبیرہ ربانی ہمینہا حقیقت محمدی است کہ حقیقت



محمدی فی الحقیقتہ نظر اول دست پسن چار مسجد و حقیقت محمدی باشد اگر سوال کنند کہ کجہ بطور  
اولیاء است اومی کہ بدو از ایشان برکات می جوید چون حقیقت اورا تقدیم باشد بحقیقت  
محمدی آنخی چگونه جائز باشد در جواب گوئیم کہ حقیقت محمدی نہایت مقامات نزول محمد  
از اوج تنزیه و تقدیس و حقیقت کجہ نہایت مقامات عروج کجہ بہت زینہ اول مرعوج  
حقیقت محمدی را بر مرتبہ تنزیر حقیقت کجہ است نہایت عروج او را غیر از حق سبحانہ و  
ندارد و چون اولیاء اکمل است اورا از عروجات آن سرور علیہ و علی آرا الصلوٰۃ والسلام  
نصیب تمام است اگر کجہ از برکات این بزرگواران در یوزہ نماید چہ عجب  
زمین زاده بر آسمان تاختہ و زمین در زمان را پس انداختہ  
و عبارت دیگر از ان رسالہ کہ در مقام واقع شدہ بود نیز مل شد و آن عبارت نیست  
کہ صورت کجہ همچنانکہ مسجد و صور ایشان است حقیقت کجہ نیز مسجد و حقائق آن ایشان است  
چہ از مقامات سابق معلوم شدہ است کہ حقائق ایشان عبارت از اسماء الہی است جل سلطان  
کہ مبادی فیوض جودی و توابع وجودی ایشان است و حقیقت کجہ فوق آن سہاست  
پس ہر آنہ حقیقت کجہ متبع حقائق ایشان باشد آری اگر کمال اولیاء را سیر بالا ترا حقیقت  
کجہ واقع شود و انوار بالا را گرفته بہر حقائق خود کہ شبیہ با حیا و طبعی ایشان است در مرتبہ  
عروج فرو دآیند کجہ از برکات ایشان توقع خواهد نمود کما مر سابقاً و بعداً در رسالہ مبدا  
و معاد چند فقرہ لوستہ است و در بیان فضیلت انبیاء اولی العزم صلوات اللہ تعالی علیہم  
علیہم سنی فضیلت ایشان را از بعض دیگر و چون مبنای آن کشف و الہام است کہ ظنی است  
از ان نوشتن تفرقہ نمودن در فضل نام و مستغفر است چہ در ان باب سخن کردن جز بیل  
قطعی جائز نیست انتہی اکنون بدفع ایرادات متوجہ می‌شوم

ساتی بیاباد و بنواز عود را ۛ یکدم بلند کن نجات سرود را  
جامی تشنگان حیات ابدستان ۛ می برزیند زاده خشک سود را

## جواب امر اول جای تحریر یافته که حقیقت احمدی بعد از هزار و چند سال

عروج کرده حقیقت کعبه متحد شود ان هذا الاثر ان بلا امتداد البتة این معنی مذکور  
است که حقیقت محمدی با حقیقت احمدی و حقیقت کعبه متحد شود و تصریح انیمین خود در مکتوب  
مذکور اندراج یافته و انیمین را امانت گفتن محمول برنا فہمی است از معنی حقیقت احمدی و حقیقت  
کعبه حکمت مجدد روح در رساله مکاشفات غیبیہ میفرماید که شیخ محمد طاهر بخشی استفسار نمود  
که در رساله مبدا و معاد واقع است که صورت کعبه چنانچه مسجد و الیہ صورت محمد است حقیقت  
کعبه نیز مسجد و الیہ حقیقت محمد است علی الاصول التسلیمات ازین عبارت نفیست  
حقیقت کعبه مظهر لازم می آید از حقیقت محمدی علی منظر الصلوۃ والسلام و التمجید حال آنکه  
مقرر است که مقصود از خلقت عالم و عالمیان دست علیہ الصلوۃ والسلام و آدم و  
آدمیان بر طغیانی اند علیہ الصلوۃ والسلام لعل لہ ما خلق الله الا فلاک و لما  
ظہر الزبونیۃ کاورد باید دانست که صورت کعبه عبارت از سنگ کعبه نیست چه اگر  
فرضنا سنگ کعبه در میان نباشد کعبه کعبه است و مسجد و خلعتی است بلکه صورت کعبه با آنکه  
از عالم خلق است در رنگ عقائی اشیاء امری است مبطن کہ از حیث محسوس خیال بیرون است  
از عالم محسوسات است فیج محسوس و متوجہ الیہا است مرشاد و بیج در توجہ نہ ہی است  
کہ بلباس نیستی پوشیده است نیستی است کہ یکسوت هستی خود را دانموده و در حقیقت بی  
حقیقت است در سمت بی سمت است با کمال این صورت حقیقت منشأ عجوب است کہ عقل  
در تشخیص آن عاجز است و عقلا و تعین آن حیلان گویانند از عالم چون بیچگونگی دارد و

۵  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





دولت به ساجدیه و سجودیه عقلای ذوفنون را پی به تفاوت حقائق ایمان نبوده است  
 که در مقام مترض نذول بطبع شیع کشاده حضرت سجاد تعالی انصاف شان به  
 که تا فمیده لاست نمکنند نتی **جواب** امر دوم این خدشه محمول است برین  
 غلط فہمی کہ حقیقت محمدی احمدی یکیت و آنچه گفته شد کہ برین اتفاق علماء مشایخ است  
 ہرگز صحیح نیست عبارت قوم گاشتنی است با این اتفاق از عبارت کدای از علماء مشایخ  
 نقل کردنی است و بران کثفی در مکتوب مذکور است پس استدلال عجبت **ج**  
 فریاد از آن خط کہ در ذولم آشوخ پر سدژ من قوت گفتار نباشد  
**جواب** امر سوم این معنی صحیح است کہ بعد از ہر ارسال حقیقت محمدی احمدی  
 گردد حضرت مجدد روح در سالہ مکاشفات غیبیہ می فرماید کہ تو شتہ بود مذکہ بعد از ہر سال  
 حقیقت محمدی احمدی گردد و تتمہ عبارت ننوشتند کہ بعد این فقرہ واقع است و سعی  
 بعود و ہم متحقق گردد بعد از ملاحظہ این عبارت بہ بیند کہ آن خدشہ می ماندا نہ چہ لغت  
 کہ یک سہمی بدو اسم خود کہ عبارت از دو کمالات مخصوصہ اند شعاقب یکدیگر بعد از از منہ  
 متطاوہ متحقق شود و از کمال بجالی دیگر کہ بالقوہ داشت ترقی فرایند سخن فلاسفہ است  
 کہ در مجردات حصول جمیع کمالات را با فعل اعتبار کرده اند و ترقی از قوہ بفعل مجبورینموده  
 این از کوتہ نظری ایشانست **مِنَ اسْتَقْبَلِ یَوْمَئِذٍ فَمَنْ مَّعْبُودٌ** از اینجا تو اند بود  
 کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول و بعد از ہر ارسال از بعثت آن  
 سرور است علیہ علی آلا الصلوٰۃ والسلام آنحضرت را علیہ علی آلا الصلوٰۃ والسلام باسم  
 احمد یاد کرده است و قوم خود را بشارت قوم آنحضرت باین اسم داده کہ ایام دولت آن  
 اسم است والا این اسم غیر مشہور یا در دن چہ گنجایش داشت کہ خلقی در شتابہ افتد و نام



یہ سبھی ہتھ بند نکرند و ازین نیز قیاس باید کرد کہ نام آن سرور علیہ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ و السلام  
 بر زمین محمدیست و در آسمان احمدیہ کمالات محمدی مناسبت باہل زمین دارد و کمالات  
 احمدی مناسبت باہل آسمان ملا علی و چون از رحلت آن سرور علیہ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ و  
 السلام ہزار سال بگذر و کہ آن مدت را مغلطی تمام دادہ اند در تغیر و تبدیل امور و مناسبت  
 مراد علی بنیاد علیہ الصلوٰۃ و السلام باہل زمین کم مانند کمال احمدی طلوع کند و علوم و کمال  
 آن کمال ظہور فرماید خدشہ نیست و ترویج و کلام آنچه در خدشہ نوشتہ اند انجا کہ حقیقت  
 است زمان نیست و تغیر و تبدیل نہ تا از حقیقت چہ مراد داشتہ باشد و از تغیر و تبدیل چہ  
 خواستہ قلب حقیقت نیست تقاب حقیقت است از کمالی بکمالی و انصاف اوست از  
 رنگی بر رنگی ازین بیان جل گشت تشکیکائیکہ نمودہ بود کہ مراد او حقیقت خودست و الا قید  
 ہزار چہراست و چہرا گفت کہ مسئول ہزار سالہ با جاہت رسید چہ حقیقت احمدی واضح گشت و  
 فائدہ ہزار سال بوضوح انجا میدانم ہی اگر آنچه در تقریر اعتراض بر نگاشتہ شد کہ حقیقت  
 محمدی بعد از ہزار و چند سال منظر فزات گردد و انہی است بر عدم فہم معنی حقیقت محمدی  
 حقیقت محمدی عبارت از شان اعلم است حقیقت احمدی کنایہ از آن معنی کہ مبداء آنان  
 است و ہمین است حقیقت کعبہ و فرق میان شان و صفات آن است کہ صفات و خارج  
 موجودند بوجہ در زائد بر ذات تعالی و تقدس و شیونات مجرد اعتبار اند و ذات غیر سلطان  
 ازین بحث بشال روشن گردد آب مثلاً بالطبع از بالا بہ پایین فرو می آید این فعل  
 طبعی در وی است با حیات و علم و قدرت و ارادت پیدا میکند چہ ارباب علم بواسطہ  
 نقل خود بمقتضای علم از بالا بہ پایین می آیند و توجہ فوق نمیکند و علم تابع حیوۃ است و  
 ارادہ تابع علم است و قدرت نیز ثابت شد چہ ارادت تخصیص احد المتقدمین است این





مبارک الحمد ذات بابرکات خواجه عالم صلی الله علیه وسلم مراد است همچنان از اسم مبارک  
 الحمد ذات بابرکات آن علامه موجودات مراد است انهم ای باره حقیقت محمدی حقیقت  
 احدی مراد از اسم مبارک نیست هرگاه معنی حقیقت حقیقت محمدی حقیقت احمدی  
 تفصیل بیان کرده شد پس این قول از معترض محمول بر کمال ناهمی و بلاد است  
 کل العجب که حقیقت کعبه را بر تو نوروی صلی الله علیه وسلم می گوید هرگاه حقیقت کعبه مبدی  
 شان علیم باشد پس آنرا بر تو نوروی صلی الله علیه وسلم گفتن بعید از عقل و گیاست است  
 آنچه نگاشته که چون حقیقت بانی کعبه ربانی از بر تو نور او باشد چه حقیقت کعبه ربانی از بر تو نور او باشد  
 محض سطر است ندانم که مراد از حقیقت بانی کعبه بانی چیست اگر حضرت ابراهیم علی نبینا علیه الصلوه  
 مراد داشته شوند پس اگر از ان لازم خواهد آمد همین که کعبه ربانی از بر تو نور او باشد نه آنکه  
 مبدی شان علیم لغو ذی بال الله من تلك الخرافات والیهذیان است  
 پس هرگاه میان کعبه و رب کعبه فرقه است حضرت ابراهیم علیه السلام بانی کعبه باشد  
 نه معاذ الله خالق رب کعبه پس اگر کعبه از بر تو نور مصطفوی علی صاحبها الصلوه والسلام  
 باشد رب کعبه بر تو نوروی نه خواهد بود و چون حقیقت کعبه از تحقیق سابق مبدی شان  
 علیم بود پس چگونه مسجود نخواهد بود فان ذات الله تعالی مسجود الیه البتة  
**جواب امر ششم** در کعبه حقیقت کعبه فرقه است چنانکه میان کعبه و رب کعبه  
 پس اگر بقوه که وجود شریف خواجه عالم صلی الله علیه وسلم در ان مدفون است بر کعبه  
 عرش کرسی تفضیل مشرف دارد یا مومن بفضل بر کعبه باشد در ان بحسب نیست بحث و حقیقت  
 کعبه است که معنی مبدی شان علیم است بر آن هیچ چیز از مرتبی نیست این معترض نیز مبنی است  
 بر ناهمی از معنی حقیقت **جواب امر هفتم** آلامنی حقیقت که نگاشته شد خلا

مصطلح است ثانیاً درین شک نیست که حقیقت کعبه محل مسجود حقیقت محمدی است  
 مگر حقیقت کعبه را ظل و ساجد رازینہ اول قرار دادن محض نا فهمی است عبارت حضرت  
 مجدد روح ازین پاک و صاف است عبارت حضرت مجدد روح این است رازینہ اول  
 معروض حقیقت محمدی برابر مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است معترض این عبارت را  
 مطلقاً نہ فہیدہ پس اعتراضش راجع بر فہم دے خواہد بود و ثانیاً در ویرہ نمودن  
 حقیقت کعبہ امریست عجیب فسوس است کہ معترض میان کعبہ و حقیقت کعبہ فرقی ننہید  
 و چون یکی را بجائی دیگری استعمال میکنند در تحریف افتد متشاعر غلط این است کہ اولاً  
 در ویرہ نمودن حقیقت کعبہ نگاشتنہ درین مقام کعبہ تحریر کردنی بود پس بر آن تصریح  
 کردہ کہ چون حقیقت کعبہ حقیقت احمدی کی باشد پس بطواف اولیاء است آمدن و  
 از ایشان در یوزہ نمودن و بطواف آمدن چنان راست آمد در ویرگی کعبہ تنہا  
 جواز در ویرگی حقیقت کعبہ نیست کہ مساوی حقیقت احمدی است **جواب امر مہتمم**  
 حقیقت محمدی را جہد مبارک و حقیقت احمدی را روح طیب قرار دادن از ہذا

**جواب امر مہتمم** اعتراض بے سرو پا است

زبان شیخ من ترا کی و من کی ننہیدم : چہ خوش بودی اگر بودی بانس و من  
 بر معترض لازم بود نشانہ ہی عبارتیکہ برو اعتراض مذکورہ میشود **جواب امر مہتمم**  
 در نقل غلطی واقع شدہ تصحیح نقل مطلوب است لکن درین شبہ نیست کہ آیہ  
 النَّاسُ وَرَبُّ النَّاسِ حقیقت کعبہ بطواف اولیاء اللہ نمی آید بکار خطا حمل  
 بر غشوات بصری معترض است **جواب امر یازدہم** ندانم کہ عبارت  
 منظور کجا است و از ما نحن فیہ کدام تعلق دارد و حقیقت کعبہ رازینہ اول حقیقت



محمدی گفتن محمول بر نافی ہیست کما بیناه سابقا چه از ان ظاہرست کہ زینہ اول مرتبہ  
 تنزیہ حقیقت کعبہ است باین غلط فہمی دراز نفسی معترض محل شکایت است **س**  
 بعد ازین لبر با عہدہ جو خواہد بود ہر روز ہر روزی بدو خواہد بود  
 چکند خاطر من صبر و تحمل دارد ہر تا ترا جور و جفا عادت و خو خواہد بود  
 تحقیق مقام و توضیح مرام این است کہ مراد از حقیقت ذات شئی و ماہ الشئی ہونہست  
 بلکہ حقیقت شئی بطور این طائفہ غلیظہ عبارت از اسم الہی است کہ مبدی تعیین وجود آن  
 بودہ است و آن شئی کا نطفہ و الحکس نسبت آن اسم واسطہ فیوض از حضرت قدسیہ  
 برای آن شئی باشد و چنانکہ شان ذاتی واسطہ میان آن اسم مقدس ذات منزہ جل شانہ  
 تعالی و عہدہ است از انکہ توسط و وسائط در مایات مناسبات در میان مغض و  
 مستفیض عادتہ اللہ جاری است چون این دہشتی کہنوں بدان کہ پیغمبر مصلی اللہ علیہ وسلم  
 کمالات و مقامات اندکہ مستقصا و احاطت آن مستحیل میاند و مرا آنحضرت مصلی اللہ علیہ  
 وسلم دوام اندوہر کدام را ولایت ملاحظہ پس باعتبار وجود عنصری او و ارشاد او در این  
 عالم ظلمانی را اسم مقدس او محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ولایت این اسم مبارک ناشی است  
 از اسم الہی کہ مناسب بہ تربیت این عالم سفلی دارد و مستحقست بحقیقت محمدی باعتبار  
 وجود روحانی او کہ مربی عالم ملکوت در دہانیات عالم علویست و پیش از وجود عنصری آن  
 وجود نبی بود نام پاک او محمد است و ولایت این نام ناشی است از شان جامع کہ مبدی  
 و اصل است بحقیقت محمدیہ را و مناسب است بہ تربیت آن عالم نورانی را کہ مسمی بہ  
 حقیقت احمدیہ است و نیز معجزہ بحقیقت کعبہ ربانیہ است و مرا آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم  
 درای این ہر دو تعیین کہ بمنزہ مکان لہجی او است باعتبار ہر دو اسم مبارک او

عروجیات لا تعد ولا تحصى اند که نهایت آنرا اعلام انبیا و ائمه و اولاد علیهم السلام در قول آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر آن اشارت رفته بی شائبه الله و قی لا یسعین فیہ مالک مقرب و لا یفترق مؤمن و ایمان همی است قول الله تبارک و تعالی فکان قاب قوسین اقصی اذنی داین است ثمرة سر مصطفائی و محبوبیت صرفه داین است شایسته فضل و مدارتقو ازین تحقیق لایح گشت که این تفوق فی الحقیقت تفوق بعض کمالات آن سرور است صلی الله علیه و سلم بر بعض دیگر و نیز حقیقت کبیره جزئی است از حقیقت جامع او صلی الله علیه و سلم که جامع است کمالات حیسانه در دو حایه خلق و امرار صلی الله علیه و سلم پس قریب تفوق باطل شود حدیث انفضیت مضمحل گشت معلوم باید کرد که انفضیت حقیقتی حقیقتی دیگر موجب انفضیات صورتی بر صورتی نباشد چه جائز است که صورت را با حقیقت ادراک است است قرب اتصال باشد که آن قرب اتصال بصورت دیگر با حقیقت ادراک است بنامند و این در راغب فی الاظهر است در آن خفائی نبوده است زیرا که کمال قرب نیست مگر انبیا و ائمه و اولاد علیهم السلام پس بشر غیر انسان را مقامی است معلوم حضرت خواجہ معصوم قدس سره میفرماید تفوق یک حقیقت بر حقیقت دیگر موجب انفضیات صاحب حقیقت اولی بر صاحب حقیقت ثانیه نیست چونی تواند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجیات حقیقت فوقانی خود و مراتب قرب رسیده و صاحب حقیقت فوقانی مجوس حقیقت خویش بود عروج از حقیقت خود نه نماید و مراتب قرب که در فضل برتست حاصل نمکندی بینی که ولایت ما را اعلی فوق ولایت خویش برتست و فضل ما را برتست است باعتبار عروج از حقایق بلکه ملک با عروج از حقایق خود دانست و اما ملائکه مقام معلوم مدخر معارف مذکور است ان الملائکه و ان کائناتا فوق البشر فی بعض الذکر

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



لكن الأفضلية بمعنى كثرة الثواب للبشير ونيز عالم ارفوق عالم خلق است  
 وفضل عالم خلق را است چه قرب عالم خلق اصلی است و قرب عالم ارفوق غفر خاک پائین  
 تر لطائف عالم خلق و عالم امر است و پستی او سبب غمت او گشته است و قزلی که  
 خاکیان را است قدسیان را **س**

زمین زاده بر آسمان تاخته زمین و زمان را پس انداخته  
 انتمی باید دانست که لفظ حقیقت محمدی در عبارت حضرت امام ربانی قدس سره  
 بمعانی مختلفه و انحراف شتی وارد شده چون بحقیقت احمدیه و با حقیقت کعبه تعال  
 شود مراد از آن اسم الهی جامع باشد که نامست به ترمیمت این عالم سفلی دارد و چون تعال  
 بحقیقت اسمی شود مراد از آن شان ذاتی جامع باشد که مؤلی تربیت عالم علوی گردد و  
 و این جامع جمیع شیونات ذاتیه و اولی مبدء اسم جامع باشد که متضمن جمیع اسماء است این  
 شان و کل بود برای سایر حقائق این شان که حقیقت کعبه ربانی هست نیز در آن حقیقت  
 جامع داخل جز را باشد و همین است مبرر بحقیقت الحقائق و تدافع متدفع بود چنانچه در اخیر کتب  
 دفتر ثالث به آن ذکر فرشته که حقیقت محمدیه فوق جمیع حقائق است تذیل حضرت امام ربانی  
 در مکتوبیکه مذکور شد میفرماید حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدی است از ارج  
 تنزیه تقدیس حقیقت کعبه نهایت مقامات عروج کعبه است زینیه اول و عروج حقیقت محمدی  
 را مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است و نهایت عروجات او را علیه السلام غیر از حق سبحانه اطلاع ندارد  
 و چون کل او دیار است آن سرور را علیه الصلوة و السلام از عروجات او علیه السلام انصیب  
 نام است اگر کعبه زیر کلمات دین بزرگواران در یوزه نماید چه عجیب نیتی دین مقام مراد از  
 حقیقت کعبه اسم الهی است که حقیقت محمدی هم همان است تا مخالفت با سبق لازم آید

بلکہ مراد روحانیت کعبہ است نہ اجزاء و اشباب حضرت مجدد در مکتوب صدم از جلد ثالث  
 کہ پیشینج ذرا تحتی ابن شیخ عبدالحق دہلوی کہ یکی از مقتبسان انوار افادت حضرت مجدد  
 بود تحریر میفرماید غایت مانی الباب مثنیٰ ظهور قرآنی از صفات حقیقیہ است و منشا  
 ظهور مجددی از صفات اضافیہ ناچار از اقدیم و غیر مخلوق گفتند و این را حادث مخلوق  
 و محاطہ کعبہ ربانی ازین و ظهور اسمی ہم عجیب تر است کہ آنجا ظهور معنی منزہ ہی است  
 یعنی کسوت صورت و اشکال چہ کعبہ کہ مسجود الیہ خلّاتی است از سنگ کلّو خ نیست چہین  
 جدران توقف نیست چہ اگر اینها نباشند کعبہ کعبہ است و مسجود الیہ است پس کجا ظهور  
 هست اما ہیچ صورت نیست این از عجب عجائب است اتھی حضرت عروۃ الوثقی در  
 مکتوب است و چہ ارم فرماید کہ حقیقت کعبہ بزرگست میان حقائق مخلوقات حقیقت  
 واجبہ جل سلطانہ کہ مرتبہ حدیث ذاتست تعالیٰ چہ کعبہ مسجود الیہ خلّاتی است حقیقت آن  
 از حقائق سائر خلّاتی البته باید کہ ممتاز باشد چہ مسجود ذات حق است سبحانہ کعبہ باید کہ  
 ناشی از این مرتبہ مقدسہ بود حضرت ایشان با قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الا قدس  
 در مکتوبیکہ داخل سہ جلد مکتوبات نیست نوشته اند کہ حقیقت کعبہ ذات واجبہ است  
 تعالیٰ چہ مسجود فی حقیقت همان مرتبہ مقدسہ است نہ باید دانست کہ مسجود ہر چند ذات  
 یحییٰ است لیکن اعتبار مسجودیت با وجود گشتہ است لاجرم از مرتبہ حدیث ذات  
 کہ میرا از نسبت اعتبارات منزل باشد و در دیدہ دانش مگر قاری تمیز نمود و در مکتوب  
 صد و ہشتاد و سوم میفرماید کہ اگر از بعضی عبارات آنحضرت استفادہ میشود کہ حقیقت  
 کعبہ فوق اعتبار شیون و صفات است و از ما سبق خلاف آن مفہوم گشت جواب  
 مراد از صفات و شیون کہ حقیقت کعبہ را از آن تفوق است صورت علیہ صفات است



که در مرتبه یقین علمی ثبوت دارند چه در اصطلاح قوم مقام صفات و شیون عبارت  
از همین صور علی تفصیل است چنانچه اجمال این مرتبه را مرتبه ذات میگویند و تجلی آنرا تجلی  
ذات میدانند نیز مراد از آن صفات حقیض تفصیل مرتبه یقین وجودی است که حضرت  
ایشان اثبات این تعین متنازعه و نزد حضرت فتح محمدی الدین عربی و اباعان و قدس  
اسرار هم این مرتبه مرتبه لا تعین مرتبه طلاق ذات است تعالی چه فوق تعین علمی علی که  
تعین اول است نزد ایشان مرتبه لا تعین است و وجود بخت و نزد ما این مرتبه که مرتبه  
وجود بخت است بتعین موصوف است و تعینات صفات نیز درین مرتبه ثابت است  
که از جمله آن تعینات تعین علمی است لیکن چون علم اجمع صفات است در اینجا نیز در رنگ  
وجود صفات و شیونات ذاتیه کائن است و آن را نیز در رنگ وجود و مرتبه است  
مرتبه اجمال که آنرا دیگران تعین اول و حقیقت محمدی میدانند و مرتبه تفصیل ازین تحقیق  
لا مح گشت که تعین علمی علی تعین اول صفت علم است که از صفات حقیقت زائده است  
نه تعین اول حضرت ذات تعالی بلکه در تعین اول بودن آن مرصفت علم را نیز سخن است  
چه فوق تعین وجودی در آن مکتوب خیر تعین جی اثبات کرده اند که در اینجا نیز اجمال  
و تفصیل است بر سر اصل سخن رویم حقیقت کعبه ربانی چنانچه فوق صور علمیه واحدیت  
که نزد قوم مقام شیون و صفات است و فوق اجمال علم که نزد ایشان مقام وحدت و  
تجلی ذات است همچنین فوق تفصیل کمالات مرتبه حضرت وجود است که نزد حضرت ایشان  
باهر صزاران گماست از کمالات حضرت ذات و مفعی است از صفات او تعالی و  
یز فوق اجمال حضرت وجود است که تعین اول و حقیقت محمدی است بقول قدیم که حضرت  
و در قول اخیر آنحضرت تعین اول و حقیقت محمدی تعین جی است که فوق تعین وجود است

چه حب است که سلسله وجود و ایجاد را جنبا نیده است چنانچه فلجبت ان اعرف  
 رمزیت ازان اگر گویند کعبه هر چند بیت الله است اما قلب مومن بکلم یسعی الیه  
 نیز حکم آن دارد پس تفوق آن برین از کدام رد بود گوئیم <sup>و الله</sup> المثل الا على  
 در عالم مجاز سلاطین را هر چند اکنه و نشستگاه بسیار است لیکن جانی خا<sup>ص</sup> است که از فرا  
 اختیار بیگانه است و آرامگاه جانانه است نشستگاه دیگر را با خانه چه نسبت و کدام  
 مساوات هذا من صفات حقیقت زائده که اصلا انفکاک شان از ذات تعالی جائز  
 نیست اگر از بیت الله فوق بودند گنجایش دارد و اعلم عند الله سبحانه فان شاء  
 المنافات و ذال الاشتباه تشبیه از بیان سابق لایح گشت که  
 حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدی است چه حقیقت محمدی علی صاحبها الصلوة و  
 اسلام و النجیة ناشی از مراتب تعینات است حقیقت کعبه فوق مراتب تعینات  
 است مانده حقیقت قرآن مجید سبحانی که بحقیقت کعبه ربانی چه نسبت دارد و در رساله  
 مهمل و معاد که از مصنفات حضرت ایشان است است که حقیقت قرآنی  
 و حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدیست حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت قرآنی و  
 در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث برگذاشته اند که حقیقت قرآنی فوق حقیقت کعبه  
 و آنچه در ماستق ادا حضرت منقول شد نیز شعر بعین معنی است تطبیق میان این دو تحقیق  
 آنچه بخاطر فائده راه میدهد ناشی است از تحقیق سابق که در شیون و صفات واجب تعالی  
 مشروح ساخته چه قرآن مجید ناشی از صفت یا شان اوست سبحانه و در شیون و  
 صفات و اعتبار مبین گشت اعتبار تعین اعتبار اطلاق و لاتعین پس نظر بر این  
 دو اعتبار حکم پیشت هر کدام از حقیقتین بردگیری میتواند که بوده باشد یک حکم یا اعتبار



بود و حکم دیگر باندازه اعتبار دیگر خلاف فی الحقیقتہ و آنچه در مکتوب مدام از جلد ثانی  
 اندراج یافته است که معالہ کعبہ ربانی ازین دو ظهور اسمی یعنی ظهور قرآنی و ظهور محمدی  
 ہم عجیب تر است کہ آنجا ظهور معنی تنزیہی است بی کسوت صورت و شکل چه کعبہ کہ مسجد و الیہ  
 خلاقی است عبارت از سنگ و گنج نیست و همچنین جدران و سقف نیست چه اگر انہا  
 نباشد کعبہ کعبہ است و مسجد و الیہ پس آنجا ظهور است ایامی صورت نیست این از  
 اعجب عجائب است انتہی المالت بر تفوق این حقیقت بر حقیقت قرآنی ندارد چه معنی  
 تنزیہی یا پرچہ در آنحضرت جل سلطانہ اعتبار نموده آید از الوہیت و ربوبیت و وجوب  
 و وجود و غیرہ از صفات حقیقت کہ بشرافت وجود خارجی پیوستہ اند از منزل است چنانچہ  
 در مکتوب ثالث از جلد ثانی این معنی مبین مشرح است آری ظهور این حقیقت بی کسوت  
 صورت است بخلاف ظهور کلام معبد و ظهور محمدی کہ بکسوت حرف و صوت و صورت  
 انسانی است و این از غرائب است حقیقت محمدی چون اسمای ضافیہ است ناچار از  
 ہر حقیقت منزلی بود سوال ازین بیان لازم آمد کہ کعبہ حسای از حضرت پیغمبر  
 اصلی اللہ تعالی و سلم افضل باشد جواب گویم ممنوعست زیرا کہ تفوق یک حقیقت  
 بر حقیقت دیگر موجب فضیلت صاحب حقیقت اولی بر صاحب حقیقت ثانیہ نیست  
 چہ میزند کہ صاحب حقیقت تحتانی را عروجیات بر حقیقت فوقانی شود و مراتب قرب و بعد  
 و صاحب حقیقت فوقانی بموجب حقیقت خویش بود و عروج از حقیقت خود نماید و کثرت است  
 قرب کہ مدار فضل بلست حال تکلمی نبی کہ ولایت ما را اعلی فوق ولایت خواص بشر است  
 و فضل خواص بشر است باعتبار عروج از حقائق ملک ملک ما عروج از حقائق خود  
 نیست و اما لا الہ الاک معام معلوم و در این فیہ نیز یعنی ظاہر است و نیز عالم ارفوق عالم

خالق است افضل مر عالم خلق رست چه قرب عالم خلق اصلی است و قرب عالم امر ظلی عظمی  
پایین از لطائف عالم خلق و عالم امر است و بستی او سبب فعلت او گشته و قربی که فایان  
رست قدسیانرا **س**

زمین زاده بر آسمان تاخستہ در زمین و زمانرا پس انداختہ  
فَأَقْصِرْ وَلَا تُلْجُنْ مِنَ الْقَاصِرِينَ اگر گویند که آنحضرت قدسنا الله  
تعالی سره الاقدس در مکتوبی که به شیخ طاهر جوینوری نوشته اند و آن مکتوب  
داخل جلد های مکتوبات قدسی آیات نه شده بزرگاشته اند که حقیقت کعبه عبارت از ذات  
یع چون وجوب لوجود است جل سلطان که گردی از ظلیت و ظهور بوی لاه نیافته است  
و شایان سجودیت و محبودیت است ازین عبارت تفوق این حقیقت از صفات  
حقیقه و حقیقت قرآنی مطلقا لازم می آید که خلاف تحقیق سابق است گویم اول چون  
مقرر قوم است که فوق مراتب تعینات که مراتب ظلال و ظهور است مرتبه اطلاق ذات  
تعالی بنا بر آن آنحضرت نیز ازین مرتبه تغیر بذات یحیی چون ننوده باشند و این تحقیق  
تفصیل را که فوق تعین علمی و وجودی محیی است بعد از آن افاده فرموده و ثانی آنکه  
یتواند که آن حقیقت را ذات یحیی چون مجاز باعتبار ملائستی که جاسبت را با بیت است  
فرموده باشند چنان حقیقت سجود ذات یحیی چون است تعالی و بیت واسطه است  
حقیقت که در اینجا سخن از آن میرود معنی بیت است در آن ملحوظ است و ثالث آنکه ترا  
بود که مراد از ذات یحیی ذات مقید باعتبار محبودیت و سجودیت و مانند آن بود  
نه ذات مطلق معر از نسبت اعتبارات چنانچه لفظ سلطان در خانه نیست که در اول  
کتاب مسطور شد مشرب این معنی است یعنی سلطانرا قطع نظر از آنکه نسبت بچانه دارد و باید



و بیرون ازین اعتبارات باید طلبید صفات حقیقیه را و همچنین شیوات را که کمالی دارند  
 در این صفات را از سایر اعتبارات ذات تعالی تفوق است چه ذات مقید با اعتبارات  
 در آنجا همان اعتبار است نه ذات چنانچه ارباب محقول در علم نمی بوجه گفته اند که محلول  
 همان وجه است نه شیء حقیقت قرآنی جامع جمیع کمالات ذاتیه است که اولاد در مرتب  
 صفت ملک شان کلام فائض می شوند تا نیا از آنجا بعالم افاده می آیند و آن حقیقت  
 توسط این شان صورت لغظی گرفته جلوه گر گشته است چنانچه حضرت ایشان نوشته اند  
 که در مرتبه شیوات که زائد بر ذات نیستند الا بالا اعتبار شان کلام با نیمنی مخصوص گشت  
 هر چه از کمالات در مرتبه ذات و شیوات تحقق بود تمام در شان کلام فائض گشت حاصل  
 تمام حقیقت آن نشان همین ترانست و بس بهین عبارت عربی و ترتیب مهور و مکتوب  
 در مصاحف و هر کتابی که مبر بنی منزل شده است جزو است از اجزای این قرآن که  
 از بعض عبارات او بعض مجوه مستفاد است و تخلیق جمیع کمالات من الاول  
 الی الاخر هم مستفاد از ان **اِنَّمَا قَوْلُنَا اِذَا ارَدْنَاهُ اَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ**  
 مصداق این قول است عا شاد کلا که بکثیر از افضل گفته باشند اگر گفته اند که جمیع  
 افضل گفته باشند که آن امر اول شان ربانیت و نشاء معبودیت و قابلیت سجودیت  
 است این بنا بر مادی را افضل گفته اند و این قول در مجلدات ثلثه مکتوبات داخل شد  
 البته در رساله مبده و معاد نوشته اند که حقیقت کعبه فوق حقیقت محمدیست فوقیت مستلزم  
 افضلیت نیست بلکه میان این عموم و خصوص است **فَكُلُّ اَفْضَلُ فَوْقَ صَوْنَةٍ وَمَعْنَى**  
**وَلَيْسَ كُلُّ فَوْقٍ اَفْضَلُ** بگذرد که عالم لا که فوق عالم انسان است ولیکن بشر افضل است  
 از ملک و عالم امر فوق عالم خلق است اما عالم خلق افضل است از عالم امر پس بقول اول

حضرت ایشان حقیقت احمدی و حقیقت کعبه فوق حقیقت محمدی است. حقیقت محمدی افضل است از حقیقت احمدی و کعبه پس ثابت شد که فوقیت مستلزم فضیلت نیست بقول آخر ایشان حقیقت محمدی مطلقاً افضل است بر کعبه و غیره چرا که حقیقته الحقائق است حضرت مجدد و دو مصطلح دارند و هر دو مصطلح حقیقت محمدی افضل است از کعبه اهل حرم چند لمخط دارند نظر بجانب خانه مومن را افضل میگویند و نظر بر روحانیت کعبه انبیاء اولیا را افضل میگویند و نظر بر ایشان مسجودیت و اسرار الوهیت و منشأ عبودیت حقیقت کعبه را افضل می گویند هر کعبه را افضل گفته است مراد کعبه حقیقی است که آن سر اول شان ربانی است و منشأ عبودیت و قابل مسجودیت است و هر که مومن را افضل گفته است مراد کعبه جمادی است اینجا مراد لمخط است هر کس به نظر خود حکمی فرموده است که باعتبار هر وجهی صحته دارد و کجا بودم و از کجا بکجا رسیدم

همسایه شنیدند از ام گفت: خاتانی را در گشت شب آمد

امیدوارم که بسبب قبول در آید و تشابه مقصودم در بر آید

خوشم به سنگدلیهای او که در و مرا دل از نه سنگ بود طاقت شنیدن نیست

**قال** آنچه در مکتوب خود و ششم از جلد ثالث می نویسد که خواجۀ عالم صلی الله علیه و سلم بدو اسم مسمی است این هم از عنایات اوست که خلاف علوم علما و درائی معارف اولیا است و هر دو اسم مبارک محمد احمد در قرآن مجید است و بعضی مفسران بر آنند که قل نیز اسم مبارک اوست و در حدیث دیگر آمده اَنَا اُسْمُنِي عَلَى الْاَرْضِ بِحَبْلِ وَفِي السَّمَاءِ بِأَحْكَ وَفِي النَّارِ بِحُمُودٍ وَعَلَى الْعَرْشِ بِأَحَدٍ وَفِي حَدِيثٍ وَفِي حَدِيثٍ وَفِي حَدِيثٍ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا سَمِ مِنْ اِيْنِ هَرُو حَدِيثٍ مَعْلُومٍ شَدَّ كَاحَدٍ هَمِ نَامٍ مَبَارَكٍ اَوْ اَسْتَكْرَا اَمَّا اَحْمَدُ هَمِ



نزدیک تر است و مقصود از پنجم نامها ذات مبارک اوست صلی اللہ علیہ وسلم پس پنج صفت  
 مکتوب حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کرده و حقیقت احمدی را بروح مطہر قرار داد  
 خلاف ہمہ است و آنچه گفته که از تعین جسدی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہزار  
 سال هیچ اثر نماند غلط محض است و خلاف اجماع و حدیث و اتفاق ہمہ بزرگان است کہ چون  
 شریف انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات در قبر بوسیدہ و ریزیدہ نشو و تعین جسدی خواہد  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بحال خود است و محمد احمد نام ذات مبارک اوست و تن  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفت روح گرفته است **اقول** در نی مقام اول عبارت  
 مکتوب نود و ششم از جلد ثالث کہ بزجاجہ اٹھم کٹمی شرف صدور یافتہ نقل میکنم حضرت  
 پیغمبر مصلی الاصلوۃ و السلام سہمی بدو سہم است کہ ہر دو سہم مبارک او در قرآن مجید  
 مسطور است فرمود محمد رسول اللہ و نیز فرمود در حکایت بشارت روح اللہ اسمہ احمد و ہر  
 کدام این دو اسم مبارک را ولایت ملحدہ است ولایت محمدی ہر چند ناشی از مقام  
 محبوبیت اوست علیہ الصلوٰۃ و السلام اما انجا محبوبیت صرف کائنات نیست نزدیکی از نشاء  
 محبت نیز دارد اگرچہ آن خرج بالاصالت او ثابت نباشد اما منع مقام محبوبیت صرف  
 است و ولایت احمدی ناشی از محبوبیت صرف است کہ شاہ محبت ندارد این ولایت  
 از ولایت سابق پیش قدم است و یک مرحلہ بمطلوب نزدیک تر است و بہ محبت مرغوب  
 چہ محبوب ہر چند در محبوبیت تمام تر بود متغنا و بی نیازی او را کاملتر باشد و در نظر محب  
 زیبا تر در آید و در عنایت نماید و بیشتر محب را بخود جذب سازد و شیفتہ و دالتر گرداند  
 نہ تنها آفتم زیبائی اوست \* بلای من زنا پر دای اوست  
 مراد از بلا اثر عاشق است کہ مطلوب عاشق بہمان اللہ احد عجیب سہمی است

که مرکب از کلمه مقدس احد است و از حلقه حرف میم که از غوا مضل سر را الهی جل شانہ  
در عالم بیچون گنجایش ندارد که در عالم چون تعبیر از آن سر کنون بغیر از حلقه میم توانم  
اگر گنجایش پیدا شد حضرت حق بجان و تعالی به آن تعبیر میفرمود و احدا حد است که  
لا شریک له است و علقه میم طوق عبودیت است که بنده را از مولی متمیز گردانیده است  
پس بنده همان حاکم میم است و لفظ احد از برای تعظیم او آمده است و اظهار اختصاص  
او کرده است علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام

چونیم نیست نام آور چه باشد که کرم تر بود از هر چه باشد  
بعد از هزار سال که آنرا تا اثری نمانده اند در تغییر امور عظام معالمان ولایت  
باین ولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجامید و کار و بار آن  
دو طوق عبودیت یک طوق رسید و بجای طوق تحسین حرف انبیا که رمزی  
از رب او است تمکن گفت تا محمد احمد شد علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام بپا نشان آن  
که دو طوق عبودیت عبارت از دو حلقه میم است که در اسم مبارک محمد علی الشریع  
علیه و آله و صحبه و سلم و بارک اندراج یافته است و آن دو طوق بشارت  
بدو تعین و باشد علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام کی از آن دو تعین حسدی بغیری است  
و دوم تعین روحی ملکی در تعین حسدی هر چند بواسطه عرض و حق فخر رفته بود تعین  
روحی قوت گرفته اما اثر آن تعین باقی مانده بود و هزار سال بایست تا آن آخرین زائل شود  
و نشانی از آن تعین نماند چون هزار سال آخر آمد مغری از آن تعین نماند و یک  
طوق عبودیت از آن دو طوق گسسته شد و زوالی و نقای به آن طاری گشت  
الف الوهیت که آنرا در نمک بقای باشد همان گفت بجائی آن نبشت ناچار



محمد احمد گشت ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ  
وہیبہ وسلم عبارت از دو تعین آمد و احمد کنایت از یکا تعین یا بعد پس این اسم بحضرت اطلاق  
اقرب باشد و از عالم دور تر بود و سوال فناء و بقا کہ مشائخ قرار داده اند و ولایت بان  
مربوط ساختہ یکہ معنی است و این فناء و بقا کہ در تعین محمدی گفتہ شد یکدام معنی جواب  
فناء و بقا کہ ولایت بہ آن مربوط است فناء و بقا شہودی است اگر فناء و زوال است اعتبار  
نظر است و اگر بقا و ثبات است ہم باعتبار نظر انجا صفات بشری را استثناء است  
و زوال فناء ای تعین این چنین است بلکہ انجا صفات بشری را زوال مجروری متعلق است  
و انخلع از جسدی بروحی کان در جانب بقا انجا نیز ہر چند بندہ حق نشود و از زندگی  
بر آید اما بختی نزدیکتری افتد و محبت بیشتر پیدا میکند و از خود دور تر گشتہ احکام بشری  
از وی مسلوب تر میگردد و باید دانست کہ این عروج محمدی کہ مربوط با شفاعی صفات  
بشریت ہر چند کار و بار و علیہ علی آلہ الصلوٰۃ و السلام بالاتر برد و بذروہ علیا  
رسانید و از کشاکش غیر و غیریت و ارمانیدا اما حالہ بر میان او علیہ علی آلہ الصلوٰۃ  
و السلام تنگ تر گشت و نور ہدایت او کہ بواسطہ مناسبت بشریت بود کمر شد و  
توہمی کہ بحال این و پس اندگان و پشت قفلت پیدا کرد و بکیست بہ محبوبیت خود و خود  
شود و ازینجا است کہ بعد از ہزار سال ظلمات کفر و بدعت مستولی گشتہ است و نور اسلام  
سنت نقصان پیدا کردہ انتہی از عبارت معترض و شبہ مفہوم میشود و ہر دو شبہ  
مثل اعتراضہای سابق ناشی است از عدم معرفت فن تصوف ۵  
ہر عضو تنبت سادہ تر از عضو دیگر بود موی کہ بر اندام تو دیدیم کمر بود  
شبہ اول محمد و احمد نام ذات مبارک است پس انجہ حقیقت محمدی

بجسد مبارک نسبت کرده و حقیقت احمدی را بر روح مطهر قرار داده خلاف همه استجوابش  
 این است که این شبه ناشی از نا فهمی معترض است سلسله که محمد و احمد نام ذات مبارک است  
 صلی الله علیه وسلم مگر حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کردن حقیقت احمدی را روح  
 مطهر یعنی چه مضمون عبارت را نا فهمیده شبه بیان کردن باعث کمال تعجب است  
**شبه دوم** وجود شریف سرور عالم صلی الله علیه وسلم در قبر پوشیده نه شود  
 از اشک این است که این تناسب مبنی بر فهم معترض است عا شاکه حضرت مجدد روح  
 قائل آن بوده باشند بلکه بعضی سوال جواب تقریری در توضیح معنی فنا و بقا بیان  
 فرموده تا معنی تعین جسدی و روحی ظاهراً گردد و تعهد الی با اعتراض کشادن محمول  
 بر نادانستگی است از معارف

صالح بزرگ و توبه و تقوی فرین است چون نیست نیست نشئه او غیر نیست  
 حضرت مجدد روح در رساله معارف لدنیه فراید فنا عبارت از نسیان او و حق است  
 سبحانه بواسطه استیلا مشهود هستی او جل ذکره بیا نش نیست که روح انسانی مع کایتضامه  
 مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِنَ السَّمَاءِ فَالْخَفِیَّةِ وَالْاُخْفِیَّةِ پیش از تعلق به بدن بصلح خود جل  
 علمی داشت و نحوی از توجیه به جناب قدس او را متحقق بود چون در نهاد او استعداد از ترقی  
 نهاده بودند و ظهور آن استعدادات منوط بود تعلق به بدن عنصری لاجرم اولاً او را صفات  
 تشوق و محبت عطا فرمودند و روی او را ثانیاً این پیکر هیولانی گردانیدند و ارتباطی بر وجه  
 کمال در اینها پیدا آوردند پس روح بواسطه این تعلق حی سبب کمال لطافت خویش خود را  
 درین محبوب ظلمانی گم ساخت و وجود خود را با توابع آن دوری فانی گردانید لکن اینها  
 از عقلا خود را غیر از جسد مبنی انگارند و دورای جسد امری دیگر اثبات نمیکند و حضرت





از خود ای بے خبر اکنون که شدی پیر بر این جمع کن خاطر و چون روغن ازین شیر بر  
خود نمائی است گزشتن از لبای سکه تراست از ته پیرین خویش چو تصویر بر آ  
**قال** در مکتوب دو ریت و شصتم از جلد اول می نویسد باید دانست که منصب نبوت  
ختم بر حضرت خاتم الرس صلعم شده است اما از کمالات آن منصب طریق تبعیت نیست  
متابعان او را متلی اند علیه وسلم نصیب کامل است این کمالات در طبقه صحابه بیشتر است  
و در تابعین نیز این دولت بر سبیل قلت سرایت کرده بعد از او با استتار آورده و غلبه  
کمالات ولایت ظلی جاوه گرفته است اما میدانست که بعد از صفی الف این دولت از سر تازه  
گردد و غلبه شیوع پیدا کند و کمالات اصلی رونق گیرد و در وظلی استتار پیدا کند و حضرت هدی  
علیه الرضوان بظاہر و باطن مروج این نسبت علیه باشند و به آن چیست که تبعیت همیشه  
باقی است و بعد از آنکه رو با استتار آورده و غلبه کمالات ظلی جلوه گرفته چه نقص پیش آمد  
و غلبه کردن ولایت ظلی چه معنی دارد و بعد از صفی الف کمالات صلی در سر تازه گردد و وظلی  
استتار پیدا کند و چشم چیست ازین عبارت هسری او با بنیاد می شود **اقول**  
در حدیث است **خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونِي**  
بعد از القرون الباع النواع بدعات شیوع یافتند چون در الف ثانی انشاء الله تعالی ظهور  
امام مهدی علیه السلام گردد و دین از سر نو رونق یابد از شرک و کفر و بدعات دنیا پاک  
صاف گردد و از شعاع اسلام و اتباع سنت چار و رنگ عالم شود و گرد این را بر هسری  
مجموع کرده پاوه گویند بهانه شاید  
ز شوخی پشت بر من کرده برو نمی آیم چو کنی گر جانب من پا دراز آن نیز بر دارم  
بازرگان دین بخنجرین بد بودن و بد گفتن چه حاصل



نمیدانم چه بد کردم که برخود کرده لازم که من از بزم تو هر بار ناخوشنود برخیزم  
 تسلیم کردم که جمیعت همیشه باقی است مگر این منی را باور ندارم که جمیعت در هر زمان یکسان  
 باقی است چه جمیعتی که در خیر القرون بود و از منتهی ابعاد آن نباشد بلکه در هر زمانه مابعد و  
 پیش قیام دارد تا آنکه درین از منتهی متاخره چها چها بدعات شائع و ذلت گشته اند این منقصتی است  
 عظیم و ولایت ظلی عبارت از نهایت عروج ولایت صغری است چنانچه در کتب افاده  
 میفرماید که چون سالک رشید محمدی المشرب بنیچگانه عالم امر را به ترتیب طی کرده سیر در موصول  
 اینها که در عالم کبیر است فرماید و به بلند فطرتی بلکه به محض فضل یزدی جل سلطان اشهر به ترتیب  
 تفصیل طی کرده به نقطه آخر آن برسد بر آئینه دایره امکان را سیرالی الله تمام کرده باشد و  
 اطلاق اسم قنا بر خود حاصل کرده شروع در ولایت صغری که ولایت اولیا است نموده بود  
 و بعد از آن اگر سیر در ظلال اسماء و جوبی تعالی و تقدست که فی الحقیقت آن ظلال موصول  
 این بنیچگانه عالم کبیر است و مشابه عدم اینجای راه نیافته واقع میشود و آنهمه را بفضل خداوندی  
 جل سلطان بطریق سیر فی الله طی کرده به نهایت آن برسد و آئینه ظلال اسماء و جوبی را  
 نیز تمام کرده باشد و وصول به مرتبه اسماء و صفات واجب جل سلطان حاصل نموده بود نهایت  
 عروج ولایت صغری تا اینجا است درین موطن شروعی در حقیقت فنا متحقق میگردد و قدم  
 در بدایت ولایت کبری که ولایت انبیاء است علیه الصلوٰه و التسلیمات نهاده می آید  
 انہی در خاتم کتاب گجراتی اسماء چند علماء که بر و حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کام پیوده اند تحریر  
 نموده از انجلیک شیخ عبدالحق دہلوی شیخ احمد قشاشی و شیخ ابراہیم گردی و سید محمد ربیع  
 از مشاہیر وقت بودند و دیگر مردمان از مجاہیل و مناکیر بحجرتش همین قدر گزارش کافی است  
 کہ این حضرات از علم تصوف بهره نمیداشتند

یک ناله مستانه ز جای آن شنیدیم : ویران شود آن شهر که میخانه ندارد  
و هر کسی که صوفی بنا خد کلام صوفی کے فہم تہذا ینقدر میگویم کہ جواب رسالہ شیخ عبد  
بہ ہدیہ مجددیہ درد برزخی در کلام المنجی برادر اداات البرزخی پر داختہ ام و تحریر کردی  
در فترتہ بودہ است برای جوابش تحریرات فیکر کہ مبادلہ و ابیان است کافل است  
از من می پرس کہ از دست او دلم چون است : از و پرس کہ انگشت ہائش بر خون است  
رسالہ اسرار المناسک قشاشی از نظر فیکر نگذشتہ فاما وجہ خصوصت قشاشی مذکور  
میشود کہ خالی از لطف نیست

خوبان ہزار سنگ جفا بردلم زدند : این شیشہ رشکستہ هنوز از وفا پرست  
قصہ اش چنان است کہ چون حضرت سید ادم نور علیہ الرحمۃ در کعبہ رسیدند شہاہ  
اقامت نمودند و در بندت کشفیاتیکہ از کعبہ کمر منظر ماحر میشد گاہی بیان میکردند و در  
فرمودند کہ چنین می بینم کہ این بیت طواف میکند حقیقت خود را و نورانیت او غالب است  
بر نورانیت طائفان دیرین اثنا بعضی پرسیدند کہ انسان افضل است یا کعبہ فرمودند  
کہ بر انسان هیچ چیز افضل نیست درین ایام چیزی در معرفت تفصیلت حقیقتہ و ماہیتہ  
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر حقیقت و ماہیتہ کعبہ برایشان ظاہر شدہ بود و در ورقہ نوشتہ  
بودند و اصل حقائق محمدی و سائر انبیاء بر کعبہ بیان میکردند علیہم الصلوٰۃ والسلام چنانچہ  
تفسیرین مطالب در تفسیر فاتحہ مشروعا مبین نمودہ اند چون بحدیثہ منورہ رسیدند کہ  
درون مسجد مخصوص با یاران می نشستند گاہی نزدیک حجرہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام  
حلقہ نمودہ و مراقبہ میفقد گاہی کلام میکردند و از کشفیات و لمہات و معارف خود بیان  
میکردند اکثر اہل مدینہ با ایشان مخلص شدند و جمعی از طالبان مرید گشتند و طالبان یاران



ایشان واقعات خوب و احوالات نیک مشاہدہ میکردند بعضی از علماء ترک و ہند بھی اہل  
 ایشان مناظرہ کر دہ آخر در خراب بشارت یافتند و دخل طریقہ شدند روز بروز شهرت  
 و جمعیت بسیار میشد چندی از قادیان مریدان شیخ قشاشی نیز اخلاص و زہد بعضی  
 مرید شدند ازین شهرت و تفرقہ خداوندش قشاشی را حسد زیادہ شد و ہمیشہ پیش حاضران  
 مجلس خود تا سب نفوذ و پیچ و تاب میخورد و میگفت کہ بینید این شیخ ہندی را کہ نزدیک  
 حجرہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام بی ادبی بنودہ ہمیشہ با مردم سخن میکند و گاہی بر مریدان  
 بہ حلقہ مراقبہ می نشیند و تکبیر اورا بیند کہ با ملاقات ہم نکرود و عاگفتہ فرستاد آخر از فرط  
 حسد در فکر آن بود کہ امانتی بایشان رساند تا شهرت ایشانرا کم کند هیچ علاجی نیافت  
 الا آنکہ کتا بہا پر از سوالات مشکل نوشتہ می فرستاد بنیت آنکہ اگر جوابی بگوید شاید نکتہ  
 یا بد کہ ہر آن استخفاف کند و اگر جواب بگوید با سم جہالت و نادانی مشہور سازد و روزی از  
 توحید و مسئلہ ہر اوست سوالی نوشتہ فرستاد بنیت آنکہ اگر جواب بحسب ظاہر گوید اورا  
 با اصطلاح اہل باطن رد کنم و اگر موافق صوفیہ پاسخ دہد اورا با اصطلاح شرعیہ جواب دہم حضرت  
 شیخ بہنیت های جیشہ و دہامہای شیطانیہ وی مطلع گردیدہ هیچ کی را جواب مفصل نگفتند  
 و عذر نمودند کہ من عربی نمیدانم تا جواب شافی بنویسم جواب این مسئلہ با بقیل و قال  
 در کتابہا نوشتہ اند بحجاب حاجت نیست ازین اعتدال ایشان بجانہ یافت و در  
 مجالسہا شہرت داد کہ فلان شیخ ہندی مروی جاہلی است هیچ کی سوالہا را جواب  
 نتوانست گفت باز سوالی نوشت کہ ما شنیدہ ایم کہ شیخ شاکبہ را بر انبیا افضل گفتہ است  
 شامچہ میگوئید ایشان جواب نوشتند عاشا و کلا شیخ ما قدس سرہ بگوید اورا بر احدی  
 افضل نگفتہ است بلکہ شیخ محی الدین عربی کشف خود ہمین یور را بر غیر انبیا افضل

یافته است و این قصه در فتوحات یکدکاتوب است اما عقیده ما آنست که بر بنیاد علم  
 الصلوات تسلیلات هیچ چیز فضل نیست بلکه ایشان انبیا و کعبه غیر از مسوده که در کتب  
 و حقیقت محمدی و حقیقت کعبه نوشته بودند و افضلیت حقیقت محمدی و قتالت انبیا  
 دیگر از حقیقت کعبه ثابت نموده بودند طلبیده پیش ایشان خواندند رسولان رفتند  
 باز رسولان آمدند همان مسوده را نقل نموده بودند چون شیخ قشاشی هیچ موقع طعن نیافت  
 خدشاتی چند در عبارت برآورده بجای تسخری نمود و بجای شہرت میداد و  
 حضرت شیخ جیو در همین ایام که قرب عثمان بود نیت اعتکاف بعین کرد و از شیخ محرم  
 حجره از حجره مسجد طلبیدند اتفاقا همان حجره قشاشی را که گاه در وی می نشست گنجانید  
 او نیز همان جا بود با ایشان دادند ایشان درون حجره در میامند اما پیش دروازه قشاشی  
 کشیده با فقر اعتکاف نشسته بودند چون این خبر قشاشی رسانیدند که حجره ترا شیخ طائی  
 گرفته است و در مقام نوشتن است آتش حسد در سینه اش در گرفت پگاه آمد قشاشی را  
 بینداخت فقر را بر این دست که بر انداخته است پس طعن تشنیع نموده شیخ محرم کس فرستاد  
 او جواب گفت مسجد ملک کسی نیست بلکه جای عیالان متکلفانست ازین جواب نتوانست  
 که ایشان را دور کند پس بحث و مجاد را پیش کرد تا نیز از شوند و از اینجا بر وند همان نقل مسوده  
 ایشان را بر آورد و گفت که چرا از مومنان سکوت کرده و حال آنکه ایشان بکعبه افضل اند ایشان  
 گفتند درین محل سکوت اولی است او گفت لا غلط کرده این حدیث صحیح است که من افضل  
 از کعبه یا کعبه الله اطیب ریح و ما اعظم حرمتک المؤمن اعظم حرمة  
 منک قشاشی گفت که در عمارت خود نمویس که هر مومن فضل است بر کعبه ایشان گفتند  
 من نمی نویسم تا همه علماء اتفاق نکنند حدیث و کلام ایشان را پیش علماء و مفتی فرستادم



مفتی شافعی شیخ عبدالرحمان جنابری کراہت کردیہ بیچ جواب گفت و گفت شیخ قناشی  
غولہ گیرست ہمیشہ فتنہ و شر میخواند و درین مسئلہ مباحثہ چہ حاجت است درین باب سکوت  
الازم است پیش مفتی روم حنفی المذہب کہ ابانیرید افندی بودہ است بروند و نیز در جواب  
گفت درین باب سکوت اولی است اما این حدیث صحیح نیست بر تقدیر ثبوت مراد از  
المؤمن اعظم مومن کامل است کہ انبیاء اند علیہم الصلوٰت و التسلیمات زیرا کہ لا  
عہد از برای کمال می باشد پیش مہرسان بروند از ایشان ممانعت کہ از علماء ترک بود  
جواب خوب داد کہ من خود را از سنگ فضل نمیدانم چہ گونه بر کعبہ کہ قبلہ عالمیاست افضل  
دریم و حال آنکہ تعظیم و احترام او بر انبیاء و اولیاء فرض است و تعظیم ہر مومن فرض نیست  
بلکہ مستحب است اگر مومن صالح باشد حدیث را نمودند گفت این حدیث منقول از  
صحیحین نیست تا معتبر باشد و بر تقدیر ثبوتش مراد از مومن مومن کامل است کہ انبیاء  
باشند ہر مومن فاضل نخواہد بود بعضی از مومنان از گاو و خرد تر اند و دیگران کہ برالازم نیست  
بہر حدیث عمل کردن و عقیدہ گرفتن ثابت شود و علماء قبول کنند خصوصاً درین مسئلہ  
کہ اب عقائد است تا حدیث صحیح نباشد اعتماد نباید کرد اما طالب علمان رومی شامی  
با مدرس بحث کردند کہ مومن چہ افضل باشد از کعبہ قبول نداریم جمیع علماء و صلحا جانب  
کعبہ شب روز سجدہ می کنند و بنزاری و نالہ طواف میکنند و روی خود را بر خاک حرم  
می مالند تا از طفیل و بخشیدہ خونہ با این ہمہ خواری می عاجزی گوئیم کہ ہمہ فضل از کعبہ ایم انجیم  
عقل است و چہ انصاف است مدرس گفت لا مومن کامل افضل است ما و ترا فضل نیست  
ہر کہ بر کعبہ افضل است سجدہ و طواف را لا امر اند میکنند اگر امر میکرد جانب این گنبدین  
طرف سجدہ می کردیم سجدہ لا امر اند نیست نہ از جهت افضلیت طالب علم گفت پس سجدہ

ملائکه حضرت آدم را امر الله باشد و سجود الیه افضل باشد برین تقدیر حضرت آدم بر ملائکه  
 افضل باشد بلکه ساجد بر سجود الیه افضل باشد ازین لازم می آید که ملائکه بر انبیا افضل باشند  
 و این مذہب معتزلست مذہب سنی است که سجود الیه افضل است بر ساجد مدرس همین  
 قدر گفت شاید که این قاعده کلیه نباشد و سکوت کرد و عرض آنکه میان طالب علمان  
 و علماء بجنہا پیدا شد و گفت گوی و شهر منتشر گشت آخر چون علماء و مفتیان تقویت  
 قول حضرت جیور کردند شیخ قشاشی ترسید اندکی ترک کرد اما تعصب عداوت کی می گذارد  
 که سخن او پس اند شیخ قشاشی از خجالت و عجب سرخ و زرد میشد حضرت جیو هم قسم نمیدادند  
 و میگفتند اگر مراد تو از کعبه همین بنار و اجار است هیچ کس قفس نمیکند که مومن از سنگ  
 افضل نباشد و اگر مراد تو از کعبه و قبله اصل کعبه و حقیقت است ناچار در فضیلت مسکن  
 سکوت میکنم قشاشی گفت کعبه نیست الا همین بنار و دیوار دیگر را نمیدانم ما تو و من اهل  
 مجالس از کعبه افضلیم حضرت جیو قسم نموده فرمودند یا شیخ غلاف کعبه را متبرکی می برند  
 جائه شما کسی تبرک نمیدارد ازین قسم و متابنه در قهر و غضب شد و درون حجره رفت  
 آنحضرت چون علماء و مفتیان تقویت کلام حضرت جیو کردند بلکه بر سکوت ایشان تخریم  
 نمودند و شیخ محرم و عوان و قحادان حرم اکثر اهل مسجد خلعت اندیج علایق متوانستند  
 الا اگر حکمی بدست او بود و فتنه را بیشتر میکرد و امانت میرسانید همان مثل کفایتی  
 نگهبان غریبان است هیچ یک سر مو امانت متوانست کرد بلکه خودش خشم منده و مطعون  
 اهل مدینه شد حسد و عداوت او بین اخصال عام ظاهر گشت بعد ازین یک نیم ماه حضرت  
 جیو در قید حیات بودند از جانب قشاشی آوازی و حرکتی و سوالی هیچ ظاهر نشد زیرا که  
 بعد از مشهور شدن هیچ کس سخن او را قبول نمیکرد و بعد وفات حضرت جیو قشاشی سراوات



در رد کلام حضرت جیو کہ حاصل عایک ورتی اوست باقی ہمہ مکر و عیث و کذب افترا  
و کج فہمی است لیکن سال خود را برابر اہل مدینہ نہ نمود زیرا کہ ایشان حسد و عداوت اورا و حققت  
کلام جیو را میدہستند اما رسالہ را بہ پنهانی بہ ہندیان می نمود و نوشتہ می داد و اعانت  
خرچی میکرد و بعد لباس غیبت جوی می نمود بدین جہت بعضی ہندیان انمنی را وسیلہ  
یافتند و باسم عداوت شیخ با اولادات می کردند و حجرہ و طحام می یافتند و رسالہ اورا نوشتہ  
منتشر میکردند در سال منہم از وفات حضرت ایشان شیخ سورتی شطاریہ مقابلہ از دشمنان  
طریقہ نمود و رسالہ خود را بمعانیہ علما در آورد و حقیقت اینحال را ظاہر ساخت ملا نافع کہ علم  
علما بر مدینہ منورہ بود و رسالہ را دید و مضمون رسالہ را بجا خوان تقریر کرد و در مسجد جمعی از  
مخلصان قشاشی نشستہ بودند ہمہ تعظیم ملا برخواستند ملا نافع افندی ایستادہ ماند و  
ایشان را مخاطب نمود کہ فلانی رسالہ بر تو رسالہ شیخ شمارشتہ است از انجملہ لاعنائیت اشد  
جواب دادی در کہ از ایشان تحقیق کردہ ام حق جانب حضرت جیو است غیخ قشاشی سہو  
کردہ است و اعتراضہای بی محل نمودہ اکنون تقریر را با بنجام رسانم و سمند قلم را  
در پی ہفتاشن نہ دو انم

گر مست در جفا دل و همچنان من بہ شر منہ ام کہ حوصلہ محنتم نہ ماند  
دست بہ و عابر دارم کہ او تعالی اورا بجزائی این یاوہ گوئہ ہاش و طعن  
تشیع بزرگان دین ہر انچہ مقتضای عدست فراید  
آن کشتہ یح حق محبت ادا نکرد \* بگز بھ دوست و بازوی قاتل و عالمگو

# مناجاد بزرگاہ و اہل بیت علیہم السلام

نہا دنداجسن بے مثال	بر آتے کرے تا بد جمالت
بحق سرور ارض و سموات	بخشم نور بین جلوہ ذات
بصدق مسافر صدیق اکبر	بسمان حقیقت یاب داوڑ
بنور قاسم نیکو سر شستہ	بصدق جعفر و لا خجستہ
بحق بایزید پیر بسطام	بحق بو الحسن نیکو سر انجام
بخواجه بو علی پیر کمال	بہ یوسف داشت کو آیزمان دل
بہ عبد الخالق ارشاد ایجاد	بخواجه عارف توحید بنیاد
بہ محمودیکہ از سرار باوی	شدہ دروہر بحر فیض جاری
بحق فیض آن خواجه غریزان	زبان او ز وحدت نکتہ ریزان
بہ آن بابا سٹامسی پیر حق بین	دلش جو ہر کس آئینہ دین
بہ آن سید امیر پیر عارف	کہ بود از نکتہ ای راز واقف
الکھی از فیوض پیر سیران	کہ ہست او دستگیر دستگیران
بہار الدین چو باب فیض کشاد	درون عالمی شد وحدت ایجاد
از وسر حقیقت را پناہ	وز توحید حق را دستگاہ
بہ عالم تافت ز خویشید ہلر	نماید سینہ اسر مشق الزام
بہ اویزید خطاب نقشبندی	کہ میدار دہر فان ارچندی
کشد بر لوح دل نقشیں ہلر	بہر سو جلوہ آرا گشت الزار



زبان من زوحدت باز گردید	بدل تا نقش بند راز گردید
کہ در عالم فشاند او عطر سدر	به آن خواجہ علاء الدین عطار
کہ دستش بود از اسرار کاشف	به آن یقوت چرخ پیر عارف
کہ چشمش بود دائم محو انوار	به آن خواجہ عبید اللہ احرار
وزود لا مقام ارحمندی	از رویا طریق نقشبندی
لبش گویائی اسرار طریقت	دلش دریائی انوار حقیقت
دلش از نور عرفانی جلا خیزد	محمد زابد آن پیر صفا خیزد
حقائق راز بازش بود کاشف	به درویش محمد کز معارف
عیان میکرد اسرار ولایت	به آن خواجہ محمد کز ہدایت
حقیقت کیش عالم عبید باقی	به آن سرست نشہ ختم ساقی
تنش سبب صحرا سبب طریقت	دلش سبوح دریائے حقیقت
کہ بود و بود عارف را بہ عجبانی	به انوار محمد و الف تثنائی
کہ با حقیقت نکستہ چنانی	به اسرار ولایت راز گوئی
کہ با بین انوار تقی	دلش از لوحہ آفاق و انفس
کہ بود او حافظ اسرار مکنون	با دراکات جان خواجہ معصوم
کہ ایشان قصر ایمان شد مشید	به سیف الدین و آن نور محمد
بچرخ زہد و تقوی ماہ تابان	به آن منظر کہ بودہ جانجامان
کہ و سر سبز شد باغ ولایت	به عبد اللہ آن بحر ہدایت
کہ جانش بود محو سینے ہو	به سعد اللہ آن پیر ملک خو

<p>             دشن جو ہر شس راز حقیقت              زبانش مطلع اسرار سبحان              دل و جانم ز عشق خویش بگدا              بر این گہائے باغِ زاهدیت              درون از نور خود جو ہر ثامن              بزلف مکر شیطان مبتلا یم              بصد خواری بروئے خاک غلیلید              ز آہ ورنج درد دل نالہ کارم              بن مویم ہزاران برقِ ازخست              شرر برقِ خاک چون برقی طپیدہ              ز خجلت آلودہ رنگ زروم              نگاہے بر غزالان دارم امروز              زمین کا سے تلو کردن نیامد              ازین دستم بہ سوی آسمانست              ز فضل تست یارب کلام نیک              خدایا بودہ ام سرت عصیان              مبین کار ہر س انگیزئے من              کشا از دست دپائی من غل و بند              زویدہ ہشاک خون نابی بریزد           </p>	<p>             بر آن اشرف علی پیر طریقت              دل او مخزن انوار سبحان              بحق این وفا کیشان جان باز              بر اینستان بزم شادیت              الہی سینہ ام آئینہ زاکن              اتمی من بغفلت آشنایم              دل من از می غفلت چو نوشید              ز عصیان در دل خود شرمسارم              شرر ہای خجالت سینہ ام سوخت              پیرا شکے کہ از چشم چکیدہ              گناہنے کہ من دانستہ کردم              ز جانی پریشان کارم امروز              زمین جز خفتن و خوردن نیامد              تمنایم ز لطف بیکر آنست              بلطف احتیاجی دارم اینک              خدایا عاجزم از دست عصیان              مبین کردار عصیان خیزئے من              مراد غفلت و عصیان پسند              بر این عاجز بدہ دستی کہ خیزد           </p>
--	--



زدام مکر شیطان گریزان	ہر آید سوئے توانان و خیزان
بن زابر عنایت قطرہ باران	امیدم باشد از فیضت ہزاران
چراغ طور گردان حاسلم را	طیان چون برق از سوزش دلم را
سرمین گن بہ عشق خود جنون تاز	ز عشق این دامن جانم تھی ساز
زبانم ترجمان راز گردان	دلم محور موزنا ز گردان
بہر مویکم تجلی پر شرر کن	چراغ معرفت بر سینہ بر کن
دلم بر کن ز سر نکتہ زایت	ضمیم کن تھی از ماسوایت
دلم در یاد خود سرور گردان	مراد عشق خود مخمور گردان
ز بالم کن تجلے آشکارا	خیال ماسوئی باشد نہ مارا
نگاہی آزرودارم نگاہی	خدا یا بردم بکشا ی راہی
ازین ماؤ منی مگذار درمن	خدا یا کن نگاہ لطف بر من
حدیث نفس من باشد وصالت	دماغم رانہ باشد جز خیالت
رگ عرفان من چون برق بکشا	دل عاجز بر نگاہ شوق بکشا
دلش را کن بدایم قدس سیخیر	طیان بر جان عاجز برق تنویر

————— ❦ —————

الحمد لله الذي كتب لنا هذا الجليل من تصنیفات سرمد فضلنا ملائکة و کلیل احمد صاحب السیاسة  
 با تمام جناب مولوی مفتی محمد عبدالاحد صاحب طبع و خیالات واقع دہلی طبع گردید فقط

ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ

# فہرست انوار احمدیہ تصنیف مولوی مکمل احمد پوری نقشبندی مجددی

صفحہ	مضمون
۲	خطبہ
۳	وجہ تالیف
۴	وعید شدید دہا البنت اولیاء اللہ قدس اللہ سرہم
۵	نقل انگشتی ذوالنورین صری حجتہ علیہ
۶	اشتباه کہ بزرگان دین اپرا عوام ناسزا گویند مع جواب
۷	اشتباه دلائل و مقالات شورا انگیز مقتدایان دین اچھے و دیکھان کلمہ ضرر جواب
۸	اشتباه جماعت منکرین چرا بزرگتر سیدند مع جواب
۹	اشتباه بعضی از منکرین اصلاح موصوفانہ مع جواب
۱۰	اشتباه معاوینین این جماعت چرا دیگران شدند مع جواب
۱۱	توجیہ کلام بزرگان دین رح
۱۲	جنائے جہانگیر بادشاہ
۱۳	تحقیق مجدد الف ثانی
۱۴	تحقیق علوم و معارف
۱۵	تحقیق ولایت ابراہیمی
۱۶	ولایت محمدی و ولایت موسوی و محبت و محبوبیت
۱۷	تین وجوہ





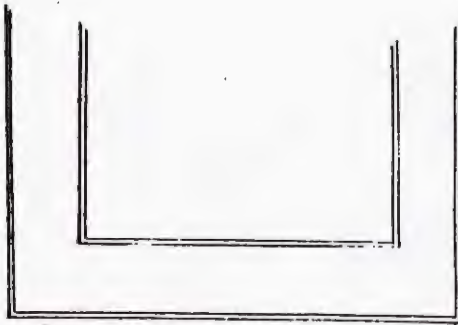












## بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل النصوص من المكتوم غايو بشت قطع هذا البلوغ فالتعريفون اوليائه ونحو القوم اعدائه من  
 جاد عليهم بالمكابرة فادهم او ادتهم او انهم فقد ازرعوا بالمجازية انطق الذي يابنه ان العجوة او يسبقه او يفوته او  
 يصاد به كلالته ثامرهم في الدنيا الاحسن و ذلك الكبر اودا سلطنة القاهرة النظارة الباهرة والصلوة عليه سوله  
 صحته ما حب المقام المحمود والمورد المورد الذي هو شافع مفضل بمجلد مع مولاه وحسنه لا يسع فيك مقرب  
 ولا يفي سركه في الامام صفا والافسار واصحابه الذين هم نجوم سماء الامت دار اما بعد فيقول العبد  
 اليك المنك بمجدتين وكيل احمد السكون في النقص في العبد حتى عفا عنه ربه بلطفه الازلي  
 السدي ان في هذا الزمان توجه الناس الى مسيح الرشد وفتح الرشد في ردها الى سبيل البرزخي  
 فكثير القليل والغال فاعقل يعرفون الرجال بالحق والجمعت يعرفون الحق بالرجال فقص جوهر  
 العيوب وطرب بطوى القلوب ولم يعرفوا انه او من من بيت العكيد واسقط من ورق التوت والعتيق  
 من النطق والسكرت كالصفحة والحوت لاكل سوداء ممره ولاكل بيضاء شمعة لا يخط بالتفكير شان الاوليا  
 فانه لا يزدل من دعا الخف ان سنا ذلك كارب الشس يستصير البسار حشيبا فالدنس للعين  
 والشس في الصبغة ففترت الذيل الى دفع الكين وحين الصبح لذي عينين حتى يرتفع الفسار وينتفع  
 الايراد من المومن لا يكون طعانا اسلم لا يكون لثانا وهو قابل بالتفكير وذلك امر عسير على اكابر العلماء  
 فليس في ذلك الرجل عليه سحر وزلة اللسان لا يتقنه ولا تده فكل بحمد وانواع ويجزي منع ان ليس عند اولي  
 الاباب من العجب ان من يزرع الشوك لم يحصد له العشب الا ترى انهم يروا الله تعالى بالانما صلاح

الحمد لله الذي جعل النصوص من المكتوم غايو بشت قطع هذا البلوغ فالتعريفون اوليائه ونحو القوم اعدائه من جاد عليهم بالمكابرة فادهم او ادتهم او انهم فقد ازرعوا بالمجازية انطق الذي يابنه ان العجوة او يسبقه او يفوته او يصاد به كلالته ثامرهم في الدنيا الاحسن و ذلك الكبر اودا سلطنة القاهرة النظارة الباهرة والصلوة عليه سوله صحته ما حب المقام المحمود والمورد المورد الذي هو شافع مفضل بمجلد مع مولاه وحسنه لا يسع فيك مقرب ولا يفي سركه في الامام صفا والافسار واصحابه الذين هم نجوم سماء الامت دار اما بعد فيقول العبد اليك المنك بمجدتين وكيل احمد السكون في النقص في العبد حتى عفا عنه ربه بلطفه الازلي السدي ان في هذا الزمان توجه الناس الى مسيح الرشد وفتح الرشد في ردها الى سبيل البرزخي فكثير القليل والغال فاعقل يعرفون الرجال بالحق والجمعت يعرفون الحق بالرجال فقص جوهر العيوب وطرب بطوى القلوب ولم يعرفوا انه او من من بيت العكيد واسقط من ورق التوت والعتيق من النطق والسكرت كالصفحة والحوت لاكل سوداء ممره ولاكل بيضاء شمعة لا يخط بالتفكير شان الاوليا فانه لا يزدل من دعا الخف ان سنا ذلك كارب الشس يستصير البسار حشيبا فالدنس للعين والشس في الصبغة ففترت الذيل الى دفع الكين وحين الصبح لذي عينين حتى يرتفع الفسار وينتفع الايراد من المومن لا يكون طعانا اسلم لا يكون لثانا وهو قابل بالتفكير وذلك امر عسير على اكابر العلماء فليس في ذلك الرجل عليه سحر وزلة اللسان لا يتقنه ولا تده فكل بحمد وانواع ويجزي منع ان ليس عند اولي الاباب من العجب ان من يزرع الشوك لم يحصد له العشب الا ترى انهم يروا الله تعالى بالانما صلاح

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



توتى لمسل جالس الفقير عدة أيام وشاهد عجائب كثيرة في الدقائق وتيتراى انه سيعير شمساً تنور بها العوالم  
استبته ولقد المجد الله تعالى من الولاية منزلة لا يرام نورها وهدى به بهدوهم بصاحبه من بعد خلقه لا يحصى عظم  
فلما ترى ناحية من نواحى المسلمين من بلاد الهند وخراسان وادوار النهر ومن بلاد الترك والنزلى الى اقصى تغر  
بالشرق ثم ارض العراق والبحيرة وبلاد الحجاز واثام وقلطانية وما والاها الا وقد نرى فيها طرقة جنة وجرس على  
السنن الملهما ذكره اليه فيقول وتيترون بل قد دخلت طرقة الى اقصى المغرب مثل قاس وغيره اوفى بنا  
محنة وضحة على طبل شاه حنة الله فوج مكانه في اوليا الله حيث اثناع طرقة في مشارق ارضه ومناياها  
وهم هذه الامة برغاب فيوضه وغرا بها ذلك فضل الله يؤتية من يشاء والله ذو الفضل العظيم فالبلاد ونهرى  
قد استلقت من صجارتها خاصة وانفتحت ليعلمهم علام اسنة اسنة دائرست معالم السبعة القليلة وتوتت  
الا كوان بجوامعهم عمارا وشرقت بنور بها شرقا وغرا فينبغى ان يناس بجاههم على حاله وبجماهم على كماله  
فان الامواج تخبر عن البحر اخبارا والافواج تشع عن الامير اشراقا قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم الروى عن علي بن ابي طالب  
رواه احمد والترمذى منهم الشيخ حميد البجلي والشيخ عبد الحى والشيخ نور محمد الفتى والشيخ قزل الغوبى والشيخ نور محمد البهار  
والشيخ حامد البهارى ومولانا فرخ حسين والسيد باقر السازك فورى والسيد محب الله المالك فورى والسيد حسين المالك  
فورى ومولانا الشيخ عبد الهادى البديوى والشيخ طاهر اللامورى ومولانا امان الله اللامورى والشيخ طاهر الحبشى  
والحاج خضر افغان ومولانا صادق الكابلى ومولانا محمد اسلم خادم والخواجة محمد باشم البرهان فورى مرشد  
ميرزاان مبارك والشيخ فضل الله البرهان فورى ومولانا حميد الدين الاحمد ابادى والخواجة محمد باشم فورى ومولانا  
غازى نو الكبراقى وسير محمد نعمان الاكبر ابادى والخواجة محمد صديق الكشمى الديوبندى والشيخ بلع الدين السهران فورى والشيخ  
احمد الدينى والشيخ عبدالقادر الابنالكلى والشيخ محمد حرى والشيخ بيلم البنورى والشيخ آدم البنورى ومولانا بدر الدين السهر  
والشيخ خضر البهلولى فورى ومولانا محمد يوسف السمرقندى ومولانا عبد الغفور السمرقندى ومولانا محمد صالح الكولابى والشيخ  
كريم الدين بابا حسن ابدالى والحاج محمد فرخى ومولانا محمد القدير الطالقانى ومولانا محمد الجيدى العصفى قران القديم  
والعصفى قران الجديد ركنى ومولانا قاسم على والشيخ حسن البركى والشيخ يوسف البركى والشيخ عبد الرحيم البركى  
ومولانا صغير احمد الرومى الحنفى والشيخ عبد العزيز النجوى المنعنى المالكى ام الحسبى والشيخ على الحق المالكى المنعنى الدينى  
زين العابدين والشيخ على الطبرى الشافعى الملى والشيخ احمد الاستنبلى الحنفى والفقيد عثمان البينى الشافعى  
والسيد مبارك شاو البخارى ومولانا حسن البخارى والفاضل توكك البخارى والشيخ المحدث عيسى المصطفى  
والشيخ محمد المنفى وكان ثمة فواده وروح كبده واولاده والشيخ محمد صادق والشيخ محمد سعيد والشيخ محمد مصوم والشيخ  
محمد فرخ والشيخ محمد بى قدس الله سرارهم صاحب مقامات عليا ونجوم سماء البهى فبهم كانوا محط الركبان من العلماء













الكلام النجى برود لوات لمرنجرى

عنه الكبر فهو واضح بغير فهم هو صريح هذا الوعيد الذى لا ايش منه اذ محابة الله تعالى للعباد لم يذكر الا فى كل  
 الرابو معاودة الاول بارون عاواه الله لا يطلع ابدا بل لا بد العياذ بالله تعالى من ان يموت على الكفر عاونا  
 من ذلك بمنه وكرمه ثم رايث الذكشى فى الخادم اشار الى ذلك حيث قال بعد الحديث وقال هذا الوعيد وهو ينذ  
 وكل الرابو فتركت فان لم تفعلوا فاذنوا بحوسب من الله ورسوله وفى فتاوى البديعى من الخيفة من اتخف بالعلم طلعت  
 امرته و كان جعله ردة انتهى فنهى واحاديث واما فيها فتعنى لندوى الابصار ومن كلام الحكماء ونصوص العلماء قال ابو اناسم  
 للبديعى فى كتاب الدلالة على ايمان الله عز وجل لم تغل الارض من قايهم يقوم له بالبحر فى دينه رضية ولا يترد حشا لمعاطية  
 فيبين به دلالة يوضح بطرقه ومن صدوله مفتون بفعل الناس عن سبيل ولا يفتنهم فى دينه وقال ابى الله تعالى ان  
 يفتح قلب عبد الحقيقة والمعرفة اول فهم كتابه وهو يوزى باو كيايه كصاحب البعدة عن اصابتة السنة ادا هم قبا  
 لادانه واهوانه وان الله تعالى لا يهتم لاوليائه من اذاهم وليا قبا من لم يصبرهم فياك واياهم فانهم حى الله تعالى  
 فى ارضه وخزى الله تعالى واقع من عاواهم وان الله تعالى اليفضيل ليعظم ويرضى لرضاهم وان الله تعالى  
 اذا اراد ليقوم خيرا ففعل كسنة وجب اليهم اوليائه اذا اراد ليقوم شرا ففعلهم فى طريق البعدة وجب اليهم وقال  
 ان الله تعالى ختم على قلوبهم لا وليائه ان يعجز نصرهم فمن اذاهم اذاهم بثلاث عقوبات اودا واحد منهن اما  
 تفريق اليوم فى الدنيا بحسبة الفهم والتكاثرا وعمر القلب عن التصديق بمواهب اهل خاصية الله اذ مولا اعداء  
 الله وقال ان الله اكرم بنى اسرائيل فى كل زمان بنى يوسف اية خص هذه الامنة فى كل اوان لولى بوفعة  
 ولهم اصابة للعنى فى الدين الحقيقة فى الاحوال رشد ادرش يدان الله يوضح به طرقة الله ويرحم بعباده  
 ويريد بادية للطبع فاذا ما يتم الارض قد ظلمت منهم فاعلموا ان الله امة قد عظمت وان الآفة قد اقررت  
 وهو طوم من امة الله وقال تعالى فى آخر الزمان طاعة من لوليا الله يدفع بهم البلاء ويصرف بهم الكار  
 فاذا عظمت فتنة اهل الارض وكثر الفساو والنجى حجب الله البصار العامة من اوليائه ودعوت قلوبهم من محبتهم  
 فعند ذلك تحل بهم السخط قال الحافظ الامام ابن عساكر فى كتابه فيون كذب المفسرى فيما نسب للامام ابي الحسن  
 الاشعري ان لوم العلماء بسوءه وبتكاسته انقصهم معلومة وقال لوم العلماء من شتمها مرض من فاتها  
 مات من اطلق لسانه فى العلماء بلاء الله تعالى قبل اموتهم يموت القلب طمخدر الذين يخالفون عن امره  
 ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقال الامام المجمع على جلالة وامايرة البواب النخشبى رضى الله عنه  
 اذا اتقى القلب الاعراض عن الله تعالى صحته الواقعة فى اوليا الله تعالى لان محبتهم دليل على  
 محبة الله عز وجل **باب** كتاب ايم باية سنية وترى جسم عار على تحب وكيف و  
 ان الحمد ورجح من الاوليا والكا طين والعلماء العالمين صحت عنه كمالات باهرة للقول واحوال

١٣



وكرامات لا ينكرها إلا السجان المحبول فيؤمن بالله وأولياءه على الحقيقة والجامع بين الحقيقة والظرفية المنتقصة من حجة  
 عليه كلمة الطرد والمقت كبرت هو قد اقبل نفسه في الامانة له من محاربة الله ورسوله ومن حارب الله ملكا ابدى  
 نفوذاته من ذلك فلما كان اذنا اوليا واليه مخدوا وكثيرهم وسبهم في الشرع مغلوطا فشمع الذيل الى جواب  
 البراهين والبراهين الفاضل النبيل والنجدي الشاهم الجليل الشيخ نور الدين محمد بيك الذي بالحق به بيان  
 فلهذا ما دعه من قوة معانية في كلامه كلمة الاسرى مسرى للارواح من الاجساد وجرى مجرى الدم من الاكباد فطلعت  
 شمس التحقيق من افق الفاروق وتفرجت نيا مجيها من خلال اثاره وتعمري قطع عنه ميدان الوصول اليه الكبريت ونفي الغما  
 وذب معانية فلم يقل فيه ولا لايث فواته ثم واثقه وقعو امنه في ظلمات ليس فيها عين الحياه فجعل التحقيق لروى فضله  
 سياحا واما بعد في سماء الكمال سراجا واما جافسيرة قلوب القبول وحيون القول كما تنقاط اطل التبان على  
 رؤس الغضب ووق الزمان فصح عبادة الاخذى والشيخ الامجد الشهابي والسيد الاسعد المفتي الذي اكلى والامام  
 الاعلى الطبري المفتي شافعي وقبلة الرحمن بن محمد المصلح الامام المالكي ومحمد بن القاضي الحنفى والشيخ الحسن المفتي حرمه اليزيد  
 ابن احمد الرشدي والشيخ الاعلم والعلو المصطفى الشيخ السيد محمد المقدمي وكفاك تجريره باصورية ففتد  
 وتفتت على السؤال الذي ستوره الشيخ صالح الاوزبك ابداى ومحمد عارف وعبد الله السدي من قواعب شيخ  
 صالح المذكور وذكره الاقوال وزعموا انهم يخرجوا من مكتوبات الشيخ الاجل الهام الكمال في طريق النقشبندية  
 بل امام شيوخ العلوم والمعارف ومشار الاسرار والطلائع العارف بالله تعالى الشيخ احمد الفاروقى المفتي النقشبندية  
 رحمه الله تعالى وادلى درجته وحيث كان مكتوب الشيخ رح بانفارسية عروبيا الى الالفاظ العربية بقدر معرفتهم و  
 مقتضى مرادهم فتود بانفس اتياع النفس وهو ما وارسلوا الى السيد محمد البرزنجي احد مجاهدى المدينة المنورة ثم  
 بعد وصول ذلك السؤال اليه طلق رسله بتكفير الشيخ الاحمد المذكور بسب الاقوال المكتوبة في السؤال للملائمة خاطر المل  
 اليه وتصدى باثبات كفره بها وسأل من قاضى المدينة المنورة ومفتيها وعلماؤها ان يكتبوا على ملك السؤال  
 على وفق مراده فاستنوا عن ذلك وردوا عليه كلاما واجوبته ليق بالعلماء العالمين عليهم ثم بعد ذلك اتى الى مكة فشر  
 فسل الكتاب على السؤال المذكور من قاضيهام ومفتيها وعلماؤها ايضا فما احدث وافقه على ذلك فاجابوه بعلومهم  
 هذا الامر الذي ارتكبه عليهم فلما يوافقك في تحكيم مسلم الاكل الكبريت لا وافقه بالكتابة من العلماء على ذلك الا انا  
 من الناس من لا سعة له بالطريقة بعضهم وافقه لملائمة هواه وبعضهم لا علم له راسا ولا حقيقة فصل حصل من  
 القيل والقال في قبيل بن الفضل وبه قول ذلك نتيج هو من اربل اية السؤال اذا علموا قوله صلى الله تعالى  
 عليه وآله وسلم لا طاعة للمخلوق في معصية الخلق فما بالكم بتحقيق العباد ولا سيما من اراد بكفيري ولنى ومو علم العباد في اوبل  
 من تجرى وان ركب لبالصا فموجب ما افتر على الشيخ احمد النقشبندية قدس سره ومكتوباته اخرج الى مفتح





مقرر عند ادائه الطلبة وفي جميع الكتب في باب الردة وطلب الكتابة ايضا من جماعة علماء النخعية  
 وشافعية فلم ينفقوه على ذلك بل اجابوه بلحن الخالف لهواه وكتب عليه شخص من الفضلاء واخذ بالظاهر الفاظ التفريق  
 المحرف مع إمكان التاويل ودافعه جماعة من لا يتأيدونهم فزادوا بعض جهال في الهندية وطمى وبعضهم نقض ما رسم له  
 في اكاذه كما لم ينجوا وليته ان يكتب فهم بل يفهم وظهر كتابه الموفق في الحلال المنسوب لاجري عليه مقضى لفظه شرعا  
 ان لم يذكره لانه عرض العلماء والاجلاء الذين لا يسلح ان يكون لمزيد التهم فلهذا من التمس بالحققة وقد عرفت عنهم بعض العلماء  
 الاجلاء في تعريضه لبقوله ولولا عتق <sup>في الاول</sup> بل الثاني تكلمنا بكيفية ما ذكرنا لكان لها نص عديد باعتبار ان العوام  
 لا يكفون الا بعبارة المسأل الخفية التي تخفى على متدبرها من العوام اعراضا عن الحكم بذلك ولكن مثل هذا من الجاهل  
 ينبغي ان يوجهوا حرجا من الخوض فيها لاجل اوصول لادانها اليه انتهى انما من هذا الامتزاز الدال على جهلها وادانها  
 لها وما لا تكلم <sup>في الاول</sup> من الاحتراز فلم يدره مع هذا القدر من الاحتراز ما كتبه وانكره بغاية الزلة والاستغفار وكيفية  
 ذلك خزانة وتفريفي سائر الاعصار قال علماؤنا اذكار الكفر قوية وقد روي عن الافضل على هذا المعنى المستمع  
 لهواه المحرف الكلام شيخنا بالشرب وخرج بالاساس وذهبت كلامه ككلام من يدين فاضلا وشركا ككلام شيخنا المذكور لفظا  
 الفارسي وعربيا بواقع فاطال حزن الطاول والمقال وقول عليه جماعة علماء اجلاء والآخرى ترك التعريب المحتج  
 الى التاويل لان البعض الفاظ اذا وقعت فارسية كلنا واذا وقعت عربية كلنا اخر قاله علماؤنا في ما كان متجذرة  
 من كتب الفتاوى كما ذكر علامته المذهب قاضي خان في فتاواه المشهورة في الشروط المفصلة للشيخ  
 رجل اشري مشيا على ان يحمله البائع الى منزل المشتري ان قال فلهك بالعربية لا يجوز وان قاله بالفارسية  
 جاز لان العربية تفرق بين محل والايفاء والفارسية لا تفرق ويكون محل بمنزلة الايفاء انتهى واصل ان  
 الفاظ المكتوبات الصادرة من شيخنا باللغة الفارسية باصطلاح القوم ولا منهم حيث كانت سالمة عما يوجب  
 وصية فالحالها شرعا لا محذور فيها ولو بوجه صحيح لا يلتفت الى التعريب لفضل الحال الى التاويل بل يترك  
 كلامهم بغير غرض او فارسي الخالي عن التعريب لموافقة الشرع الشريف كما اخبرني من تقدم ولا يكلّف  
 تعريبها وان لم يتغير معناها ودلوا بها فكيف مع التغير الموقوف في محذور لو فرض ذلك ليقع في شيخنا تعريب ذلك  
 المعنى مع برائة كما ذكره وليت شعري اتي حاجته واعية الى التعريب لكفره مسلما بماذا الاجرة وان شئت  
 بلامرء فان كفره المسلم اعظم قال في الجواز قلنا من الفتاوى الصغرى الكبرى عظيم فلا يحمل المؤمن كافر  
 متى وجدت رواية انه لا يكفر انتهى ثم قال فيه قال في الخلاصة اذا كان في المسئلة وجه وجب الكفر  
 وجه واحد يمنع التكفير فلهذا نفى ان يحمل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحميها لفظ السلام انتهى ثم قال والذي  
 يحرم ان لا يقضى بكفره لكن حمل كلامه على محل حين او كان في كفره اختلاف بلور واية ضيقة وبها الذي

الشيخ النخعي الذي عرفت ان هذا هو الذي

الکلام المنجی بر دارادات البرزخی

تفسیر اسماء الحسنى

بیان زنده و حیات در بیستم

اوین الله واعتقه ثم ان الفقير في شغل مشاغل من مثل هذه المواقف والكتابة عليها والتفكير في المواقف  
 المواقف اليومية السبع على بيانها بالمدولة العلمية او ما الله تعالى وادام حسانها على سائر البرية  
 وانا اخبرني من تقدم ذكره ان اوقع من التعريب والتحويل والكتابة عليه والمواقف لظهور اوصفي اليه مع  
 اهل العباد والاقام الفتنة النائمة الداعية الى الفساد وتخريب البلاد واضرار المسلمين والمعارفين والعلماء والعلما  
 والزاو والمشايع والجماد وطلب مني كتابة ما يسر لرفع هذه المضار العديدة بالفاظ وجيزة مفيدة فحيت على  
 وسطرت ما ذكره من الدمار والانتصار للعلماء والصلحاء المشايخ الاتقياء قال ذلك الفقير الى الله تعالى  
 عبد الله عناني زاده الحنفى القاسم بحمدته الفتوى بام القري كنه المشقة عنى عنها بمنه وكرمه وقد تقدم  
 لشرح كلمات الطببات في اثنا عشرة سنة اثنا عشر وانه والفت صاحب القرب الانسى والمقام القديسى  
 الشيخ عبيد الغنى النابلسى الحنفى المشفى نفعا الله تعالى ببركاته واندنا بالصالح دعواته في رساله  
 نتيجة علومه ونصيته علماء الرسوم فاجابني تحقيق وازال الاشتباه عن الطريق كيف لا فان الله خض  
 هذه الامه بالمعطيته قبلها وامطر عليها من سحاب كرمه وطل غيظه ولبها جبل فيهل على روى الابام طافته  
 بخصوص ولايته فانهم صفوة من خلق ومحل رعايته هم خير الامه والانوار التى نفى الظلمة وبهم نفع كل شدة  
 وزاح كل ملته **س** نهاهم حبسه لما ساقاهم في خيال الوصول عن جور الحسان في الملبس وامن  
 بار في ولا شوقا لما يوفى الجنان فيهم شغل لولا هم بذكر في دكر والتعبد في القرآن في بحور العلم اد  
 شمس السموات في ملوك الارض اقمس الزمان فيهم الكاشفون بطائف المعارف والطالعون  
 بظراف العوارف ودرت بذكرهم الاخبار ودرت في ماثرهم الانار عن الاخبار وجارت الاعاويث  
 بانهم السابقون والاعبار دونك مارواه رواة الحديث الصادقون كل قرن من امسى سابقون بهم بقاء  
 الناس وبهم ينصرون وبهم يزقون وبهم يطرودون وبهم يجارون وبهم يرفع عن اهل الارض ما يضران  
 بهم يحجب المدد ويميت وينت عباد وبقية بهم ينزل الغيث وبهم يصلح الغيث وبهم ينبت الخليفة  
 نبتا وبهم تخرج الارض بركتها وبهم تقتصر على الاصل وتندفع انواع البلاء ويصرف العذاب والابلاء  
**س** بهم ضارت ليلع الارض وتبهجت فيهم شمس سرت فيهاد قمار فيهم كل ارض تزيرون بها  
 كانهم ليلع الارض امطار فيهم الخواص ودفن حصوا بمنزلة فيهم زكركم لهم في العدا سرك فيهم لو انهم احل  
 على الله لا يفسدهم ولو انهم يزيل جلا عن مكانه لهدمه ولن تقوم الساعة حتى يقضوا لهم ولتفت من  
 حجبهم اكنتهم وعلمهم ودينهم من كل الارض ظلمهم وظلمهم وظلمهم قد قول الله تعالى نصر محمد واهله اذ هم وكرهم  
 ووجه من اناهم بحرب ينظم امرهم بل اناك حديث الفاضل في الامامة الراشدة السلاسية الذي  
 قيات في شهر ربيع الثاني



أصبحت متفتحة اوليا رتبة عاشرية ولكن من غدايب الله خاشية انما شلها مثل الالاشية ففرق الله منها  
 ١٠٠ والاشية ولا تشار منها اشية اصل انك حريت الفجرة والالام الشكرة والحجر المستقرة والكذبة المزورة الذين  
 لا يخشون من ربه ولا تنفع فيهم الذكر بل انك بنار الشاتم المكفر التفتيش الذي ليس له التعرف ولا حظ الا انك  
 ولا تعيب له الا اخلت به وهو كما لجأ على في صحرى التكلف اختلف من ادراك التصوف وما ادراك بالتصوف  
 فانه علم يعرف بكيفية ترقى الالكامل من النوع الانساني في مراتج سعاداتهم والامور العارضة لهم في وجاههم  
 بقدر الطاقة البشرية والالتبعين هذه الدرجات والمقامات كما هو حقه غير ممكن لان العبارات بنما وضعت  
 للمعاني التي وصل اليها فهم الالفاظ والالفاظ التي لا يصل اليها الا غائب من ذاته فضلا عن نومي جنة طرس  
 يمكن ان يوضع لها الفاظ فضلا عن ان يعبر عنها بالفاظ فلما ان المخلوقات لا تدرك بالادام والموهمات  
 لا تدرك بالحيالات والخيالات لا تدرك بالحواس كذلك ما من شانه ان يعاين بعين اليقين لا يمكن ان  
 يذكر علم الخلق فالواجب على من يريد ذلك ان يجتهد في الوصول اليه بالبيان دون ان يطلبه  
 بالبيان فانه طور وارطوبيا العقل علم التصوف علم ليس بعرفه الا اخو فطيشته بالحق معروفة  
 وليس يعرف من ليس يشهده وكيف يشهد صور الشمس كقوت وقال ابو بكر الواسطي الا تخون في العلم  
 الذي ربحوا بل وادهم في غيب الغيب وفي سر السر ففهم ما عرفهم واراد منهم من مقتضى الايات ما لم يروا من  
 غيرهم وخاضوا بحر العلم طلب الزايات فالكشف لهم من خوار الخوار تحت كل حرف وايتية من الفهم عجائب  
 انفس فاستخرجوا الدرر والجواهر وانطقوا بالحكمة وقد ورد في الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في رواه عن  
 بن عيينة عن حجاج عن عطاء عن ابي هريرة انه قال ان من العلم كهيئة المكنون لا يعلمه الا العلماء ربانية فاذا  
 نطقوا به لا ينكره الا اهل الغرة <sup>الغرة</sup> اي اخبرنا ابو بكر بن خلف اجازة قال اخبرنا ابو بكر بن خلف اجازة قال اخبرنا ابو  
 عبد الرحمن قال سمعت انصرا بادي يقول سمعت ابن عائشة يقول سمعت القرشي يقول هي سرار الله تعالى  
 سيد بها الى اوليا به صادات النبلاء من غير سماع ولا دسيسة وهي من الاسرار التي لم يطلع عليها الا الخواص  
 وقال ابو سعيد الخزازي اللطيف خراساني ادعوا طوما غريبة وانباء عجيبة ويكلمون فيها لسان الابدية ويجوزون  
 عنها بعبارة الانبياء وهو العلم الجوهري لقول لسان الابدية وعجزة الانبياء اشارت الى انهم بانهم ينطقون  
 وقد قال الله تعالى على لسان نبية من نطق وهو العلم الذي قال الله تعالى في الخبر وعلمنا  
 من لنا طما فان قلت كيف يصح دعوى القول بان علم الباطن لا ينال بالكسب قد شو به حصوله بل  
 لاهل الظاهر قلت لا شك ان علوم الانبياء والرسل عليهم السلام انما كان حصولها بالتوحى غالبها لا بالتفكير  
 الالهي الذي قد فهمه في بواطن قلوبهم وبرزه لهم في غالب الكشف عن الحقائق الربانية معلوم ان

فوقه التصوف والاشية  
 له شذوذا ريبك  
 على امره ربه كذا انما في كذا كذا

ليس كسب وهو واقع ايضا فاعلموا من القوم حيث انفسوا عنه بيارات الازل التي يقصر عنها نطاق لطق الى الظاهر  
 في الاصل الثاني من الشيخ تاج الدين بن سبكي في الطبقات الكبرى الفقه وذكر ان الشيخ غزالدين بن عبد السلام كان يقر من  
 يد يد رسالة القشيري مخضرة وروى الشيخ ابو العباس الرسي لما قدم من الاسكندرية الى القاهرة فقال الشيخ غزالدين تكلم  
 على هذا الفصل فاخذ الرسي يتكلم وروى الشيخ غزالدين برحب في الحلقة او يقول اسموا هذا الكلام الذي حديث عهد بربه وقال  
 الشيخ تاج الدين بن عطاء الله في لطائف المنن اخبرني الشيخ كمين الدين الاسمر قال حضرت بالنصوة في خندقها  
 فرأيت الشيخ غزالدين بن عبد السلام وروى الشيخ محمد الدين علي بن وهب القشيري وروى الشيخ محمد بن سبكي وروى  
 محمد الدين الحلي الشيخ ابا الحسن الشاذلي ورواية القشيري تقر عليهم وهم يتكلمون وروى الشيخ ابو الحسن صامت الى ان  
 فرغ كلامه فقالوا يا سبيدي نريد ان نسمع منك فقال انتم ذات الوقت وكبرائه وقد حكمتم فقالوا لا بد ان نسمع  
 منك فبكك الشيخ ساعة ثم تكلم بالاسرار العجيبة والعلوم الجليلة فقال الشيخ غزالدين فقد خرج من حصد الغيبة فوافق صوت  
 اسموا هذا الكلام الغريب القريب العهد من الله قلت وفي رواية ساقها المحققان كثير كان الشيخ غزالدين يخبر مجلس  
 الاستاذ ابي الحسن الشاذلي فيسرع تقريره في علوم الحقائق ويشاهد من انفسه العلم الذي في فقه ذلك يحصل له  
 واراد من جناب الحق ويرقص على قدميه طربا مع الربيعين وهو يقول يا مولاي هذا التقرير فانه قريب العهد من ربه فهذا  
 هو العلم الباطن الى اصل لهم من الغيب الذي من غير الكتاب واما حصوله لآل الظاهر بالحق عن الاستاذين  
 فصل في حقيقة العلوم العادية الكسبية التي تؤخذ بالتقليد وليس هذا الآن من العلم الطرقي القريب العهد بربه لكونه  
 يخرج من مقتضى العلم الذي بسبب تلقيه من الخلق ذلك الحق قال الشيخ عبد السلام المقدسي في كتابه حل الرموز  
 ولطائف الكنوز علم ان العلم علان علم الظاهر وهو الشرعية وعلم الباطن وهو الحقيقة قال رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم عليه السلام علم علان علم بالسان وعلم بالقلب فاما علم بالسان وهو حجة الله على العباد واما علم  
 القلب وهو العلم العلي الذي لا يشي الله العباد الا به فعلم القلب هو العلم القدني الذي لم يطر في السطور  
 ولم يحفظ بالدرس واما ما تلقين من التبغير واسطة كتاب ولا سفارة رسول كما ان الخضر عليه السلام علم علم  
 اللدني العلم العلي موسى عليه السلام بالعلم الوحي فقتل تلك النفس الزكية بغير نفس هذا على ظاهر الشرع معناه ان  
 محض لكن لم يتحقق فعليه علم خرافي لم ينقل من الكتب والادواق واما ما جأ وحكي من الملك الخلاق  
 فوجب على موسى عليه السلام انكار ذلك واستجابة قيا بالحمد وعلما بالشرعية اذ هو مشرع  
 ومقتدى بها فلو سكنت عن الانكار لما قام بغيره ولذلك تادب الخضر عليه السلام محبة قوله انك لمن  
 تطهير صبر او غايته الادب من الخضر عليه السلام لانه علم انه يرى منه الايقرة الشريفة فقال  
 انك لمن تطهير صبر على ما خالف الشرعية ثم لما اعلم الخضر عليه السلام بالعلم يد حل في علم الشرعية

في بعض مبدئين اسم طه ابي القاسم الرسي الان بالكوفة ١٢



علم موسى عليه السلام ان الشريعة جسد والحقيقة روحها وقال في موضع آخر اعلم ان العلم مقدّمته فيجبها  
العمل والعمل مقدّمته فيجبها الحال فاعلم والعمل كسبي والحال ومشي قال الله تعالى والذين جاءوا فاسية زنا  
انهم ينهم سبلنا فالجادة للعبد بالعلم فاعلم والهداية مواهب الله تعالى في الاحوال وهذا معنى قوله صلى الله  
عليه وسلم لمن عمل بما يعلم مثله الله علمه المكين يعلم فالذي ورثه الله لعبده لم يكن من كسب بل الغنبل بته  
دبرته نيك من الله تعالى على نبيه فقال ولكم المكن تعلم وكان فضل الله عليكم علميا وقال الهروي  
في مسائل السارين البدعة الثالثة علم لمن اسناده وجوده وادراكه حياته ونشأته حكمه ليس بينه وبين الغيب  
حجاب قال شارح العالم بالله اكمل الدين القاشاني اى علم لا يكون الا من لدنه رغبته ومحبته بقوله تعالى  
في حق الخضر عليه السلام انما خرج من عنده ناديا ولما علمنا علمنا ولا شئت بالاسناد كسائر العلوم المنقولة  
بل اسناده وجوده وادراكه حياته اى لا يحصل بالادراك العقل والفهم كسائر العلوم المنقولة بل وادراكه شبهه  
ولما كان الحيان الذي هو الادراك البصري اجل الادراكات اطلق على كل ادراك يكون في غاية الجلاء  
فاكتفى على شهود الحقاني ونشأته حكمه اى لا يمكن لغة لبعارة تفهم معناه ولا يمكن لغة وصفه لمن ليس له  
ذلك ولا يمكن تعريفه لغيره فلا يعرف الا هو نفسه لمن ظهر عليه ليس بينه وبين الغيب حجاب للمراد بالغيب  
غيب الغيوب الذي هو علم الحق اى ليس هو الا علم الحق بعينه وهو تعليل الذاتي وتفصيل في الكواكب  
المزاهرة في اجتماع الاولياء ليقف سيد الدنيا والآخرة الشيخ ابي الفضل عبد القادر بن حسين بن علي الشاذلي  
رحمة الله تعالى فانفضل العلماء بطاير الذين كشف لهم الغطاء فشايد والجمال الاسنى وسكر المحبة المولى وحر فوه  
باسمائه المحي وصفاته العلى وتحملا من صفاته بحسن العلا وشايد واعجاب ملكوته وغرائب حكمته وعظائم آياته  
الكبرى وقربهم في حضرة قدسه وطيبهم على بساط انسه وقلوبهم بصفتها الجمال والجمال محلى وجعلها مطلع النور  
وخرائن اسلحه ومعادن المعارف والحكم وهم مصابيح الهدى وقد فهم لصالح الاعمال وخطهم في الافعال  
والاقوال وصفاتهم الاحوال وقولهم بذكره احياء ومن الارباب والاكابر وجلادته لهم اعلاهم لآيته  
واستدعى بهم القوم من هدايته وعرفهم في المملكة وتولى وتوهمهم الى النظر الى وجه الكريم قريبه واسف الدنيا  
والاخرى واحيا بهم الدين ونفع بهم المدين وجلابهم عين القلوب العيا واثاث بهم العباد واصلح  
البلاد وكشف بهم البلا عنهم الناطقون بالحق عن الحقيقة والمرشدون الى سلوك الطريقة لتلقوا بالحكيم  
من بجزر تاملت امواجها وتارحاجها فاستقرت در التوحيد في جودها ولاحت الانوار على ساحاتها  
وانضبت في الاقطار وتشتعت في الامصار فاستخرج منها الالى الكبار اودعوا من العلوم اللدنية  
جواهر الاسرار وخرقت لهم الحب العلوية فان تقوا الى معادن الانوار واستقروا على بساط الانس

العلم المنهجي بروايات المنهج

وكتشفوا عن سيرة الانبياء بالانخبار عقلت معهم الى الحركات العلوية والعلوم الالهية والافئاس الروحانية فافصح  
 لهم العلم المحصول واكتشف لهم العلم المكتنون شربت ارواحهم راح المحبة في حضرت القدس فسكنت خيرة مشاهدة  
 الجهال على بباط الانس وحادث في بجار معارف الاسرار وتنشربت في رايض مطالع الانوار فقيم الاصفا والجليل  
 والجليل القبول ولا يخفى ان العلماء انما يشرفون على قدر شرف علومهم وشرف العلوم على قدر شرف متعلقاتها  
 فعلوم المعارف المتعلقة بالبدن وهما من صفاته اشرف العلوم وصحابها اشرف العلماء وهي علوم لا يتناول اليكسب  
 وانما يتناول بالوسب وهي افضل العلوم وصحابها افضل العلماء والدليل عليها ان العلوم والمعارف اللدنية يحض  
 بها الولي والصدوق والعلوم الظاهرة يتناولها الصالح والزاهد وان فضل العلم على قدر ارتفاع صاحبه لغير  
 ولا شك ان العارفين بالله هم الذين انتفعوا وافتوا حقاً وصدقاً قال بعضهم العالم به يقدرى والعارف به يهتدى  
 ومن ابى هيرة قال خلعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم دعائين فاما احدهما فبثته فيكم واما الاخر فلو  
 بثته لقطع هذا البلعوم رواه البخاري قيل المراد من الوعاء الذي لم يثبته الاحاديث التي فيها اسما امر الله  
 كقوله اعمدوا باليمن راس استين وامارة الصبيان مشير الى المارة يزيد بن معاوية قلت اطلاق الوعاء على  
 علم بخريات معدودة غير محسنة ولا يتصور خجلة سيما ونظير العلوم الشرعية بل المراد به العلم اللدني فان قيل  
 فما معنى قوله فلو بثته لقطع هذا البلعوم قلت معناه انه لو ثبت باللسان لقطع هذا البلعوم لان تلك العلوم العار  
 لا يمكن تعليمها وتلقاها بل للقال بل انما تدرك بالانعكاس ولسان الحال كيف والتعلم باللسان يتوقف على  
 امر منها كون المعلوم ما يدرك بالعلم المحصول ومنها كون اللفظ موضوعاً بذاته ومنها كون الوضع  
 معلوماً للسامع وليس شئاً منها متحققاً في المعارف اللدنية فان ادركها يكون بالعلم المحصولي الذي  
 لا يمكن وجودها بل سبل ذلك وراى العلم المحصولي والمحصولي والى هناك وضع الالفاظ واليهيات هيئات  
 للسامعين العلم بوضعها ومن اراد ان ينطق بتلك المعارف فلا بد له من ايراد مجازات واهتمات لا يهتدى  
 الى مرادها العرفية فليخطب بعقولهم ويفهمون غير ما اولئك فيسقونه ويكفرونه كما ترى العوام يتكلمون على اولياء  
 الله تعالى من غير سبيل الى ذلك مرادهم وذلك لفضلي الى قطع البلعوم فان قيل اذا كان ذلك العلم  
 بحيث لا يمكن اخذه ولا اعطائه بالبيان وفضلي الى تلك المفردة وقطع البلعوم بالنطق باللسان  
 فاية ضرورة في التكلم بها وبما بال القوم يصنفون فيها مجلدات كالفصوص والفتوحات وراى فائدة  
 في تلك التصنيفات قلت ليس الغرض من تلك التصنيفات اعطاء تلك العلوم ولا تحصيلها بل  
 تلك الكتاب شئ من القرب والولاية بكل الغرض منها تبيين العارفين المحصلين تلك العلوم بالحدس  
 والسلوك على بعض تفاصيلها وتطبيق احوال المريدين ومواجيدهم على احوال الاكابر ومواجيدهم وتطبيقهم

بعضه من العلوم



أحوالهم وتطعن به قلوبهم كثيرا ما يتكلمون بتلك المعارف في غلبة الحال فالطريق السوي للعوام عند مطالعة  
كتبهم وسماع كلامهم عدم الانكار وحمله على ظاهره شرعية مهما أسكن بالن وديات فان كلامهم مؤيد واثبات  
أقوي لمن علمه إلى كلام النيوب كما هو شأن المشابهات فان في كلامهم مجازات واستعارات مصروفة  
عن ظاهره ليس شيء كمنها مخالفا للشرع بل هي لب الكتاب وبسته رزقا الله سبحانه بفضله ومنه فعلم  
الباطن الذين ظهروا الله على الحقائق والمعارف والحكم تارة يصفون كتبنا ونحتمل في هذا الشأن لتفتح  
بها اهل الظاهر والباطن بعض مصنفات القراني ومصنفات القشيري والشهاب السهروردي واشيخ  
تاج الدين عطار الله الشاذلي وخواجه محمد يار سا وغيرهم من الائمة الاسلام تارة يصفون كتبنا فيهم  
الاهل الباطن فقط وعلما ان الظاهر لا يفهمونه لما في ظاهر عباراتهم من الاشكالات والرموز المقتلة التي  
لا يفهمها الا علماء بالله وذلك كمصنفات الشيخ محي الدين بن عربي وابن سبعين وابن الفارض وابن جلاب  
وابن دواكين وعفيف التلمساني والياكي النجفي والاسود القطع والبي سحفي ومواقع من الاحياء  
للقراني جلها في السمكات منزهة ونفع السنوية والمصون به من غير الهد ومعراج الكليين والمنفعة ومواقع  
من قوت القلوب لابي طالب المكي وكتاب ابي نجيب السهروردي ومكتوبات خواجه محمد يار سا ومجملات  
مكايب الامم الرباني فاصحة المجلد الثالث منها رسالة السبد والعاود والمكاشفات الغيبية والمعارف  
للدينية فنهذه علوم لا يعلمها علماء السوء والوقوف ولا يكتبها مكتب الشكر والحدوث ولا تدخل عليها المحرور  
برزت من غيبات القليب الذي لا يشع به الغير ولا ينهي السيرة بناه السيرة واثبات وتلويح لاعتبارات  
وتصريح فمن كان صدق الله خاتما جوده العبد الآواه فليدخل من باب جناتها ونجس في خطا حضرها  
فيري بالاصين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ومن كان مخطئا في دركات الادب فاجده  
على عوارض الطباع مقيدة في القول والسمع والاليل يذاني كشف الغسق فليعلم العلم والهدى ليرى من سوء  
لمنة فان الحقائق من دراهمه مدارك العلوم الدينية فوق فهمه فمن لم يعلم التصوف اذامه على كغير التصوف  
بعيد جلة فان التكليف امر عظيم الخط ومن كثر انما فكاهه خبر من ذلك الانسان بانه في الآخرة في العقوبة  
الدائمة ابد الابدين وانته في الدنيا سباح الدم والمال لا يمكن من نكاح مسلمة ولا تجوز عليه في حياته ولا بعد  
مات احكام المسلمين قال العلامة السبكي في المعارض في نصرة ابن الفارض وانا واليا في الارشاد  
واذا ان الكلام قد يكون ظاهري في الشرع منكروا صاحب منزهة عن اعتقاده مورد ومصدرا وانا عا  
مولد به معنى خلاف الظاهر مؤدلا بتاويل حين باهر قال القراني رضي الله عنه وعنا به كلام القوم يشبه بهما في  
القرآن والسنة من المشابهة وقد رآل بعض علماء الكلام بعض كبار الصوفية من هذا الذي يقع عليهم

للمصنفين من الكتب

للمصنفين من الكتب





الطائفة من الفقهاء التي تنكر على الصوفية شبهة مثل الطائفة من الشرك التي تنكر على الفقهاء وقد  
جرى من علم بعد فقهاء ينكر على الصوفية الآداب بلغة الله تعالى ويكون عاقبته وخيرته ولا وجه ما تركت  
به من الفقهاء والآداب بلغة الله تعالى ويكون عاقبته شديدة فبمثل هذه الطائفة التوبة إلى الله تعالى وحسن  
النظر بخلق الله تعالى لا سيما من القطع إلى الله تعالى ورفض السبب وراء ظهور هذا الملاحق هذه الطائفة ثم  
قال فهو لا يقوم إلا بالعلم بالظواهر ولا يفيد معهم إلا السبيل من محض الصفات والمثل إلى تعالى وخاصة لفظة الله  
بهم وأكثر من يقع فيهم لا يبلغ انتباه علم ان حسن الظن وعدم التوقية هو الذي دلت عليه الاخبار  
والأمارات في الحديث لأن السبيل في الامام في الغفوة خير من ان يحل في العقوبة اليك من الظن فان الظن الكذب التهمة  
ولا تتجسسوا ولا تجسسوا ولا تباغضوا ولا تباغضوا ولا تماروا ولا تماروا ولا تكونوا عبادا لله اخانا وقال السيد عمر لا تظن بكمجة خرجت  
من اخيك سوز دانت تجلبها في الخيم مولا وقال بعض العلماء لو عاش الان عمره كله لم يمت لم يمت  
لم يأت الله عن ذلك وقال الشيخ تقي الدين بسبيل في فتاواه اعلم اننا يصعب القول بالكفر لأنه يحتاج  
إلى تحريم المعتقد وهو صعب من جهة الاطلاع على ما في القلب ويجاد الشخص بصعب عليه تحريم  
اعتقاد نفسه فضلا عن غيره واعتراض الشخص بهيئات ان يحصل وقال الامام السبيل في نشر الحسن  
مانته وانما قلنا لا يستعمل التكفير لان البسادة إلى دون ذلك غير محدودة وما جها راكب بمن التكفير  
تكليف بالبسادة إلى تكفير المسلمين مع عدم الاطلاع على قلوب الخلق ودخال اعادة التخصيص وغيره  
وعظم حرمة المؤمن الذي قتله بغير حق عظم عند الله من زوال الدنيا لا يخفى عليك انه اذا صدر من  
المؤمن كفر صريح ثم عدا وارتد عن الاسلام والعبادة لا يبادى له فتكبل لستتاب وجباة  
استجابا على خلاف في ذلك فكيف بمن لم يعلم انه كفر الكفر ونقطة تحمل مرادة التخصيص والسبب  
سبق البيان في غير ذلك فنبني التثبت والتأي في الكفر وسنك دمار المسلمين فليس ذلك بمن  
وثنى اذا قيل عن احد لفظ ظاهر الكفر ان يتأكل ويعين النظر فيه فان حصل باخرج اللفظ  
عن ظاهره من ارادة التخصيص او الجواز وغير ذلك مما قد عرفت في القاعدة الاصولية  
يسأل اللفظ عن مراده وان كان الحمل في الكلام هو الحقيقة والمعنى وعدم الاضمار وغير ذلك  
لان الغرض من ماسة إلى الاحتياط في هذا الامر واللفظ يحمل فان ذكرنا في عن الكفر ما يحمله  
اللفظ يتحمل اللفظ ظاهره او غير يتحمل العلم بذكر شيئا مثبت فان تاب قبلت توبته وان  
لم يثبت واصر على ذلك فان كان مدلول ذلك الفظ كفر مجمعا عليه حكم بكفوه وقتل مرتدا  
ويشرب عليه احكام المرتدين وان كان في محل الخلاف نظر في الراجح من الادلة فان لم يكن في الكلام

الكلام النجوى بعبادات البشرى

البية النظر في الادلة نظري في الراجح عند اكثر المحققين من اهل النظر فان كان الراجح عندهم عدم التكفير  
 ترك وان تعامل المختلف اخذ بالا حوط وهو عدم التكفير ويشي ان يستات ويته وان تم ميت  
 وان رجحوا التكفير فالحكم بالحكم به الجسم الغفير اخرج البخاري عن ابى ذر انه سمع النبي صلى الله عليه وآله  
 وسلم يقول لا يرمى رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ردت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك قال  
 النووي معناه فقد يرجح كفايه عليه فليس الراجح عليه حقيقة الكفر بل التكفير لكونه جعل افاء المؤمن كافراً فكان  
 كافر نفسه لما كونه كفراً من هو شمله واما لانه كفراً من لا يكفره الا كافر بغيره بل ان دين الاسلام  
 وقال الساجي في كتاب الارشاد والقفل ونسب الى الشيخ رضي الله عنهم مما يخالف العلم الظاهر  
 فله محال الاول ان لا يثبت اليهم حتى يصرح عنهم الشا في بعد الصلة يمتس له تادل افعال له  
 ما ولا عند اهل العلم الباطن العارفين بان الله تعالى الشا لكث صدور ذلك عنهم في حال الشكر ان  
 سكر اسبابا غير مؤخذ لانه غير مكلف في ذلك الحال فصور الظن بهم بعد هذا السراج من عدم التوفيق فعود  
 بالله من التخذ لان وسور القضا ومن جميع النواع البلاء وقال بعض العلماء ان وقائق علم التصوف لو خرجت  
 معانيها على الفقهاء بالعبادات التي القوا في علمهم لا تحسبوا كل الاستحسان وكان اول القائلين بها  
 واما يفرح منها ايرادا بعبارة مستغربة لم بالقول قال الحافظ السيوطي في فنية النبي تنزيه ابن عربي وذكر  
 البرهان البتاعي في محجة حكلي الشيخ تقي الدين البركدي ان الله الوفا المقدس الشا في قال وهو مثل  
 التصوف في زماننا قال كان بعض الاصم قارئ شير على بقراءة كتب ابن عربي يدور من انظارا وبعضهم  
 يمنع من ذلك فاستشرت الشيخ يوسف الامام الصفدي في ذلك فقال اعلم يا ولدي وفقك الله  
 ان هذا العلم المنسوب لابن عربي ليس بمتخرج له واما هو كان ماهر فنيه وقد ادعى اهل طريقه انه لا يكن  
 معرفة الا بالكشف فاذ صرح معاهم فلا فائدة في تقريره ان كان المقرر والمقرر لمطلقين فالتقرير تحصيل الحاصل  
 وان كان المطلق احدهما فقريره لا ينفع الاخر والافها يخططان خبط عشواء فيسيل العارف عدم البحث عن هذا  
 العلم وعليه القول والسلوك فيما يوصل الى الكشف عن الحقائق قال ثم استشرت الشيخ زين الدين النجفي  
 بعد ان ذكرت له كلام الشيخ يوسف فقال كلام الشيخ يوسف حسن وازيدك ان العبد اذا خلق ثم تحقق ثم غيب  
 انتمحت فاته وذويت صفاته وتخلقت من السوي فخذ ذلك تلوح له بروق الحق بالحق فيطلع على كل شيء فيرى  
 الله عند كل شيء فيغيب بالله عن كل شيء ولا يرى شيئا سواه فينظر ان الله عين كل شيء وهذا اول المقامات  
 فاذا ترقى من هذا المقام اشرف عليه من مقام هو اعلى منه وعنده التائيد الالهى راسي ان الاستبصار كلها  
 فيض وجوده تعالى لا يعين وجوده فانما هو صفة باطنه في اول مقام المحمود ثم ساطع الالهام ثم ناسك ثم  
 ثم تفرغ ثم تفرغ ثم تفرغ

الاشارة الى بيان كبره في علمه





ان الحكم فيه ما يش من عداوة اوجباته او عداوة فقد قال الحافظ الباجي الصواب عنه ان من ثبت امامته  
وعداوته وكثر عداوه فمذكوره وند جاريه وكانت هناك قرينه والله على سبب جرح من تعصب نهبي او غيره فانما  
لا تفتت الى الجرح فيه فعمل فيه العدالة والا فلو فتحنا الباب واقتنا تقديم الجرح على الملاقاة لما سلم لنا  
احد من الائمة اذ من امام الاو قد ملعن فيه طاعنون وبك فيه الكون وقد عقد الحافظ ابو عمر بن عبد البر في  
كتاب معلمي باب في حكم قول العلماء بعضهم في بعض مدعي بسند عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال اتفقوا  
علم العلماء ولا تصحوا بعضهم على بعض فوافقه الذي نفسي بيده لهم شد فاعلموا من الشيعة في زودهم ومن  
مالك بن دينار يؤخذ بقول العلماء والقرائن كل شي الا قول بعضهم في بعض فقال الامام الحنفية الشيخ الحاج الدين السبكي  
في طبقاته الكبرى بعد نقله كثير من كلام الامام ابن عبد البر بعد كل الحمد ان فقههم من قاعدتهم ان الجرح مقدم على  
التعجيل على الملاقاة بل الصواب ان من ثبت امامته وعداوته وكثر عداوه وند جاريه وكانت هناك  
قرينه والله على سبب جرح من تعصب نهبي او غيره لم يفتت الى جرحه ثم قال بعد كلام طويل قد عرفنا ان  
البراجح لا يثبت منه الجرح وان نسروني في حق من غلب طاعنته على معصيته وداووه على ذاتيه فمذكوره على جاريه  
او كانت هناك قرينه يشهد العقل بان منها حال على الوقينه فيه من تعصب نهبي او مناقشته ذمويه كما يكون  
بين النظارة وغير ذلك فبحر انفتت الى كلام ابن ابي ذئب في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في  
أحمد بن صالح لان هؤلاء الائمة مشهورون قال ولو اطلقنا تقديم الجرح لما سلم لنا احد من الائمة اذ من امامهم  
الاو قد ملعن فيه طاعنون وبك فيه الكون قال ابن عبد البر في باب عطف فيه كثير ون وضلت فيه قرينه  
جائيه لا تدعى عليها في ذلك ثم قال الدليل على انه لا يقبل في حق من اتخذه جهور الناس اماما في الدين  
قول احد من الطاعنين لان السلف قد سبق من بعضهم في بعض كلام كثير في حال الغضب ومنه ما حمل  
على المحمد ومنه ما حمل على التاويل مما لا يلزم القول فيه شيء منه وذكر من كلام الصحابة التابعين فيهم  
من النظر بعضهم في بعض شيئا كثيرا لم يفتت اليه احد من العلماء ولا يقولوا عليه لانهم مشتهرون الغضبون  
ويرضون والقول في الرضى غير القول في الغضب فمن اراد ان يقبل قول العلماء بعضهم في بعض فليقبل  
قول من ذكرنا من الصحابة بعضهم في بعض وقول ما ذكرنا في التابعين وائمة السليين بعضهم في بعض فان  
قبل ذلك فقد ضل لا يمينا وخسرنا جينا وان لم يفعل وان فعل ان يداه الله واليه رشفه  
فيقف عند شرطناه فانه الحق الذي لا يصح غيره ان شاء الله تعالى على انه ما ينبغي ان تيفقه عند الجرح  
حال العقائد واختلافها بسبب الى الجراح والجرح فربما خالف الجراح الجرح في العقيدة فوجه ذلك  
واليه اشار الرازي بقوله ونبني ان يكون المنزكون براؤ من المعصية في المذهب خفا من ان يحكمهم





في القلوب المتقوية في الظواهر والاعتقادات المحسوس فان جميع الالاديان من المسلمين وغيرهم  
 لهم تقوى على جميع في اديانهم المختلفة للفراس منهم لكن تلك التقوى ليست هي تقوى القلوب المتقوية  
 تقوى الظواهر فلا يخرج ذلك الادراك المخصوص بالال هذه الطريقة اصلا اما غير الال الاسلام فانما في قلوبهم  
 الشك والافتقار في تقوى الظواهر على جميع باطله كالزبد والصبر والتوكل والصدقة ونحو ذلك واما الال الاسلام  
 فان الايمان في قلوبهم لكن لم يكمل استيعاؤه فحجبهم حب الدنيا فاستولت الغفلة عليهم والغرور وجميع  
 الال الايمان المذكورون كلهم مسلمون وغيرهم متفقون على ادراك واحد للمحسوسات والمعتقولات لا يخفون  
 فيه اصلا خيرا لادراك الذي عند الال هذه الطريقة المذكورة قسري الالاديان كلهم يردون على بعض اعضا  
 وكيفون بعضهم بعضا باعتبار اشتراكهم في الادراك الواحدة للمحسوسات والمعتقولات بسبب اعتبارات مختلفة  
 في درجة تلك المحسوسات والمعتقولات والال هذه الطريقة المذكورة ينظرون اليهم ويرفون باهم فيه من غفلة  
 والوهم والغفلة عن معرفة الاشياء المحسوسات والمعتقولات ولا يردون فيهم الاستعداد لادراك ذلك الوهم  
 وتلك الغفلة عنهم الامموتة الله تعالى وافتح المذكور ولا شك ان معرفة المحسوسات والمعتقولات جميعا هي الاصل  
 في معرفة الله تعالى المعرفة الصحيحة الواردة في شريعة الهدى فان الله تعالى انما يعرفه العارفون بمعرفته  
 مخلوقاته وهي جميع المحسوسات والمعتقولات فاذا لم تعرف مخلوقاته لا يعرف هو اصلا ولهذا صدر علماء الكلام من  
 مسائل الجسم والعرض وتركيب الجسم من الجوز الذي لا يتجزى وذكر الملائكة السيولى والصورة ونحو ذلك وكل  
 ما يعبد من المخلوقات في معرفة الاشياء فانه مدعى في الحديث ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اقترح جنة اسرائيل  
 اول ايامه الكثرة واشي ثلاث نين بعد بلوغه اربعين سنة من عمره ثم نزل عليه جبريل بانقران عشرين سنة  
 عشرين بكة وعشرين في المدينة فويلم اسرائيل في الشئ لم يكن تعلما بانه يقسم الى جسم وعرض والى جولى  
 وصورة ونحو ذلك من مباحث علم الكلام ولو كان لا يورد عنه صلى الله عليه وسلم ذكر ذلك وبيان ارشاد الله  
 فاذا قلت لي من اين هذا الادراك المخصوص الذي يخص بالال هذه الطريقة وكيف معرفتهم لمخلوقات الله  
 تعالى المحسوسات والمعتقولات التي عرفها اربابهم سبحانه تعالى اقول لك قد كلفني بالا اقدر عليه الا الكلام  
 لا بايصال ذلك اليك بحيث ترى انت ذلك كما الى الماء الامموتة الله تعالى لك فان اردت بيان بالبيان  
 فافهم مني هذه الاشياء وهي ان الجمع متعدي ان الله تعالى موجود وحده قبل وجود الالهة كلها المحسوسات  
 منها والمعتقولات ووجوده بها حتى القديم الازلي الابدى المنفرد من مشابته كل محسوس وكل معتقولات الاله  
 وابداهم انه تعالى موجود بالصفات العلية ومشي بالاسماء المحسوسات فافتقت صفاته وسماته في الازل  
 ان تظهره المخلوقات التي هي مفصلة في علم القديم والمعتقولات كلها المحسوسات والمعتقولات مخفقات له



علی غیر مثال سابق و لا وجود لها فی انفسها اصل بل ہی معلومات فی علمه القدیم مفصلة فی العلم علی حسب هذا  
 الترتیب الظاهر و هو تعالی متوجه بها علیها و هو کلامه القدیم الذی لیس یجوز دلائل و مستی کفایت بهیذا  
 الا اعتبار وجهان من قوله سبحانه کل شیء بالکمال و وجهه ای الا فاته کما قالوا و قوله سبحانه یتوکلوا فیه وجه اولی  
 فاته و قوله سبحانه کل من علیها فان و یتوکل و وجه ربک ذو الجلال و الاکرام و قوله صلے الله علیه و آله و سلم کان الله  
 و لا شیء معه و هو الآن علی ما علیه کان جمیع العوالم المحسوسات و المعقولات معلومات الله تعالی اولاً فی علمه القدیم  
 متوجه بها لظهور الکلام القدیم کما قال سبحانه انما امرنا شیء اذا اردناه ان نقول له کن فیکون فقوله سبحانه  
 هو القول الحق و امره هو الامر الحق و العوالم کلها المحسوسات و المعقولات فی انفسها بالکمال من قوله تعالی لنبینه  
 صلے الله علیه و آله و سلم العارف به المدک هذا الادراک المخصوص بهذه الطائفة لانه ما هم و متوجه علی الصلوة  
 السلام قل جاءوا الحق اسی ظهر لی و لیکن حسنی و ذوق الباطل اسی انکشف لی بطلان الباطل الذی  
 کل محسوس و کل معقول ان الباطل الذکور کان زبور قاس قبل ان ینکشف لی انه زاهق و قسائل  
 صلے الله علیه و آله و سلم فیما رد عنه فی الحديث الصحيح اصدق کلمة قالها الله عز کلمة لیس فی الاکل شیء  
 ما خلا الله باطل و اذا نفردت بک هذا الکلام و قینت بانه حق الحق علیک بل نقدر ان تجده کما نفردت بک  
 و ندرک له طبق ما ذکره نیک صلے الله علیه و آله و سلم ما ذکرته هذه الطائفة المذكورة ببرکة متابعتهم صلی الله  
 علیه و سلم فی تقوی القلوب التتمة لتقوی الظواهر کما ذکرنا لایزال انک تقدر علی ادراک ذلک و صلاک لیکف  
 تخدیک نفسك انک تقدر ان تفهم کلام اهل هذه الادراک المخصوص بل کیف تخدیک نفسك انک  
 تقرض علیهم فیکفک فی معانی کلامهم المبرر و ده من کلامهم علی مقتضی ادراک الوهمی و غفلتک التي هی  
 محالک عن ربک ما لا الاعتدال منک و اقرأ و جرد علی خاصية عباد الله المکرین کما خاطب صلی الله علیه  
 و لا و سلم عاتمة الصحابة بقوله کما اخرجہ سیوطی فی الجامع الصغیر العلقون ما علم حکمتکم قليلا و لیکتم کثیرا یعنی  
 علی تفکركم فی عدم ادراککم هذا الادراک المخصوص لمجمیع المحسوسات و المعقولات و لیس ذلک الادراک المخصوص له  
 صلے الله علیه و آله و سلم و صلے الله علیه و آله بل للمؤمنین من کبار الصحابة ايضا کما بی بک الصديق و علی ابن ابی طالب و غیرهما  
 و ذلک باقی الی يوم القيمة فی اهل القرب من الاولیاء و الصديقین و قال تعالی فی حق من لم یرک هذا  
 الادراک المخصوص مع التکذیب تراهم یظنون انک دهم لا یبصرون و قال تعالی صمکم عی فیهم لا یعقلون  
 و قال تعالی فیهم قلوب لا یعقلون بها و لهم عین لا یبصرون بها و لهم اذان لا سمعون بها و لهم یدون مثل  
 ادراک غیرهم من الناس لکن المؤمن العاقل لیس کالکافر الغافل و اماصل انی اشرت لک فی کلامی هذا  
 الی الادراک المخصوص بال هذه الطائفة المذكورة الذی انفراد به فی جمیع المحسوسات و المعقولات و غیرهم

من جميع اهل الديان والمذاهب فان امكنه ووجدته ودفنته فثبت محال في كلهم البقية عليه فممن من غير تاول ولا  
 تحريف والقيت بازح لا شبهة فيه وان لم تقدر على هذا الادراك فالدسي الشحك به انك تنكر كلامهم  
 ولا مثالبهم ولا تدخل في تحريكه ولا تبدله كما قال الفاعل **هـ** اذا لم تستطع مشافهة في دوافره الى ما تستطيع  
 واما ان اتهم على ادراكك الوهمي وفخلك السنوية عليك ليس في رسك الا انكار كلامي واما انك على  
 ما انت فيمن الادراك فقيش حيوانا وموت حيوانا ولا دخل لك من النور المحرقي سوى الفاعل والعتيل والبد على  
 ما نقول وكيل انتهى قال الامام الغزالي في التفقيه بين الاسلام والزندقة ان حقيقته الكفر والايان وحدهما  
 والحق والضللال وشبههما لا يتجلى للقلوب المدسة بطلب الجاه والمال وحدهما بل انما ينكشف ذلك لقلوب  
 ظهرت عن اوصاف الدنيا اولاهم صقلت بالرياضة الكالحة ثانيا ثم فورت بالذكر الصافي ثالثا ثم غربت بالفكر  
 الصائب رابعا ثم زينت بملازمة حدوده والشرع طامسته فاض عليها النور من مشكوة النبوة وصارت كانهما  
 امرأة مجلوة وصار مصلح الايمان في زجاجة قلبه مشرق الانوار يكاد زيتها يضئ ولو لم تسس نار والى تجلى اسرار  
 الملكوت لغويهم بهم بواجب مبدؤهم سلاطينهم وقيمتهم دراهمهم ودنانيرهم وشرفهم رغبتهم وآراءهم جاههم حياهم  
 خدمهم غنياتهم وذكرهم وسواهم وفكرهم استنباط اهل المايضيه حشمتهم فبولاب من ابن تيمية لهم ظلمة الكفر من  
 ضيار الايمان اباهاهم ابيهم لم يفرغوا القلوب عن كدورات الدنيا بقولها ايم كمال علي واما ايضا بهم  
 في العلم الزالة النجاسة لظلال الزعفران ومثالبها سميات هذا المطلب نفس واغرس ان يدرك بالشي اقبال  
 بالهوسا فاشغل انت بشانك لا تقص فيه بقية زناك فاعرض عن من تولى عن ذكرنا ولم يرد الآلهة الدنيا  
 ذلك منهم من العلم ان ربك هو اعلم من نسل عن سبيل وهو اعلم من امتي انتهى والعجب كل العجب انه قال  
 سيد البرزخي ان السلطان العادل اوزبك زيب امر باسماية اولاد الشيخ احمد حجة الله عليه مريد الحق  
 لهم وهو لا بد ان البسمة خرقه الخلافة العروة الوثقى فاجاب محمد معصوم صاحب المكاتب المشهورة فلما كان السلطان  
 يرمي له الشيخ الجليل في كل وقت فاجاب اولاده اومر مريد فان هذا الابن ان صرخ وانفجر فخرج لما عرفت هذا فالتان  
 علي في ردك ان سيد البرزخي رب في رساله اولاد من مقتنيات صحبة في نفسها كانه كانه المسلمين لا ريب  
 فيها وبنى عليها خدشات وخدشات مع انها مشقة من خدشات لا يبي على واحد منها في نفس الامر على كلها مشقة  
 على زعم الفاسد وفيه كاسية فالمقدمة الاولى منها ان النبي صلى الله عليه واله وسلم افضل الكائنات  
 واشرف المخلوقات وكرم المخلوق على الله تعالى من الجن والانس والملائكة فضلا عن المجدات وقد كمل  
 الاجل على ذلك غير واحد من الحفاظ والمقدمه الثانية ان نبيا صلى الله عليه وآله وسلم باب الله  
 الاعظم لا يصل الى الله تعالى احد الابواب سواه كان تقدمه في انفسنا وناظره والمقدمه الثالثة



ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يخرج من الدنيا الا قد اكمل واستوفى الكمال الممكن في حق البشر وادله  
 بين وجه الكمال الممكن حصوله له الا وقد تصف به في حياته صلى الله عليه وآله وسلم والمقدمة الرابعة  
 ان الانبياء وكلهم لا يبلغوا احوالهم ولا تعنى واهم احوالهم في قبورهم وانهم يعبدون الله تعالى في البرزخ  
 ولا تقطع اعمالهم به البرزخ وان صورتهم البشرية لا يتغيرم وان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم باق على رسالته  
 وتصفت به باليوم القيامة قال الله تعالى في حق الشهداء ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل حيا  
 عند ربهم يزكرون الآية وان كان الشهداء احياء برض الفرائض فما بالك بالانبياء الذين هم فوق الشهداء برتبة  
 ومرتبة والمقدمة الخامسة ان هذه الامة افضل الامم نص قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس وان  
 افضل هذه الامة الصحابة رضوان الله تعالى عليهم انا اكشف الحجاب عن وجود الابرار والابرار متمسكا بازال عطية  
 للرباب واقوال بعض اولي السالكين والاصحاب الى المخرج والباب المقالة الاولى فيما نباه  
 على المقدمة الاولى قال فنبى على المقدمة الاولى بطلان قوله تفضل الكعبة على النبي صلى الله عليه  
 وآله وسلم لانها خلق من المخلوقات بل جزء من الارض وهي جزء من الدنيا التي خلقت لاجله صلى الله عليه  
 وسلم وقد مر انه صلى الله عليه وسلم افضل المخلوقات واكرمها وقد دلت الاحاديث لصحة الصبرحة الكثيرة  
 على بطلان هذا القول بل نقول مطلقا ان المؤمن افضل من الكعبة والاحاديث دلت بنصها على  
 اكرمية المؤمن وفضلته على الكعبة فضلا عن سبب المؤمنين في الدنيا والآخرة وان موضع قبره صلى الله  
 عليه وآله وسلم الذي ضم اعضائه الشريفة افضل بقلع الارض من الكعبة والبقرة انما تشرف به صلى الله  
 عليه وسلم وكيف يكون الكعبة افضل منه اقول بانه هذا القول من ليس على المقدمة الاولى دلائل كلام  
 المجدوح بل على فهم الغرض المعنى من غير التصوف وذاك اهل الصلاح بل تنهض البارى بغير صلاح  
 وهو لا يعرف ان نصرة الحق شره ونصرة الباطل سرف فاعلم ان المجدوحه الله لا يفضل الكعبة  
 على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بل لا على احد من المؤمنين وهو بصدد بيان تفوق حقيقة الكعبة والحقيقة  
 الاحمدية على الحقيقة المحمدية حسب مذاق المتصوفين وقد بينا في موضع عديدة بتفروقات مفيدة قد خفت  
 على البرزخي لعدم باصفي في التصوف فاطال الكلام لفقدان التعون قد سمعت اتم الفائدة على  
 على دنياكم لم صنع فانه اخاف في البدء والمادة ان حقيقة الكعبة الزانية فوق حقيقة احمدية على ظهرها  
 الصلوة والسلام ونتيجة وقد فصل هذا الامر في كتاب تسع دلائل من الجبل الاول فكان له الرجوع الى الكعبة  
 فنقلته في ردكم انه انما نشأ ذلك التوهم من حمل لفظ الفوق على معنى الانفصالية مع انه ليس كذلك فان الفضيلة  
 بمعنى كثرة الثواب هو لا يتصوره في شئ من الواقت ان الملائكة وان كانوا فوق البشر يعني في بعض الامور

لكن لا فصلية بمعنى كثرة الامور باللبس وحمل لفظ الحقيقة على ذات الشيء وتخصيصه ليس عند المتصوفين فان  
حقيقة الشيء عند بعضهم كسم الشيء هو مبدء تعين ذلك الشيء بوجوده وذلك الشيء كاطل في تلك الاسم والاسم والاسم  
واسطة التعريف بين الحق والخلق فسمية وذلك الشيء كما ان الشان الذاتية واسطة بين ذلك الاسم المقدس وبين  
الذات النورية المعلى على اجرت طهره بعبادة الالهية من توحيد الرباط ورعاية الناس سبب من الغيظ  
المستفيض قال الشيخ محي الدين بن عربي قدس سره في رسالته القدس ان الاكوان ظلال اسماء الالهى و  
الاسماء ظلال لمشيرون الذاتية وعند اكبر درجاته تعالى عليه باقتدار ظهور الله تعالى مراتب الاول مرتبة  
الائقين وهو مرتبة الذات المحبت وقد الصوفية يطلق عليه هذه الاسماء الالهية الذاتية والاحدية المطلقة  
واحدية البصر والعالم الالهوت وانك الازل وخفاة الخفاء ويطون الجلون وفيه الهوية والثاني  
مرتبة تعين الوجودى كحسى والثالث مرتبة الحياة والرابع مرتبة العلم الجلى وهى مرتبة الوحدة والثان  
التفصيلى وهى الوحدة والاعيان الشابتة وهى مرتبة الاسماء عند القوم وعالم الجبروت والحقيقة المحمدية عنده  
عبارة عن الاسم العظيم وعنده مرتبة الاسماء ومرتبة الوحدة والعلم الجلى ايضا وهذه المرتبة كلها قديمة لا تبتدئ  
بعضها على بعض بالذات لا بالزمان وللعالم مراتب الاول مرتبة الارواح وهو عالم الامر الملكوت والثاني  
مرتبة عالم المثال والثالث مرتبة عالم الشهادة وهو عالم الخلق والانسوت وقمره صلى الله عليه وآله وسلم مركب  
من عالم الامر والخلق وكسبه صلى الله عليه وآله وسلم احد باعتبار عالم امره ومحمد باعتبار عالم خلقه واسم الله تعالى  
الذى هو مرتبة عالم امره وهو منزه ليقال له الحقيقة الاحمدية وهى العجوة بحقيقة الكعبة واسمته تعالى الذى هو مرتبة  
عالم خلقه ليقال له الحقيقة المحمدية والادب بالحقيقة المحمدية التى فوقها حقيقة الكعبة التعيين الاسكانى النورى والحقيقة  
الكعبة التعيين الوجوبى قد افاد في الكتاب السبع والمائتين من الجمل الاول بالاعراب ويتبع ان تعليم ان حقيقة  
الشخص عبارة عن تعين الوجوبى الذى كان التعيين الاسكانى ظل ذلك التعيين الوجوبى وهو اسم من اسماء الله  
الاعين والقدير وان حقيقة الشخص كما يكون التعيين الوجوبى كذلك يكون التعيين الاسكانى الذى هو طهرته الهى  
لمحضه فقط الحقيقة لا تطلق على الله تعالى بل على اسم من اسماء الله تعالى الذى هو مبدء تعين ذلك الشيء  
وحقيقة الوجوبية فلا يروى عليه ان اسماء الله تعالى توقيفية اذا عرفت مصطلحاته فاعرف ان لبنيا صلى الله عليه  
وآله وسلم فى الطوارة والوارة كما لا يخفى ومقامات الاستقصاء فله عليه الصلوة والسلام باعتبارها الوجوبية  
دارشاده لانه العالم الظلماني اسم مبارك هو محمد صلى الله عليه وآله وسلم ناش من حقيقة واسم الهى سباب  
مرتبة هذا العالم السفلى اسمها سبى بالحقيقة المحمدية وله عليه الصلوة والسلام بالعبارة وجود الرهاني السرى  
بعالم الملكوت النوراني اسم آخر وهو اخوان من اسم فشان ابي هو مبدء وصل الحقيقة المحمدية سباب

الاسماء البراءات لله عز وجل



مرتبة ذلك العالم العلوي المسمى بالحقيقة الاحمدية والمعبرة بحقيقة الكعبة الربانية اى منزى الكعبة ومثبت اوله عليه  
الصلوة والسلام وراى الذين يتعين بها كالحجاب الطبيعية عوجا لا تشد واسرار لا تشد واليبس  
قوله عليه الصلوة والسلام الى مع الله وقت لا يسنى فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل وبها يلزم قوله تعالى ان كان  
فاب توأمين اوداني وهو محمد واستر الاصطفاى المحبوتية الصرفة وهو مناط الفضل ومدار التفوق فثبت  
لان التفوق انما يبنى لبعض كماله ومرتبة عليه الصلوة والسلام على بعض وان حقيقة الكعبة الربانية لبعض  
حقائق العالمية وبخبر من حقيقة الجامعة ان الله فظهر انه ليس بذاكر تفصيل الكعبة على من صلى الله عليه وسلم  
كما في البرزخي بل بهت ذكر سلكه لشبهة للتفوق فالاعراض سقطت وظللت وبقي ان تكلم ان فضل الحقيقة  
على الحقيقة لا يوجب فضل الصورة على الصورة يجوز ان يحصل للصورة مع حقيقتها التى هى ربها قرب  
وانصال ثم تيسر للصورة الاخرى وهذا انما نحن فيه المهر من ان تخفى لان كمال القرب انما هو بافتار والبقر والعرج  
المنحوس بالبشر والانتان الكمال له مقام معلوم ثم علم ان لفظ الحقيقة المحمدية فى عبارات المجد عليه الرحمة  
يطلق على معان مختلفة فثبت بالحقيقة الاحمدية والكعبة الربانية يراد بها ما ذكرناه سابقا وتسمى ذكرت  
مطلقا تقصد بها حقيقة الجامعة الحقيقية المحمدية والاحمدية والكعبة الربانية وهى المعبرة بحقيقة الحقائق وهى  
الحقيقة التى لا داسطة فيها وبين الذات المقدسة كما ذكره فى آخر كتابه قبل دصاله بابايم طيلة ان الحقيقة  
المحمدية فوق جميع الحقائق انتهى فآل عروة الوقتى محمد محصور عنه الله فى الجلة الثانى من مكاتيبه بما تعز به  
ان حقيقة الكعبة ناشئة من مقام المبودية والسجودية التى هى ذات الله تعالى باعتبار ان من شيواته  
واعبار من الاعبارات للذات المروءة من النسب والاعتبارات حاصله ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم  
مركب من علم الامر ونطق ولما كان محمد الاول يطلق عليه صلى الله عليه وآله وسلم باعتبار الاول  
والثانى باعتبار الثانى والحقيقة الشيدونية الاجالية هى باصطلاح القوم تعين الاول والحقيقة التفضيلية  
هى تعين الثانى باصطلاحاتهم فظل تعين الاول اسماء الله تعالى وظلها عالم امره عليه الصلوة والسلام  
وظل تعين الثانى عالم امره مع خلقه عليه الصلوة والسلام بجمته فخره روح فى التعين الاول مراتب شريفة  
وفيه شان الاحمدية والكعبة وشان فوق شان واعلم ان عند المجد روح الصفات الزائدة على الذات  
موجود بوجود زائد وهو زبب جمهور التكليين فى شرح العقائد لمولانا جلال الدانى ولاكن هم يخالفون فى  
كون الصفات ضمن ذاتة او غير ذاتة او لا هو ولا غيره فذهب للعترة والعلامة الى الاول وجمهور التكليين  
الى الثانى والا شعرية الى الثالث انتهى ومقامها دار الصفة العلمية التى هى فى مراتب اعلى وتعين اعلى  
الجل تعين اول صفته العلم الذى من الصفات الحقيقية الزائدة ولا تعين الاول لذاته تعالى كما هو عند القوم

لان الصفات عندهم من الذات فالحقيقة المحمدية اى النبي الاسكاني في حقها حقيقة الكعبة لاشك فيها وهى الشان  
 الروحاني في تعبير الاول وتوجيها اليها في المصالح ففتح قوله في المبدأ والمعاد بما اقر به ان حقيقة القرآنية وحقيقة الكعبة  
 الربانية فوق الحقيقة المحمدية على منظرها المصلوة والسلام انتهى وليس في المبدأ والمعاد لفظ التفصيل ولا لفظ الافضل  
 بل لفظ الفرق قال العلامة الشافعي المشتق في نتيجة العلم قوله ان حقيقة الكعبة افضل من محمد صلى الله عليه  
 وآله وسلم وهذا معلوم من حيث هذا اللفظ المذكور عند ادراك الخاص فان حقيقة الكعبة بيت الله الجامع لمجى الانعام  
 والصفات وشيخ البراءة اخبره صلى الله عليه وآله وسلم بان الحجر الاسود بين الله في الارض وبيت الله الجامع  
 المذكور هو الذات الالهية وهو حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم في غيب الغيب والمراد بالحقيقة الخالق البارئ  
 المصور للكعبة ولمحمد صلى الله عليه وآله وسلم ولا شك ان معنى حقيقة شئ ما به الشئ هو موجود على المعنى الذي عند اهل  
 الادراك الخاص المذكور لا عند غيرهم من اهل الرسوم الناطقة والخالق البدي المصور هو الذي بكل شئ هو ذا الشئ  
 فان الشئ ليس شئاً بنفسه بل بمخالقة البارئ المصور له فما دام الخالق البارئ المصور قائماً على شئ حان الفاعل  
 بارئ المصور الذي قد كاشف الشئ هو ذلك الشئ فان شئ تعالى هو حقيقة الكعبة عند اهل الادراك المخصوص وحقيقة الحق  
 تعالى لاشك انها افضل من محمد صلى الله عليه وآله وسلم لانه صلى الله عليه وسلم مخلوق لا انها افضل من حقيقة  
 محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهو لعل افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وآله وسلم وامانت يا سيدي فلا تفرق  
 الحق تعالى القيوم على كل شئ الذي كل شئ مالك فان الاوجه الازالة الحقيقية جلت وعلا وتنزه وتقدس عن  
 مشابهة كل ما صدق من الاشياء انتهى قال وقد علمت ان السجود لله تعالى من حيث القبلة لثقتي بفضلها  
 على احاد المؤمنين فضلاً عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولما ردوا علي في قوله كما ان صورة الكعبة مسجود لها  
 للصورة المحمدية كذلك حقيقة الكعبة مسجود اليها للحقيقة المحمدية انه يلزم من افضلية صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله  
 عليه وسلم عين ان حقيقة الكعبة افضل من حقيقة محمد صلى الله عليه وسلم والحال ان من المقرب للعلم  
 من الدين انه المقصود من خلق العالمين ولولاه لما خلق الافلاك قال في الجواب ينبغي ان تعلم ان صورة  
 الكعبة ليست عبارة عن الحجر والمبدأ لو فرض صحتها كانت الكعبة كعبة ومسجود للخلائق انتهى فكان التزم  
 افضلية صورة الكعبة على الصورة المحمدية فمن عجب من الحجر والمبدأ ان لا يكون فضلها على جسم محمد صلى الله عليه  
 وسلم وقال في الكتاب الرباني فانه الكعبة لسجود اليها الخلق ليست هي المسجود لغيره ولا اسقف والجدان لان تلك  
 لو زالت كانت الكعبة كعبة مكانها وانما الكعبة لها طوره ولا صورة لها وهذا من عجب العجائب انتهى ولا ينبغي ان  
 هذا انكار الضرورية من الدين ويلزم ان ابا بريم ومجمل لم يتينا هذا البيت وان الطواف لم يلزم به وانه لا  
 يكفر باثنته وتلخيصه بالفاذريات ولا يندب ان किसी الى غير ذلك من المفاسد ثم ان هذا ليس سجوداً للكعبة





السلامة المنجي بر و ايرادات البرزخي

[illegible]



ان الله تعالى يريد تاييدي فثبته الله على ذلك وزال خرمي الذي كنت اجد في و الله فيما تحيل لي قد انفتحت  
 عن الارض لقواعد مشرفة الاقبال كما يثمر الانسان اذا اراد ان يثيب من مكانه يجمع عليه ثيابه كذا خيلت  
 لي فجمعت ستور القشب على و في صورة جارية لم اصوره احسن منها ولا تحيل احسن منها فارجلت ابيتا  
 في الحال اغالبها بها و تستر بها من ذلك الجرح الذي عاينته منها فمزلت اثنى عليها في تلك الليالي و هي  
 اتسع و تنزل لقواعد على مكانها و تظهر السرور بما اسمعها الى ان عادت الى حالها كما كانت و اثنى به و شكر  
 الى بالطواف فزيت نفسي على السجود و اثنى بفضل الادب و يضطرب من قوة الحال الى ان سرى عني و  
 صاحبها و ادومتها شهادة التوحيد عند تقبيل الحجر فخرجت الشهادة عند تقبيلها و انا انظر اليها بعيني في صورة  
 سلك و انفتح في الحجر الاسود مثل الطاق حتى نظرت الى قعر طول الحجر فرائية نحو ذراع فالت عنه بعد  
 ذلك من راي من الجدارين حين انقرق البيت فعمل بالقبضة و صلح شانه فقال لي رايته كما ذكرت في طول  
 ذراع الانسان و رايته الشهادة قد صارت مثل الكرة و انتقرت في قعر الحجر و فطبق الحجر عليها و الله ذلك  
 الطاق و انا انظر اليه فقال لي هذه امانة عندي ارفعها لك الى يوم القيمة فشكرت الكعبة على ذلك و من  
 ذلك وقع مصلح بيني و بينها فحاطبتها بتلك الرسائل السبع فزادت لي فرحا و ابتهاجا حتى جاتني بشري  
 على لسان رجل مصلح قال لي رايته البارحة في النوم الكعبة و هي تقول سبحان الله في هذا الحرم من  
 الطواف في الاطلاق و منك لي باسمك و ما ادرى اين انت من الناس فخم فبت لي في النوم و انت طاف  
 بها و حرك قال الراوي فقال لي انظر اليه بل ترى طائفا آخر فقلت لا والله ولا اراه انا فشكرت الله  
 على هذه البشري من مثل ذلك الرجل فذكرت قول رسول الله عليه و آله و سلم في الرويا الصالحة انه يراه  
 الرجل المسلم او ترى لانه يستبى فذكرت ان الكعبة ليست عبارة عن الحجر و المذود و الجدران و لم تقف فقط  
 بل هي غير ذلك كما بينت فطبل القول بان الكعبة مخصصة في الظن و الحجر و المذود و الجدران و اسقف فلو كانت الكعبة  
 اسقف و الجدران و المذود و الحجر و الالهة المخصوصة العارضة بالبنار بتكريب السقف و الجدران فيلزم  
 محذورات اولها انه على هذا التقدير يلزم انه لو اهدمت الكعبة و العبادات بائنه و انفتحت لا تجوز السجدة  
 الى الفضاء و ليس لك و ثاينها لا تجوز البنار و تبديل صورته بل يحرم لانه بالتغير تغير الكعبة مع انها  
 قد بنيت الكعبة كرات و مرات كما ثبت بدلالة التاريخ و ثا كشها على هذا التقدير لا تجوز هصوله في قعر البر  
 و على شاطئ الجبال و الاطلاع المرتفعة بل على سطح الكعبة لانه لا يجاوى الكعبة على هذه التقادير و ما قيل  
 انه يلزم ان ابراهيم و اسمعيل لم يبنيا هذا البيت و ان الطواف لم يلزم به و انه لا يكفي بامانة و تعلقه بالافادات  
 و لا بد من ان يخطى فاحس فانه كيف يلزم من كون الكعبة الفضاء هذه المحذورات فصلية بيان

وجه اللزوم فانما كان البيت في خبر من ذلك الفضاء العبر الكعبة اجرى عليه الاحكام المذكورة فانه لا ريب ان  
 البيت واقع في ذلك الفضاء فيعظم ويقل ويجرى عليه حكم الكعبة بهذا الاعتبار ولكن في حقيقة الكعبة سجود اليها  
 كما سألنا والكعبة ليست هي البيت بل الفضل على اطلاق البيت على الكعبة بالغة لانهم على اثره والبيت الحرم المشي  
 من الحج والطين الكعب من الحجر والاسقف واقع في الفضاء العبر الكعبة لهذا يجوز اطلاق احدهما على الآخر ويجوز احكام  
 الكعبة على البيت فلا يلزم منه الاتحاد في المفهوم ونظيره المصاحف الموجودة في ادينا فان العامة في العادة في العادرات  
 كقرع ان كلام الله تعالى حقيقة والبنات هو الكلام النسخي القديم والقبلة المحجة لثمة وعرفا يصطلي الى نحو ما في الارض  
 باستدلال السامع السابقة مما يجازى البيت فالتبلي لثمة والكنات انهم من الكعبة لكن بحسب العرف كانت ميخا  
 المسلات قال العيني في شرح الهداية وفي التنظيم الكعبة قبله من في السجود والحمد والحمد قبله من بمكة ومكة  
 قبله الحرم والحرم قبله العالم وبه قال ملك قبل هذا على التقريب فاما على التحقيق فالكعبة قبله العالم ولا تجزئ  
 يثمة بنار الكعبة ولا يثمة الحجر الاسود لان القبلة العرصة الى عنوان السمار لا النار لان البناء لو وضع في مكان  
 اخر فصلى اليه تجزئ والى العرصة تخريه وكذا وصل على ابي قيس يجوز وان لم يقابل البناء في نتيجة العلوم وقوله  
 وانهما اى الكعبة مع كونها من عالم الخلق فليست هي الحج والطين والسقف والجدران يعني ليست هي ذلك  
 فقط كما ان الانسان ليس هو الجسم الظاهر فقط بل حقيقة الانسان باطن ذلك ايضا وامراده باعتبار عالم الملكوت  
 الا على وجه حضرة الروحانية وقوله بل لا صوره لها اى الكعبة يعني في عالم الملكوت لانها الروح الاعظم المخلوق الذي  
 هو من امر الله تعالى لطوف بالروح كلها الناصية عنها وقوله وحققها اى الكعبة هو المعنى اى المقصود  
 الذي صار مبدء لسان الاسم العليم والذي صار مبدء لسان الاسم العليم هو الذات الالهية واما اختصت  
 الكعبة بالشارة اليها بان حقيقتها اى الذات العلية مع ان حقيقة كل شئ كذلك كما ذكرنا لما دروني في اشارة  
 من الاهتمام بشارتها في استقبالها في الصلوات والطواف بهادون غير من جميع الاشياء وان قال تعالى  
 ايما توفوا فتم وجه الله ان الله واسخ علم فللكعبة جنة ثلاث اعتبارات الاول من حيث كونها هي الحج والطين  
 والسقف والجدران وهذا أصل نظائر الرسوم وكلها وجوب الاستقبال في الصلوات وجوب الطواف بها في الحج  
 والحرمة وهذا أصل الاجسام انما في كونها اطراف روحانية شريفة فانما يامر الله تعالى لاصحة له وهذا أصل نظر العارفين  
 في استظهار الانوار الالهية والاستمداد الرباني وهذا أصل الدواعي الثالث حقيقتها الالهية التي نشأ عنها  
 كلام النبي المذكورين وهي الحقيقة الالهية والذات الربانية من مظهر الاسم العليم كل شئ وجه الالهية من الالهية  
 المذكورة انتهى قال فان قلت قد صرح قدس سره في شرح الطحاوى والهداية والبرزخية وغيره بان الكعبة  
 هي العرصة والهداية الى عنوان السمار ودون البناء لانه متقل وهذا خلاف ما ذكرتم قلت قد صرح قدس سره خلاف



أذكره هذا الجبل من ان الكعبة لها ظهور وليس لها صورة ومن ان صورة الكعبة تجزأ عقل عن تخفيفها كما يأتي  
 قريباً لان كلام من العرصة والهوار يخصها العقل والعرصة لها صورة فهو ايضا خلاف اللغة وفلان مصطلح شرع  
 فان مدعوا يقول جعل الله الكعبة البيت الحرام فصل البيت الحرام علف بيان الكعبة والاعاديت مدح بل انهم  
 ويسمى نالاً امر ببناء الكعبة ويجزأ الكعبة في السوفيتين من الجنة ويرفع الله الكعبة البيت الحرام الى البيت الحرام  
 وجي زوت الكعبة الى غير ذلك مما يطول ذكره ومن ثم عرض صاحب الغاية بان الكعبة هي البناء المرفع مأخوذ  
 من الاندلس والنمو ومنه الكتاب فكيف يقع الكعبة هي العرصة والصواب ان القبلة هي العرصة كما ذكره  
 صاحب المحيط انتهى من البحر الرائق وقد بينه لما قال صاحب المحيط المتأخرون كالزبيدي وصدر الشريعة وابن القيم  
 وغيرهم فغيره بالقبلة دون الكعبة فتبصر اولئك محمول على أنهم يجوزوا عن القبلة بالكعبة وهو لا يأتي ان الكعبة  
 حقيقة هي البناء أقول ما أولاً فانه ان شئ اذا خلا من مقصوده لمنا وفي هذا المقام اعترف البرزخي بالجبال  
 والعقل بان مسالك قدام تخفية ان الكعبة هي العرصة والهوار فالان يظهر الحق الواضح والصدق اللامح غلم  
 بين مجال لمائة قايح وتجاديل غير ناصح فاقه ارض البرزخي وكفهمه ربح الى قدام تخفية فغوز بانه منه  
 يا طبع جليل السال تكلم به استحق على الراي لا تستحق على الجبل قال فقهاً بحقيقة والمالكية ان الكعبة القبلة  
 عندنا هي البقعة المحدودة التي السمار ودون البناء والبناء تبع وعلاوة لعرفة القبلة حتى لو وضع هذا البناء  
 في موضع آخر لا يجوز تخطيطه ولو انه قدم البناء والعيان بانه كانت الكعبة باقية بدليل ان الانبياء والاولياء استقبلوا  
 وطافوا بهذه البقعة بعد الطوفان مدة الفين ومانين دارين سنة ولكن هناك بناء وعند الشافعية كذلك  
 الا في حق من يصلي في الكعبة او على سطحها فانه فرض عليه ان يستقبل الى البناء اقله قدر ثلثي اذرع حتى يصلي  
 داخل الكعبة موجبا الى الباب المفتوح لا يجوز عندهم الا ان كانت البنية مرفعة قدر شبر او زيادة بدليل ان النبي  
 عليه الصلوة والسلام صلى داخل البيت موجبا الى الباب وامر برفه اليه ولو لان الكعبة بناء عاودا شخص لما  
 امر برفه الى الباب وقال بعضهم قبله داخل البناء وقيله الخارج ايضا البناء فاذا لم يكن البناء ولا ان شخص  
 يقبل الى البقعة ضرورة والتكلم اسم البقعة والعرصة فالان هو الصواب كما هو في الجرائد والامانة  
 واني قد ذكرت اصطلاح المجدد رحمه الله عليه فذكر الخلاف كرات ومرات لا طائل تحته ومن ياتل في اصطلاح  
 يوف ان حقيقة الكعبة هي تجزأ عقل عن تخفيفها وادان حقيقة الكعبة والعرصة والهوار والبيت الحرام الموجود  
 في العيان الواقع في فضاء الكعبة فقال عز من قائل جعل الله الكعبة البيت الحرام وان كان الكعبة هي  
 البيت الحرام حقيقة فانه متمم فكيف يتعلق بجبل ميمنا اذا جعل يقضي نسبة الامكان للجبل كالجبل اليه  
 وليس لا ينفك عن فاته جعل الذات من ذلك الشئ بالغير لا ترى ان النسبة بين الذات والذات هي

له فخره في هذا الباب من ان الكعبة هي العرصة والعرصة هي البناء المرفع مأخوذ من الاندلس والنمو ومنه الكتاب فكيف يقع الكعبة هي العرصة والصواب ان القبلة هي العرصة كما ذكره صاحب المحيط انتهى من البحر الرائق وقد بينه لما قال صاحب المحيط المتأخرون كالزبيدي وصدر الشريعة وابن القيم وغيرهم فغيره بالقبلة دون الكعبة فتبصر اولئك محمول على أنهم يجوزوا عن القبلة بالكعبة وهو لا يأتي ان الكعبة حقيقة هي البناء أقول ما أولاً فانه ان شئ اذا خلا من مقصوده لمنا وفي هذا المقام اعترف البرزخي بالجبال والعقل بان مسالك قدام تخفية ان الكعبة هي العرصة والهوار فالان يظهر الحق الواضح والصدق اللامح غلم بين مجال لمائة قايح وتجاديل غير ناصح فاقه ارض البرزخي وكفهمه ربح الى قدام تخفية فغوز بانه منه يا طبع جليل السال تكلم به استحق على الراي لا تستحق على الجبل قال فقهاً بحقيقة والمالكية ان الكعبة القبلة عندنا هي البقعة المحدودة التي السمار ودون البناء والبناء تبع وعلاوة لعرفة القبلة حتى لو وضع هذا البناء في موضع آخر لا يجوز تخطيطه ولو انه قدم البناء والعيان بانه كانت الكعبة باقية بدليل ان الانبياء والاولياء استقبلوا وطافوا بهذه البقعة بعد الطوفان مدة الفين ومانين دارين سنة ولكن هناك بناء وعند الشافعية كذلك الا في حق من يصلي في الكعبة او على سطحها فانه فرض عليه ان يستقبل الى البناء اقله قدر ثلثي اذرع حتى يصلي داخل الكعبة موجبا الى الباب المفتوح لا يجوز عندهم الا ان كانت البنية مرفعة قدر شبر او زيادة بدليل ان النبي عليه الصلوة والسلام صلى داخل البيت موجبا الى الباب وامر برفه اليه ولو لان الكعبة بناء عاودا شخص لما امر برفه الى الباب وقال بعضهم قبله داخل البناء وقيله الخارج ايضا البناء فاذا لم يكن البناء ولا ان شخص يقبل الى البقعة ضرورة والتكلم اسم البقعة والعرصة فالان هو الصواب كما هو في الجرائد والامانة واني قد ذكرت اصطلاح المجدد رحمه الله عليه فذكر الخلاف كرات ومرات لا طائل تحته ومن ياتل في اصطلاح يوف ان حقيقة الكعبة هي تجزأ عقل عن تخفيفها وادان حقيقة الكعبة والعرصة والهوار والبيت الحرام الموجود في العيان الواقع في فضاء الكعبة فقال عز من قائل جعل الله الكعبة البيت الحرام وان كان الكعبة هي البيت الحرام حقيقة فانه متمم فكيف يتعلق بجبل ميمنا اذا جعل يقضي نسبة الامكان للجبل كالجبل اليه وليس لا ينفك عن فاته جعل الذات من ذلك الشئ بالغير لا ترى ان النسبة بين الذات والذات هي

الكلام المنجى برعايات البرزخي

الضرورة والوجوب فكيف يجوز العقل كون أحدهما محجولاً والآخر محجولاً البين جعل الكعبة محجول البيت المحرم  
فإن جعل للذات محجولاً فيها فإن جعل لا يتخلل بين الشيء لنفسه وأما ما نسبنا فإن الأمر بنار الكعبة  
لا يدل على أنها ليست الكعبة بفضاء فإن الكعبة بطول في العرف على البيت الواقع في الفضاء أيضاً كما  
أنها هي العروة والفضاء حقيقة وأما العرف فإن الكعبة لم يسمها سميت بها وإن سمها سميت لا ارتفاع  
وما حذو منه فلا يلزم منه أن لا يكون هي العروة ولا يلزم منها أن لا تزال الارتفاع والعيان منه لا يكون الكعبة  
على الأرض ولا يصح الصلوة إلى العروة وهذا بل مع أن ارتفاع الفضل في الخارج من تحت الشيء إلى العرش  
غيره من ارتفاع البيت وأما ما نسبنا فإن تسمية الطهي وصدور الشريعة وإن الهام وغيرهم بالقبلة ليس على  
بأنه البرزخي بل لأنها لما كانت الكعبة جهة العبادة عبرت بالقبلة والكعبة قبلته بهذه الجهة فاعلم الحق في كمال الوضع  
والعيان ودمر على تلبعات أهل العدول وهو يرد على طرل الباع وكثير الاطلاع قال ثم قال بل صورة الكعبة  
مع أنها من عالم الخلق هي في كون الخلق الامرية وهو يرد على طرل الباع وكثير الاطلاع قال ثم قال بل صورة الكعبة  
لكم كن متحفة لأن تكون مسجوداً إليها لا فضل للوجودات انتهى ولا شك أن المسجود إليها البيت وماك استهيا  
من الهباء او جهة او صوب المقصد كما رد كل من عالم الخلق فما معنى كونها في كون الخلق الامرية وعجوبة  
يعجز الخلق عن تشخيصها فإن اشار إلى ما ذهب اليه من أنها صورة التبين للادل فذلك يستلزم الغاربه بصورة  
البنائية وهو يدوم للشرع وذو باب إلى مذبح الباطنة والعيان بانه يستلزم البقاء كون الكعبة على الصورة  
المستلزمة لجامعيةها وقد عرفت بانه لا جامعية الا للانسان الكامل وهو الكلام الحق فلا يكون غيره مخلوقاً  
على الصورة فلا يكون شيئاً من الكائنات غير الانسان الكامل مظهر للعين الا دل فلا يكون حقيقة الكعبة  
مسجودة للحقيقة المحمدية من حيث الاعداد والاستعداد والامن حيث اليهودية وامر الله تعالى بذلك فلا يستلزم ذلك  
ايضاً ولم يقع الامر الا بالسجود إلى صورة البيت لا إلى حقيقة وقد صلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم ست عشرة  
شهراً نحو بيت المقدس وصلى في نافذة السفلى حيث توجهت به راحته وأحال انه ليس لبيت المقدس إلا ما  
توجه اليه من اجزاء الأرض فضليته على الصورة المحمدية قطعاً بالاتفاق فالسجودية إليها لو استلزم الاستغناء  
لاستلزم جامعية المستلزمة لكون المتوجه إليها مستحقة للخلافة على الصورة واللازم باطل فالملزم  
مثله أقول هذا الكلام كله من قبيل بنار الفاسد على الفاسد فإن بناء على عدمه فمعنى حقيقة الكعبة  
وقدم معناها المصطلح عند المجدد رحمه الله فتذكر العجب ان المجدد روح يتكلم في حقيقة الكعبة المصطلحة والبرزخي  
يعتبر من الكعبة المدروسة وإن بنا من ذاك فالاعراض يرد على وجه كلامه لا على اصطلاح المجدد ولما  
كان كلامه في حقيقة الكعبة فكيف يلزم من الشريعة والذباب إلى مذبح الباطنة والبارد عليه فقصص الجاهلية



بالإنسان وهذا خبر جليل ما ذكرنا قال ثم نقول ناسخ معنى محبذ الالف الثاني وهل بقي من مدة هذه الامة الثاني حتى  
 يكون محبذ ليس قد اجمع العلماء وذكره المحافظ السيوطي في رساله الكشف ان مابعد الالف السليخ خمس مائة سنة  
 وان القيمة تقوم في أربع مائة وثمانين سنة وقد بينا ذلك في كتابنا الاشاعة في اشرط الساعة اتم بيان وقال بعض  
 اتباعه في توجيه هذا القول ذكر الحسين بن معين الدين الميمني ان الصوفية يقولون كل زمان فوته ظهور سلطنة  
 اسم فانما انقضت فوته الهبة وقد وصل فوته سلطنة الى اسم آخر وهو الشارعية لقوله كل يوم هو في شأن وان يؤيا  
 عند ربك كالتسنية مما قد ورن ولهذا بعث اكثر الواعظ على رأس الف سنة من مضي من قبله انتهى بحدوده  
 وكان اخذه من قول شيخه ان بعد كل الف تغيير الملل فنقول هذا ثابت لما فهمناه فان انقضاء فوته سلطنة الاسم  
 البطال حكمه محمداً صلى الله عليه وسلم وعشره باق الى يوم القيمة فيدل على عدم انقضاء حكم هذا الاسم الذي هو منزه وفاد لم  
 يبطل حكم لم يمتحج الى محبذ آخر فان قلت لم لا يجوز ان يكون بطل حكمه مفقودا ولكن ظهر اسم آخر موهوبه انقضاء حكمه  
 شتر كما قال في بعض كتابه انه شرع محمد صلى الله عليه وسلم في دولته الخاصة يعني حكم النبوة وانه خلق من  
 طينته فلما قد ذكرتم ان كل اسم الف سنة لازمة ولا تقص فلا يجوز المثل ركته في الالف بين الاسمين وايضا  
 فان بعد مضي الالف من احبته صلى الله عليه وآله وسلم الى زوال الدنيا لم يبق الا أربع مائة وثمانين فلا يكون  
 تمام حجة اسم فوجب ان يضم اليه تمام الالف من البرزخ ويلزم ان تكون القيمة لا تقوم على محبة سمي بعد  
 عليه وآله وسلم من نذر ريات الدين انه صلى الله عليه وسلم شي اسامة وانها على امته تقوم وانه قائم  
 لا سمي بعده واذ قلتم بغيره فالتقم عن الميمني وانتم التجدي بعد الالف فقد تركتم الاعتراف بما فهمناه  
 اذ التجدي لا يتعلق بالالف بهذا المعنى هو البطال نبوة وشرع واحداث الاخرى والا كان كفاه ان النجاشي  
 محبذ المائة الحادي عشرة اذ تجدي المائة لا يستلزم ذلك فقد قال صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تعالى  
 بعث في هذه الامة على رأس كل مائة من محبذ لها امر ونهايا فاشارة لقوله هذه الامة ولقوله يحبذ لها الى ان  
 هذا التجدي ليس مبدء الدين ومقوله بخلاف التجدي الالهي فانه البطال الدين ورفع له فانظر الفرق بين النبيين  
 فان قولكم محبذ الالف الثاني مع كونه كذا او الالف ثان وكونه مخالف للشرع اذ لم يرد به الشرع فيه ايها  
 لبطالان شرع صلى الله عليه وآله وسلم وفي ضمن ذلك دعوى بعض الجبال عند العارف بالمعاني على ان  
 الاول المذكورة ليست قمر بل شمسية ولا يلزم قولنا فها بل لا يتوافقان ولو سلم فالنبي صلى الله عليه وسلم  
 لم يجث في رأس الالف السليخ بل بعث في اواخر الالف السادس كما هو مصرح به في الاحاديث وان اول  
 البشعة ليس اول الهجرة ولا وقت ارتحاله وعلى هذا فالنبي صلى الله عليه وسلم اخذ من الالف قدما يكون  
 رأس الالف ليس عند خروج المهدي فانه حتى يوصف التجديد وقد ذكرنا في رسالتنا اشارة البرزخ ان شرطه

الكلام المحمدي بروايات البرزنجي

الشيء ليست موجودة في هذا الرجل ولا يصلح ان يكون مجددا أصلاً وبالجملة فعند النوما كان ينبغي ان يستعمل بحواس  
لكن اخرج الامر الى ذكره اقول ههنا بحث الاول ان علم الساعه من الغيبات التي لا يعرفها الا هو الله  
تعالى فالقول بانها تقوم في سنة كذا شرعي غير جافانه لم ينقل من الشارع تصريح بانها تقوم في سنة كذا  
والمنطونات لا تعيد اليقين وما قال السيوطي في رساله الكشف يكذب ما قاله البرزنجي في الاشاعة وانما ينبغي بطلان  
قول البرزنجي ان شاعره تعالى فاعلم انه قال البرزنجي في الاشاعة قال الامام الحافظ ابن حجر جلال الدين ابن حجر  
السيوطي في رساله السماع بالكشف في مجازة هذه الامه عن الالف الذي دلكت عليه الآثار ان هذه الامه  
تزيد على الف سنة ولا تبلغ الزيادة عليها س مائة سنة وذلك لانه ورد من طرق ان مرة الدنيا هي من  
الدين آدم عليه السلام الى قيام الساعة سبعة آلاف سنة وان النبي صلى الله عليه وسلم بعث في آخر الالف  
الساقس قال وورد ان الدجال يخرج على رأس مائة سنة وينزل عيسى عليه السلام فيقتله فيمكث في  
الارض اربعين سنة وان الناس يمكثون بعد طلوع الشمس من مغربها مائة وعشرين سنة وان من المؤمنين  
اربعين سنة فبذلك سنة لا بد منها فآكل ولا يمكن ان تكون المدة الفادس مائة سنة أصلاً ثم ساق  
بسند الاحاديث الدالة على ما ذكره مستوفياً بطرقه اقول الذي فهم مما قرأ من الاحاديث التي ذكرنا في القسم  
الثالث ان المهدي يمكث في الارض اربعين سنة وان عيسى يمكث بعد الدجال اربعين سنة كما رواه الحاكم  
في المستدرک عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان عيسى ينزل فيقتل الدجال فيميتون اربعين سنة لا يموت  
احد ولا يمرض احد ويقول الزيل النعمه ولدانية اذ مينا غدا وتمر المائتين بين الزرين لا اكل منه منبلة والحيات  
والعقارب لا تؤذي احداً تسبح على البواب الدور وبأخذ الرجل المد من القمح فينبهه بلا حشر فجئ منه سبع  
مائة مد الحديث فانه ظاهر في ان الاربعين بعد الدجال وان بعد عيسى يتولى امرهم القحطاني يتولى احدى عشرة  
سنة ولنقص ليعتدوا الى طلوع الشمس من المغرب عشرين سنة ايضا ان لم تكن اكثر فبذلك مائة وعشرون  
سنة ومرار الدجال يمكث اربعين سنة فان لم يكن سنين فلا أقل من مقدار سنين لان ايامه طولاً  
وان بعد طلوع الشمس من مغربها يمكث الناس مائة وعشرون سنة وفي رواية ان الشر بعد النخبا عشرين  
واماً سنة وتمر ايضا المؤمنون فينبغون بعد طلوع عبا اربعين سنة ثم يشرع فيهم الموت فبذلك ثلث  
مائة وعشرون سنة ودفن في بعد الالف قريب من ثمانين فبذلك اربع مائة والى تمام هذه المائتين مائة  
مائة وثلثين ودمر عن السيوطي انه لا تبلغ خمس مائة بل اقل بعضهم من قوله تعالى فهل ينظرون الا ان ياتيهم عذاب  
بفتنة وقوله تعالى ولا تاتيهم الا بفتنة وان الله اقامه تقوم سنة سبع بعد اربع مائة فان عدو حروف بفتنة العك  
مربع مائة وسبع وستم عند الله تعالى فيعمل غرض المهدي على رأس هذه المائة احتمالات قبل المائة



اذ الدجال يخرج في خلافة دجوكا من مخرج على الاس المائتين ويحمل ان يتاخر المائتين الثانية ولا يغيبها قطعا واذا  
 تاخر فلا بد ان يموت الله على راس هذه المائتين من تيمى المائتين امر ونهيا كما ورد في حديث مشهور قال السجستاني  
 في مخطوطة له والشرط في ذلك ان يمضي المائتين وهو على حجرة بين الفسحة في دار العلم الى مقامه ونيف  
 سنة في كلامه وان يكون في حديث قد روى من البيت المصطفى وهو قوسى ويرجع الى الشال الثاني  
 ما اخرج نعيم بن حماد عن محمد بن الحنفية رضى الله عنه قال ويقوم المهدي سنة مائتين واخر عن جعفر الصادق  
 قال يقوم المهدي سنة مائتين واخر عن الصادق رضى الله عنه قال يجتمع الناس على المهدي سنة  
 اربع ومائتين فتيقنهم وجه الجمع بين الروايات ان كمال ظهوره وذلك ان يكون بعد فتح القسطنطينية وذلك  
 يكون سنة مائتين وجمع عليه الناس اجموع سنة اربع ومائتين وذلك بعد فتح الرومية والقاطح وبها  
 الاتيان في خروج الدجال على راس مائة لانه اما باعتبار اول خروجه بالشرق او ادعائه لخلافة اولاد الان المار لرج  
 والنفس بل والعشر من اول المائة بعد من راس المائة عرفا على هذا فيكون خروج المهدي سبع او مئتين  
 بشا من ادب معين قبل المائة لا يخرج من كونه يخرج على راس المائة وكذلك تاخر اخر مدته عن راس المائة  
 وهذه كلها مخطوئات وردت باخبار الاحاد بعضها صحيح وبعضها حسن وبعضها ضعيف مع شواهد وبعضها  
 بغیر شواهد غاية ما ثبت بالاخبار الصحيحة الصريحة الكثيرة المشبهة التي بلغت التواتر المعنوي وجود الآيات العظيمة  
 التي منها بل اولها خروج المهدي وانه ياتي في آخر الزمان من ولد فاطمة بيلار الارض عدلها كما طشت ظلمها و  
 جورا وانه يقال الروم في اللحظة ويقع القسطنطينية ويخرج الدجال في زمنه وينزل عيسى ويصلي خلفه  
 ما سوي ذلك كله امور مظهرية او مشكوك انتبه فيظهر من هذه العبارات ان ما قال السجستاني في الكشف ان  
 قيام الساعة لا يتجاوز على الف وخمس مائة سنة لا يستقيم لانه كان وفات مسجستاني في سنة ٩١١ وقد حاب  
 مسجستاني من زمانه والآن سنة ١٢٠٠ من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية فقدر شرع في سنة اربع  
 مائة بعد الالف وظهر علامته من علامات الساعة والكان يقوم المهدي عليه السلام في سنة مائتين فبين  
 عليه السلام وقدر شرع في الاربعمائة سنة مع انه قيل ان اجتماع الناس على المهدي سنة اربع ومائتين  
 فلما ظهر مهدي عليه السلام وقع الاجتماع واقبل ان كمال ظهوره يكون بعد فتح قسطنطينية يكون سنة مائتين  
 فيجمع عليه الناس اجموع سنة اربع ومائتين كذب الوجدان فحمد الله وقوته ان قسطنطينية تحت حكمته الاسلام  
 في هذا الزمان والسلطان عبد الحميد خان نصر الله على اعدائه صاحب الافواج القاهرة دار السلطنة الزاهرة  
 وعساكر البرية والبحرية سبع مائة الف بل تزيد منها وقوتها تقضي ان لا تغلب عليها اعداء مدة مديدة وان  
 كان نزول قوته فكلما لم يقضي ان يبقى قوته في سنة اربع مائة بل خزيمة لانه لا يشاء هزيمة من فعل

أقدم بكل الاحوال تقوم الساعة بعد الف وسبع مائة والله اعلم بحقيقة فيكون قيام الساعة لبعض الشرائع التي لا  
 الشرائع في ذلك الحكم الكل واخذ حساب لغنية بحساب الجمل افرزني لا شرعي باه احوال الزمان وامور الساعة فنيته  
 لا يدع عن بالامور الفخيلة التي من شعائر الشرائع البحت الثاني لما كانت الشريعة المحمدية معلومة باقية  
 الى يوم القيامة فاقصفت الحكمة الالهية المجد واليعة وامور الدين ومهماته والحب ان تصوره بمجد والالف الطال النبوة  
 فلما كان محمدا والالف مبطل النبوة فيكون محمدا المانة ايضا مبطل النبوة ويكون المجد والالف امر كشفها الهاميا  
 يتعلق للارباب هذه المعاملة وكل من كان عارفا لعلماته ومركلا لآثاره لقبيل انار اهل الله تعالى ديور وموارد الفيور  
 والبركات في خدائهم وكل من كان جاهلا للاحوالهم لا يدرك اسرارهم ولا يقبل اقوالهم ولا يتحصل فيضانهم وبركتهم  
 قال المجد وروح في المكتوب الرابع من الجلة الثاني بما تعرضه ان يكون على راس كل مائة من مجده فستان من مجده  
 المانة والالف فكلما بين المانة والالف فرق فكلما بين المجدين والمجد من يصل الفيوض والبركات منه المانة  
 وان كانوا الاطياب والادوات وانتهو فنهذه امر كشي لا يخالف الحرف والشرع اما العرف فبانه فرق بين المانة  
 والالف فيكون بين محمدا والمانة والالف فرقا ويكون محمدا والالف اقوى واسمى رتبة ليصل فيوضه الى منتهى  
 الالف بخلاف محمدا والمانة فانه كيفه فيه قوة يبعده امر الدين الى منتهى المانة اما الشرع فبان ان كل قد يكون  
 مجموعا وقد يكون افراديا فان كان المراد من كل المانة كل افراديا يجوز وجود المجد وكل المانة وان كان المراد  
 من الكل كالمجموعا يراوبه الالف لجواز ان يكون مجموع المانة والعشر انما وان القول بالالف اشبهية والقيمة  
 سخيطة لا عبرة فيه ولما كانت الشريعة المحمدية باعتبار حساب الشهور القمرية فالمعتبر هو الحساب القمري لا الشمسي  
 بروعي الواقي كان بن آدم ونوح عليهما السلام عشرين قرنا والقرن مائة سنة دين نوح واربعمائة على السلام  
 عشرين قرنا ومن ابراهيم وموسى عشرين قرنا قال عبد الوهاب الشرعاني في لطائف المنن والاعلاق في بيان  
 وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق ان الدعاء الى طريق الله من المانة على اقدم الرسل فلما كان  
 كل رسول يأتي بعد فترة ناسخا لشرع من قبله اذ مويده الله فلهذا لك طائفة الدعاء الى الله تعالى من الاوليا  
 وعلى هذا القدم جماعة من اهل عصرنا بحمد الله تعالى اجدوا الدين واقاموا مسالمة وان لم يسمع لهم كاشيخ سليمان المغيرة  
 وسيد محمد البكري وداشيخ نجم الدين الخطي وداشيخ شمس الدين الخطيب الشرنوبلي وداشيخ زين الجوزي وداشيخ  
 نور الدين الطنطاوي وداشيخ سراج الدين البخاواني وداشيخ بدر الدين الشهاوي وداشيخ شمس الدين البرهوشي  
 فهو لا من عظمه الذين عن الدين في عصرنا هذا فيهم الخير والبركة والعلم فانه تعالى يفتننا ببركاتهم فلو ان  
 الامة كلها اجتمعت عليهم اطاعوهم لهدوهم باذن الله تعالى الى الصراط المستقيم لكثرة ما اعطاهم الله تعالى من العلوم  
 والاسرار والسياسات رضي الله تعالى عنهم ورضي في اعيانهم الاسلام والمسلمين وايضا ما قلنا من الفترات الحاصلة



بين كل داع وداع من الاولياء انه لما مات الله المجتهدون حدث بعدهم اموار ومبع وجب على القلوب  
 حتى صار الناس كانهم في فترة بالنسبة الى ما سلف فاقى الله تعالى بالمشايخ المذكورين في رسالة الغفرى  
 فاجيوا سالما الطريق واظهروا ما اندرس فيها كاستري والجند والى سليمان الداراني وشيخنا بهمن رضي الله تعالى  
 عنهم من كل العارفين والعلماء العالمين الذين كانوا في عصرهم فلما اتوا وقعت الفترة مرة حتى الى الله تعالى  
 بالطبقة الثانية كاشيخ عبدالقادر الجيلاني واشيخ احمد بن الزاوي واشيخ ابى مدين الغزالي واشيخ ابى عبد  
 القريشي والى بغزي والى البخاري واخراهم رضي الله تعالى عنهم فلما اتوا حصلت الفترة لظبيته حتى الى الله تعالى  
 بالسادة السالكية والرافعية رضي الله تعالى عنهم جميعين واول الطبقة البواهي بن الصباغ والبواهي بن الحصري  
 والبواهي الواسطي وكانت سلسلة القوم وانقطعت من مصر حتى جاز سیدی يوسف الهنكي رحمه الله تعالى فتمسكت  
 منه الطريق في مصر وقرأ الى عصرنا فاذا كانت الفترة الحاصلة بعد مولاي في الديار المصرية المناسبة بعد موت  
 سیدی علي انصاري واشيخ محمد شنادي واشيخ تاج الدين الزكراشي واشيخ ابى السعود الجندجي واخراهم رحمهم الله  
 آجيين فاقى الله تعالى بهنهم بالجماعة الذين تم مناسبتهم فاجيوا الذين والطريقة بعد موت مولاي فالحمد لله الذي  
 جعلنا منهم يعلم ان الفترة موجودة برتبة من الزمان بعد كل داع الى الله تعالى وتظهر من بظهوره العبد بعد هذا التمر  
 وجود الاولياء ارحمهم الدعوات الكبرى من القطب والاقطاب والاولاد والابدال والاعين وادرس الامر  
 اول خلا الوجود من مولاي بحسب الوجود كله دفعة واحدة حتى ان الوقت الذي تقوم فيه القيامة لا يكون فيه  
 احد يقول الله انهم انما كانت الاصنام تعبد بين فترات الرسل عليهم الصلوة والسلام وترفض  
 فيها الشرايع وترتكب فيها المحارم وتجعلون الدمار ويحكمون بالهوى ويتولاهاهم الشيطان وزعمون  
 مع ذلك انهم ما عبدوا الاصنام الا ليقربوهم الى الله تعالى فكذلك الحكم في فترات الاولياء فانها  
 متعاقبة لفترات الرسل عليهم الصلوة والسلام بل ربما يقع في فترات الاولياء ما هو خارج عن ادة الاصنام  
 فان عبادا ما تقاطع الآله وانما قالوا انهم يسمونهم الا ليقربونا الى الله تعالى على نعمهم اهل فترات الاولياء  
 قد تحكم في قابهم الضلال والفساد وتستوي على خيالهم وطلباتهم المحال حتى تمسكوا الاحوال في الافعال  
 والاقوال وحكموا على المستحيل بالواجب وبالعكس والحق الموجود بالمعذوم والحادث بالقديم وبعضهم راسي  
 ان كل شئ في الوجود هو الاله وان عین هذا الوجود والحادث هي عين الله من العباد والنبات والقطاب  
 والحيات والجان والانس والملك والشيطان ويجعلون الخلق بنوعين المخلوق من نفس ونفس من روح  
 والمولود من راس ومرويس حتى الالبليس وهذا كلام لا يرشاه اهل الجنون ولا من كان في جهة الجنون  
 وقد نقلت هذه الامور في زماننا من جملة الصعيف فيعتقدون هذه الامور فيما بينهم ومن اصحابهم

من السلاحة ويكرهون ذلك في الظاهر خوف القتل بل الذي اتوا ان ليس لنفسه لظهور ونسب اليه هذا  
 العقيدة بغير منه ولا يبي من الله تعالى وان كان هو الذي يلقى الى نفوسهم ذلك وقد عكبت سيدي على الخوارج  
 بعض صفات هؤلاء فقال هؤلاء زنادقة وهم نجس المولود لانهم لا يرون حسابا ولا عقابا ولا جنة ولا نار ولا طلاقا  
 ولا حراما ولا آخرة ولا لهم دين يرجعون اليه ولا يعتقدون بحججهم عليه وهم اخس من ان يذكر والآنهم خالفوا المعقولات  
 والمعنويات والمعادى وصاروا اديان التي جارت بها الرسل عن الله تعالى وانما نعلم احدا من ملوك الكفار  
 اعتقدا عقدا هؤلاء فان طائفة من النصاري قالت المسيح ابن الله وكفرهم القوم الآخرون ولما نفع من اليهود  
 قالت الغريز ابن الله وكفرهم القوم الآخرون فلم يجعلوا الوجود عينا الله تعالى وقد شجع الشيخ الكمال الرازي  
 الشيخ محي الدين العربي رضي الله تعالى عنه الكلام في الرد على اهل الحلول والالتحاد ومن كلامه رضي الله تعالى  
 اقال بالاتحاد الا اهل التوحيد وما قال بالحلول الا من دينة معلول وقد بسطنا لقوله رضي الله تعالى عنه  
 في كتابنا المسماة باليو اقيت والمجهر في بيان عقائد الكا بر وقلبت ذلك من النسخة المقابلة على خطه  
 وول التي در فيها الاعداد والمحددة ما سواد لعل الشيطان الما دوس لهؤلاء الاعداد برس العقائد الزائفة  
 في كتب الشيخ ليرفع فيها من اراد الله اضلاله من جهة التصوف فان الشيخ محي الدين كان من اكابر الاولياء  
 الراغبين في تباين اهلهم ليس ان ماني كنيته ليس برسوا عليه وانما ذلك كان اعتقاده وكيفيكم في الدليل  
 ابتلع هذا الرجل الطويل فخطه في عندهم حتى لا يتوقفوا في اعتقاده ما يجدونه في كنيته من المدسوس ومن كلامه  
 رضي الله تعالى عنه في الفتوحات المكية من اراد ان لا يضل فلا يرمي مبر ان ظاهره شدة ليد من يده طرفة  
 عين ولحمه ما عليه الاية المجتهدون ومقلدوهم ويرفض ما عاده انتبه فانظر ما في في هذا الكلام المشهور بالتوفيق  
 عليه محمد بن الشيخ برياس من سوره العقيدة الذي ثبتت به هؤلاء بهيمة وكان اخي الشيخ افضل الدين رحمه الله تعالى  
 يقول كنت حاكما اضربت عنق كل من قال لا يوجد الا الله ونحو ذلك من الالفاظ لانه لم يأت بذلك شريعة  
 واعلم الناس بالحقائق ارباب الاذواق والكاشفات والمعارف والنخليات وذو البصائر والكرامات فخر العباد  
 علم نقل لنا من احية منهم انه كان يعتقد فظوظ ما جارت به الرسل بل ما عقده احد منهم فظوظ ما جارت به الرسل  
 ما وقع لاحد منهم كونه ولا خرف عادة وانما الكرامات لاهل السنة والجماعة وطال في ذلك رحمه الله تعالى في رسالة  
 فاباكن يا اخي ونحاطة اهل السبع الا يقصد به انهم الى طرفي الحق وفتد يرشدك والحمد لله رب العالمين انتبه  
 ما في في هذا الكلام فانه ثبت المجددية لالاف ودفن جميع المحدثات الواردة في هذا المقام والشعراني  
 امام فطرت الخوارج مدحه اسفار الكبار والحققت على كلامه وتجميله وتفينه وتعليمه كلمة الاخيار فاباكن يا اخي  
 للناقة البصيرة فوضع الصدق للتدرب النجيرة واستمال بنابر كل تخوير وتفير وبهم اساس كل خير وكبير





تدركنى اليه لكن فوقه ليس الا الاستهلاك والاضمحلال وفوق كل ذى علم عظيم **س** بهذا الباب النعيم  
 لغيبها وللعائق المسكين ما يتجرع ، وقفاً شتى بين ما قدم اوليا رائد اعتبار طي هذه المراتب فهو على  
 اتقادة الاستعداد والتقابليات والوصول الى الاسم قليلون من الاولياء فان اكثرهم وصلوا الى  
 ظل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب الاسكانية باسم الطريق السلوك وسير التفصيل  
 وقد تيسر الوصول الى ذلك الاسم في طريق الجذبة الصرفة ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من  
 ذلك الاسم قطعوا مراتبه المتفاوتة قلت او كثرت فهو لا يقل قليل منهم حقيقة شئ كما يطلق على اثنين  
 الوجوبى كالمطلق على اثنين الاسكانيين اذا اقيمت هذه المقدمات في روعك فاعلم ان محمد صلى الله عليه وسلم  
 في لون كافه الانام مركب من عالم الخلق وعالم الامر ورب عالم خلقه شان العليم ورب عالم امره مبدئ الحقيقة  
 المحمدية عبارة عن شان العليم والحقيقة الاحمدية كناية عن مبدئه وهي حقيقة الكعبة فبئس مبدئ الله عليه وسلم  
 قبل خلق آدم عليه السلام باعتبار الحقيقة الاحمدية قال النبى صلى الله عليه وسلم كنت نبيا وادم بين السائر  
 والطين ونجوة بنسار النصرى ليس باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقةين فربها الشان ومبدئه ولذا تم  
 وكل باعتبار السابق لان في الاول دعوة مخصوص لعالم الامر وترتيبه مقصور بالروحانيات حتى الثانى  
 شامل للخلق والامر وترتيبه شمل بالاجساد والارواح غايته ما في الباب ان النشار العنصرى غالب فيه  
 على النشار الملكى لمناسبة الافادة والاستفادة قال الله تعالى قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى فاعلما تحل  
 صلى الله عليه وسلم غلب عليه جانب الروحانية وانه قصص المناسبة البشرية فبعد مودع الفسنة غلبة الروحانية  
 لان جانب البشرية لونه وانفيع عالم الخلق بعالم الامر فخرج حقيقة المحمدية وفتح بالحقيقة الاحمدية والمراد  
 منها في هذا المقام اثنين الاسكانيين للخلق والامر له صلى الله عليه وآله وسلم لا اثنين الوجوبى الذى لتعين  
 الاسكانيين في ظل لدا لان عروج اثنين الوجوبى لا معنى له ولا يعقل اتحاد اثنين الاسكانيين في اثنين الوجودى فظهر  
 من هذا تحقيق ان حقيقة الكعبة بعينها حقيقة الاحمدية والحقيقة المحمدية ظل لها فتكون مسجودة للحقيقة المحمدية فاح  
 ما افادنى رسالة المبدء والمعاد انهى لمخاضا قال البرزخى انه ليس فيه نفي فضيلة الكعبة على الصورة المحمدية  
 كلمة بديان او محمول على عدم فهم المعنى المراد والله الهادى الى الطريق السداد قال لا يقال ان حال الجواب  
 ان مبدءا عالم امره متبع عالم خلقه فلا تفضل للكعبة لانا نقول صورة الكعبة هى التى يطوف بها الطائفون  
 بمقتضى الامر وهو ليست صورة روح النبى صلى الله عليه وآله وسلم ولا مسجود نحوها هى الكعبة لارواح النبى  
 صلى الله عليه وآله وسلم تكون مبدءا روحه متبع عالمه بعبادته لا قول له الجواب اقول كلمة بديان فانه لا بحث  
 في تفضيل الكعبة بل البحث في حقيقة الكعبة وصورة الكعبة التى تطوف بها الطائفون بمقتضى الامر ان لم يكن



روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا باس بها بل صورة الكعبة ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وسلم  
 في الحقيقة والبرزخ واليهما الكائنات الكعبة لارواح النبي صلى الله عليه وسلم فلا يهرج فيها وما قال واحد بهذا  
 القول ولا كون مبدر روجه متبوعا لمبدر جسده كما لا دخل له في الجواب لا دخل له في الدخول بل لا معنى له فانه  
 ما قال احد ان مبدر روجه متبوع لمبدر جسده فانه التفرير مضحكة الشكلى قال ثم قال سوال ان قيل الكعبة تطوى  
 بالاوليا رائد تعالى عن هذه الامة وليس بركاتهم فاذا كانت تقيتها فوق الحقيقة المحمدية فما وجه جواز هذا الجواب بان  
 الحقيقة المحمدية نهاية مقامات نزول محمد من اوج التنزيه والتقدس وحقيقة الكعبة نهاية عروج الكعبة فالدرجة الاولى  
 لعروج الحقيقة المحمدية الى التنزيه والتقدس هي حقيقة الكعبة وبنهاية عروجاتها لا يطلع عليها غير الحق سبحانه تعالى  
 ولما كان لكل الاوليا رتبة نصيبا ثم من عروجاته لم يبدل انتمس الكعبة من بركات مولانا الاكابر فاصبح الجواب  
 من العبارة الاخرى في الرسالة وهي كما ان صورة الكعبة سجدة بصورة الاشياء كذلك حقيقة مسجدة بحقائق  
 الاشياء لما علم من ان الحقيقة الكعبة متبوعة للحقائق انهي الغرض منه وبذا صرح من ان المراد بصورة الكعبة صورة  
 البيت الحرام المبني بالطين والمجوديل على ان حقيقة البيت الحقيقة الاحمدية بعينها لان صورة الاحمدية عبارة  
 عن عالم الامر من محمد صلى الله عليه وسلم عنده والطواف بالبيت الحرام لارواح النبي صلى الله عليه وسلم  
 واذا روجه ليس هو الطائف بكل الاوليا لالتماس بركاتهم بل الاوليا لمتسول من بركاته صلى الله عليه وسلم  
 بل الانبياء وكلهم من رسل الله تمتس غرانا من التيم فلم يحصل من هذا الكلام الجواب عن السؤال اذ ليس فيه  
 نفى لتفصيل صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله عليه وسلم ولا نفى لتفصيل حقيقتها على حقيقة بل مقضى كون  
 حقيقتها متبوعة للحقائق لتفصيلها بصورة ومعنى دفع ذلك ففي كلامه التهافة والتناقض حيث لا يستقر كلامه على  
 معنى واحد في بيان المراد بالحقيقة ولا بصورة فتارة يقول حقيقة الكعبة اسم الله وتارة يقول الحقيقة الاحمدية  
 وتارة يقول فوق الحقائق وتارة يقول على عروجاتها او في عروجاتها الحقيقة المحمدية وتارة يقول بالبرزخ منه  
 ان صورة الكعبة هي هذه وتارة يقول شي في كون الحقائق الامرية وعجوبة بعجز العقل عن تشخيصها وكل هذا يدل  
 على انه ليس في بصيرة في امره اقول كله لغو لاطال تحته فان البرزخية قد ترك العبارة التي افادها المجدد  
 التي تدفع الايرواث كما تركوا دانتم سكارى وقالوا لا تقربوا الصلوة فانه افاد في كل العبارة ان حقائق الاشياء  
 عبارة عن الاسماء الالهية جل سلطانه وهي مبادي فيوض وجودهم وتوابعه وحقيقة الكعبة فوقها فتكون  
 حقيقة الكعبة متبوعة للحقائق الاشياء نعم ان سائر كل الاوليا روفوق حقيقة الكعبة فيلتمس الكعبة من بركاتهم تبي  
 نقل منه الاشكال انه في ذلك وليس فيه اشارة ففضلا عن الصراحة بان المراد من صورة الكعبة صورة البيت  
 الحرام المبني بالطين والمجوديل عليه دليل على ان حقيقتها ليست الحقيقة المحمدية فالدليل الذي ذكر من

فبيل البتة بان فلا تفت باعادة دوده وادعي في البتة انه بين مراد الحقيقة والصورة فحيث جذا نية  
 ان قال احد ان زيد ان كان وعرف ان كان وبجواب ان والان ان يكون كائنا والان ان يكون حكا  
 فالقول بالبتة يكون مملكة البتة فان حقيقة الكعبة هي الحقيقة المحمدية وهي الحقيقة الاحمدية وهي ذات الله تعالى  
 وهي فوق الحقائق ودعواتها لا تتناهي فانها يعجز العقل عن تشخيصها واقل ان اعلم دعواتها ان دعوات  
 الحقيقة المحمدية وان صورة الكعبة هي هذه فمرادنا عليه زيادة القول على نقص في العمل قال ثم  
 ان تصريحا بان حقيقة الكعبة هي اشتمل بعروجا وان كل الانبياء والارباب يقع لهم العروج فوق حقاقتهم دليل  
 على ان الحقيقة المحمدية افضل وعلى ان حقيقة الكعبة ليست هي الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة صورتها ولا يصح  
 عروجا فوق حقيقتها كما صرح الانبياء اقول هذا البصر مبني على فهمه فانه عروج حقيقة الكعبة والانبياء والارباب  
 لا يستلزم ان الحقيقة المحمدية افضل والان حقيقة الكعبة ليست هي الحقيقة الاحمدية بعينها ولا صورة الكعبة  
 صورته بل لا يحصل لقوله ولا صورة الكعبة لصورته او قال والا تصح عروجا فوق حقيقة بالقول لا طال تحته واثبت  
 انه قدم سابقا انه تفضل شتي بين اقدم الاله باعتبار طي المراتب فلا باس ان سار كل الاول  
 فوق حقيقة الكعبة فليست الكعبة من ركاتهم فخال فان فوق حقيقة الكعبة للرابية الصفات الحقيقة  
 وفوقها الشيون الذاتية وفوقها الذات بحيث فان وقع العروج على حقيقة الكعبة فكيف بعد التماس الكعبة  
 من ركاتهم قال ثم رايانا في البرزخ الاول من كتابات ولله الاوسط قد ذكر عن ابياته ان ثبت التبعين  
 المحمدي فوق التبعين الوجودي في نفس كائنه منع الترفي عنه ونقل عنه اذا راوا تبين المحمدي التبعين الاول الذي  
 ليس فوقه الا الاتيين وانه لا قدم لاحد في الاتيين وعدن الحالات الترفي عنه ثم نقل عنه انه قال بعد  
 ما عرج به الى حيث قيل سلطان ليس في الدار وانه ظهر له ان هذا المقام مقام حقيقة الكعبة الربانية عرج الى  
 ما وراءه حتى وصل الى مقام الصفات الحقيقة الزائدة على الذات وهو فوق مقام الصور العلمية للصفات و  
 وراء صور الصفات الكائنات في مرتبة التبعين الوجودي والتبعين المحمدي ثم عرج الى اصول تلك الصفات  
 التي هي الشيون الذاتية ثم منها الى الذات بحيث المجرد من النسب والاعتبارات انتهى فان ثبت بسبب  
 مقام حقيقة الكعبة مقام الصفات الحقيقة ثم مقام اصولها ثم الذات بحيث جعل لتبعين المحمدي المردية لتبعين  
 الاول دون مقام حقيقة الكعبة مع انه منع الترفي عنه كما مر فاجاب ولله المذكور عن هذا التناقض بان الترفي  
 المنوع الوصول القدي والثبت الوصول النظري انتهى ولا يخفى انه لا يحصل منه جواب لانه مصحح  
 بان التبعين المحمدي ليس فوق الاتيين فكيف يصح ان يكون فوقها اتينان الصفات الحقيقة ثم لتبعين اصولها  
 وكل تبعين فهو دون الاتيين وكيف يصح الوصول الشهودي ولا شهود الاتيين متخل ولا متبعين



حيث الاتيين فلا وصول شهودياً هذا ان اراد بقوله انظر الشهودي وان اراد بنظر العقل فهو بمنزلة عن كذا  
وان يمكن حقيقة الكعبة التي فوق اثنين المحبسي هي الاتيين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات لمحت لم  
يصح ان تكون فوق اثنين المحبسي الذي هو اثنين الاول اقول كذا لقولنا ان تحتها فاحسن الكلام كلام صحيح  
من سائر فيصح في وجهه فيصيح فاعلم ان المراد بالتعيين المحبسي الحقيقة المحمدية والعروج فوقها لا يمكن الا ان يراى  
بالحقيقة فلها دي عبارة عن اجمال حضرة العلم فيح يشبهه الظل بالاصل ولا يخلص عن اطل فالترقي يكون محالاً  
لان فوقه العروج كما هو مفصل في المكنوب الساكن والثانية والمشرعين من المجلد الثالث فكل اثنين المحبسي يكون  
فوقه تعينات الصفات الحقيقة واثنين المحبسي نفسه ليس فوقه الا الاتيين لا يمكن العروج اليه الا بالوصول النظري  
لا القدسي والمراد بالنظري الشهودسي واثنين للقدسي لا للشهودسي فان رفع التعينات وما قال بعده لقولنا ان  
تحتها فانه ان كان حقيقة الكعبة التي فوق تعيين المحبسي هي الاتيين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات لمحت لم  
نظم لا يصح ان يكون فوق اثنين الذي هو اثنين الاول قال عودة الوثوقي رح فان قيل المحب فرع الوجود وانما  
يدون الوجود لا يتصور فكيف يكون المحب اصلاً للوجود فلنا قد سبق ان الحق جل سلطانه موجود بنفسه مصفاً للشيء  
فالت موجود ذات الحق ولا مدخل للوجود ولا للوجود ثم بل الوجود والوجود من الاعتبار المتتالية  
عن تلك المحضرة فاول اعتبارا ظهر لاجداد العالم المحب ثم الوجود الذي هو مقدمة الابدان لان تلك المرتبة  
القدس بدون يزين الاعتبارين غنائاً ذاتياً عن ايجاد العالم ان الله غنى عن العالمين وان شئت  
تفصيل الكلام في هذا المقام تحقيق المرام على التمام وان تعرف حقيقة مقام الخلقة ومحبت والوجود فليكن  
بكلام الامام غوث الانام شيخنا وقبلنا جراه الله سبحانه عنا خير الجزاء واعلم ان اثنين العلوي المحب المذكور  
سابقاً هو الذي يسمى شيخ واتباعه قدس سرارهم بالوحدة واثنين الاول بالحقيقة المحمدية وليقولون هو واسم  
التعينات وهو مشهود لكل وهو تعالى الذاتي وله مقام التوحيد لا على ومبدأ هو ممتدة الاعتبار وينسب  
والاضافات الظاهرة في الوجود والبالغة في حوصة العقليات والادمان والمقول فيدانه وجود مطلق  
واحد واجب وقولون اطلاق اسم الذات على الحق تعالى لا يصدق الا باعتبار هذا التعيين ووراده  
مرتبة الاتيين والوجود المطلق فاقول لمحت شعري كيف حكموا بكون صفة من صفات تعينات الذات المعبرة  
عن النسب والاضافات بل الاظهر ان يقال ان هذا التعيين تعين صفة العلم وظهوره في مرتبة الشاهد  
والصفة في الحقيقة غير الموصوف ولا ينبغي ان يقال انه تعين الذات بهذه الصفة لان الذات لا تعين  
بالصفة وارباب العقول قالوا في علم شيء بالوجود ان العلوم هو الوجه في النسبة الى ذات الشيء تحقيق المحب  
وقد تحقق بالقران هذا اثنين حصته من حصص الوجود التي تميز اثنين في تفصيل الوجود لكنها جميع محض

وهو مسبوق بصفة الحيوة والحيوة مسبوق بمرتبة الوجود الاجمالى والتفصيل والوجود مسبوق بالخلقة والخلقة مسبوقه بالحب والحب يقين اول واعتبار سابق فالتعين العلمى الجملى منزل عن التعين الاول بستة مراتب واما فوقه سبع مراتب وما ينبغي ان يعلم ان ليس معنى التعين عندنا ان الحق عز وجل منزل فصلا حبا ووجودا بل معنى التعين الصدور لانه الحق بالنسبة والانساب لسان الانبياء على جميعهم عموما وعلى خاصهم خصوصا المصلوة والتسليمات والحقائق والبركات قال ثم قال ولده لفهم من بعض عباراته ان حقيقة الكعبة فوق اعتبار الشئونات والصفات ولغيرهم مما سبق من انه عرج من مقام حقيقة الكعبة الى الصفات الزائدة ثم الى اصولها ثم الى الذات خلاف ذلك فاجاب عن هذا التناقض بان المراد من الصفات والشئونات التى تكون حقيقة الكعبة فوقها هى الصور العلمية للصفات فى مرتبة التعين العلمى التى هى دون حقيقة الكعبة فلا ينافى ان يكون فوقها الصفات الحقيقية ثم قال لاح من هذا البيان السابق ان حقيقة الكعبة الراضية فوق الحقيقة المحمدية لان الحقيقة المحمدية ثابته من مراتب التعينات حقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات انتهى وهذا جواب تناقض آخر لانه اجاب عن التناقض الاول بان حقيقة الكعبة فوقها تعينات الصفات الحقيقية وفوقها تعينات اصولها وودونها الصور العلمية وجهنا قال حقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات ثم انه لا جواب فيه عن التناقض الاول من قوله ليس فوق التعين بل على الاقربين وقوله ان حقيقة الكعبة فوق التعين المبسوط اقول هذا مبنى على عدم فهم المعنى المراد لان الصفات التى حقيقة الكعبة فوقها الصور العلمية للصفات التى هى فى مرتبة التعين العلمى فان فى اصطلاح القوم مقام الصفات والشئونات عبارة عن الصور العلمية لتفصيلها كما انهم يقولون ان اجمال هذه المرتبة هى مرتبة الذات وتجليتها تجلى الذات والضم المراد من الصفات تفصيل مرتبة التعين الوجودى وانوار تعالى موجود بذاته لا بالوجود وكذا الصفات الثمانية موجودة بذاته لا بالوجود بل ليس للوجود الغير فى هذا المقام دخل لان الوجود والوجود اعتبارات وذاته تعالى غنى عن الاعتبار فيكون الصفات فوق حقيقة الكعبة فلا تناقض وحقيقة الكعبة هى التعين المبسوط كما مر فانرفع الاشتباه بخلافه اذا بقيت جليات الجسديات فقل ما شئت قال ثم قال ولده فان قيل انه قال فى بعض مكاتبه ان حقيقة الكعبة عبارة عن اربعة اركان التى سلب عنها الكيف ولم يحيد غبار الظلمة والظهور اليه سبيلا المستحق للسجود والعبادة ولم يزل منه تفوق حقيقة الكعبة على الصفات الحقيقية مطلقا وهو خلاف ما سبق من ان لغوها ليس الا على الصورة العلمية للصفات قلنا اول ما من المقرر عند القوم ان مرتبة المطلق الذات فوق مراتب التعينات فلماذا عبر عنها بالذات الملبس عنها الكيف انتهى وانت تعلم ان هذا انما هو توجيه المطلق للذات الملبس عنها الكيف على حقيقة الكعبة كالموضوع فوق مراتب التعينات عنده واما التناقض من كونها دون الصفات الحقيقية واصولها ومبين كونها فوق



جميع التعينات فهو باق على ان المناسب انما هو توجيه الطلاق للكعبة على الذات لا بالعكس لانه قال للكعبة عبارة عن  
واجب الوجود ولم يقل الذات عبارة عن حقيقة الكعبة مع انه من انقض لقوله فيما مر ان حقائق الاشياء اهماء  
الله تعالى لان الذات المطلق غير باعتبار اسم من الاسماء اقول لا تناقض بين كونها دون الصفات  
الحقيقية وكونها دون كونها فوق جميع التعينات لان الصفات الحقيقية موجودة بالذات بحيث كما مر فتكون  
حقيقة الكعبة فوق جميع التعينات ودون الصفات الحقيقية فان حقيقة الكعبة برزخ بين حقائق المخلوقات  
وحقيقة الواجب تعالى جل سلطانه وهي مرتبة اعمية الذات تعالى فان الكعبة مسجودة اليها للخلق فلما بدان  
تكون حقيقة مستاندة عن سائر حقائق الخلق لان السجود فانه تعالى فلا بالكعبة ان تكون ناشية عن المرتبة  
المقدسة فحقيقة الكعبة والكانت ذات الله تعالى لاكن باعتبار السجودية التي من الصفات الاضافية لمحوطه فيها فلا  
جرم ان تشمل عن الذات بحيث فتكون الصفات الحقيقية فوق حقيقة الكعبة والطلاق الذات على الحقيقة وعلى  
العكس سيان لا اعتبار عليه لقوله لانا نقض بان حقائق الاشياء المحل لا طائل تحته هذا الظاهر من الشئ واما من  
من الاس قال قال واما فيما قيل انه سمي تلك الحقيقة ذاتا بلا كيف مجازا باعتبار ما يستلزم يكون بين البيت  
وصاحب البيت اذ هو مسجود بالحقيقة والبيت واسطة انتهى وفيه انه سمي الذات حقيقة الكعبة لا بالعكس وقد مر انفا  
ما فيه ومع هذا ان صح هذا المجاز فانا هو توجيه للطلاق ولا دفع للتناقض فيه على انه لا قرينة على هذا المجاز  
اذ ذات الواجب السلوب عنه الكيف المنفوت بان عبارة الظلمة والظهور لم يحجب اليه سبيلا لا ملازمة منه بين  
البيت فان الملازمة انما هو لتعيين المتجلى في البيت بوجه لا يوافق مجاز التسمية ولا سبيل للظهور اليه للظهور  
له في البيت واتي سابع من المومنين لفهم ذات الواجب السلوب عنها الكيف الذي لا سبيل للظهور اليه من  
الطلاق لفظة حقيقة الكعبة او بالعكس اذ من العلوم بالضرورة ان الكعبة اذا اطلقت لا يفهم منها المومنون الا بالبيت  
الحرام لارب البيت الجرام ثم كيف يناسب هذا التناول قوله المارانه قيل له السلطان ليس في الدار فاما كانت  
حقيقة الكعبة نفس السلطان وذاته كيف يقال ليس السلطان في البيت نسال الله تعالى بالباقية اقول هذا  
بطل وان الباطل كان زهوقا اما اولافان الطلاق الذات وعلى العكس سيان واما ما قيل في ان  
الاعراض الذكورية المكتوب بناء على قوله ذات يجوز توجيه الجواب الثاني ان الطلاق حقيقة الكعبة عليه  
مجازا بالملازمة فالحقيقة الطلاق الحقيقية على الذات باعتبار السجودية فلا تكون فوق الصفات الحقيقية  
القرانية واما لما قيل فانه بين وجه الملازمة ان السجود في الحقيقة ذات الواحد والبيت واسطة وهو معتبر في  
حقيقة الكعبة وهذا القدر من الملازمة كفي واما ما قيل فانه حقيقة الكعبة ليست نفس السلطان وذاته بل باعتبار  
السجودية فيضج الجواب بان السلطان ليس في الدار لان البيت واسطة كما مر في نتيجة العلوم قوله لم يزل

دعى الوصال ينادى في سرى اجب السلطان فانه يدعوك كنى باسلطان عن المحضر والهيبة اعطيت الشان  
 و مراده انه ما سلك في طريق الله تعالى الا بعد حصول المطلب له من جهة الله تعالى بالاشادات كان يجدها في نفسه  
 و هذا نظير قول بعض العارفين من قصيدة له **س** والله يطلبه الوقوف ببابه حتى يدعو اذ انهم المفتاح  
 قوله فطار طير حتى الى باب القدس فوصلت الى سراقى **ع** الى قيل الى السلطان ليس في البيت مراد  
 حكايته حاله في كيفية سلوكه في طريق المعرفة والهيبة والسلطان كنى به عن الحق تعالى من حيث ظهوره بالجلال و  
 الهيبة كما ذكرنا قوله السلطان ليس في البيت اى ليس هو في شئ من الاكوان اصلا جملة الاكوان فاني لم  
 منه فحالة الاكوان ميتة و هي ملكته نافذة فيها امره و نهيه و قد ورد في الكعبة انها ميتة الله فيجز في حق الملاقاة ميت  
 فاعتبار ظهوره في الاكوان و هي خالية عنه قائمة به متعلقة به و هو لازم لها بقية ميتة و هي ميتة لازمة لا تستغنى  
 به عنها انتهى **قال** قال وانا لا يحتمل ان يكون المراد بالذات بلا كيف الذات المقيدة باعتبار البسوية و يجوز  
 و يجوز ذلك لاطلاق الذات المعروفة عن النسب والاعتبارات انتهى و فيه ان الذات بلا كيف بمعنى الذات المطلق ضد  
 الذات المقيدة كشي من القيود فهو من باب ارادة الشئ من ضد بل من لقيضه و بقرض تامر انما يصح الاطلاق  
 ولا يدفع التناقض على انه صرح في المبدأ والمعاد بان حقيقة الكعبة فوق جميع مراتب التعينات وليس في ذلك  
 المومن شيون و اعتبارات فتاويل الذات التي هي عبارة عنها بما يقيد بها من القيود والاعتبارات مناقض  
 للموجع للاطلاق وبعد ذلك كله فبזה العبارات كلها مخالفة لصرح الشرع القويم اذ لا معنى لجعل الكعبة صورة  
 ذات الله ولا لاطلاق الكعبة على ذات الله و فرق بين المنجودين فان الذات مسجودة والكعبة مسجود اليها وكل  
 فبزه ابا بليلى اقول هذا شئ على عدم فهم معنى الكلام فان للصفات الحقيقية والشيوات التي هي كاصولها  
 تفوق على سائر الاعتبارات والذات مع الصفات الحقيقية والشيوات كالمطلق والذات مع الاعتبار منقيد  
 فيلحق فيه الاعتبار كما في علم الشئ بوجهه في علم العقول فالعلوم بهذا ذلك لوجه فانه قد لا تناقض اصلا و اما  
 الاستنباه بما افاده في رسالة المبدء والمعاد فتجوابه ان شيون ان لو خطت كما انها اصول للصفات فلا  
 تمايز اصلا ويكون الذات مع الصفات الحقيقية والشيون واحدة فوق حقيقة الكعبة و ما قيل انه مخالف للشرع  
 فم والقول بان جعل الكعبة صورة الذات و اطلاق الكعبة على الذات افتراء بلا ابرار والفرق بين المنجودين  
 خارج عن البحث لاطلاق تحتها فظهر الحق في كل الموضوع والبيان و و مر على تليكات اهل العدوان ناشط  
 به كل ما به و كامل و قصم كل مكابر مجادل تجرئ ان البرزنجي لم يستعد مطالعة كتب التصوف والحديث  
 والآثار نفقة بما نفقه من وجود الانكار فان كان بريحا فقد صادفت الاعصار والله العاصم من زلل  
 الاقدام و غير الادكار **س** ليس في هذا الكلام شئ يقتضيه التكذيب والبهتان و لا ما خالف العقل

هذا الكلام من كلامه في كتابه في بيان حقيقة الكعبة و هو في كتابه في بيان حقيقة الكعبة و هو في كتابه في بيان حقيقة الكعبة



والتفلسف کما دحضت کتب السبیلان و علی ما دعا به نتیج البعث و بانی السیل والبرهان و بخلاف  
 الشناع عنه و لکن و لیس یخلو من حاسد انسان و المقالة الثانیة فیما بناه علی المقدمه الثانیة  
 قال و ینبئ علی المقدمه الثانیة بطلان دعواه سقوط واسطه النبی صلی الله علیه وسلم فقد قال  
 فی المکتوب الثامن والثمانین من المجلد الثالث من مکتوباته ان امره کل نبی انما یصلون الی الله  
 بوسیلته و واسطه و فیئته حاکم منہ و من بعد الا فرد من افراد هذه الامه یعنی نفسه فان نصیب من الله تعالى  
 بالاصالة من الذات العلیة اقول اما اولاً فبان لیس فی المکتوب المذكور الا فرد من افراد هذه الامه فان  
 هذا الاثر عبارة المکتوب بکذا مکرر کما فرد من افراد است و اما بالاحسان ان حضرت تعالی نصیب لہ و تعریف  
 لہ فرد من افراد الامه نصیب بالاصالة من الله تعالی فما لعل من افراد هذه الامه اکثر من افراد هذه الامه فان  
 فحواه و بناءً الاخر علی ما انفرد علی الفاسد و اما ثانیاً فبان ان افراد العلامة المشتقی فی نتیجہ معلوم بانه ان ذلك  
 انفراد الواحد من نظم الاسم الالہی الفرد و هو حقیقۃ الحمدیۃ الہی خلق الله تعالی منها کل مخلوق کما ورد فی الحدیث  
 الطویل علی ما صرح به العلماء فان نصیبہ اسی ذاک الفرد من الله تعالی بالاصالة لا بواسطة اصل کما قال صلی الله  
 علیہ وسلم لی وقت مع الله لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اسی لا یسعی فی ذلک الوقت الذی یلی فی  
 تعالی جبریل و لا انا من حیث انشی نبی مرسل کما اشار الی هذا المعنی ابن کمال باشافی رسالته فی الروح فهو  
 صلی الله علیہ وسلم من حیث انشی نبی مرسل لہ رتبته و من حیث ان فی مقام الفردیۃ من تجلی الاسم الفرد لہ  
 رتبته اخرى اعنی من الرتبة الاولی ثم انه صلی الله علیہ وسلم من حیث رتبته الفردیۃ المذكورۃ یظهر فی کل  
 وقت الی یوم القيمة فی الصور المتخلقة الہی ہی مخلوقۃ منه صلی الله علیہ وسلم اسی من نوره الاصلی لا ذی  
 هو اول ما خلق الله من غیر واسطه کما ورد اول ما خلق الله نور نبیک یا جابر ثم خلق الله کذا و کذا الی اخره  
 و لا یظهر صلی الله علیہ وسلم فی کل وقت من حیث انشی نبی مرسل اعنی من هذه الرتبة فاذا ظهر فی صورۃ  
 ان ان وعرف الان ان نفسه و انكشف له انه مخلوق من ذلک النور المحمدي کان هو ذلک الفرد المحمدي  
 کما ان تلك الصورة الان انشئت الہی کان ظاہراً بہا صلی الله علیہ وسلم فی مکة و ما جری بہا الی المدیۃ ہی صورۃ  
 رتبۃ النبی المرسل لا یکون مثلاً صورۃ اخرى یظهر بہا بعد ذلک الا انہا یقال لہا بانہا فی مقام الفردیۃ  
 و هو الفرد المستمذ من الله تعالی بلا واسطه و لا بد من ادراک معنی هذا الکلام و لا یطعن انک تجزئ معنی ذلک ابدأ  
 و لا تقد ان تدکر کشف الاممونة الله تعالی فان جمیع المحسوسات و المعقولات مراتب علمیه لا غیر فی خفض  
 الوجود الواحد الحق و الوجود الواحد الحق ظاہراً بہا کلہا علی السواء و لکن من ظہر بہا علی التمام فی مرتبہ علم  
 الالہی لیس کم من لم یظهر بہا کذلک قال الله تعالی قل بل یتوی الذی یعلمون والذین لا یعلمون

انما يتذكر اول الباب والمنتب الى السلطان مثل من حيث ما هو عليه في نفسه مثل التسبب الى الكائنات  
او الوقت ولا تختلف الصورة ولا الهيئة ولكن من حيث ما في النفس كل واحد منها من قوة الحال باعتبار شرف  
ما نسب اليه ايسا سائر وكذلك من عرف ان نفسه وصورة منتبته الى الحقيقة المحمدية الفردية الانشائي هو عنها  
وليس له استقلال كذا ومنها ليس مثل غيره الذي لا يعرف الانفس وهو منتقل بنفسه في الظهور انما يتذكر اول الباب  
ويشبه الى مقام الفردية العام في جميع الامة الخاص به صلى الله عليه وآله وسلم كما ذكرنا قوله صلى الله عليه وسلم  
في الحديث الصحيح الذي رواه مسلم وغيره عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عنه عليه الصلوة  
والسلام اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على فانه صلى الله عليه وسلم  
ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منسلة في الجنة لا ينبغي الا عبد من عباد الله وارجوان الكون انما هو من سال  
في الوسيلة قلت لا شفاعت فان تلك المنزلة التي في الجنة السماء بالوسيلة هي رتبة الفردية التي اشار  
اليها العارف السني رضي الله عنه وقدر سره وهي حاصلة لرغبة النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم  
في حياته وهو صلى الله عليه وسلم يعلم انها منتقل بعد موته صلى الله عليه وسلم الى افراد الامة الذين هم رتب  
كهوراته الى يوم القيمة فقال صلى الله عليه وسلم وارجوان الكون انما هو اسي برجو صاحب رتبة النبوة والرسالة  
وهو العبد النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم ان يكون ذلك العبد عليه صلى الله عليه وسلم انها من رتب  
العباد الذين نزلت عليهم صفته العبودية في الكمال العرفاني والتحقيق الرباني ودون غيرهم فمن غلبت عليهم  
حيوانيتهم وضعف فيهم الانانية من الفاعلين الجاهلين بأنفسهم وكيفية خلق الله تعالى الاشياء من جميع الامة  
ما جعل في هذه الطريقة والله اعلم بحقائق الاحوال وقوله ان ذلك الفرد ليس نتيجة اسي ما هو يتابع الرتبة النبي  
المرسل الذي هو محمد صلى الله عليه وسلم من حيث رتبة نبوته ورسالته التي لا تسعني ذلك الوقت الذي اجمع  
تعالى كما ورد في الحديث السابق فان رتبة الفردية لا يكون معها شيء غير ما صلا بل هي قائمة بمحض كرم الله تعالى  
وليس ذلك الفرد غير الحقيقة المحمدية المظاهرة في تلك الصورة الكونية المخلوقة منها ولا بد لك من الرتبة الالهية  
حتى تعرف هذه الكلام وكشف عن معناه الذي عند الله وذلك اذا تحول اذراك الاول للمحمود ساد الحقول  
فلم تشهدا متخايرة للنزول الا صلى الابد والريثة الامكانية والله على كل شيء قدير من جاهد فاما بما جاء في نفسه  
لمعرفة نفسه في اخفاها ان الله لتنتهي عن العالمين فهو غني عن كل رتبة ظهر بها من كل من لم يسمي شيئا لان كل شيء  
الكل اسي فان مضمحل الاوجه اسي الاذات كما مررت به واما ثالثا فبان السالك اذا فرغ من السير الى الله  
وتسرع في السير في الله يتابعه النبي صلى الله عليه وسلم ووساطته فان جذب الله تعالى اليه كجمال فضل وكرمه  
ارتفع الوسائط كلها بينه تعالى وبين هذا المجدوب السالك حتى سمعه وبصره وطرده جميع القوى وهي وسائط



والآثار ظاهرة مع ذباير رفع الله تعالى منه هذه القوى الظاهرة فإذا وصل العارف إلى هذه المعرفة يأخذ العلم من الله تعالى بلا واسطة وهو العلم الذي كما كان للخصم ونصيب بعض العارف بالله قال تعالى وعلما من لدنا علما ويقال لهذا المرتبة في اصطلاحاتهم قرب النوافل ودل عليه بالخبر البخاري عن أبي هريرة عن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى وللايزال عهدي المؤمن يتقرب إلى النوافل حتى أحبه فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها وحيله التي يبشئ بها الحديث وقوله عليه السلام والسلام لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل فمن وصل إلى هذه المرتبة يجذب تعالى إليه وبفضله يأخذ المعارف والأسرار بلا واسطة من الله تعالى ولا يلزم الكفر بقوله أخذت أعلمهم من الله تعالى بلا واسطة فمن نكر هذه المرتبة فهو نكير الحديث الصحيح وقال مولانا عبد الرحمن الجاني قدس سره في خطبة شرح الفصوص ما بعد ما علم أن الحكم الفانصة من الحق سبحانه على قلوب كل عباده وخلص عبده على النواع منها ما يفيض عليهم بواسطة الملكة المقربين بالفاظ وعبارات مخفوفة من التغيير والتبديل مرادة ثلاثها وهو القرآن المنزل على نبينا صلى الله عليه وسلم بواسطة الروح الامين ومنها ما يفيض عليهم بواسطة او غير واسطة معاني صرفة او معبرة بعبارات غير متلوقة ومن هذا القبيل الاحاديث القدسية فهي اما ما افاضت عليهم معاني صرفة لكنه كساه اكنية عباراته الخاصة او بعبارات مخصوصة غير مراد ضبطها وتلاوتها فلا النوع ليس مخصوصا بالانبياء بل لجميع الاولياء وصالحى المؤمنين ومنها ما يفيض من بعض الكمال على بعض انتهى لقصوا من كلام الشيخ المجدد لفظ بطلية بعد قوله من الذات العلية فيصير الكلام معها هكذا فان نصيب من الله تعالى بالاصالة من الذات العلية بالبيضة التي هي علمهم فتخرج لانفرد في قافهم هذا الكلام فانه امرع من الغيب وقطع من السيف قال وقال ان المطلوب من الدعوة هو المحبوب يعني النبي مر والباقون مطلوبون بقبضته وطفله الاسود من افراد امته فانه ليس بمعتزل بل محض كرم الله تعالى فهذا اقرار بخروج من متابعه النبي مر واصله فيماله من الله تعالى وليس هو طفليهم بل بخلاف غيره اقول هذا النقل ايضا على ودرن المستعرض لا يطابق المنقول بل هو اقتراف فانه غير قول السجود بالزيادة والتقصان فيه وهو في الاصل هكذا البقية في فرد الامة باعتبار التشييع قال لم ينج بشر نبي صلى الله عليه وسلم لم يصل المطلوب وجميعه الانبياء لنيلهم باعتبار ان النبي المستبوع في محمد ام وصوله الى تلك الدرجة العالية اولاد بالذات ووصول الانبياء سواء اليها ثانيا وبالعرض لان المطلوب من الدعوة والضيافة المحبوب والمطلب غير بطيفه ومبته لكن كلهم حائسون على سفرة واحدة في مجلس واحدة على تعاقب الدرجات ومستوفون التلذذات والتمنات عليها وهم يحلون الزلزلة التي تبقى بعد اكلام على السفرة ولا يكبلون مع الانبياء على السفرة الا فرادى منهم ومخصوصا وليس

جلس الاكابر كما روي عن ذلك الامامة والنبوة في ذلك الفرد العلوي وهو الذي حصل له  
 برجل النبي وقال الله تبارك وتعالى ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين لاني اتيهم وقولنا لا افرس من افرادهم  
 مستثنى من قوله واهمهم يحملون الزلزلة لمن قوله والباقيون مظلومون متبعين وبطبيعة كما فهم العشر منون بسببهم  
 عبارة شيخ وليست هذه العبارة في مكنون قال فان قلت جعله نفسه من الامامة اقول البقية قلت كما يجوز ان  
 يريد الامامة الدعوة وبهذا المعنى جميع الناس في امته حتى الكفار فكذلك من الامامة محمل والا استثنى صريح فلا يكون  
 من امته الاجابة بنقض دعواه وصرح من ذلك ما قاله في المكنون السالحي والتميز من من الجملد الثالث من ان الله  
 تعالى لم يجعل في حق من اسباب التبرية غير السعادات ولم يجعل العلة الفاعلية في ترمي في غير فصله من كمال كبره  
 استنابه على رغبته على لم يحد في حق ان يكون الفعل النيرة مدخا في ترمي لوان التوجه فيه الى غيره تعالى اني مرابه  
 جل شاناه ومحبي كرمه الذي لا يناسب في هذا الاكد وصرح لفظ في نفسه الوسطة بينه وبين الله تعالى وهو عين  
 دعوى خروجه من ابدع النبي اقول هذا بيان صريح وبهتان فصح فان كان اللذب نجى فلا مدق انجى  
 كل العادة قد ترجى اليها في الاعداء من عاراك من حمله في فخره بانه من هذا الهتان ونعم  
 ما يضرب من سبل سيف العادة عند فيه اسه النكان المجدد من امته الدعوة قبل العشر من من امته الاجابة  
 حاشا قدير الصبر محمد في الموطن كلها في الاعلى فانه مذموم في والمراد من النيرة غير النبي صلى الله عليه  
 وآله لانه صرح بقوله فان من لم ترجى لشدة نبوة النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يحصل الى المطلوب كما صرح  
 في المكنون الاثنى عشر والمائة من الجملد الثالث برأى بران وصول المطلوب بدون توسطه عليه الصلو  
 والسلام محال فهو نجى الانبياء والمرسلين ورأسية رحمة للعالمين قال قال في آخر المكنون اني مرابه الله وهراده  
 وسلسلة اراد في متصلة بالتمه من غير توسط اعيد يري نائب مناب يد الله مراد اشارته الى دعوى كونه نبيا  
 بعد الف سنة اقول هذا مبني على عدم علم معنى المراد والمراد المصطلح عند التصوفين قال صاحب بحجة الاسلام  
 في بيان الارادة والمراد والمراد الارادة فتكرار عليه العادة وتحققها نهوض القلب في طلب الحق وترك  
 ما سواه فاذا ترك العادة التي هي حظوظ الدنيا والاخرى فنجوت روح ارادته فالارادة بمقدمة كل امر  
 يعقبها القصد ثم الفعل فهو بدليل كل سالك وسلكه اهل منزلة كل قاصد قال الله عز وجل النبي ص ولا تظن  
 الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهي انهم لم يمشوا بها بغيره وقال في آية اخرى  
 واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحياة الدنيا  
 فامرهم بالصبر مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ثم قال ولا تعد عيناك  
 عنهم تريد زينة الحياة الدنيا فان ذلك ان حقيقة الارادة وجهه الله عز وجل فحسب ذلك زينة الدنيا

ع  
 الكلام النجى  
 برؤايات البرنخي  
 في الجملد الثالث  
 من المكنون

فا  
 المكنون  
 والمراد



دو احوال اوردے

کلام النجی برادارات البزنجی  
کلام النجی برادارات البزنجی  
کلام النجی برادارات البزنجی

وزنیته الأخری فالمرید والمراد فالمرید من کان فیہ ذہ البہلۃ والقصہ بہذہ الصغیرۃ فہو امر مقبل علی اللہ  
عزوجل وطاعۃ مولی عن غیرہ واجابۃ لیسع من ربہ عزوجل فیعل بآفۃ الکتاب واستنۃ ولیسع عما سوس  
ذلک ویصبر نور اللہ سبحانہ فلا یرئ الا فعلہ فیہ وفی غیرہ من سائر الخلق ویعی عن غیرہ فلا یرئ فاعمل  
علی الحقیقۃ غیرہ جل وعزجل یرئ اللہ وسبباً محکماً برامداً مستخراً قال النبی صلعم حبک الشی یعمی ویصم  
اسی یسک عن غیر محبوبک یسک عنہ لا شتغالک بمحبوبک فما حب حبی ارادوا ارادوا حتی تجرت ارادوا  
حتی قدفت فی قلبہ حجرۃ ثقیلۃ فاخرجت کل ماہناک قال اللہ عزوجل ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوا ما و  
جعلوا الخیرۃ الہا اذلہ فلو لم یکن لکملہ فاقۃ وکلامہ ضرورۃ یصلح لفسہ فلا یحبہا ابداً الی محبوبہا ولذا تہا ویصح  
عباد اللہ ویاسن بالملوۃ مع اللہ ویصبر عن معاصی اللہ ویرضی بقضار اللہ ویختار امر اللہ ویسعی من نظر اللہ  
وینذل محبوبہ فی محاب اللہ ویعرض ابداً لکل سبب یوصلہ الی اللہ ویفنی بالحوال والافتخار ولا یختار حمد عباد اللہ  
ویحب الی ربہ عزوجل بکثرۃ النوافل یخلص اللہ عزوجل حتی یصل الی اللہ سبحانہ فیصل فی زمرۃ احباب اللہ  
ویراد بہ فحیدر لیسمر مراد اللہ فخط عنہ فقال ساکی طریق اللہ سبحانہ لیسئل مبارک اللہ ورافقہ ولطفہ فینبلی  
سیت فی حجاب اللہ فینقل علیہ النواع فقلع وہی المرفقۃ باللہ والانفس بہ والیسکون والطمانیۃ الی اللہ فیطلق  
بحکمۃ اللہ واسرار اللہ لعل الاذن الصریح بل النجی عن اللہ عزوجل ولیق بالقلب یمشی بین احباب اللہ  
فیہ خل فی خواص اللہ ویسمی باسماء اللہ علیہا الا اللہ ویطلع علی اسرار محضۃ فلا یوح بہا عنہ غیر اللہ  
فیسمع من اللہ ویصبر باللہ ویطیق ویطیش بقوۃ اللہ ویسعی فی طاعۃ اللہ ویسکن الی اللہ وینام مع طاعۃ اللہ  
وذكر اللہ فی کلام اللہ وحرر اللہ فیکون من اسرار اللہ وشہداء داوود ارضہ وحنن عبادہ وبلادہ وحبابہ  
واظلالہ قال النبی صلعم اللہ علیہ وسلم حاکماً عن اللہ عزوجل لا یرال عبدی المؤمن یتقرب الی بالنوافل  
حتی احبہ فاذا احببہ کنت سمعہ وبعبرہ وسانہ ودرجہ وفوادہ فنبی لیسع بل یربونی یطلق وبی  
یعقل وبی یطیش فہذا عبد محل عقلہ لعل الاکبر وسکنت حرکاتہ الشہرانیۃ لقیضۃ الحق عزوجل فصا  
طلبہ خزائنہ اسرار اللہ عزوجل فہذا مراد اللہ عزوجل وان اردت ان تعرفہ باعبد اللہ المرید البتہ فی المراد  
النبی المرید الذی یصیب بعین التعبد الحق فی مقاساۃ المشاق والمراد الذی کفی الامر من غیر مشقۃ  
المرید متعب والمراد فرق بہ من ربہ فالأغلب فی حق الفاصدین البتہ من فی سنۃ اللہ مات فم  
وجری من توفیق اللہ عزوجل للحیارات ثم یصل الہم الیہ خط الانعزال عنہم والتخفیف عنہم فی کثیر النوافل  
وترک الاشہار والافتقار علی القيام بالقرض والسنن فی حج العبادات وحفظ القلوب ومحافظة  
الحردود المقام والافتقار علیما سوسی الحق عزوجل القلوب فیکون نظارہم مع خلق اللہ وبلو لمنہم

الكلام السجى براداد تميزى

نح لمد غر وجل المستنهم الحكم الله وظهرهم لعلم الله واستنهم نصيح عباد الله واسرارهم محفوظ والاع الله عليهم سلام الله  
 ونجاة وبركاته ورحمة ما دامت ارضه وسماؤه وقام العباد بطاعة وحفظ حقه وحدود الله وتولاه سياسته العلم والمراد  
 اتولاه رعاية حتى لان المريد سير والمراد يطير فتمت طيحت السائر الطائر ونكشفت لك ذلك بموسى ونبي محمد صلوات  
 عليهما كان موسى مريدا ونبي محمد استنهم سيرة موسى على اجل طور سيناء وطار سيناء محمد الى العرش والروح  
 المسطور فالمراد بطالب والمراد مطلوب وعبادة المريد مجاهدة وعبادة المراد موصبة المريد موجود والمراد فان المريد يعين  
 للعرض والمراد لا يرى ليعمل بل يرى التوفيق والمن المريد يعيد وفي سلوك السبيل والمراد قائم على جميع كل السبيل  
 المريد ينظر نور الله والمراد ينظر بالمد غر وجل المريد قائم بامر الله والمراد قائم بفعل الله المريد يتخالف بهواه والمراد يتبرأ  
 من ابدانه ومنه المريد يتقرب والمراد يتقرب به المريد يحصى والمراد يدل ونعيم وينبغي ويسعى المريد يحفظ والمراد يحفظ  
 به المريد في التفرق والمراد قد وصل وبلغ الى الرب الذي هو الرقي ونال عنده كل طريف استنهم لما كان حتى المريد  
 والمراد انما لا اشتباه ما اذا فان المرادية لتقضى عدم الوساطة قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم قال سجد المريد  
 علم القرآن خلق الانسان علمه البيان وقال تعالى اقرء باسم ربك الذي خلق الانسان من علق اقرء وربك  
 الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم وهذا في مطلق الانسان وقال تعالى في حق النبي صلى الله عليه وسلم  
 وعلمك ما لم تكن تعلم فاشرك تعالى بينه وبين غيره في التسليم فالتعليم كله من الله تعالى وحده والاخذ كله من الله  
 تعالى وحده محمد من يعرف ومن لا يعرف والسبب ان المريد يرى الحكيم منه تعالى وحده وكما في النسخة بيان فل  
 عن ذلك قال ابو زيد بسطامي قدس الله سره اخذتم علمكم متينا عن ميت واخذنا علمنا عن الحي الذي لا يموت  
 انتم قال ان طريقى سبحانى فان طريقى التنزيه منه دخلت على الذات الاقدس لم التفت بسيم  
 وصفية لكن قول سبحانى منى ليس لقوله من ابى يزيد البسطامى فانه لا اساس لقوله بقولنا فان قوله خرج من  
 دائرة الانفس وقولنا ورائه الآفاق والانس وقوله تشبيه كسى لباس التنزيه وقولنا تنزيه لم يمت غبار تشبيه  
 وقوله صدره عن سكر وقولنا صدره من عين الصحو فانظر الى هذا الضال المضل كيف تفوق على اكابر الامة  
 بدعواه وكيف خرج عن اتباع محمد بصريح قوله ونحوه وكيف سجل على نفسه اتباع الشيطان بهواه اقول  
 ان الخاطب جند الجبال والتابل فهو اجبر من بقية في حقته قلت يمينك ان قلت مسلم  
 وحيت عليك عقوبة المستعبد اعلم ان قول الشيخ راجح ان طريقى سبحانى او غسوب الى اسبحان الله  
 تنزيه الله تعالى واليار في النسبة لا يار انتم فانه قد صرح منبته التقابل والتباس بين لفظ سبحانى  
 الذي صدر من ابى يزيد البسطامى راجح وبين لفظ سبحانى الذي في مكتوبه ففى الاول يار النسبة وفى الثاني  
 يار انتم وهذا من قبيل تحييس التلخيص ويظهر من ادنى تأمل ان عبارة تدل على يار النسبة راجح فانه قال

سجى  
 سجد المريد  
 سجد المريد  
 سجد المريد



سلسلتى سلسلة الرحمانية وانا عبد الرحمن منزلى ارحم الراحمين وطريقى الطريق السجاني وقد هبت من سبيل التنزيه  
وامارت من الاسم المصفى الذات الاقدس تعالى هذا سجاني ليس سجاني الذى قال ابو يزيد البسطامي  
لانه لا اساس له بهذا السجاني لانه خرج من دائرة الانفس وهذا ما وراة النفس والافاق وسجاني ابى يزيد شبيه  
بس لباس التنزيه وهذا سجاني تنزيه محض ما وصله غبار التشبيه وذلك سجاني تقور من منبع السكر وهذا سجاني  
ينبع من عين الصحو قال في المكتوب الموصى مانه من المجلد الثالث وان كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم  
ليس له شريك في دولته الخاصة ولكن ينبغي ان اعلم انه بعد خلقه وتكميله بقيت من طينته بقية جعلت لميسرة  
لطيفتى فجعلوني بتبعيته ووراثته شريك ودولة الخاصة وهذا ايضا دعوى النبوة وان نبوته في مرتبة نبوته صلى الله  
عليه وسلم ودولتى قوة ودولة وهذا محض في انسا والدين واصرح في الحادة وزدته اقول كلمة نبى  
على موافقهم فلا يخلو عن الحلال فشكله كمثل النخلة لا طير ولا جمل اما تعرف انما وقع جعلوني بيا السكلم في مكتوبه  
وهي تحفة بل في مكتوبه هذه العبارة وان لم يكن احد يشرك في هذه الدولة الخاصة المحمدية لكن هذا القدر يدرك  
ان من دولته الخاصة صلى الله عليه وسلم بعد خلقه وتكميله بقيت بقية لان من لوازم اهل الكرم ان يبقى  
بقية في سفرهم بعد اكتمالهم ومن نصيب الخدم ذلك البقية اعطيت لاحد اصحاب الدولة من امته صلى الله عليه  
والله وسلم وجعلها حمية طينة فجعل شريك ودولة الخاصة عليه وعلى آله وصحبه الصلوة والتسليمات استه  
والمراد بالطينة اما الدولة الخاصة اعني مرتبة الفناء الاتم وهو مختص بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم عند الصوة  
ويكون بعض امته بتبعيته ووراثته فم يكون متعلقا باخلافة فلما تم هذا لم يتبق له الوجود الموهبى ويكون  
مع النبى صلى الله عليه وسلم في الجنة بموجب قوله تعالى ومن اطعم الله والرسول فادرك مع الذين  
انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ذلك الفضل من الله  
الاية وحديث المربع من احب او الاخلاق الحميدة الاصلية الحقيقية للنبي صلى الله عليه وسلم او المعنى الاصلى قاله  
المجدد حمد الله باعتبار جده لان سيدنا عمر رضى الله عنه كان جده من بقية طينة النبي عليه الصلوة والسلام  
داشع من اولاده ولا يستلزم السادات اخرج البخارى في تاريخه وغيره اكرعوا عنكم الخلة فانها خلقت من  
طينة آدم فلما ان خلقة الخلقة التي لا تساوى بنى آدم في الفضل والكرامة من طينة سيدنا آدم الايام  
انقص في سيدنا آدم فلذا في النبى م وكيف لا تشرف فرد بنى آدم بهذه الغضبة وهو اشرف  
من خلقة قال الشيخ محي الدين بن عربى في الباب الثامن من الفتوحات المكية ان الله تعالى لما خلق  
آدم عليه السلام الذى هو اهل جميع انى تتكون وجعلها صلا لجميع الاجسام الانسانية فضلت من غيره  
طينة فضلة خلق منها الخلقة فهي اخت لا آدم عليه السلام وهي عمته لنا وقد سماها اشرف لنا عمة وشبهها

باليمن ولها اسرار عجيبه دون سائر البليات فصل من الطينة بعد خلق النخل قدما لسميته في الجفارة فمد الله  
 من تلك الفضلة ارضا واسعة الفضاء ارضا جعل العرش والحواء والكرسى والسموات والارضون وانحت النري  
 والجنات كلها والنار في هذه الارض كان الجميع فيها مخلقة لمقاة في فلاة من الارض وفيها من العجائب  
 والغرائب لا لا يقدر قدره وبهر العقول امره وفي كل نفس يخلق الله فيها عوالم السجون الليل والنهار لا يغتر  
 وفي هذه الارض ظهرت غلطة الله وعظمت عند الشاهد لها قدرته وقبضه من السموات الخفية التي قام الدليل على صحة  
 العقل على احوالها موجود في هذه الارض وهي سر عيون العارفين العلماء بالله وفيها يسجلون وخلق الله  
 من جملة عوالمها عالما على صورنا اذ ابصرهم عارف بشأده ففهم مقدرا شأنا الى مثل ذلك ابن عباس  
 فيما يروى في هذه حديث الكعبة بيت واحد من اربعة عشر بيتا وان في كل ارض من سبع الارضين خلقا شأنا  
 حتى ان فيهم ابن عباس مثلي وصدقت هذه الرواية عند اهل الكشف قال العلامة المشقي في فتيحة العلوم وقوله  
 هذه الدولة المحمدية الخاصة به صلى الله عليه وسلم وان لم يكن له احد يشرك فيها الا الله بعد خلق بدنه اى بعد  
 بالصورة الانسانية في حسن تقويم وتكميل بالاخلاق الفاضلة الكريمة لبعثت بقية من طينته وهي بقية الله  
 عليه وسلم فاطمة الزهراء اعطيت تلك البقية لواحده من امته وذلك الواحد هو ولد فاطمة الحسن بن علي رضي الله  
 عنها انتقلت اليه تلك البقية وهي البقية الطينة المحمدية وكان الامام الحسن رضي الله عنه اشبه الناس برسول الله  
 صلى الله عليه وسلم كما ورد في الاخبار واما تلك البقية خيرة طينته له طينته ذلك الواحد من امته وهي  
 في حبلو الملك الموكفين بالارحام فالطينة من علي رضي الله عنه وهي نطفة خيرة تها من فاطمة الزهراء رضي الله  
 عنها وهي نطفة فعلت الخيرة من البقية لطف من اولاده واولاد اخيه الحسين رضي الله عنه الى يوم القيمة وشر  
 تلك الخيرة في اولاد الصليب اولاد احمد بن الحسين في عهدة مبعوث المسيح النقيض له وخيرة من اصحاب اليهود  
 في صدق الوفاء وتمكين الحب والصفاء الخمس المذكور من قوله تعالى من قبل ان تمسوس وقوله مخلقة وغير مخلقة  
 وذلك في المريدن الاخدين عن المسيح وجعله اى ذلك الواحد شرىك دولة الخاصة صلى الله عليه وسلم  
 وسبب ذلك ظهوره رتبة فردا بينهم تحلى الاسم الفردي مظهر قدرته مقام الذي هو مقام الفردية فيظهر الفرد  
 في كل زمان ما كان منه صلى الله عليه وسلم من حيث بلن ولايته الخاصة لاس حيث رتبة نبوته ورسالته فان  
 تلك الرتبة ختمت بموت صلى الله عليه وسلم وذلك قوله عليه السلام العلماء ورثة الانبياء يحجبهم الى السماء يستغفر  
 لهم المحيطان في البحر انا ما اتوا الى يوم القيمة وقوله عليه السلام العلماء اصحاب الارض وطفة الانبياء ورثة النبي  
 ورثة الانبياء وقوله عليه السلام العلم ميراثي وميراث الانبياء قبل الاخاديد الثلاث اخرها السبوطي في  
 جامع الصغير فالعلماء بنابهم ورثة النبي صلى الله عليه وسلم ورثة البقية الانبياء عليهم السلام في مقام فردية



صلته عليه وآله وسلم دهي اعلم السابق نال شارة انما تصرف لوكات في زمان و جودا انما كانت بطريق تجريد  
 الدولة في صورة اختيار الله تعالى لذلك المقام فخلقها من تلك النور لذلك النور فلا ضرر ولا ضرار انما تنكره لولا انما  
 ثم ان الشيخ احمد السمرقندي العارف الكامل قدس الله سره اعاد الكلام لتجريد عن نفسه بحصول ذلك التام في حال  
 وان كان محمد صلى الله عليه وسلم ليس له شريك في الدولة انما خص به لكن متبني ان يعلم انه بعد خلقه وتسليله  
 صلى الله عليه وآله وسلم بقيت من طينة بقية جعلت خمرة طينتي اسي وصلت تلك البقية التي ذكرنا الى طينته هي  
 لطف من ابيه اذ امته قبل الولادة اذ كان له نسب في فرس شروا وولد الولادة بمصافته ذي النسب اوصدق له بعد  
 من الشيخ وهو لم يمتس مخلقة وغير مخلقة كما ذكرناه فان المصافته تقيح في اهل الاستعداد فترى الخيرة  
 في جميع الطينته فتجلى لهم من كماله خيرا انتهى قال في المكتوب الثالث دسبعين واثم من الجمل الاول  
 ان كلما يصح ان يوصله اعلم نفى ذلك بكتابة لاضرورية فال المطلوب اثبت ما دأرك ذلك ولم يمت منه ان كل ما  
 هو شبهه ووجه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مستحقا للنفى فان محمدا مع علو شأنه كان بشرا لا بشرا وتسمت  
 المحرث والا سلكان ما دعسى ان يدرك البشر من خالق البشر والممكن من الواجب والمحادث من العتيم  
 جلت عطفته وكيفية يحيط به لا يحيطون به علما نقض قاطع انتهى فانظر الى جبارته لم يحز للنبي صلى الله عليه وسلم  
 ان يكون شبهه ووجه الاما نفى من الممكنات اقول ان هذا القول في الماصل يوافق قول سيدنا مولانا  
 الشيخ بهار الدين رضي الله عنه والفاظه الفارسية هر چه بدو شد وشنیده شد همه غیر حق است بکلمه لافعی باید کرد  
 انتهى وفي المكتوب في بيان كلمة لا اله الا الله ان كل ما يجسی في العلم والبصيرة بكتابة لاضرورية لان الله وب  
 اثبت ما دأرك البصر والعلم فبهم منه ان مشهور محمد صلى الله عليه وآله وسلم ايضا لا نفی والمطلوب اثبت  
 وادرك ذلك متحقق يا اخي محمد صلى الله عليه وآله وسلم مع ذلك شان العلو بشرا وبهلافة المحرث والامكان  
 تسم والبشر من خالق البشر اسي شي يدرك والممكن من الواجب ما يدرك والحدوث لا يحيط الله بكنهه لا يحيطون  
 به علما نقض قاطع في حق جميع الخلق بنيا كان او غيره انتهى فالعنى ان كل ما يصح ان يرى في البصيرة احد  
 من البشر او سمع او اعلم من الكاشفات والشاهدات نفى ذلك بكتابة لاضرورية فال المطلوب اثبت وهو ذاته  
 تعالى وما راولا الذي خطر في بال البشر لا تعرفه كنهه فانه تعالى الا هولاء ذات الله تعالى وكما لا تعرفه  
 قنابته السيرة الله لا نهاية له ولها قبل سبحانه ما فذاك حق مع ذلك المعنى الثاني ان كل ما يري في  
 بصيرة الالك او اعلم من الحوادث الكونية نفى الوجود الاصل وحقص من بكتابة لا اله الا الله ضرورة في اثبت  
 الوجود الاصل الحقيقي لما دأرك ذلك الكون وهو الله تعالى بالا الله وكذا وقع في فصل الخطاب لخواص محمد رسا  
 بعد الكاسين من اوله في بيان ذكر لا اله الا الله انه مركب من نفى والاثبات فالدكر في طرف نفى من وجود

جميع المحذات الاصلية وفي طرف الاثبات مثبت وجود القديم جل وعلا انتهى بل هذا الامر مخصوص عليه في الاجابة  
 الالهية النبوية قال الله تعالى فاعلم انه لا اله الا الله اسمى لا موجود بحسب الاسد قال الله تعالى كل شئ املك الا حيز  
 اسمى الذات قال الله تعالى اينما تولىوا فتم وجب الله تعالى اسمى ذاته تفسيره قوله صلى الله عليه وآله وسلم  
 اصدق كلمة قالها الشاعركلمة لبديد الاكل شئ باطلا الله باطل وبالباطل خلاف الحق وقوله عليه السلام  
 كان الله ولا شئ معه وهو الآن على ما عليه كان فالباطل معناه ولا شئ مع الحق اذ الاشياء كلها بالحق تعالى  
 لا مع الحق تعالى فان الشئ من لشيء فلو لا الشئ الالهية لما كان شئ اصلا اصل الشئ المشي فهو شئ بياض  
 فصيل بمعنى مفعول كقيل معنى مقتول وجرح بمعنى مجروح فالاشياء كلها حقيقة في اشهد الحمدى بدليل  
 كان الله ولا شئ معه وهذا امر لا يعرف الا اله من صحاب الادراك الخاص كما افاد العارف الدمشقي في نتيجة  
 العلوم فما ثبت بالآيات والا حادث فانكاره جسارة على جسارة فان هذا صنف من عين البصيرة قال  
 في المكنون التاسع والاربعين من المجلد الثالث لا يخفى الله لما حصلت له النسبة المحصورة في ذات الواجب  
 جل سلطانه لزم ان يكشف لي كنه ذاته جل سلطانه وان يعلم بكنه ذاته كما هو وهذا وان كان مخالفا لما هو مقر  
 عند العلماء لكنه علم حضوره متعلق بذات الواجب تعالى فهو كالروية بالنسبة الى ذاته تعالى فالانكشاف  
 موجود والدرك مفقود انتهى فانظر الى جبرته اجاز لنفسه انكشاف حقيقة كنه الذات وهذا هو انكشاف الحقيقة  
 على النبي عليه افضل الصلوة واكمل التحيات المباركات الطيبات بل وادعى ذلك لولديه ايضا اقول هذا  
 اقترا بلا امتراء امر في الاستقامة وانت تتعجب من انظر ذلك المكنون قل اين هذه العبارة في صفا فاك  
 اياك الكذب فانها الى الشتر دعاؤا والمشيء جالبه بل بسلك المجدوح ان معرفة ذاته وصفاته بالذات والوجه  
 من منع افاد المجدوح حجة الله في المعارف الالهية ما تقر به ان معرفة الله تعالى واجب بانفاق الصوفية واكثر  
 المتكلمين شك الله تعالى سبحانه كنههم مختلفون فيما بينهم في الطريق الوصول الى المعرفة فالصوفية قائلون ان المعرفة  
 بالرافعة وتصفية الباطن والاشكوك من الاشاعة والمتنزهة يقولون انها بالنظر والاستدلال على النزاع  
 بينهم نزاع قطعي مبنى على تفسير لفظ المعرفة فالصوفية يقولون ان المعرفة هو علم بسيط وعبداني وخارجي  
 للصورة تصديقية اليمانية والمتكلمون قائلون بانها صورة تصديقية ايمانية ولا شك ان طريق حصول المعرفة  
 بالمعنى الاول هي الرافعة وتصفية الباطن والمعنى الثاني هو النظر والاستدلال وما يقولون ان الاول  
 ما يجب على المكلف معرفة الله تعالى الروبنا المعرفة بالمعنى الثاني لا الاول لان حصول المعرفة بالمعنى  
 الاول يكون في حق اليقين ومنه نهاية مراتب كمال اهل الله والفرق بين اليقينين بغير اخوان المعرفة  
 عند الصوفية عبارة عن علم حضوري بالحق تعالى يكون بعد الفناء والبغاء بغير دن بشتا فشن ودين



وعند المتكلمين عبارة عن علم حصولي سبحانه تعالى الذي هو متجه للنظر والاستدلال بيانه ان العلم حصولي  
 حصول الصورة او الصورة المحاصلة في المدة فهو يحصل من الخارج و العلم بحضور شي ما يتعلق بذات العالم فيكون  
 متلافة فالعارف بعد فنار الذات والصفات يبقى ببقائه تعالى فعله مع حضور شي ولا يكون نهان  
 قبيل المحلول والاتحاد فغود بالله منها فطور الولاية ودر طور العقل وطريقها اكتشف الصريح ليس منها خل  
 للنظر والاستدلال وقال الحكماء والغزالي شأن معرفة ذات الله تعالى منسوخ فالمراد بها الصورة  
 التصديقية الايمانية كما يشهد به الادلة حيث قالوا ان معرفة ذات الله تعالى اما بالبداهة او بالنظر  
 وكل منهما باطل على ما هو مذکور في الكلامية وايضا امتنعوا معرفة كنه الله تعالى لا المعرفة بوجه لان المعرفة  
 بوجه حاصل لكل احد فانهم يعرفون الذات بوصفها القية ام الازقية و فرق بين معرفة شئ بالوجه  
 وبوجه وبغيره ان فيكون الثاني لا الاول فان قلت هذا علم في الخلق والرزق لان وصف الخلق معلوم  
 سينا بالذات بوصف الخلق لكن لا نعلم في الخلق لان المراد منها ذات له الخلق فيعرف الذات بهذا الوصف  
 قلت ان المراد من الذات اما مفهومه او مصداقه الكائن الاول فالعلوم الوجه والكان الثاني فهو مستلزم  
 حكم كنه الذات لان كنه شئ عبارة عن نفسه والذات ليس بمثل لا بسبب حقيقي فبفرض تعلق العلم يكون  
 العلم بالكنه وفي علم المخلوقات العلم بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه لان الحقيقة بتجزئتها كانت الحقيقة متجزئة فالعلم  
 بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه وان كانت بسيطة حقيقة لا تقتضي التجزئة يكون علمه بالكنه كما في الوجه تعالى  
 فمعرفة كنهه تكون محالة فمعرفة تعالى بالمعنى المذكور مطلقا م بالكنه كان او بالوجه بل صفاته تعالى ان يكون  
 فانها غير معلومة بوجه مثلا علمه تعالى ليس كمثل علم المخلوقات لانه ليس له في الانكشاف المعلوم خل والله تعالى  
 بسيط الانكشاف عقيب جريا للعادة ولو سلم ان له تأثيرا في الانكشاف ولو في الجهد كما عند بعض المتكلمين  
 فنقول ان التأثير خلق فيه وليس هو بمرتبة حقيقة بل لا دخل للمؤثر فيه فليس بين علم الخالق والمخلوق  
 مناسبة فلا شبهة كدلالة اطلاق اسمي وكذا حال القدرة والارادة بينهما فان قدرته وارادته تعالى  
 مبدء صدور الافعال ومشار وجود المخلوقات بخلاف قدرة العبد و ارادته فانها ليس لك فان الله سبحانه  
 و تعالى يخلق الاشياء بطور جري العادة عقيبها وليس لغيره القدرة على الجود خل ما يكون سائر الصفات  
 فكل مطلوب لا يناسب العالم لا لبطيئة فانه لا يدرك الشئ بما يضافه وبفائده فلا يدرك صفاته تعالى كما لا يدرك  
 ذاته تعالى ولقدس منها اشكال قوسي وهوانه لما كان الذات والصفات متبعا للمعلومية فمعرفة كنهها يكون  
 محالة فما منتهى وجوب المعرفة قلنا معرفة الذات هنا مثلا انه ليس كسبم ولا جوه ولا عرض ومعرفة الصفات  
 انه ليس بجبال او عاجز او اصم ادا كنتم غاية لم في الباب يعرف بهذا ذاته وصفاته قال بعض المتكلمين المعرفة

عبارة عن التبيين المحدث والقديم ومن بنا قال ابو حنيفة رضي الله عنه سجاك ماعبدناك حتى عبادتك لكن عرفناك حتى معرفتك فسبحان من لم يجعل الخلق اليه سبيلا الا بالعجز عن معرفته واعرفته الخاصة بابل العتكون حسب استعداد الطالب قال العارف بهذا الدين النفس قدس سره ان اهل الله بعد الفناء والعبادة ما ينظرون في ذاته وما يعرفون في ذاته حيزهم في ذاتهم في انفسهم اظلا يصرون هذه المعرفة نفس الحيرة قال ذو النون المصري روح المعرفة في ذات الله حيرة قال بعض العرفاء عرفهم بالله استمدحهم تحية انبياء قال المجدوح والكان اكثر المشايخ صرحوا بكه في معرفة الذات اما عن معرفة الصفات اليتيم عبادة عن الحيرة استنبه قال قال في كنز الهداية التاسعة عشر مخاطبا لولديه لم ينزل داعي الوصال بنا دى في سرى اجب السلطان فانه يدعوك فظا طير منى الى باب القدس فوصلت الى سرادق عال فقيل لي السلطان ليس في البيت فعملت ان ذلك مقام حقيقة الكعبة الربانية فاسرعت الى ما وراء ذلك وخرجت الى مقامات الصفات الحقيقية الموجودة بوجدانية وهذا رار الصور العلمية الصفات في مرتبة التبيين العلي ودور ذلك صور الصفات التي في مرتبة التبيين الوجودي والتبيين الحسي فخرجت عنه ايضا الى حصول تلك الصفات وهي اشيدون الذاتية والاعتبارات المنخفضة في ذاته تعالى ثم الى الذات لمجت المجد عن النسب والعبادة وانتم ايها الاخوان ليني ولديه كنتم معي في كل مقام من تلك المقامات فانظر لى هذه الخرافات والاعتبارات الباطلة والاكاذيب المنخفضة تنجب منه اقول عند البدال يظهر فضل الرجال الماتعرف ان كنز الهداية ليس من مصنفات المجدوح وعلية تقدير التسمي لا يزمن من هذا القول على قائله شئ اذ كثيرا ما يظهر للسالك في اسير الى الله المشاهدات والكاشفات وهي وراطة العيش فيعجز الناس من فهمها ويهون كرمه ويحبونه حجب المنة ركب فخره او يغفلوا كثيرا من الاولاد ذكروا فلا محذور في كمال الغوث لصور الى شيخ عبد القادر جيلاني في رضى في بعض تصانيفه

وامري يا مولد ان قلت كبري	كل امرئ حكمي وقدرتي	فاحببوا الله القدوس جالس	على طور سيناء قديمون بخبرتي
طافني بالاكوان من كل جانب	فصرت لها الما تجفح سبتي	على علم في فردة المجدت هم	رفع البنا راوى لكل رتبة
فلا علم الا من سجاوردتها	ولا قل الا من سمع روي	على الله لبسها كان اجتمعا	وفي قباب جنات جنة الازمنة
وعانيت هراقل اللوح والرضا	وشاهدت النور الجلال تنظري	وشاهدت ما فوق السموات كلها	كأن العرش الكسبي في رضى قضتي
وكل بلاد الله ملكي حقيقة	وقطابها من تحت علمي معاني	فلاحت لي بالاسرار كل باب	وابت لي بالانوار من كل رتبة
وشاهدت حقى لود كشف سر	لصم الجبال الرسايات كدني	وطلع شمس الافق ثم منيبها	واقطع ارض الشقي على خطي
اطلعت قطاب الوجود حقيقة	على سائر الاقطاب فملى حيزي	قال في المكتوب الخامس وتسعين من المجلد	

ولاني وان كانت مراة للولاية المحمدية والموسوية متطرفة على ولايتها لكنها جامة لها كربة من نبت المجدونية



والجعية فان محمد ائمة المجوبين وموسى عراس المجين لكن في ولايتي امر آخر وصا لى على صوتهما بذلك الامر برؤية  
حيث ان جعلها من الولاية المحمدية الناشئة بالاصالة عن المجوبية الصرفة وانقسمت اليها ولاية موسى الثانية  
عن المجعية الصرفة ولعنبت بلونها ايضا صارت وجودا آخر حقيقة اخرت واثرت ثمرة اخرى وانجبت ثمرة اخرى  
فيقال لهذه الافعال المنفصل النور المكنون ما معنى كون ولاية محمد من المجوبية الصرفة ولاية موسى من المجعية الصرفة ان  
كان المراد ان محمد صلى الله عليه وسلم ما كان يحجب الله وموسى ما كان المقدس بعبادة الله فقلت فقلت فقلت فقلت  
مبنياء ملكت ملك الا بابل محمد صلى الله عليه وسلم كما انه رئيس المجوبين فهو راس المجين وموسى كما انه  
راس المجين راس المجوبين ايضا بل لا يكون محبة العبد رتبة المعتقد بها محبة الله عبده قال الله تعالى يحبهم ويحبونه  
وقال الله تعالى رضى الله عنهم ورضوا عنه ثم ان في كون ولاية حقيقة اخرى وثمره ثمرة اخرى اعترافا  
بانه ليس على شريعة الرسل ان شرع كل نبى الا بامر الله ذلك النبى وشرع محمد صلى الله عليه وسلم  
لما كان جامع لمجمع الشرائع حيث امر صلى الله عليه وآله وسلم بالاقدار بارباب تلك الشرائع كلها ثم ولاة  
جميع تلك الانبياء فلا يخرج ولا شيء عن ولايته صلى الله عليه وسلم فاذا وجدت ولاية غير ولاية صلى الله عليه وسلم  
واثرت ثمرة غير ثمرتها كانت تلك الولاية ولاية ليس نعوذ بالله من كراهة اقول هذا كذب طرقت وبتان  
سيفك لو تأملت في عبارة المکتوب فلم تكن تجتبر على هذا المكذب ولكن التعصب الفاضل وحب الباطل  
العايش غطى على سريتك وعشى ضيف بصيرتك الا ترى انه ليس في قوله لفظ اجمع اسم التفضيل  
ليلزم منه ان ولاية اجمع من دائرة ولاية محمد وموسى عليهما الصلوة والسلام بل فيه ان ولايتي مرادة  
ولاية محمد صلعم وولاية موسى عليه السلام بلطفيلها ولايتي مركبة من نسبتى للمجى والمجوبى ورئيس المجوبين سيدنا  
ومولانا محمد صلعم ورئيس المجين سيدنا موسى عليه السلام ولما بواسطة منابذة خاتم الرسل عليه الصلوة والسلام  
مع ولايتي امر آخر وصا لى على صوتهما بذلك الامر برؤية وان كان اصل هذه الولاية ولاية النبي صلى الله عليه وسلم وهو الولاية المحمدية و  
منشأها بالاصالة نسبة مجبوبة صرفة لكن نشأ ولاية موسى من ناش من المجعية الصرفة وهى متضمنة مع هذه  
الولاية ومتضمنة بلونها ايضا وصارت وجودا اخر بل حقيقة اخرى وثمره اخرى لى بولاية مناسبة بها  
وخرج بوجهها ونشأت منها وهما اسما وهما ذمما ولا تخد وفيه قال العلامة الشافعى رح في نتيجة العلوم  
قوله ولايتي وان كانت مرادة للولاية المحمدية اى ربها الولاية المحمدية فقلت في الطاهر من السيرة النفسى  
الى حضرة ربى ومن حضرة ربى الى حضرة ربى ثانيا ومن حضرة ربى الى النفسى مجابى فقلت في العرفان  
ومعنى التبع في الظاهر والباطن على وجه الكمال والموسوية اى مرادة ايضا للولاية الموسوية بالمر  
الباطنى في مشربها الخصوص على مقتضى قلب موسى عليه السلام في العرفان الالهى متطرفة بمعنى لادى

تلك على ولايتها اى تابعة لولايتها بطريق التفضل في المقام لان ولايته انبى اصل ولايته التي فرغ  
 لان حصولها بسبب الارث فالمرتبة لما استعدوا بالتابعة للمؤمنين في الاعمال والاحوال كان لهم مساكن  
 بهم وقرب معنوي فوثر بهم عند موتهم والانباء عليهم السلام لا يورثون الا العلم لا غير هي الولاية لكنها است  
 ولايتي جامعة لهما اى هي من المشيرين لشرب الحمدي الشرب الموسوي فخلو لايتي مقام الرتبة المحمدية  
 البصرية في التجلي بالصورة بعد فنار الصعود على حد ما يعرفه اهل المعرفة من الادراك الخاص بالهذه الطريقة كما  
 قدمناه ولها ايضا مقام المناجاة والكالمة الموسوية السموية بعد فنار الحرف والمصوت على حد معرفة اهل الادراك  
 الخاص المذكور ولا فلن انك تفقد ان تفهم شيئا من ذلك بتفلك فضلا عن التحقيق به وعن ذوقه ووجدانه الا  
 بمعونة الله تعالى لك وامد على كل شيء تدير نصارت اى ولايتي المذكورة وجود آخر وان كان الوجود واحدا  
 لا تعدد اصلا لكن خصوص الرتبة المحمدية التي تظهر عنه تقضي مغايرته كما مضت تعدد حقيقة اخرى يعني باعتبار  
 تلك الرتبة المذكورة وانمرت ثمرة اخرى باعتبار ما يناسب المكان والزمان كما قال تعالى لكل عظيم سلطانا ثمرة  
 ومنها جاد وان كان الشرع والمنهاج واحدا لكن اختلاف الاشخاص بحسب الاحوال والازمان فيقضي اختلاف  
 الاحكام وينتج نتيجة اخرى كما ان ثمره اشجرة تكون حلوة او حامضة وثمرتها اشجرة نفسها الحامضة تلك الثمرة تكون  
 مرة وقد خالغنا في طبها واذ جاد هي منها متفرقة عنها للثمرة افضل التام على الثمرة ولا يصل الامداد  
 للثمره الا من اشجرة قال تعالى وتلك الامثال لضر بها للناس وايضا لها الا العالمون وهم اصحاب الادراك  
 الخاص الذي قدمناه وفيها اى في ولايتي المذكورة امرا آخر معلوم ان ذلك الامر الاخر انما استغنيك  
 الاصل فان الفرغ لا ياتي الا بالاداء الامن اصله ومعالتي يعني التي ميني وبين الله تعالى وبين بين  
 غيري على حدتها اى منفردة الان عن السابعة وذلك لظهور النور المحمدي لغني في صورتي المخلوقة  
 منه له بذلك الامر المذكور المستقل لانه امر جديد لم يظهر بعد في الاكوان لعدم كمال التجلي وهو خصوص النشوء  
 الشري مربوطه اى دائرة معالتي كلها على حكم ذلك الامر الخاص بي الذي ظهر بظهوره في ذلك النور المحمدي  
 الذي انما تحقق بنبي نفسي على حسب ذلك الادراك الخاص الذي قدمناه اى اذ عرفت هذا فاعلم ان  
 ولايتي الاولي بظلال ولايات الانبياء عليهم الصلوة والسلام لفظ المزي في هذا المقام نادى باعلى هذا  
 على اثبات هذا المقام والامر بالامر لا يكون غير ما يرى في الاثر انك لو اخذت حبة من باير وماير من بحر في  
 كوز فتركب ذلك الماء يحصل كيميائية بالاستمرار لكنه يكون فرغ ماير البحر ولا يكون حقيقة ماير الكوز علمه  
 واصل ان محمدا صلى الله عليه وسلم كان يجب الله موسى ما كان الله يحبه فبناه على فهم المقترض لان البحر  
 افاض في المكتوب من اوس تسعين من الجمل الثالث ان لاسم محمد واحدا من اسماء النبي صلى الله عليه وسلم



ولاية من فاضل الولاية المحمدية وان كانت ناشئة من القام المحمدي بل من فاضل العرفه بل من فاضل الحجة وولاية  
 الاحدية ناشئة من المحمديّة العرفية ليس فيها شأنة المحمديّة واذ مقام النبي صلى الله عليه وسلم فكما ان يقال انه  
 لما كان موسى عليه السلام لا يكون محمد صلى الله عليه وسلم غير كلم الله فكذا ان يقال انه لما كان محمد رسول الله  
 الله لا يكون موسى عليه السلام محبوب الله وذاق من جوارحه ان شدة لذة المحمود غير شر الرح رسولنا وموسى  
 عليها الصلوة والسلام خيال فاضل ومنتاع كما سدد فان المحمود ليس لصديان الشريعة بل هو ذكرا لحوال  
 والمواجيد والمقامات واين هذا من ذاك فالحسب في شتم كلمة يرجع الى فهمه الباطل قال في اصح من ذلك  
 ما قاله في المكتوب الثالث والتسعين بعد اذكر نحو من ذلك ان مركز دائرة المحموية الصرفة تصوره بصورة  
 دائرة مركزها المحموية الصرفة ومحيطها المحموية المتعرجة بالمحمية وهي نصيب فرد من افراد الامة يعني بفرد  
 ان فيه هذه السبابة والمحورية المتميزة بالمحمية نصيب فرد من افراد امته بمعنى له صلعم وقبيلة موسي ايضا انتجا  
 خلاص فيه وترك المتعرجة بلفظ بمعنى له صلى الله عليه وسلم فنقل العوض مثل البرغوث وما غده ومنه قال  
 في علم ان المحيط هذه الدائرة تقدم كثير على الدائرتين وهما قرب الى من الله الاقرب ثم ادروا سوال انقال ان  
 قلت كل كمال تميزه بغيره فهو ايضا تميزه لكل لان لكل عبارة عن ذلك الجزر مع بقية الاجزاء فواجب سبق  
 الجزر لكل الجواب الكمال الذي يظهر في الجزر بطريق الاصلية فهو في كل فجميع الجزر ووساطة الباطن  
 الاصلية ولا شك ان الاصلية سابقة على التبعية والاصل في قرب ليس في الفرع فعلى هذا اذا تقدم مركز الدائرة  
 في الكمالات المحموية فهو واضح ممكن واذا تحقق في الجواب ان كمال الجزر انما يسري في الكل اذا  
 كان ذلك الكمال ناشئا من بانية الاصلية ولا يلزم سر بانه في كل مثلا اذا قلب جزر من الغضفة بمثل الكمال  
 منه ذهب لا يمكن ان يقال ان الكمالات هذا الجزر مستقل بذاتها تسري في كل لانه بعد الانقلاب خرج عن الجزر  
 انتهى وهذا يعني قوله المراتق ولدتى حصار حقيقة اخرى فانظر الى هذا كيف القلب على تعجب بالانقلاب الى  
 حقيقة الذنب خرج عن اتباع سيد العرب ومن يتقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وينه قد ذهب  
 بهذه الدعوى حيث جعل نفسه اصل في الكمال والبنى تابعا له فيه وان الكمال تسري منه اليه فلم يفسد السيرة  
 ايقم فحبل نفسه فقلد شدة نفسه بالذنب النبي صلى الله عليه وسلم بالغضفة فقد ادعى التقدم على موسى  
 وحمد عليها الصلوة والسلام ثم ترقى وادعى التفوق على جميع الانبياء اقول هذا التفسير يبي على عدم  
 فهم المعنى المراد من المكتوب الثالث والتسعين من الجملد الثالث فاعلم اولاً ان العبارة المنقولة ليست  
 في المكتوب المذكور بل هي ان بكرة الشريعة التي انتم كبري اقرب الى الله من كل اقربا ولا بكرة الثالث الولاية المحمدية صلى الله عليه وسلم  
 فالدائرة الاولى دائرة الحمد والثانية دائرة الخلة والثالثة دائرة المحموية وهي اقرب الى الله ولا محذور فيه

الكلام المنجي برؤايات البزري

وفاً شاماً. ان محصل المكتوب ان اثنين الاول الوجودي رب خليل الرحمن علي نبينا وعليه الصلوة والسلام  
وسيد رقيقته فحين خلقته ومركز رقيقته رب حضرة جيب الله وسيد رقيقته وتعيين محبته عليه الصلوة والسلام  
عليه ايرادات واجاب عنها منها ان كان لتعيين الاول رب الخليل فكيف التوفيق بينهما ومن تواله عليهما  
والسلام اهل ما خلق الله فوسى فاجاب بان المركز سبق اجزاء الدائرة والجزم مقدم على اكل فيكون  
سيد رقيقين جيب الله صلى الله عليه وسلم سبق منها الكمال المحصل للجزم يسري في اكل لان اكل عبادة  
من ذلك الجزم وجزم اخرى فمادحة حصول سبق والقرب في الجزم فلا اكل فاجاب عن هذا الايراد بجزاين  
الاول تسليم التسري والفرق بينها بالاصالة والتبعية فان الكمال في الجزم بالاصالة وفي اكل بمعية الثاني  
بعد تسليم التسري بان كمال الجزم في وقت يسري في اكل ان كان الكمال ناشئاً من ذلك الجزم  
والان كان الكمال في الجزم ناشئاً بعد انقلاب ماله الجزم فلا يلزم ان يسري فيه لان الجزم بعد انقلاب ماله  
لا يكون جزء لكل مثلاً الفضة التي نصبة لطلال يعمل الاكسیر فلا يقال فيها ان كمالها ذهبية ذلك الجزم يسري  
في الفضة التي هي اكل لان ذلك الجزم على هذا التقدير ليس جزء في الحقيقة انتهى فلا فراض  
بان المحذور من انقلاب على عقب بالانقلاب الى حقيقة الذنب وخرج عن اتباع سيد الرب وغيره  
على ما ذكره كذا بيان فان الكلام في سيد رقيقين خليل الرحمن وجيب الله صلوات الله عليهم تفوق  
سيد رقيقين جيب الله الذي هو المكون على سيد رقيقين خليل الرحمن عليه الصلوة والسلام الذي هو اكل فالكلام  
مهندك فافهم ولا تكن من الغافلين ليس من العمل سرعة العمل وادعاء التفوق على الانبياء عجيب جداً  
لا ينبغي في المكتوب ما يشير الى ذلك اصلاً قال في المكتوب التاسع عشر من المجلد الثالث كانت الاشياء  
والمرسلون بغير من البلاء وانما في عافية فيقال له يا ايها الغوراي بنى في من البلاء وانما في  
اروت ان اروت انهم غروان البلاء الذي هو فيهم مع كونه كذا بغير كذا في غير ان اروت البلاء في الدين  
فالفرار بالدين عين الكمال اقول ان في المكتوب المذكور كذا وجنبوا عن البلاء ما استطعتم فان الفرار مما  
لا يطاق من سنن المسلمين عليهم الصلوة والسلام ونحن في عين البلاء مع العافية فلذلك سجانته الحمد انتهى قيل  
يعني ان البلاء الذي لا يطاق الفرار منه سنة اما يصبر في البلاء المطلق فالصابر فيه يصبر مثلاً والصابر  
في البلاء الذي لا يقدر ان يفر منه ثياب ومن كان في مقام الرضا البلاء عنده راحة ونعمة قال الله تعالى  
وليتلى المؤمنين منه بلارحناً مثل هذه الاعراضات لا يروا من كذا ومنه ديانة قال ثم ترقى  
الى تحقيق القرآن فقد نقل الشيخ العارف بالله المحدث الشيخ عبدالحق الدهلوي ان بعضهم كتب اليه انكم مع  
جلالة ما دعونه من المراتب لم لا يظهر منكم كرامات قال لا كرامات اهل ما ابدت من الخلق والمعاد التي انجز

حقيق الغرر لا يطاق من سنن المؤمنين

الفرار من البلاء



تقبل الناس عن بيانها بل كان معجزة الرسول صلعم الاكلاما فانظر الى هذا الجاهل المكون الغرور كيف سوتى كلامه  
 بالقرآن العظيم وكيف اثبت لمثل القرآن الجسد وكيف رقى نفسه الى مرتبة خاصة بالندوة وتعالى كون كلامه معجزة  
 اقول ليس فيها تسوية والتفتت على فيه لانه فيهم الوهم فانه كيف ينكر علمه الكلام كونه كرامته والقرآن من  
 اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم قال العارف العلامة النابلسي في نتيجة العلوم قوله انه كرامته اجل مما ابيته  
 من التوافق والمعارف فان البيان ليس المكشف عن ذلك والمتحقق به فان من لا كشف له ولا تحقق في  
 نفسه برب لا بيان له عن شيء من الخلق اسد الا بطريق الحكاية عن الغير فمن سبيل نقل العبارة ولتنبه حال  
 من المجبورين واما المعارف في ان ياتون من العلوم والاسرار ان ذلك كله باطله امانة محفوظ لهم من  
 كلام غيرهم نظيره لاحد الكافرون على الاختيار لما فهم من العبايم الالهية وشرائع النبوة حتى نسبوا  
 الى الجنون والكذب وغير ذلك وقالوا ساطير الاولين كتبها نبي على كبره وادب الاله وقالوا معلم مجنون قالوا  
 مجنون وان ذرو وقالوا ساطير كذاب وقالوا غير ذلك والله يعلم المفسد من المصلح وحاصله ان الذي جارت به الانبياء  
 عليهم السلام حق وصدق ومجرب عند الله تعالى اجزي لحي من كبر بل عليه السلام وغيره من الملائكة والذي جارت  
 به الاولياء ايضا من العلوم التوحيدية والمعارف الالهية والحقائق العرفانية كلمة حق وصدق ايضا وهو من  
 عند الله تعالى بطريق الالهام والفيض على قلوبهم بطريق الالهام من ملائكة الالهام ونصبتهم على العبادات عن ليل  
 واعتداه الله تعالى على بيانه نظيره النبي الذي اوحى اليه بشريع واسر بالامانة ونصبتهم على العبادات عن ليل  
 والاعتداه على بيانه نظيره النبي الذي اوحى اليه بشريع ولم يور بالامانة فلو بلغه خالف الامر فلا يقبل منه كما ان  
 الولي الذي لم يزل العبادة لم يزل ان في البيان غلو بل ذلك لا يقبل منه وربما اوحى على بيانه وظهر  
 بعينه ونفسه وربما اقتل ومن اعطى العبادة قبل منه البيان وتحسن كلامه وتفتح به غيره فاذا كنت في محل  
 الكلام انتم وعقوب من طرف الله تعالى اذن طرف الخلق والله خير حافظا وهو ارحم الراحمين وقوله انه لا كرامة لجل  
 من ذلك البيان فهو اعظم من ذلك فان الحكامات التي تعظمها العوام لا فائدة بها للولي وان انتصبت حسن اعتقاد  
 للعوام بالولي فالتفت فيها للعوام بالولي وذلك انما اعني الله تعالى بالعوام فانهم لم على يد الولي لتنتفع بها العوام  
 والاكبان العلوم الالهية والحقائق الربانية النافعة للساكنين والنواصير المؤمنين يرتقون بها في معارج الحق  
 ويتبينون بعينها على الطرق وانما يتضرر بها السعدى على الاولياء بالانكار لعدم توفيقه وقلة اذعانه  
 الحكمة في نفسه وادواته ان يكون له ارتفاع مرتبة على انبار حبه قوله بل كرامته محمد صلى الله عليه وسلم  
 الا كلامه معجزة في القرآن العظيم الذي هو كلام الله تعالى الذي عجز الفصحاء البليغا ان ياتوا بمثلها وهو من  
 المعاني التوحيدية والمعارف الربانية والحقائق العرفانية ويزيد على كلام الاولياء الذي ياتون به بالاحكام العشر

الكلام النبوي برداير اوان للبرزخي

واشرايع النبوة وكل من عند الله تعالى لان كلام الاوليا الذي ياتون به هو معاني الكلام القديم الذي  
 جابر به النبي صلى الله عليه وسلم واما جابر هولي بلغهم الحديث في الكلام القديم فكلام الاوليا كما اشتهر اكرهم  
 بهاء الله تعالى وكلام الله تعالى الذي جابر به النبي صلى الله عليه وسلم معجزة لا كرمه الله تعالى بهاء الله بهدي  
 من يشاء الى صراط مستقيم انتهى قال شيخ الاسلام الهروي في سنابل السارين والذي ثبت عندي  
 بالتجربة ان فراسة اهل المعرفة انما هي في تمييزهم من الصليح لمخفوة عز وجل فمن لا يصلح ويعرفون اهل الاستعداد  
 الذي اشتغلوا بالبدن سجانة وصلوا الى حضرة الجمع فبذرة فراسة اهل المعرفة واما فراسة اهل الرياضة والمجوع  
 والمخلوقة وتصفية الباطن من غير صلة الى جناب الحق سبحانه فلهي فراسة كشف القبور والاخبار بالعبثيات المخففة  
 بالحق تعالى فانهم لا يجرون الا عن الخلق لانهم محجوبون عن الحق سبحانه اما اهل المعرفة فلا يشتغلون بهم لما يروى عنهم  
 من محارف الحق سبحانه فاخبارهم انما يكون عن الله تعالى ولما كان العالم الاثرهم اهل الانقطاع عن الدنيا  
 واشتغال بالدينار فالتقوسم الى كشف القبور والاخبار عما غاب عن احوال المخلوقات فخطوهم فخطوهم  
 انهم اهل الله خاضعة واعرضوا عن كشف اهل الحقيقة والتسوسم فيما يجرون عن الله سبحانه وقالوا لو كان هؤلاء  
 اهل الحق كما يزعمون لاجروا عن احوال المخلوقات فكيف يقدرون على كشف امور غيبية من هذه وكذا يوم  
 بهذا القياس الفاسد وعينت عليهم الا بنار الصبيحة ولم يعلموا ان الله تعالى قد حمى هؤلاء عن ملاحظة الحق  
 وحضرتهم وتعلمهم مما سواه حماية لهم وغيره عليهم وكذا لو ايتهم رسول الى احوال المخلوق ما صلحوا للحق سبحانه فاهل الحق  
 لا يصلحون للمخلوق كما ان اهل المخلوق لا يصلحون للحق تعالى وقد رأينا اهل الحق اذا التقوا اولئك النقات الى  
 كشف القبور اذ كانوا منها لا لا يعتقد غيرهم على اذ كانه بالفرة فسمها المعرفة وهي الفرة فيما يتخلق  
 بالحق سبحانه والقرب منه واما فراسة اهل الصفات الخارجين لتعلقين بالخلق فلا يتعلق بجناب الحق سبحانه ولا يهتد  
 منه ويشرك المسلمون والنصارى واليهود وسائر الطوائف فيها لانها ليست شريعة عند الله سبحانه فيختص بها  
 اله المستبح قال قال في المکتوب الثاني من الجلة الثاني ان الصفات اسبعة او ثمانية موجودة في الخلق  
 وتميزه في الخارج عن الذات غير ان الاشكال في زيادة الصفات قسما وهو ان الصفات اما ممكنة  
 او واجبة لا سبيل الى الاول لانه لا يمتد زمانا وهدا وهدا تصات الحق تعالى بهاء لا ولا الى الثاني  
 لان الواجب الوجود بذاته واحد ثم قال وحل هذا الاشكال بانظروا لهذا الفقير هو انه تعالى موجود بذاته لا بالوجود  
 لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد وصفات الواجب تعالى موجودة بذاته لا بالوجود اذ لا مجال للوجود  
 في ذلك الموطن قل الشيخ طاهر الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك الودود فلا يتصور نسبة الامكان الواجب  
 اليهم في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين اللاحقية والوجود فحيث لا وجود له لا يمكن ولا وجوب

له قال الرب  
 ان الله تعالى  
 على الدنيا والدين  
 كبره انما هو  
 في البرزخية  
 الصفات الستة او الثمانية موجودة في الخلق



هذه المعرفة ورا بطور النظر والفكر انتهى وانت تعلم ان ما ليس عين الوجود ولا قائماته الوجود فهو المعدوم ليس  
 الا ولا شيء من المعدوم موجود فلا معنى لكونه موجوداً بذاته لا بالوجود الا انه تعالى عين الوجود القائم بذاته لا يمكن  
 بذاته في كون الوجود عين الذات مع القول بان تعالى موجود بذاته دليل على انه ليس على بصيرة في معنى  
 الوجود ولا في معنى كونه تعالى موجوداً بذاته واما قول علار الدولة فنعى الله به ان اراد به ان مرتبة الامكان  
 فوق مرتبة الوجوب فهو صحيح ولا شا به فيه لان الوجود الذي هو عين الذات هو الوجود المطلق المعر عن كل قيد  
 زائده على ذاته القائم بذاته لا يمكن لوجود الممكنات لتعني مقتضى استعمالها بالميات فانه مقيد بتعيين زائده  
 على ذاته مقتضى ذلك التعيين الذي هو مقتضى الماهية فلا يكون متعيناً لذاته فلا يكون واجباً لذاته وان اراد ان  
 تعالى ليس عين الوجود المطلق فهو مبني على ما فهمه من كلام الشيخ محمدين نفع الله به ان المطلق معناه الكلي  
 الذي لا يوجد الا في ضمن افراده وهو فهم فاسد لان مراد الشيخ نفع الله به في الباب الثاني من الفتوحات  
 انه تعالى موجود بذاته غير مقيد بغيره لغناه عن العالمين والمبني على الفاسد فانه ثم قوله ان صفات الواجب  
 تعالى موجودة بذاته لا بالوجود وان اراد انها موجودة بعين وجود الذات لا بالوجود بخلافه فاقض قوله انها موجودة  
 في الخارج متميزة عن الذات وان اراد ان وجودها متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة بذاتها تاني  
 من نفى وجودها نفى الامكان عن وجودها ثم الوجود اذا لم يكن عين الذات ولا قائماته فيعني اطلاق الواجب  
 عليه تعالى في قوله صفات الواجب تعالى الخ مع القطع بان العلماء يريدون بهذا الاطلاق انه تعالى واجب  
 الوجود لذاته ثم كون الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود من المسائل المقررة في المكتب العقلية  
 كشرح الاشارات وشرح التجريد فقله ان هذه المعرفة ورا بطور النظر والفكر تكليس ودليل على انه غير واضح  
 في دين الله ثم ان ذاته تعالى اذا لم يكن عين الوجود ولا متصفاً بالوجود كان معدوماً محضاً لا يتحالة ارتفاع  
 التقيض عن شيء واحد في حالة واحدة وهذا عين نفع الواجب القديم الواحد الاحدي فقله موجود بذاته مع كونه  
 منافياً لنفسه دفع لليف من رقبته ولا يدفع عنه التكفير لا بحجية نفع جليل او عقير اقول هذا الكلام مبني على  
 عدم فهم المراد على يد العرض اما اولاً فبانه قال للمجدوح في ذلك المكتوب ان الصفات السبعة  
 او الثمانية للواجب تعالى التي على اختلاف الآراء من الصفات الحقيقية موجودة في الخارج وغير اهل الحق  
 من الفرق المخالفة ليسوا باقائمين بوجود صفاته تعالى على ان المتأخرين من الصوفية اليف ينكرون وجود  
 الصفات وفسبون زيادة الصفات الى العلم ويقولون **س** ازروى نقل همه غير صفات في بايات  
 تو من دوسه نطق همه عين في يعني ان الصفات في تعقل متناثرة وفيه الخارج عين ذاته تعالى والحق  
 ان قول اهل الحق هو الحق ومقتبس من مشكوة النبوة بهذا الكشف والفراسة غاية ما في الباب ان لا

الذي يردّه الخالقون في وجود الصفات فتوحى فانهم يقولون ان كانت الصفات موجودة اما ممكنة لوجود  
الاول مستلزم لحدوث لان كل ممكن حادث عند سم على انه يستلزم جواز الفكاك الصفات عن الذات  
والثاني ينافي التوحيد جل الاشكال على ما ظهر لي ان الواجب تعالى موجود بذاته لا بوجود عينه او زائده عليه  
صفاته تعالى اليف موجود بذاته لا بوجوده لانه ليس للوجود في ذلك الموطن دخل قال علام الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك  
الوجود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود  
فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب بذه معرفة وراة طور النظر والفكر والتجسسون عقلياً العقل لا يعبرون بهذا  
المرام وليس لهم الا الاكثار انتبه فما نقله المتعرض مع فيه تحريفات اعلا انهارا وتميزة في الخارج مع انها  
ليست في المكتوب واما ما ينافي ان الوجود قد يراو به الماهية المتغيرة والذات الشخصية في الخارج وهو بهذا  
المعنى عين الماهية والذات وهو المراد بقولنا ان الله تعالى موجود بذاته لا بالوجود فالمقصود من هذا القول تمزيق  
ذات الله تعالى في احتياجه الى شئ بان يقال انها محتاجة الى الوجود والكان عيناً وقد يراو وجوده لشي  
اكونه في الخارج وثبوته فيه وهو بهذا المعنى زائد عليه عرض علم وقد يراو الصفات الموجودة الزائدة على الذات  
كما يحيات مثلاً فانامت بصفته الوجود يكون موجوداً ويكون محتاجاً في موجوديته الى صفته الوجود كما قامت  
به صفة الحيوة يكون حياً والله تعالى موجود بذاته لا بهذا الوجود فلا يكون ذات محتاجاً الى الوجود فيكون ذات  
العلی كافي في تحققة غير محتاج الى الوجود ولا يكون للوجود منه دخل عينا كان او زائداً قال عروة الوثقى  
في مكتوب خمس ثمانين من الجلد الاول يتحقق ذمها ان طالب اليقين وصاحب الفطرة السليمة اذا رجع  
الى وجدانه بفكره صائب ومال صادق ونصف من نفسه ادرك ان الذات الله المقدس لا ينبغي ان  
يحتاج في وجوده الى غيره ويكون في نفسه خالياً عن الوجود واحتاج في ثبوته الى الوجود وادرك ايضا  
ان ماهية حقيقة سبحانه لا ينبغي ان تكون هو الوجود لان الوجود مع كونه في نفسه من المصادر والاحداث  
لا ضروره لنا بالقول بكونه حقيقة لا واجب الموجود في الخارج بوجوده في الوجود وان يصطلم عليه بوجه عدم  
احتياجه الى الغير مع ذلك لم يرد شئ به فاحتج ان له سبحانه ماهية حقيقة وراة الوجود ذاتية بنفسها  
ستغنية عن عروض الوجود لها وما يترتب على الوجود يترتب على تلك الماهية بذاتها فهي موجودة بذاتها  
المقدسة لا بالوجود عينا كان ان شاء او قولنا موجود بنفسه موجود بل بكونها هست لان الوجود امر زائد  
ثابت قائم به تعالى او عينه فلا دخل للوجود في تلك الحضرة العلية المعرأة عن جميع الاسباب والاعتبارات  
اكتا المجال لعدم شئ فهو سبحانه غاية لقدسه لا يصل اليه نسبة لكونه خالقاً لكلها فكلاً النقيضين متمثلان عن  
ملك المرتبة المقدسة غير متصورين شئ حتى يتصور انة اع لنقيضين فلا نقاضة لشي شئ في مرتبة الذات



المعروف من جميع الاعتبارات حتى يستحيل ارتفاع انقيضين اذا الارتفاع والثبوت من الاعتبارات والمنسب  
 المنفية عن تلك الموصفة الا ترى الى ما افاده بعض المحققين من ان الجسم في مرتبة وجوده السابق على البياض  
 لا يفيض الا بغيره من تلك النوع انقيضين يستحيل لان استحصال ارتفاعها بحسب نفس الامر مطلقا بحسب مرتبتين من المراتب  
 فان الامر التي ليس فيها علاقة التقدم والتأخر المعية ليس بعضها في مرتبة الآخر وجود ولا عدم انتهى فلما ساغ  
 امثال هذه الامور في الممكنات فان تلك في شأن خالق للممكنات تعالى وليست المشل الا على هذا الاحتياج  
 في نفى احتياج الذات المقدس الى التغيير الى المطلق لفظ عليه كيون مفهومه الغشوي من المعقولات الثانية  
 والمعا في العالمية الغير ولو كان كذلك لكان صاحب اشراج حتى بالتعبير عن ذاته المنسبة بالوجود والاخبار  
 كما اخبر به عن سائر اسمائه وصفاته وكما لا بد وليس فليس فانه عر وجل بذاته العلى مستغن عن عروض الوجود له  
 فما يتفرع على الوجود يتفرع عليه سبحانه وكذا الحال في سائر الصفات فكلما يتفرع عليها فذاته العلى كاف فيه  
 ومع ذلك له سبحانه صفات ازلية موجودة قائمة بذاته لورود اشراج بها ولا تجري عاداته سبحانه بان كلما  
 ثبت في عالم الحقيقة ان كل له انودا في عالم المجاز ليستدل به عليه جل الوجود انودا بوجوده نفسه بالوجود  
 فان الوجود لو وجد كان موجودا بنفسه دون الوجودات المجاز فمطرة الحقيقة تخفى فوافق جهوه المنكبين في زيادة الوجود  
 على الذات الخبي العلى وعدم كون الوجود عينه له وكذا لا نقول باحتياج الذات المقدس الى الوجود وسببها اليه بالبر  
 مع كمال نفسه وزوجان كيون مراد لطف من زيادة الوجود هو هذا المعنى ان كان منهم رواية في هذا الباب لكن  
 الظاهر ان ليس من السلف في هذا الفعل انما هو قول السابقين من اصحابنا رحمهم الله سبحانه بزيادة الصفات  
 فان النصوص معاصرة لها فالحاصل ان الحق عر وجل موجود بذاته وصفاته اسبقه بل الثمانية موجودة بذات الحق  
 دون الوجود فالوجود كما هو متشرف عن مرتبة الذات المقدس كذلك متشرف عن صفاته بحقيقة فلما تم تعلق في  
 حضرة الذات المقدس والصفات العلية وجوده لم تعلق وجوب ولا امكان اذا الامكان والوجوب نسبة الى الممكنات  
 والوجود فحيت لا وجود ولا وجوب ولا امكان فمن هذا يتحقق انفع الاشكال صعب يورد على الصفات الحقيقية بانها  
 الامكنة لذاتها او اجبية فعلى الاول يلزم حدوثها لان كل ممكن حدوثه عندهم وايضا يلزم حوا الفكاها عن الذات  
 فيلزم حوازل الجبل والمجوز تعالى عن ذلك وعلى الثاني يلزم تعدد الواجب لذات المتناهي للتوحيد قال شيخنا والمنا  
 الامام الزكائي والنجي وللانف الثاني قداسة تعالى وصفاته سبحانه فوق منزل الالهة الصخرة غاية ما في الباب اذا  
 تصور ذات تعالى وتصلت صفاته سبحانه بالوجود والاصدارات اذ لا يسيل الى الكثرة عرض لذاته سبحانه في الوجود تصوري  
 انطلي الوجوب لما هو للنسب واللائق فثباته تعالى وعرضه لصفاته سبحانه بالوجود والذمني الامكان لما هو للمنا  
 لاحتياجها الى الذات قداسة تعالى وصفاته سبحانه في حد نفسها فوق مرتبة الوجوب والامكان بل فوق

مرتبة الوجود ايضا وباعتبار الوجود لتصورى نظري الوجوب يناسب الذات تعالى والاسكان يناسب الصفات  
 تعالت وتقدست فالصفات تعالت من حيث الوجود الخارجى لا اوجيته ولا ممكنة بل هى فوق الوجوب والاسكان  
 وباعتبار الوجود الذى معنى ممكنة ولا يلزم من هذا الاسكان الحدوث لما انه ليس لذاتها كما للممكنات بل الوجود وانها  
 والنظمية ويناسب هذه المعرفة ما قاله ارباب المعقول من ان الكليته والخبرية تعرفان للمانية باعتبار خصوصية الوجود  
 الذى معنى فلا يوصف بهما للمانية حال الوجود الخارجى فريد الموجود فى الخارج مثلا قبل الفعل ليس بخبرى كما  
 ليس بكل بل عرض له بخبرية بعد الوجود الذى معنى نظري بل نقول جميع النسب والاضافات والاحكام الاعيان  
 التى تحمل على تعالى كالاوجيه الربوبية والادوية والازلية غير الصفات الثمانية الموجودة انما يصدق عليه سبحانه باعتبار تصور  
 والتعقل والافالذات من حيث هو غير متصف بصفة ولا مسمى باسم ولا محكوم بحكم فصاحب اشرع تعالى لما  
 اطلق على ذواته اسماء واحكاما باعتبار التناسب والتمثيل لتكون خبرية الى افعالها المخلوقات ويكون الحكم  
 على تدعيمهم كما يقال لزيدان الموجود فى الخارج بدون ملاحظة وجود الذى معنى انه خبري على سبيل تشبيه  
 والتنظير ويكون حكمهم بالخبرية النسب تشبه من حكمهم بانه كل فكل ذلك الحكم بالوجوب والوجود على الذات التى تعالى  
 اولى وانسب من الحكم بالاسكان والامتناع والافالتمثيل الى جناب قدسه تعالى بوجوب ولا وجود كما لا يطعن  
 بجناب تنزهه تعالى للمكان وامتناع فانهم هذه المعرفة الشريفة القدسية فانها اساس الدين وحسن الامنة  
 علم الذات والصفات تعالت وتقدست والكلمة بها احد من العظماء ولا واحد من الكبرياء استأثر الله سبحانه  
 بالعبادة بهذه المعرفة والسلام على من اتبع الهدى واما فاداه شئى واما قدسنا الله سبحانه بسمه  
 ان الصفات الحقيقية موجودة فى مرتبة الذات ولم يحصل من اثباتها نقيض وتنتزل فى تلك الحصة العلية  
 ومع كون الصفات تفاصيل للكلمات السندرجة فى حضرة الذات لم يحصل منها مرتبة اخرى فكلها متارة  
 عن احكام سائر الاجالات وتفصيلات لان مرتبة احدها متارة عن مرتبة الاخرى فمرتبة التفصيل دون  
 مرتبة الاجمال وهذا المعنى مفعول فى تلك الحصة المقدسة والتفصيل ثابت فى مرتبة الاجمال ونبوت هذه الامة  
 وراى العلم والخارج وتقسيم الوجود الذى معنى والخارجى انما هو فى مرتبة الاسكان فلا مجال فى تلك الحصة للخارج  
 ولا للعلم لانه لما لم يكن للوجود مثل ثمة فالوجود الخارجى والعلمى فرع وبه المعرفة كسفية بل جميع ما يجزى وما ذكرنا  
 فى تحقيق الوجود وغيره واثبات الصفات مع كون الذات المقدس كانيا فيما يترب على الصفات العلية  
 ذوقية كسفية وما يوروثى اثباتها من قبيل التنبهات على البهيات التى لا سماع للبحث فيها والاعلم  
 للوحي الخلق بتلك الصفات فى تلك المرتبة المقدس شبيب بالعلم المحضرى كعلمه سبحانه بانه اولى وكما لا  
 السندرجة فى الذات وتلك الصفات مع زيادتها كانه نفس العالم وحضوره كحضور نفس العالم من جهتها



ثم يفهم من الصوفية العلمية الى عينيتهما مع ذات العاجب تعالى ونفى غيرتهما بالكلام الموافق لمذاق علوم الانبياء  
على جميع عوفا على انفسهم خصوصا الصلوات والبركات والاحتيايات والمطابق لآراء اهل السنة والجماعة كشك الاستحسان  
سيح من يلعب عينيتهما مع القول بنفى غيرتهما ويقال لاهو ولا غيره ولذا قلنا ان علمها شبيه بعلم الصوفي  
بعد عينيتهما ولما لم ينشع منه صورة وحضور نفسها كان من قبيل العلم المحسوس ولا يتوهم من هذا ارتفاع  
النفذين ان اتحاد الزمان والمكان شرط في حصول التناقض وليس في تلك الحضرة زمان ولا مكان فلا يتصور  
التناقض وانما تصرف في لفظ الغير وبراو بالغير المصطلح فالنظر الكشفي بنفى هذا التخصيص وينبغي الغيرة بما في معنى كان  
اذ ان ارباب الكشف يجادلون بالذوق والفراسة الصحيحة المتقبة من شكوة النبوة ان الصفات كما انها ليست  
بحسن الذات لزيارتها ليست غير لما وان كانت زائدة بينها نسبة الاثني عشر ففي تلك الحضرة تنقضي وساعة  
ارباب العقول ان الاشكال متغير ان اذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه المرتبة المقدسة التي هي مرتبة الذات  
مع الصفات الحقيقة ثمانية واعتدت ظهورها في المرتبة الثانية بلا تغير وتبدل وذلك المرتبة مرتبة الوجود الداعي  
هو خير محض وكما لم يمتد في شيء في الوجود قابلية منظرية جميع الكمالات بطريق الظلية ولهذا ان  
تعلق علم تلك المرتبة المقدسة وانشعركا لآية كان ادل شيء ينشعرك منها حضرة الوجود والكمالات  
الافراغية له ولهذا ذهب جماعة من الصوفية العلمية وغيرهم الى عينية الوجود للذات المقدسة وتصوره مع كونه  
تعيانا بالاثمين وثبوت هذا التعيين الوجودي مدار العلم والخارج لان الوجود الخارجي دلي على اقسام المطلق  
الوجود مرتبة المتسم فوق مرتبة الاقسام حضرة الوجود من حيث هو سابق على كل الوجودين ولا يتصور مرتبة وجود  
خارجي ولا ذاتي على ما في حضرة الوجود جامع بطريق الظلية لجميع الكمالات الذاتية والصفائية اجمالا وتفصيلا  
الا اجمال تعين اول تفصيل كانه تعين ثمان في مرتبة اجمال الوجود لا تميز كمال ولا صفة عن صفية وفي مرتبة  
تفصيل الوجود اجمال الكمالات ظهرت الصفات فاول شيء ثبت في تفصيل الوجود الحيوة التي هي اجمع الصفات  
وهذه الصفات كانهما تطلق بصفة الحيوة التي لها ثبوت في مرتبة حضرة الذات المنزهة ويصدق في حقها لا يزل ولا غير  
وهذا الظل لما كان ثبوت في مرتبة هي دون مرتبة الذات تعالى يصدق في حقها لا يزل ولا يصدق لا غير بل كان  
سائر الذات التي عز وجل وكذا حال سائر الصفات تعالت ولها صفة الحيوة ظهر صفة العلم ثم الصفات الاخر من  
الارادة والقدرة وغيرها فاعلم مع كونه جزء من تعين الوجودي وحصة من جملة جميع الصفات والصفات  
الاخر مع استقلالها كانهما اجزاء لصفة العلم لان لهذه الصفة نوع اتحاد مع موضوعها ليس بغير هذا الاتحاد  
اذا العلم قد تجتمع مع العالم والعلوم والقدرة لا تتحد مع القادر والمقدور وكذا الارادة والسمع وغيرها لا تتحد  
مع الموضوع وصفة العلم بجمعيتها اجمال لا يظهر فيه الصفات متميزة وتفصيل يظهر فيه الكمالات متميزة كما

للوجود ولا جبال حكم مركز الدائرة وتفصيله حكم محيطها فمن جهنا اندفع باقدور وان تميز الحياة عن سائر الصفات انما هو  
 في تفصيل العلم الذي ليس بونه الواحدة وإنما في مرتبة الاجمال فلا تميز هناك لصفة من صفات الأخرى فكيف يمكن  
 بتقدم الحياة على العلم الجمل على انتع في عبارات شتى وأما ما قدس سره تعجب من هذا المعترض كيف يورد اصطلاح  
 طائفة غير مسلم عند بعضهم عليه في إثبات عدم الاطلاع على حقيقة ذنب الخس في غلظة فوجد جملته غير ضار  
 وقد عرفت ان التميز الحاصل لصفة الحياة في تفصيل الوجود بعد انه ما جدي في حضرة اجمال سابق على العلم الجمل في تفصيل  
 فالحاصل ان هناك تفصيلان تفصيل للكمالات المتدرجة في اجمال الوجود والحياة هناك مقدم على العلم الجمل في تفصيل  
 في حضرة العلم بما لا يرج في اجماله والحياة هنا موخر عن العلم فالعلم المحيط بسبوق بالحياة والمحيط سابق عليه وانت غير  
 بان صفة الحياة المسبوقه العلم ليس في الحقيقة صفة الحياة بل صفة علمية تلك الصفة صفة الحياة سابقة على العلم  
 البتة وصورتها العلمية مسبوقة العلم ومع ذلك انظر عن جميع ما ذكرنا تقدم شأن الحياة على شأن العلم مما لا يحتاج الى  
 دليل وتنبية عند ذي فطرة سليمة هي وأما ما لا يشا فبان كلام علماء الدولة مع لائمي ان مرتبة الاسكان فوق مرتبة  
 الوجود وهو ليس بصدد هذا البيان وكما سطرنا خبر جدي على اذكر في كل الكلام من لفظة علمية على غير محله خلاف ما يسوقه القائل  
 والقول بصحة من قبل الهذيان على هذا ما لا يدان تعالى ليس عين الوجود المطلق منسطة لارب فيها وأما العجائبان  
 توجيه التناقض في وجود الصفات متبني على فهمه على ما ذكرنا ليس في المکتوب تسمية عن الذات بل هذه العبارة  
 من زيادات المعترض على بنا ما ريد ان وجوده متوقف على ذات التي تعالى لكونها قائمة لانه ليس له ما يسبق  
 اذ لا يفتي عز وجل موجود ذاته وصفاته السبعة بل الثمانية موجود ذات الحي وول الوجود على ما ورد في المسموع في هذا  
 واثان تحقيق الحق بتميز هذا شأن فانه افاد في المكاشفات الغيبية بما تقر به انه ذاته تعالى كانت من اعتبار  
 الصفات بل تستغن عن نفس الصفات فمات ترتب على صفات الذات المجرى عن الصفات كانت به مثلاً ان  
 فرغ من صفات الحياة والعلم والعقده والارادة عنه فعله الذات المجرى ترتب الانا كما ترتب عليها المعنى ان  
 الصفات ليست بموجودة اذ انها موجودة في العلم لانه في الخارج لا في الخلق لانها لا في السنة والمجاورة بل في  
 ان الصفات مع الاستمرار الذاتي موجودة في الخارج بوجوده على الذات غير سلطان كما هو مذمب ابل  
 الحق وتوضح هذه المسئلة بالواضح وهو ان الما يميل بالطبع من العلم الى الاسفل يصعد من صدوات الماء  
 فعل العلم والحياة والعقده والارادة فان كان له علم يميل الى الاسفل فيصعد عنه فعل الارادة وهو يفيض  
 احد النفاذين ومن هذه الحركة الارادية صعد عنه فعل الحياة والعقده ولما يصير المار جبراً والجوان فمع الميل  
 الطبيعي يتصف بصفات زائدة الاثر مع وجود صفات طبيعية ولما لعل الاسفل على فذاته تعالى غرضنا مع الاستغناء  
 لذاتي وغناه عن الصفات في المرتبة الالهية يتصف بصفات زائدة وجودية ويصعد منها افعال الكيفية والآيات



يتحصلها فكما لا يقال في الماهية عن الصفات انها عين ذاته لانه هذا ذات صرف بلا صفات فكما لا يقال  
 في ذاته تعالى جل شأنه ان صفاته عين ذاته لانه محجور عن الصفات في هذه المرتبة ولو اعتبرت الصفته وان كان  
 الاعتبار على ما عينية لنتبته قال العارف المشقي عبد الغني النابلسي في نتيجة العلوم قوله ان الله تعالى موجود  
 بذاته لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد ومزاد ان الله تعالى لا يدرك عند مخلوقاته اصلا من حيث ذاته بلية  
 ولما الوجود ذاته يدرك بالعقل والحس حاكما قطعنا بان الله موجود فلو قال ان الوجود عينه لزم ان يكون  
 تعالى مدركا لو من حيث الوجود وقد قال سبحانه لا تدركه الابصار ولان الوجود الذي يدركه العقل والحس انما هو الوجود  
 المحي على الاستشعار لانه هو الوجود المحي على ما هو عليه فليس الوجود الظاهر عينه ولا الوجود ايضا زائد عليه تعالى  
 بمعنى ان له باريه في الوجود فيكون تعالى مركبا من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية الزائدة على الوجود فيشابه  
 سبحانه الاشياء فان كل شئ مركب من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهية المحصورة ويكون تعالى منفردا في  
 الوجود كما ان الاستشعار منفردا في الوجود وهذا كله محال عليه تعالى لانه تعالى لا يشابه شيئا ولا يشابه شي  
 ليس كشبه شي وهو السمع البصيرة فاما يقال انه تعالى هو الوجود بالمعنى المدرك للعقل والحس فانه ظاهرية المحي وهو  
 معنى قوله رضي الله عنه انه موجود بذاته اى لانه موجود باعتبار ما يشهده العقل والحس ان موجودا ما موجود لوجود  
 هو عينه او موجود بوجوه زائدة عليه وكلاهما متعني عليه تعالى لانه تعالى ليس مما يدرك العقل والحس فاما خلق  
 عليه تعالى بان موجودا باعتبار تنزله فلهو العقل والحس فان وجوده تعالى مطلق باطلاق الحقيقة حتى انه مطلق عين  
 قبه الاطلاق فان الاطلاق قيد والله تعالى منزه عن كل قيد فهو الغيب المطلق واليه الاشارة بقوله سبحانه الذين  
 يؤمنون بالغيب قال بعض المفسرين الغيب الذي يؤمنون به هو الله تعالى وقد استوفينا الكلام على هذا المقام  
 في كتابنا الوجود المحي والخطاب الصديق بالانوار عليه نتبه واما خامسا فبان ان تجنس الماهية بغير ان هذه الماهية  
 وازار طور النظر والفكر وبين مسلك المجدوح وسلك المتكلمين يؤن وليس مرجع كونه تعالى موجودا بنفسه كونه الوجود  
 نفس ذاته كما هو مذنب الصوفية البلية واحد لان معنى كونه سبحانه موجودا بنفسه ان حقيقة سبحانه في نفسه وراية  
 الوجود كات في ترتب آثار الوجود عليه بالوجود وقترل من تلك المرتبة العليا على ما سيجي حقيقة انشاء الله تعالى  
 في مبين مذنب شيئا واما ما نضى الله تعالى عنه وتعالى كونه الوجود ونفس ذاته ان حقيقة سبحانه هو الوجود  
 ليس الا على ما استفاد من تحقيقاتهم فالطلاق الوجود على ذلك المرتبة المقدسة حقيقة عديم الوارد  
 بعينية الوجود وان ما يرتب على الوجود كترتب عليه وكان الاطلاق الوجود عليه سبحانه بطرق المحاور المشية  
 والتظهير والمجازة فيصح لغير الوجود عنه ويكون الذات تعالى في نفسه غير الوجود والتصوفية القاكون

بغيره الوجود لا يجوز ولا يخفى على المتبحر في كلامهم الواقف على اطوارهم يقولون ان حقيقة الحق سبحانه وجود  
 بحث ليس الا وسلب الشيء من نفسه محال ولولا اطلاق الوجود عليه تعالى عندهم بطريق الحقيقة لما كان الاختلاف  
 بين العالمين بجنسية الوجود في كونه سبحانه وجودا مطلقا او فردا بمعنى محولا وكيف يسوغ اطلاق الوجود على  
 تلك المرتبة اطلاقا بطريق المجاز عندهم على ما افاد القروة الحق في حقايقه فادعانا لتبليس الحق وقال ورايت في بعض  
 مكاتيبه انه سئل عن هذا المعنى اعني عدم ظهور الخوارق منه فاجاب بان ظهور الخوارق من عدم الكمال ان  
 عبد القادر قدس الله سره كان الى مرتبة الروح فقط وانه نقص في الارشاد او كما كان التزول ثم كان  
 الارشاد اكمل اقول ان هذا الكذب الصدق بحقي والكذب يهلك فان رايته في بعض مكاتيبه قتل في اسي  
 مکتوب رايته قال ولعمري لو وقع له شيء من الكرامات لطاروا به في اقطار الارض ان هي الا دعوى با  
 اقول قد عد رايته الى سبع مائة على ما هي في الزيد والاسفار سطوره وسطع اسنعة العلماء والزاد وكوف  
 وان كانت هذه باطله فلعنه عنكرامات سائر الاولياء ويكذب جثا غفير من العلماء فاصدق المقال  
 بالاطلاق قال نقل عنه حفيده فروخ في رسالته انه قال كنت يوما جالسا في اصحاب كنت نظرا  
 الى سورا عمالي وغلب علي ذلك النظر بحيث رايته نفسي غير مناسب لقرب الله وفي هذه الاثناء حكيم من  
 قواضيه قد رفته الله فودى في سري غفرت لك ولمن توسل بك بوساطة او غير بوساطة الى اسم الله  
 ويكره هذا الندا حتى لم يبق فيه ريث عنده فانظر كيف من مكر الله حيث القن شي موجودا او قد يكون المناد  
 هو الميسر اقول قد استنهي البزنجي باسم مولانا فروخ و هذا البيه جدا منه فلو كنت شيئا فحرفت قرايتي  
 ولكن بزنجي عظيم الشافرة فاعلم ان شكل هذه المكاشفات بل على منها فتقوله عن اكار الاولياء ربي العجا  
 الاخبار قال الشيخ عبد القادر الجيلاني قدس سره قد وعدني الله عز وجل بفضله انه يدل الجنة صحابي والى نبي  
 يا نبي طريقي ومن يحبني وقال ايضا انه سبحانه وتعالى اعطاني سجلا فيه اسماء صحابي ومن ابني الى يوم القيامة  
 وقال عز وجل قد غفرت لهم كبري و غفرت من ممالك خازن النار عندك من صحابي اجاب البغرة الله يدري  
 على حماية من يا نبي مثل اسماء على الارض ان لم يكن جيدا فانما جنة بغرة الله لا ذنب من عنده حتى يدل  
 الجنة صحابي فالحمد والثناء وسخوة على مثل هذه المكاشفات لا يناسب من اهل الحق والشايات والانصاف  
 احسن الاوصاف قال في المکتوب الراجحة واليسين من المجلد الثالث وابقال من الانبياء لا يحتاجون  
 الى الاستمداد وان الكلمات حاصلة لهم ليعمل بمصرحة الكبارة انتبه فجزان لا يحصل للنايبر الكلمات  
 بالفعل اقول ليس هذا العمل الاستبعاد عقلا ولا نقلنا فاجيل الناس من قل صوابه وكثر عجايبه قال المجدوح  
 في المکتوب المذكور بما تقرر ان النبي يحصل له بعض الكلمات بتوسط فرد من اسمه وتبوسله يحصل الى بعض



بعض المطالبات لكن لا يلزم منه نقص النبي ولا من ربه عليه لأنه حصل ذلك الكمال بتأدية فيه فيكون ذلك الكمال  
 من النبي في الحقيقة وهو كالخادم الذي يصرف من خزائن مخدومه له ويترتب لباساً لازدياد حسنه والاسلام  
 من الخدام ليس نقصاً للمخدوم بل هو كمال وموجب لازدياد الجلال فان المسلمين يدخلون الملك والمؤمنين  
 يمداد عساكرهم ويكونون مناسك عظمتهم وشرف خدامهم وما يقال ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لا يحتاجون  
 الى الامداد جميع مراتب الكمال حاصل لهم بالفعل فهو مكابر صرحته لانهم من عبادة الله تعالى ويرجون ايقوضه  
 وبركاته ويستعدون الترتي قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من استوى لربوبه فهو مغبول وقال صلى الله  
 عليه وسلم سلوا الى الوسيلة وفي حديث الصحيح كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتفتح بصباح اليك  
 المهاجرين فبهذه اعانته ومن لم يجزأ ما والا انبياء فنظروا الى عظمته وارج الانبياء مع عدم توجهه اليه عبوديتهم  
 واحتياجهم الى رب الارباب واستجاده واعانته الخدام والعلماء والافلاكم يقل به استيعاب تحقيق المقام وتوضيح المرام  
 على افاد اخلاصه من حجاب الملكى ليعتقى في الفسادى الحديثية الكتاب السنه والآن على ان طلب الزيادة  
 له صلى الله عليه وآله وسلم أمر مطلوب محمود وقال تعالى وقل رب زدنى علماً وروى مسلم انه صلى الله عليه وسلم  
 كان يقول في دعائه واهل الحيوة زيادة لي في كل خير وطلب كون الفاتحة او غير زيادة في شرف طلب الزيادة  
 غلوة فيه في مراتب كماله اعلمية وان كان كماله من جهة قد وصل الغاية التي لم يصل اليها كمال مخلوق فعلم  
 ان كلامه الآية الشريفة والحديث الصحيح دال على ان مقارنه صلى الله عليه وسلم وكما قيل الزيادة في  
 العلم والشواب وساند المراتب والدرجات وعلى ان غايات كماله لا حد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترتي في تلك  
 المقامات اعلمية والدرجات استية بما لا يطلع عليه ويملك كنهه الا الله تعالى وعلى ان كماله صلى الله عليه وسلم  
 مع جلالة الاحتياج الى مزيد رزق واستمراره من قبض الفضل الله وجوده كرمه اللذاتي الذي لا غاية له ولا انتهاء  
 وعلى ان طلب الزيادة لا يشترط ان تنقص اذ لا شك ان علمه صلى الله عليه وسلم اكمل العلوم ومع ذلك فقد  
 امر الله بطلب زيادة فلو لم يكن نحن بامرورون بطلب زيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم وقد ورد ايضا انه  
 بذلك فيما يرب من الدعاء عند روية الكعبة المظهرة اذ فيه ورد من شرفه وعظمه وحجبه وعظمه ثم رفا الى آخره  
 وهو صلى الله عليه وسلم كسائر الانبياء الذين حجوا البيت وهم كل الانبياء الا فرقة قليلة منهم على الخلاف  
 في ذلك واهل فبين شرفه وعظمه وحجبه وعظمه واذا علم دخولهم في ذلك العموم من دلالة العام للفتية فليست  
 على الخلاف فيه علم انما موردون بطلب الدعاء له صلى الله عليه وسلم ولزوم من الانبياء المذكورين بزيادة  
 شرفه والتكريم وان الدعاء بزيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم أمر مندوب حسن ويؤيده ما رواه الطبراني  
 عن ثعلبي رضي الله عنه لكن نظري في سنده ابن كثير انه كان يعلم الناس كيفية الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم

وفيما يصرح بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في مضاعفات الخير وخيريل احواله وبعده الذي ذكرته وان  
لم يبق سبقي بالاستدلال في هذه المسئلة بشي منه يظهر الرد على شيخ الاسلام صاحب البقي في قوله لا ينبغي ان يعم  
على ذلك الابدل فيقال له وادى دليل اعل من الكتاب يستدعيه وقد بين بما ذكرته دلالة التماس على طلب الدعاء  
له صلى الله عليه وسلم بالزيادة في شرفه اذا شرف العلوة كما قال اهل الاية والمروية من اهل المرتبة والمكانة وعلو  
بالزيادة في العلم والخير وسائر الدرجات والراتب وكل من العلم والخير قد مرنا بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم  
فيه بالطريق الذي قد مرنا فلنكن مأمورين بطلب زيادة الشرف له وعلى شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر في  
قوله هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استخفرت قاله النووي لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام  
المجتهد ابو عبد الله الطبرسي من اكابر اصحابنا وقد اسهم وصاحبه الامام البيهقي وقوله ولا اصل له في سنة فيقال له  
بل له اصل في الكتب واسنة مع ما تقرر على ان الظاهر انما قال هذا قبل اطلاع على ما يأتي عنه ثم علم  
ان الذين الامام لم يزلنا في جواز ذلك وانما زعموا في بل ورد دليل بل على طلبه فيقول اولاً فينبغي فصله  
وقد علمت انه ورد دليل على طلبه من ثم لما كان النووي رحمه الله وشكره محتلياً من السنة بما لم يثبت فيه  
من جاز بعده كما صرح بعض الحفاظ ودعي بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في شرفه في خطبتي كتابيه الذين  
عليهما محول المذهب وبما اوردته والنهاج فقال في خطبة كل منهما صلى الله عليه وسلم زادته فضلاً وشرفاً  
لديه وهذه العبارة متداولة في ايدي العلماء منذ نحو ثمان مئة سنة فلم يجد احد من تكلم على الرضا والنهاج في خطبتهما  
يوجب من الوجوه وتلك الذين غفلوا عنها بدليل قول الثاني في هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استخفرت قاله النووي  
لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام المجتهد ابو عبد الله الطبرسي من اكابر اصحابنا وقد اسهم وصاحبه  
الامام البيهقي وقد ذكرت عبارتهما في اختصار البطل من هذا وما صرح به الاول ان اجزال اجره صلى الله عليه وسلم  
وشو به وادى بفضل الاولين والآخرين بالمقام المحمود والتفضيل على كافة المقربين وان كان تعالى قد اوجب  
فيه الامور له صلى الله عليه وسلم فان كل شئ منها ذو درجات ودرجات فقد يجوز ان صلى الله عليه وسلم واحد من امة  
فما تجيب دعاء ان يزاو النبي صلى الله عليه وآله وسلم بذلك الدعاء في كل شئ مما سيناها رتبة ودرجته انتهى  
المقصود منه وبما تقرر من بان طلب الزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم داخل في التسوية عليه  
لقد مرنا بها فلنكن مأمورين بما تضمنه كما صرح به هذا الامام فاما ما صرح به الثاني في معنى السلام  
عليها انتهى ورحمة الله وبركاته سلك الله من اللزام والتفانص فانما قلت اللهم سلم على محمد انما تريد اللهم السلام  
لذي ورحمة الله وسنة مسلمة من كل نقص وزود دعوتك على صراط الامام طوالة وامتة تكافؤ ذكره ارتقا حالته  
والمقصود منه قتال قوله من اللزام والتفانص قوله من كل نقص وان ذلك هو مفهوم السلام الذي امرنا



تجدد صرحاني انما يطلب زيادة الشرح وطول الفرض على انه يدل على اتوبته هذا المستر الجاهل في غاية طلب الزيادة  
انه يدل على عدم الكمال المطلق ونحن قلنا ان الكمال المطلق ليس الا فقد وحده وبقينا على الله عليه وسلم  
وان كان كل المخلوقات الا ان كماله ليس مطلقا فقبل الزيادة ودرجات تلك الزيادة قد يسمى كل منها عدم كمال  
بالنسبة لما فوقه من كمال آخر على منتهى ذلك ونحوه فعل الحافظ السخاوي عن شيخه ابن حجر ابن حبش الحديث عن النبي  
رضي الله عنه وفي آخره قلت حبلى لك صلاتي كلها اي دعائي كله كما في رواية قال اذا كفيت حبلى بغير ذنبك  
اصلا عظيم لمن يدعو بحب قرأه فيقول حبلى ثواب ذلك سعيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان قصد هذا  
الرواية على شيخه شيخ الاسلام السراج البلقيني في قوله لا ينبغي ذلك الا بدليل وهذا هو الذي اخذ عنه والده علم الدين  
ابن عمره وقد علمت رد هذا ثم ذكر السخاوي عن شيخه ابن حجر ايضا ما حاصله ان من يقول مثل ثواب ذلك زيادة  
في شرفه مع العلم كماله في الشرف لعله يخطئ ان معنى طلب الزيادة ان يتقبل الله قرارته فيقبض عليها فاذا شرب  
احد من الامة على طاعة كان له علمه اجر العلم الاول وهو ما شارب صلى الله عليه وسلم نظير جميع ذلك فهذا  
من الزيادة في شرفه وان كان شرفه مستقرا حاصلا في اجل مثل ثواب ذلك اتقبله يحصل مثل ثوابه  
للنبي صلى الله عليه وسلم وحاصله ان طلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم يكون بنحو طلب كثير اتباعه  
سواء العلم اي برفع درجاته ودرجته العلمية كما مر عن أبي حمزة وقد روي شيخ الاسلام ابو عبد الله القاياني  
ما مر عن العلم وابيه فقال في الروضة ان القاري انا قد وجد حبلى من الاجر لبيت كان دعاء يحصل  
ذلك الاجر لبيت فينفقه وفي الاذكار المختار ان يدعو بحب فيقول اللهم حبلى ثوابها واصلها فلان وعلم  
ان القدرة الالهية بها متعلق بشيء يكون لامكانه وقد قرئ في علم الكلام ان قدرته سبحانه وتعالى لا تقنا  
فغير الله لا ينفد الكمال الترتي في درجات الكمال هو ابد كمال انتهى ووافقه صاحب شيخ الاسلام الشرف  
الساهي فافهمي سبحانه هذا الدعار ووافقه ايضا صاحبها امام محقق الكمال بن الهمام بل زاد عليها بالنسبة  
في رتبة شان هذا الدعار حيث جعل لكل ما صرح من الكيفيات الواردة في الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم  
موجود في كيفية واحدة ومن جعلها الدعار بزيادة الشرف وهي اللهم صل ابد افضل صلواتك على سيدنا  
محمد عبيك وبنك ورسولك محمد والد وسلم عليه تسليم فروه شرفا وتكراما وانزل المنزل المقرب  
عندك يوم القيمة انتهى فحبل طلب زيادة الشرف له صلى الله عليه وسلم من جملة الاسباب التي تفصل  
بذه الكيفية ولا يشتملها على معنى في الكيفيات الواردة عنه صلى الله عليه وسلم وهو في نفسه صاحب  
شيخنا شيخ الاسلام فائمة المحققين العجني ذكر الالانصار في فائدة مثل عن وعظ قال لا يجوز اجماعا  
اقاري القرآن وانحد من ان يهدي مثل ثواب ذلك في صحائف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم

الکلام المسمی بر دارادات البرزخی

حسب انفسه المتقدّمون والمتأخرون قاجاب بان مادعاه هذا الواعظ لتقليل المعرفة يستحق كذباً على الایماع  
التعزیر البالغ ودرجه ان ذلك لا يجوز الحق خلافه بل يجوز العجب له كيف ساع له دعوى اجماع المسلمين وافتقار التعزیر  
والتأخیرین علی عدم الجواز بل هذا المجازفة فی دین الله فان جوازہ کما ترے شلک فانت فی الاعصار  
والامصار فان قلت الدعاء بالزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم ممنوع لانه يقتضي انه مصنف ضد الحق طلب  
الزيادة وهو محال في حقه قلت اعلم ان نبينا صلى الله عليه وسلم هو اشرن المخلوقات واکملهم فهو في کمال  
وزيادة ابرأ ترقى من کمال الی کمال الی الله علم کنهه الا الله تعالى فلا محال في تزايد کماله وتزلیه النسبة  
نفسه لیکونه اکل المخلوقات ونحن نطلب له الزيادة فی الکمال الی ملک الدرجة التي لا یسلم کنهها الا الله  
تعالی وقامة طلبنا له ذلك مع انه حاصل له لا محالة بوجه الله تعالى فهو منها اطوار شرفه صلى الله عليه وسلم  
وکمال منتزعة وعلو قدره ودرج ذکره وقوة وسمها مجازاته صلى الله عليه وآله وسلم علی حسنة الیه منا  
ومنهما حصول الثواب لنا ویزید الطلوعا علی ما ذکرناه ما فی الحديث الصحيح کان صلى الله عليه وآله وسلم  
احد الناس الحديث فانظر ذلك وتامله فایه تخصیص بعد تخصیص علی سبیل الترقی فی فضل الوجود علی  
الناس کلهم فاما ما جوده فی رمضان علی جوده فی سائر اوقات واما ما جوده عند الفجر جبریل علی جوده فی  
رمضان مطلقاً فقیمة تزايد وفاضل باعتبار نفسه علی سبیل الترقی فاقترن نحن فی هذا نظیر ما نحن فی  
من طلب الزيادة اللهم زدنا البیت تشییفا فی حق بیت الله تعالى المکرم فان الدعاء بزيادة الشرف  
ما موره ولم یقبل احد ان ذلك ممنوع انتبه فقل ذلك وما قبله تجد هذا الشکر قد ارتکب فی انکاره مناسن  
عمیار وخطب خطب عشواره ولیت وینه سلم له کلام ان انکاره المباح بل حسن الترقی عن ذلك الی جمل  
کفر خطار عظیم لله کبیر جرمة فعلیه عقوبة ذلك فی الدنیا والآخرة انهی قال العلامة الشفی رح فی فتوح العلوم  
ما یقال من ان الانبیاء علیهم السلام لا یمناسی کما یشیر الیه قوله علیه السلام انه لیغان  
نعلی قلبی وانی لاستغفر الله فی الیوم واللیلة اکثر من مائة مرة وهو صلى الله عليه وسلم دائم الترقی  
فکما یصل الی مقام هو علی وجه المقام الذی کان فیہ اوست فاستغفر الله منه ولم جوا قال ان  
ابو صیری فی منبرته المدح ۵ یبایه بک العضور وسمو به بک علیا بعد ما علیاً یعنی انه صلى الله  
عليه وسلم کما الی عصر تبایه به علی العصر الذی مضی بوجوه صلى الله عليه وسلم فی العصر مستقبل  
بکمال لم یکن علیہ فی العصر الماضي وكذلك تفتح به مرتبة علیا بعد مرتبة علیاً فهو صلى الله عليه وسلم  
وکذلك سائر الانبیاء علیهم السلام فی الدنیا و فی البرزخ و فی الآخرة داموا الترقی فی الکلمات



وکمالاً تم لا تناسی فی الدنیا والبرزخ والاخرة وعلوم ان بالامتیاهی لایدخل فی الوجود کلمه وفعده  
 فصدق قول عارف سریندی قدس سره وایقال من ان الانبیاء علیهم السلام لا يحتاجون الی الاستیاد  
 یعنی استمداد الکمال من ذمی الجلال وان الکلمات حاصله لهم بالفعل فان ذلك مکابرہ مصرحہ بلاشبہ لا  
 ذلك نقصان مقامات الانبیاء علیهم السلام لا قضاة انحصار کمالهم و النقطه امدادهم من الحق تعالی و انتفاع  
 قوله تعالی فیهم کلامه بولایه و بولایه من عطاء ربک و ما کان عطاء ربک محطوا ای ممنوعاً عن احد و اما  
 ما ذلک الاجل محض عند النصف للصدق قال فان قلت قد یكون ذلك فی لکرت قلت قد صرح بان  
 انما یکلم بالعقائد فی الصحو لا کابی زید و امثاله فانهم قالوا فی لکرت ان لکرت نقص و ان الکمال فی الصحو  
 و ان مقام الانبیاء فلما یخرج من احواله علی انه قالها فی لکرت اقول الجواب مثل السؤال انشی و کله فترد  
 علیه فقل ان صرح مانا احتلج هذا العارف الی ذکره الابحاث الی سره فیهما طے لکن من علماء الرسوم  
 ان الخاطبین بک من عند هم جماعه و اصحابه الذین یعرف منهم الانتفاع به فی سلوکهم فی طریق الله تعالی  
 و انهم اصحاب الاداک الخاص الذی قد مر بیانہ لان الخاطب بک من غیرهم من علماء الرسوم الذین نمکوا  
 فی ادابهم الخاص بهم من عبود الافهام و التباس الادام مما یشارکون فیه جميع العوام من اهل الاسلام  
 و غیر اهل اسلام و لکنهم یخلون فیما لا یتفهم و کان لهم من جهة من الذم و الانتقار بان کان ذلك الی علم الواحد  
 اعتبار و الرفع من شأنهم عند العلوم بالتصريح بینهم ان لهم رفع مقام و لا یعرف الکلام الاله و لا ینظر فی خصله  
 المرفع الا اصله قال و لما اورد و اعطیه رافع و خان اشعلب و سرب الی غیره رب مهرب فقال فی المکتوب  
 الواحد و عشرین بعد المائة من الجلبه الثالث ان لکرت الخاص للعوام و ان مرادنا بالصحو المتزوج باسکر  
 و ان صحو الخاص لا ینفک عنه غایه ما فی الباب ان لکرت رب کثیره و کما کثر لکرت غلب الشطح فیقال لکرت اذا  
 حوت ان مثل هذه الکلمات صدت منک عن سکر لم تم تمها و لم اتمها فی مکاتیب تقرر فی الحافل و معجبات  
 الی حقاد و فیهما قد کان الاول اذا صحو عن سکریم استغفر و ادبوا عن مقالاتهم الی قالوا فی لکرت  
 و صحو عن دقایقهم و کل من ثبت من تلك الکلمات شیا فاما جی الی قالوا فی الصحو عن اذن الاهی  
 اقول فیما یشی طے عدم الامتیاز بین الصحو و لکرت و الصحو المتزوج به مع ان المتعرض یدعی فن التصوف  
 فله انک فی السامیه و است فی المار طویل المقال بیل و طول الکلام بذل ما تعرف انه نائب انه قال  
 ان مثل هذه الکلمات صدت من سکر افتراء محض نعم تجوز انتشار الاسرار و الباطات و الانتقاد و انظار الترتیب  
 علی غیره یكون من بقایا لکرت و لا اصحاب العوارف حمل الکلام لکرت قدیمی هذه طے قبه کل ولی الله  
 علی لکرت و لما لم یصید منه کلام فی لکرت فیس فیها کلام قابل للمحو و ما عرض علیها المتعرض من علی

الكلام المنجي برذراوات المنجي

فهي على ما بينت وسبق ان شاء الله تعالى لقطعه الصدق الحوشي بالايمان والاذا كان فرغ ع دار الرب  
والتي في الجبال للهيوان وديم بيت الكفر الناشي من الطغيان فاعلم كل من كان في فم كل جاد قاصير  
الصبر في المحلن كليا و الا عليك فانه مذموم في المقالة الثالثة فيما سناه على المقدرة الثالثة  
قال وثبت على المقدرة الثالثة بطلان دعواه ان الولاية المحمدية والابراهيمية لم تحصل له صلى الله عليه وسلم  
الا بعد الف سنة بواسطة فانه قال في المکتوب الثامن والثمانين من المجلد الثالث وجود العالم ونظمه  
كلها بموجب بالخلق في ابرك الاشياء وبركها شاملة للوجود والمعدوم وهي بالاصالة مخصوصة بابراهيم  
صلی الله علیه وسلم وولايتهما ولاية ابراهيمية ولهذا كان يذكره النبي صلى الله عليه وسلم بالابوة بخلاف سائر الانبياء كان  
يذكرهم بالاخوة وما ذكر في المصداق كما صليت على ابراهيم عليه السلام ان الوصول الى حضرة الذات تعالى وتعالى  
بدون توسط التعين الاول الوجودي وبدون التوسط لجميع الكمالات الابراهيمية غير ميسر لان اول قباب  
مرتبة المحض المقدسة هي لانها مراتب غيب الغيب وليس لاحد من عن توسطه فلذا امر خاتم الانبياء بربانية  
ليصل بمعية الى ولاية نفسه ومنها ينجر الى حضرة الذات الاقدس انتهى وقال في المکتوب الرابع عشر  
ما صلدان التعين الاول هو التعين الوجودي فنشاء الولاية الابراهيمية وفوق ذلك مرتبة الذات الاقدس  
لايسع في شيء من التعينات لكن ستر اودع في مركز دائرة التعين الاول هو نشاء الولاية المحمدية وجمال  
محيط الدائرة يشبه العصابة وجمال المركز يشبه الملائكة وهي فوق العصابة فان وصل الى الملائكة انما يتصور  
بطلان مراتب العصابة والم تيسر الوصول الى جميع المقامات الابراهيمية لا يمكن حصول الى الذروة العليا  
التي هي الولاية المحمدية ولا تيسر من هنا امر النبي صلى الله عليه وسلم بربانية ابراهيم يصل الى ولاية  
التي عبر عنها بالملائكة يتوصل الوصول الى الولاية الابراهيمية ولما لم يكن للنبي صلى الله عليه وسلم من رتبة  
الولاية الابراهيمية لا مكانا لطبيعي نقطة مركز دائرة الولاية التحليلية وسيرة مقصود على راس مركز تلك الدائرة  
فبالضرورة وصوله الى محيط الدائرة واكتساب كمالات ذلك المحيط تعسرت عليه لانه خلاف مقتضى طبيعته فلا  
من متوسط من افراد امته يكون له تعين في عين المركز وله من طوبى اخر من رتبة محيط الدائرة ليلتص  
ذلك الفرد وكمالات تلك المرتبة التحليلية وتحقيق حقيقة ثم توسطه يحصل للنبي صلى الله عليه وسلم تلك الكمالات  
وتحقق بها فيتحقق بعد ذلك الكمالات مرتبة نفسه صلى الله عليه وسلم بقية قوله من سن سنة سنة فله  
اجرا واجز من عمل بها وحسن كلامه انه لم يوجد في الفرد في اصحابه ولا في التابعين ولا في من بعدهم  
وانما وجد بعد الف سنة قال فصار له الفرد يعني نفسه ذات محيط الدائرة وحصل الكمالات الابراهيمية  
وذكر في سر ذلك ان نقطة مركز دائرة ولاية الخلق التي امتازت من سائر نقطها بالمحمدية وان كانت

الولاية المحمدية والابراهيمية



لكنها تضمنها اعتباري المحببة والمحبوبة تصورت بصورة دائرة محيطها اعتبار المحببة ومركزها اعتبار المحبوبة  
ولبعد الف سنة تسع نقطة مركزها الدائرة الثانية وتصورت بصورة دائرة مركزها المحبوبة الصرفة ومحيطها  
المحبوبة المستغرقة بالمحبة ومركز الدائرة فاشارة الولاية الاحمدية انتهى قال وانما حصلت له هذه المرتبة الثانية  
من الولاية الموسوية فحصل هذا الفرد والولاية العظمى الجامعة للكلمات المركز والمحيط محصل للنبي صلى الله عليه  
وسلم متوسط هذا الفرد والكلمات محيط الدائرة فميسرت له ولاية الخلة ثم حصلت له ولاية المحبوبة وهو ولاية صلى الله  
عليه وسلم قبل دعاؤه صلى الله عليه وسلم لقبوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم  
بعد الف سنة انتهى حاصله وبذلك ترى فيه خلاف الشرح من وجوده احد ما يخالفه للاحداث الماء  
ان الخلة حصلت له في حياته بل ان الخلة الابراهيمية حصلت له ليله مولده وان التي حصلت له  
ليلة المعراج وبعد اخله اخرى فوق تلك الخلة واليه الاشارة في حديث الشفاعة العظيم ان ابراهيم  
عليه الصلوة والسلام يقول انما كنت خليلا من دار ودار ثانيا بها انه صلى الله عليه وسلم كان  
حصل الكمال في حياته لان كماله متوقف بزعمه على حصول الكمال الابراهمي وهو متوقف على توسط  
رجل من امته ولم يأت هذا الفرد والا بعد الف سنة واذا كان يتم حصول له الولاية فكيف حصلت له النبوة  
وبى متاخرة عن حصول الولاية والله تعالى ..... يقول اليوم اكملت لكم دينكم ولا يضل الدين  
الا بكمال فيه صلى الله عليه وسلم ثالثة بها الطعن على جميع الصحابة رضي الله تعالى عنهم حيث لم يوجد  
فيهم من يصلح لذلك التوسط لا ابو بكر ولا من بعده ولا جميع الصحابة من حيث الجميع واليهما سابقا قريبا  
ففي تفصيل بعده ان بعد مضي الف سنة لا يبقى لجمعه الشريف في زعم هذا الرجل لا عين ولا اثر  
فمن الذي يتصف بتلك الكلمات بما حصلت له وللمعذور لا يتصف بالكلمات على انه ثابت  
هذه المناسبة التي تابل ما يتفق بها تفصيل الكلمات الابراهيمية عنه مناسبة بمحيط الدائرة  
للنبي صلى الله عليه وسلم ايضا اقول كلمة نبوي على عدم فهم كلام المجدد روح تان المقترض عرب بعض  
عبارات المكتوب وقد ترك منها ما تزيل الاوامر فانه افاد في المكتوب الثمانية والثلاثين ان بين  
والمحببة عموم مخصوص الخلة عام المحبة فردا كمال لها لان افراط الانس والالفة محبة وبى يقتضى التعلق  
وعدم القرار والسكون والخلة باسرها انس والفة والمحبة بذلك الاقتصار امتازت من سائر افراد الخلة  
قال فيها اخرن في الخلة فخرج وخرج وخرج وخرج ولذا اعطى الله تعالى تكميله اجر العمل في الدنيا  
والآخرة وقال في حقه وآتيناه اجره في الدنيا وانه في الآخرة لمن الصالحين ولما كان بحسن  
في المحبة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم متواصل الخزان وقال عليه صلوة واسلام اذوى

بنبي مثل ما اوديت لانه كان فردا كاملا في حصول المحبة فحققت المحبة صار المحبوب بهن محبة له ردوني الى الله  
 القدسي الاطال شوق الابرا الى تقائي وانا اليهم اشتد شوقا انتهم فلما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 محبوبا كان خليلا لان الخاص لا يوجد تحقق العلم فالاعتراف بالاول بنبي على عدم فهم معنى  
 المحبة والمخلصة واما الاعتراف الثاني فجوابة ان المجدد في الكتاب الرابع والستين بما تفرجه ان كانت  
 الملائكة فوق الصباغة فالوصول الى الملائكة بعد مراتب الصباغة ولا تيسر الوصول الى حقيقة هذه الولاية  
 التي هي الفردة العليا والولاية المحمدية عليه الصلوة والسلام حتى يحصل الى جميع مقامات الولاية الابراهيمية  
 اى جميع المقامات التي يتوقف عليها حصول الولاية المحمدية ومراوده بالملائكة الولاية المحمدية وبالصباغة الولاية  
 الابراهيمية عليه الصلوة والسلام وبحقيقة هذه الولاية كنهها مع كنه جميع فروعها والولاية المحمدية صلى الله عليه وسلم  
 الله وسلم اصل جميع الولايات ومخرجها ومركزها فوفاها لكل الولايات لجميع الانبياء والرسل عليهم الصلوة والسلام  
 سندرجة فيها ونشرت منها دولتهم اجزاء ولايته صلى الله عليه وسلم وكل جزء منها مقامات ومراتب  
 وكانت حاصلة لبنينا عليه الصلوة والسلام بعضها تفصيلا وبعضها اجمالا وكانت جميع مقامات الولاية  
 الابراهيمية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وسلم تفصيلا لبعض شيئا منها وهو كان حاصلا له صلى الله  
 تعالى عليه وآله وسلم مجلدا نسبة ذلك البعض الى الولاية المحمدية كنسبة الورقة الى الشجرة واشعرة الى اللسان  
 والقطرة الى الجول اقل قليلا فاذا لم يكن تلك الورقة والشجرة والقطرة في الشجرة واللسان والجوهر  
 مع اجزاء منها لم يكونوا اثنين لان في نقل ولا في نقل فان حصلت تلك الورقة والقطرة والقطرة  
 لها بوسطة شئ لا يتصور ان كلها وكانت ناقصة وكذا لا يقال غير المؤمن لمن لا يرفع الحجر والمد عن الطريق  
 مع ان في الحديث الصحيح الايمان يضع وسبعون شعبة اعلا اقول لا اله الا الله واذا ما اخذت الاذن عن الطريق  
 والحاصل ان كل شئ اجزاء متقومة له واجزاء غير متقومة له كاشعرة للسان والورقة للشجرة وتامة دائرة المخلصة  
 بحصول الاجزاء انما المتقوم لا يحصل الاجزاء المتقوم وفي بعض الكتابين من الجملد الثالث صرح بان الحقيقة  
 المحمدية حقيقة الخالق وغير اجزائه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انتهت والعال كنفية للشارع ولهبه من غير  
 الرسل بتابعة مله ابراهيم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم يحصل صلى الله تعالى عليه وبسبب هذه الست اربعة  
 حقيقة ولايته بمقدار فضله واستعداده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ومنها الى حقيقة ولايته التي  
 عبرت بالملائكة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم والمراد حقيقة كنهها كنه جميع فروعها وشيئها كامر وكان  
 لبنينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مناسبة دائرية بمرکز دائره ولايته المخلصة الذي بها قرب الى حضرة احوال  
 الفات والمحيط الذي هو تفصيل كمال الذات تعالى اقل المراد بالمرکز الاصل والمرجع المتقوم والمقر والخير الطبع



کما امر دولایه کل نبی ودلی جزیره ولایه نبیا علیه الصلوة والسلام وکل نبی ودلی وعلیت الولایه منها وهو صلے الله تعالی  
 علیه وآله وسلم اکل دبی لکل ذلی بطریق النظمیة واستبلاک افضل فی الاصل لا یكون لکلمه وانتار بالمرکز  
 الی الواحدة وبالسلطة والقرب الی الاحدیه فالتم یحقن بحکالات تلك الدائرة ففضلاً بقدر فضله عند الله سبحانه  
 بحصول ذلك الشان لمجمل کما مر مع ان جميع المقامات واشیئات كانت حاصلة له صلے الله تعالی  
 علیه وآله وسلم تفصيلاً بمقدار فضله الا ذلك الشان الواحد لمجمل لا تتم ولایه الخلة تفصيلاً بمقدار فضله واستعداده  
 عند الله تعالی والفظ لا تتم یل علی ان ولایه الخلة كانت حاصلة له صلے الله تعالی علیه وآله وسلم مجللاً  
 ولله اجازة فی حصوله المأثورة کما صلیت علی ابراهیم اے جابر فیها کما صلیت الی آخرها ومانا اللهم  
 صل علی محمد بمقدار فضله واستعداده عندک کما صلیت علی ابراهیم بمقدار فضله واستعداده عندک  
 اللهم اعظم مرتبة ظلیک محمدًا بمقدار فضله واستعداده عندک کما اظہیتها ابراهیم بمقدار فضله واستعداده عندک  
 حتی یشیکرک المالات الولاية الابراریمیة تمامها له صلے الله علیه وآله وسلم مفصلاً بمقدار فضله واستعداده عند الله  
 وانظ تمامها انیم یل علی حصولها له صلے الله تعالی علیه وآله وسلم مجللاً کما كانت حاصلة لصاحبها بمقدار  
 واستعداده عند الله تعالی ولما کان المكان الطبعی للولاية المحمدیة مرکز دائرة ولایه الخلیلیة وسیرة صلی الله  
 تعالی علیه وآله وسلم منه ودخوله فیها واکتساب کمالها لے اکتساب تفصیلها وخروجه فیها مقصور  
 علی سیر مرکز می فیک الم دائرة لیسر خروجه صلے الله تعالی علیه وآله وسلم منه ودخوله فیها واکتساب  
 کمالها لے اکتساب تفصیلها وبه العبارة تدل علی حصول الولاية المحمدیة للنبی صلے الله تعالی علیه وآله  
 وسلم وحصول الولاية المحمدیة تدل علی حصول الولاية الابراریمیة للنبی صلے الله تعالی علیه وآله وسلم  
 لان فیک الولاية الابراریمیة موقوف علیها حصول الولاية المحمدیة وحصول الموقوف یل علی حصول الموقوف  
 علیه ودخوله وخروجه منه خلاف مقتضی الطبیقة لانه المحمدی الطبعی له صلے الله تعالی علیه وآله وسلم فلابد ان  
 یكون فرومن امته صلے الله تعالی علیه وآله وسلم متوسطاً کانتا بقیة له صلے الله تعالی علیه وآله وسلم  
 فی صین ذلك للکرز من طریق آخر له مناسبة لمیوط تلك الدائرة اشار بقوله من طریق آخر الی آخره  
 الی قول الصوفیة بان کل ولی من امته صلے الله تعالی علیه وآله وسلم علی قلب نبی من الانبیاء  
 صلوات الله تعالی وسلامه علی نبینا وعلیهم وفی بحر المعانی قال النبی صلے الله تعالی علیه وآله  
 وسلم ان لیه تعالی قلوب ثلثمائة قلوبهم علی قلب آدم علیه السلام ولما یعون قلوبهم علی قلب  
 علیه السلام وله سبعة قلوبهم علی قلب ابراهیم علیه السلام وله خمسة قلوبهم علی قلب جبریل علیه السلام  
 وله ثلثة قلوبهم علی قلب یحیی علیه السلام وله واحدة قلبیه علی قلب اسرئیل علیه السلام ویهن علی الله

البلاء من هذه الامة حتى يكسب كمال تلك المرتبة التى هى ذلك الشان الجبل غير المقوم وغير الموقوف عليه  
 الذى نسبة الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر والفرقة لثمة الالة كالمسبب للمجاورة فالقاطع هو الجوار  
 ويسند القطع الى السيف مجازا ويحقق بهاد النبى المتبوع بحكم من سن سنة حسنة فلهذا جريا واجزا من عمل بها  
 بتوسط وصوله وخدمته بتجربة فيه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اليها يتحقق تلك الكمالات وسبب تفصيل الحجة  
 بمقدار فضله وشرفه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ايضا ويتم مراتب الولاية التحليلية وتبع  
 ذلك الشان الجبل الغير المقوم الذى كانت جميع مقامات الولاية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 سواء والاعمال الصالحة للنبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قسمان قسم الباشرة بها وقسم غير الباشرة  
 بها وهو الاعمال الصالحة بباشرة امته بها وجوب من سن سنة حسنة فلهذا جريا واجزا من عمل بها للنبى  
 صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فيسلك كمال محيط تلك الدائرة بمقدار فضله واستعداده عند الله تعالى  
 بمحصل ذلك الشان الجبل وان كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مفصلة غير ذلك الشان  
 ونست الولاية التحليلية ايضا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالحاق ذلك الشان الجبل الغير المقوم الذى  
 يدل عليه لفظ تمت ونسبة الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر ودعاه اللهم صل على محمد وعلى آل محمد  
 كما صليت على ابراهيم قرن بالاجابة بمقدار فضله واستعداده بعد الف سنة بدعاء الامة لمحصل ذلك  
 الشان الجبل الغير المقوم الانبياء من الكمالات لانها كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مفصلة والكمالات  
 حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فى السير فى الله الآن ايضا لولا ما قبله لان السير فى الله غير  
 ابتداء والكمالات فيكونه تعالى لا تحصى ولا تعد وبدعاء امته له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افاض الله  
 عليه النعمات الغير المتناهية والنبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعد تمام ولاية الحجة سبيل سلك  
 ونشارة الذى يعود فى المركز الذى عبر باللاحته وفوض النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 حراسته امته ومحافظة اليه لارشادهم الى صراط المستقيم فى زمانه واستغرق فى مشاهدة جمال  
 غيب الغيب واستغنى بالمحجوب والله تعالى اعلم حاصلة ان النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 عرجا ونورا فخرج في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من عالم الشهادة الى عالم المثال  
 ومنه الى عالم الملكوت والارواح ومنه الى مرتبة الواحدية ومنها الى الوحدة وهى السمة الحقيقية المحمدية  
 وعالم الشينات وهى مركزه وحقيقته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وجمال ذاته تعالى وهذه المرتبة  
 خاصة النبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وبعض افراد امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم نصيب منها  
 البطيفة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهذه العروج من عالم الكثرة الى الوحدة التى اقرب الى



فانه تعالى وتزوله من الوحدة الى الكثرة والتفصيل الى عالم الشهادة لهداية امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وكان هذا السر ان النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم دامنا في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وجميع الكائنات المكننة للبشر في الدنيا حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعضها بواسطة جبرئيل وقبيل  
 من الملائكة قال الله تعالى عليه شديدا القوس فدوره قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان روح القدس  
 نفث في روعي وبعضها بلا واسطة مع انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فضل من جبرئيل عليه السلام  
 وبعد ارتفاعه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الى عالم القدس والرفيق الاعلى له عروج فقط ومقره في  
 مركز دائرة الخلة الذي هو الوحدة وكانت حركة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في حين حيوته الى عالم  
 الشهادة قسرية لا طبعية والى عالم القدس طبعية فيفوض حراسته امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 الى فرو من امته وله هذه المرتبة لطيفة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كما صرح الشيخ رحمة الله تعالى عليه  
 في المکتوب الواحد والعشرين والمائة من المجلد الثالث لا يظن احد ان السالك لا يخرج الى النبي  
 صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لانه كفر والحاد والدة تيقه من الدقائق والمعرفة من المعارف التي لا يهول  
 القوم تحصل بهم الا بواسطة وتابعة وحيلولة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سوار كانت مبتد يا وعظما  
 او متبينا محال ست سعدى كراه صفاء لو ان رفت جزير به مصطفا معنى البيت يا سعدى  
 هذا مستحيل ان يصل احد الى الطريق المستقيم بالاتباع النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وحصل ذلك  
 للفرد من الكلمات فهو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهو بمنزلة الآلة والحادم وفي الواهب في بيان  
 خصائصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال في ارجح ما من خير لعله احد من امته صلى الله تعالى  
 عليه وآله وسلم الا والنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اسلم في نفسه قال في تحقيق النصرة فجميع حسانات  
 المسلمين وعمالهم الصالحة في صحائف نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم زيادة على ما من الاجر  
 مع مضاهقة لا يحصر الا الله تعالى لان كل مهنة وعامل الى يوم القيمة يحصل له اجره الى ان قال  
 وبهذا يجاب عن اشكال وعار القاري له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم زيادة الشرف مع العلم بكمال  
 عليه الصلوة والسلام في سائر انواع الشرف انتهى واهم الشيخ المجد رحمة الله تعالى عليه ذلك الفرد من  
 امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وانا قال انا ذلك الفرد من ان يكون ذلك الفرد الخضر والالباس  
 عليها السلام او غيرهما وفي الواهب في بيان خصائص امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 نعم موسى عليه السلام واحد من هذه الامة لما ذكر من وجوب اتباعه نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
 وسلم والحكم بشرية باقية الى ان قال وكذلك من يقول من العلماء بنبوة المنصور وصحة في الاصل انه

نبی و ان باقی اسے الیوم فانه تابع لاحکام ہذا الامتہ و كذلك للیاس علی اھمہ لموعبہ اللہ العلیی انہ حی ایضاً  
ولیس فی الرسل من میبعہ رسول الانبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و کتبہ ہذا شرفا لہذہ الامتہ  
المحمدیۃ زاد اللہ شرفا انتہی و واقع فی الشفا و الفنا وی من ان تقیص النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم کفر فہو بالنسبۃ الی ما ہو غیر کمالات اللہ تعالیٰ و صفاتہ و تعلیم النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
من جبریل علیہ السلام الذی یمل علیہ قولہ تعالیٰ علمہ شدید القویٰ زومہ مع ان جبریل علیہ السلام  
مفضول و النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام افضل منہ و کذا اس الشیطان جمیع اولاد نبی آدم وقت تولدہم  
الا عیسے علیہ السلام و کذا قولہ صلے اللہ علیہ وسلم انا اول من یرفع راسہ بعد النضج فاذا انا ہوسے  
اخذ لبقائتہ من قوائم العرش فلا ادری اقام قبلی ام جزی بصفتہ الطور رواہ البخاری و فی الرد  
السافرہ للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی بیان الصفتہ و ہذہ الغشیۃ لا انبیاء الاموسے فانہ حصل فیہ  
ترد و فان لم یحصل لہ فیکون قد حوسب بصفتہ الطور و ہذہ فضیلۃ عظمتہ فی حقہ و لکن الیوجب  
انفصلیۃ علی نبیا علیہ الصلوٰۃ و السلام لان الشی الخیر لایوجب ابع الکیا بہ و غیر ہامن الامثلۃ الی  
یمل لتفصیل المفضول علی الفاضل لیست کلہا من قبیل لتقص المذموم و ترے الدرجات الی النبی  
علیہ الصلوٰۃ و السلام یوافیو فی البرخ لایدل علی تقیصہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع ان  
اکل درجہ من الدرجات الی حصل لہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الیوم اعلیٰ مما قبلہ الی غیر النہا  
تکلیف بقال لمن اقول کل الدرجات الی حصلت لہ صلے اللہ علیہ وسلم الیوم اعلیٰ مما قبلہ و مضمون  
بجمیع صفات الکمال انہ تقیصہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و اللہ اعلم و لیس فی کلام شیخ المجد  
رحمہ اللہ تعالیٰ لایدل علی لتقص و فی آخر کتبہ الرابع و الستین من البحار الثالث فی جواب من ترم  
من ہذا الکلام فی بیان الملاحظہ و الخللہ ان ذلک الفرد لکل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صرح بان ذلک  
الفرد خادم و تابع للنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کما حصل رد فہم من خزائنہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
فان جاب العبد و الخادم بہدیتہ الی المذموم بقیلہا بہندہ لایلزم بہ لتقصہ و ذکر لتقص ہذا الوہم کما اکثرہ رد فہم  
اراد الوقوف علیہ فلیرجع الی کتبہ و لدفع ہذا الوہم تمثل بہندہ المسئلۃ المحقولہ و المكشوفۃ بالمحسوسہ زمان  
تصور بہتانا عظیما حولہ سورہ ہونین لہ دائرہ الخللہ و تقصر ام ترفعا فی غایۃ الارتفاع فی وسط ہذا البستان  
و ہونین لہ المکرر و قد دخل فیہ النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و لیس کما فیہ لتفصیل الاشیا طلیا  
ثم ارتقت علی ذلک القصر النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و استخرج فی مشاہدہ جمال ذاتہ تملک  
فیہ لایوجبہ و لایقتضی الی البستان و السور الذی ہوا افضل من مکاتہ العالی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



وذلك الفردوس الخمار والعبید يبلغ حقيقة هذا البستان والسور اليه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم باعتبار بعض  
الوجود الذي هو مجمل للملائكة الساجدين في الارض يبلغونه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سلام امته و صلواتهم  
يرزقهم الله تعالى شرفه و درجته واسطة دعائهم و صلواتهم يؤمنون ان ليس فيه نقصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
وسلم مع انه يعلم صلوة كل فرد من افراد الامته و يحصل ثوابها صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بواسطه الملائكة  
والامته فانهم و دعي احمد و انصافي و احكامهم حديث تبليغ الملائكة صلوة الامته اليه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
ورقى الدرجات للنبي عليه الصلوة و السلام في البرزخ يؤمنون بالسبب اعماله نفسه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
وسلم لان الاحمال الصالحة لامته فهي في الحقيقة اعماله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بمقتضى حديث من سن  
سنة حسنة طهرا جرا و اجر من عمل بها كما مر بيانه و ان فرضنا ان ذلجت بنجر الى الفضل انجرى فلاله ثم الخدر  
ايضا لانه جاز عند العلماء و ان لم يفهمه الناس و يدل على الفضل الجزئي اما حديث كثر فيها ماني رواية الترمذي  
قال النبي صلى الله عليه وسلم و ان ايم يقول الله تعالى القائلون في جلالي لهم منابر من نور ليعظمهم النبيون و يشهدوا  
دعوى ابو داود عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان من  
عباد الله انا سامعهم بانبياء و الاشهاد ليعظمهم الانبياء و يشهدوا يوم القيمة بمكانتهم من الله تعالى  
قالوا يا رسول الله تخبرنا من هم قال قوم تحابوا بروح الله من غير ارحام بينهم و لا اموال يتخالطونها الحديث  
و صدق من المشايخ روح ايضا اتوا كل على الفضل الجزئي و حصول مرتبة اعادة النبي صلى الله تعالى عليه  
و آله و سلم به عارضة منها قول الشيخ محي الدين بن العربي في الفتوحات المكية في الباب التاسع و خمسين  
و خمسة مائة لا ينال المحلة محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم صاحب الوسيلة في حبه و ما اياها الا بعبارة  
ما ان امته منه في الفضيلة و مع هذا ما عاينهم كانت المحمدية الوسيلة و الدعوة ارفع من الدعوى و في موضع  
آخر في هذا الباب قال محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الوسيلة و المحلة بعبارة امته و ذلك انهم بصلوة  
عليه كما هو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم امرهم ان يسألوا الوسيلة استجابة قال مولانا جلال الدواني في رسالته  
في بيان تشبيه كماليت على ابراهيم في الفضل على الفضل باعتبار بعض الوجوه اذ في الحديث  
لقد قلنا عباد ليسوا بانبياء ليعظمهم الانبياء استجابة لمحضه و في البيضاوي في تفسير قوله تعالى قال له موسى  
بل ابعثك على ان تعلم مما علمت رشدا و لا ينال في نبوته و كونه صاحب شريعة ان يعلم من غير العلم كمن بشرط  
في ابواب الدين فان الرسول ينبغي ان يكون اعلم من ارسل اليه فيما بعث به من اصول الدين و فروعه  
لا سطة الاستجابة و انفسه في قول ليس خفي في قول و عليه اكثر العلماء كذا في تفسير المحللين و فيه ايضا روي  
عن موسى بن جعفر ان موسى اوحى الله اليه ان لي عبد يجمع البحرين هو اعلم منك انتهى و في المواهب

روى احمد العارفى والخطيبى عن ابى عبيدة بن جابر عن ابي عبد الله عليه السلام قال نعم قوم يكونون  
من بعدكم يؤمنون بى ولم يرونى واصله من صحبة المحاكم يستبى وفى المشكوة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن  
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الخلق عجب اليكم ايماننا قالوا الملائكة قال وبالحق لا يؤمنون  
وهم عند ربهم قالوا فاليقين قال وبالحق لا يؤمنون والوحى ينزل عليهم قالوا فالحق قال وبالحق لا يؤمنون وانما بينكم  
قال فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان عجب الخلق الى ايماننا لقوم يكونون من بعدى يجدون محققا كتاب  
يؤمنون بابائهم عن بريدة قال سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد فدا بالانفال بما سبقتنى الى  
الجنة ما دخلت الجنة الا سمعت خشخشة الامم الحريث وفى شرح العقائد العوضى لجمال الدواني قال ان فضل  
موضوعه الزيادة فى معنى المصداق وجه اعم من ان يكون بجميع الوجوه اذ يجمع صفات الفضائل من حيث  
المجموع والذى وقع الخلاف فيه بينها هو الزحمان بهذا الوجه من حيث الثواب لا الزحمان من الوجوه  
الاخر فلا ينافى ذلك رجحان الغنى باحاد الفضائل الاخر ولا فى مجموع الفضائل من حيث المجموع وتام  
تفصيله فى المحاشى المجيد لنا على الشرح الجديد للتجريد استبى واعلم ان حاصل كلام المجدودج فى بيان الخلة  
ومراد منه ان مرتبة الخلة كل ذلة حصص لكل نبي عليه الصلوة والسلام حصته منها على قدر استعداد وشره  
لانه اذا به تفصيل كمالات ذات الله تعالى وكل نبي صلى الله عليه وآله وسلم حال تفصيل كمالات  
ذاته تعالى بقدر استعداد وشره فخص ابراهيم عليه السلام بالخلة شهرته بها وليننا صلى الله تعالى عليه  
والله وسلم خلة على قدر استعداد وشره وهى اشرف واسمى درجة من الخلة التى لغيره صلى الله تعالى  
عليه وآله وسلم من الانبياء والمراد بالصلوة فى قوله اللهم صلى على محمد كما صليت على ابراهيم الخلة والرحمة  
معناه اللهم اعط الخلة والرحمة محمدا عليه الصلوة والسلام بقدر استعداد وشره عندك كما عطيتها ابراهيم  
عليه السلام بقدر استعداد وشره عندك وليننا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم حصلت حصته الخلة فى حين حياته  
وهى اشرف واسمى من الخلة التى لابراهيم عليه السلام باعمال نفسه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وكلما  
تيرقى درجة الخلة والرحمة ليننا عليه الصلوة والسلام لو ما فينا فى البرزخ ايضا لانها غير متناهية باعماله  
نفسه لا بغيره وهى الاعمال الصالحة لامتة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بموجب حديث من سكن سنة  
حسنة فله اجر ابر من عمل بها والاعمال الصالحة لامتة كلها سنة حسنة منها النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم  
والآلة كذسى الالة محمول تلك الاعمال الصالحة للنبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كالمكين للقاطع  
فاحسنه كسب كمالات حقة الخلة الى فرد من امتة صلى الله تعالى عليه وآله وسلم استنادا بمجازى كاستناد  
الشيخ الى الحسين ومقر النبى عليه الصلوة والسلام فرق مرتبة الخلة وهى الولاية المحمدية والمرتبة المحمودية



وهي اشرف واعلى من الخلة وعار ذلك الفرد والامة لقول اللهم صل على محمدك صليست على ابراهيم  
 لان تمام مرتبة الخلة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بقدر استعداده وشرفه عند الله تعالى قرن بالاستجابة  
 وتم وعارهم له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لازدياد شرفه والرحمة والقرب في مرتبة المحبوبة ودرجته عند الله  
 تعالى لقول اللهم صل على محمد الخ باق الى يوم القيمة وهذه المعاني التي ذكرتها يدل عليها كلام المجد ورحمة الله تعالى  
 على بعضها بدلالة لفظية وعبارته وعلى بعضها بالاشارة واقتضائه ولا يخفى فهم هذه المعاني من كلامه على  
 سليم الطبع النصف الذي استحسن علم اصول الفقه والمعاني والبيان واما الاخر فاض الثالث  
 فهو ايضا الحق البتة لانه ليس في عبارة المجد روح طعن وكيف ليطعن وهو اول العلماء في الهند من رده على  
 الشيعة ورفع لطحن من الصحابة اترى ان السلطان محمود فتح بلاد الهند قبل يكون طعننا على الصحابة و  
 اما الاخر فاض الرابع فيظهر انه مبني على جملة قال في المکتوب الثامن والتحسين من المجلد الثالث  
 ان الولاية الحميرية وان كانت ناشية من مقام المحبوبة الا انه ليس هناك محبوبة صرف بل فيه نشأة من  
 المحببة ايضا وهذا المزج وان لم يكن له بالاصالة لكنه يمنع من المحبوبة المحصورة وان الولاية الاحمدية ناشية  
 من صرف المحبوبة وليس فيها نشأة المحببة اصلا وهذه الولاية اسبق من الاولى واقدم بمرحلة انتهى فيقال  
 له لم لا يجوز ان يكون لنبينا باعتبار احمدية في مركز الدائرة التي محيطها الولاية الابراهيمية وباعتبار محمدية تكون  
 له مناسبة بمحيط الدائرة فيكسب بذلك المناسبة الكمالات الابراهيمية وتحقق بحقيقتها ثم تحقق بحقيقتها  
 الكمالات نفسه ولا يحتاج الى توسط هذا الفرد والحاجي بعد هذه سنة ولا يمكن ان يقول انه مقتضى خلاف  
 الطبيعة لان ذلك انما يتاتي في الاحمدية والماحمدية فمقتضى طبعه الامتزاج والمناسبة باعتدافه كما مر انفا  
 والله اعلم اقول - اما اول انا لانه ليس هذه العبارة في المکتوب الثامن والتحسين بل في ستة واثنين  
 واما ثانيا فبان المركز المحيط منوط على الملاحظة والاصابة على ما هو موضح في المکتوب الرابع والتحسين  
 وما عني الاحتمال الذي ذكره فكله لقول لاطال تحته قال ثم انه قد نفى قبيعية في حصول تلك الكمالات للنبى  
 واكره واساطلة حقيقة وحكما وانما حصلت له محض فضل الله وان خيرة الله است ان يكون احد واسطة بينه  
 وبين الله تعالى حتى يتم قوله بحكم من سن سنة حسنة فما احاب به في اخره المکتوب في تبينه من ان حصول  
 بعض الكمالات للنبى صلى الله عليه وسلم بتوسط فرد من افراد امته لا يلزم منه نقص النبى ولا يلزم من رتبة  
 لذلك الفرد لان ما حصل لذلك الفرد انما هو نبوية النبى فهو بمنزلة الخادم الذي يترتب الكس الفاخرة  
 له ودرجته من خزنة مرود من وجوه اهلها انه قد اكل ان يكون حصل له هذه المرتبة بعبودية واساطلة  
 كما مر وثانيها انه من هذه السنة الحسنة حتى يكون هذا الرجل تابعا له فيها وانما سنها هذا الرجل في غير

والنبي تابع له فيها فله اجتراع لبني عمر بن الخطاب والباطل وما ذكره من كونه بمنزلة الخازن ليقال له ان كان ذلك من  
خزانة الله فقد ثبت التقدم عليه حيث انك تسبب بوصول الخلة اليه وان كان من خزانة النبي صلى الله عليه وآله  
منعت ان تكون تلك الخلة في خزائهم حيث حكمت بقدر حصول هؤلاء اثنين له وانما حصل له تبرطك فاذن  
المقر كذا ولا ذنر الى الحق المستقر وثالثها انه صلى الله عليه وسلم من وجود هذا الرجل لم يبق من جسده الا عين ولا اثر  
في عهد الفاسد كما مر والعجب كيف تناقض الصانع بهذا الكمال الى الف سنة وخامسها بلا توسط البوكري في  
ذلك ما غيره من الصحابة او مجيهم المشهود لهم بالخيرية في نص القرآن كنتم خير امة اخرجت للناس وفي نص الحديث  
ان الله اختار اصحابي على جميع العالمين غير الانبياء والمسلمين الحديث اقول كل مني على عدم فهم كلام المجدد  
رحمه الله اما اول فاني لما افادني المكتوب الرابع وتسعين من المجلد الثالث ان كل كمال ليس له امته فهو  
حاصل مني تلك الامته بحكم من سن سنة حسنة استجبهوا الظاهر ان كلمة من عامته يشيل النبي وغيره اما ثانيا  
فبان المجدد رحمه الله اكمال التبعية والوساطة وان هذا الافتراء والاثنا فبان صلى الله عليه وسلم من نبوة  
واما ثالثا فبان وان كان كل الاشياء من خزانة الله حقيقة لكن يقال في هذه المقام باعتبار الظاهر انه  
من خزانة النبي بحكم ذلك الحديث واما رابعا فالقول بانتفاء الجسد مني على فهم المتعرض واما خامسا فبان  
لاباس بتاخر الكمال الى الف سنة ان ترى قال النبي صلى الله عليه وسلم علمت مفاتيح كنوز الارض و  
قال وضعت مفاتيح كنوز الارض في يدي ومنه الصحيحين زودت لي الارض مشارقها ومغاربها وسبلغ لك  
امتي ما نوي لي منها وفي رواية اخرى ان الله نوى لي الارض مشارقها ومغاربها وعطى مفاتيح كنوز الارض  
وجاء في غير احاديث الصالح جابر بن جبريل بمفاتيح كنوز الارض على فرس المبق وظاهر ان الهند دخل في بلاد  
الاسلام سعي مشكور من سلطان محمود الغزنوي ولما كان بلاد حبيون وخطا خارجة من احاطة الاسلام  
وتفتح في عهد الهندى وحسب عليها السلام وفي جامع اصفى خير متي عصابة ابن عصابة يغفر الله له وعصاة  
يكون مع جيسلم بن مرجم قال الشيخ محمد الدين عزلي في باب حماسة ونامع وحسين من الفتوحات  
ومن ذلك ايضا اصيل في الحق محمد بن خليل اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم في العالمين  
فمن هذه الحالة من الابرار ومن المقربين ابن هذه العلامة من قوله اناسيد الناس يوم القيمة وانه يفتح  
باب الشفاعة دون الجماعة للجماعة ومن الجماعة لخليل بذلك المقام لخليل كان لا اوم السجود والمحمد المقام  
للمحمد بمحض اشبهود وباليث شعري بل تقوم الخلة بكون رسالة محمد لعل كل امته وبما ادق من جوامع نتائج  
الاولاد ولا ينال الخلة الا من ستمن الانام الخلة محمد صاحب الوسيلة في جنه واما لها الادعاء امته ان  
امته منه في الفضيلة مع هذا بدعائهم كانت الحمد الوسيلة المدعولة ارفع من الدعوى لما اورده من بصلوة



على محمد كالصلوة على ابراهيم الحافظ الوصي فخر المومنون العالمون بسيادته وخصوصيته عبادته وان المقام  
المحمود من مقام اسجد وسجد للقرنين والابرار لبنا قائم من القرب والاحجار فالحمد والطريف والتسليم فخر  
بالمقام المحمية واما سادس فبانة قد ظهر مما قلنا ان الكلمات كلها ما حصلت في عهد الخلفاء الراشدين  
بل منها ما حصل بعده وبعضها متوفى الى عهد عيسى عليه السلام ولا باس به قال الشيخ الاكبر صاحب الفتوحات  
في فضل المروضة قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد والمؤمنون اليه كما صليت على ابراهيم وارض عن  
اكرمنا دعونا بها الرسول الله اجاب الله دعاءنا فيه لنخذه عنه بذلك فصله الله عنه علينا بذلك عشر افقار ثم عن  
نبية ٢ بالمكافاة عناية منه به وتشريفنا حيث لم نل المكافاة في ذلك للملك بل غره فقال النبي في عهد ذلك  
ما حصلت الاجابة من الله فيما دعونا فيه لنبيه م لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا وفي رواية البخاري  
لو كنت متخذا خليلا غير ربي لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن صاحبكم يعني نفسه خليل الله ووصوت له به الخلة من قبل وعار  
استه له بذلك فكان غير مفيد صلواتنا عليه سر وعارنا له بذلك فان قيل قد حصلت الخلة بدعاء الصحابة اولافافا  
ومما ومن مامورون في هذا الوقت بالصلوة عليه مع حصول الخلة فبكنا حكم الاول فربما نال الخلة قبل وعار  
صحابه وتكون نسبة دعائهم بهالة كدعائنا اليوم قلنا اما اول فبان حكم الخلة ما ظهر جهنا وانما يظهر ذلك في الآخرة  
والمحكم للمعنى لا يكون الا بوصول المعنى فستقام المعنى محل وجب حكمه لذلك المحل فقه الآخرة تنال الخلة بغير  
حكمها هناك واما الذي يظهر منها الواضح هذا هو ما يخرج انما فبان لكل نفس خطا من محمد وهو الصورة التي في الجنة  
اعني في باطن كل ان منتهى صلى الله عليه وسلم فهو في كل نفس بصورة يعقده فيه كل شخص فيدعوه بالصلوة  
عليه المذكورة فننال تلك الصورة المحمدي التي عند تلك المحال الدعوي بهاد عانه والصلوة عليه فما حصلت له  
الخلة من هذا الوجه الابر وعار كل نفس وبكذلك جوده اهل الله في كشفهم فاعلم ذلك قال ثم انه قال في هذا المكتوب  
ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اختفى في خلقه غيبا غيبا ودون الفرد المتوسط من امته بجراسته الامه  
ومما فطنتها فيقال لهذا الغيب اى حراسته حراسته بها وادى تحديده جدوت وكتب شعري من لم يحرس حبيته  
حيث يدعها تنفق في مجلس سلطان جبال كير كيف يحرس الامه اقول ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال  
علماء حتى كافي اني اسر اكل ووجه التشبيه فيه ان العلماء العالمين يرشدون امته صلوا الى صراطى مستقيما  
ويهدونهم الى صراط مستقيم الله تعالى اعظمهم كالاخبار فصيح حراستهم الامه وبذلك الفرد منهم مشبه بوجه الصوفية  
ان مطلب الوقت وهو الخوف يحرس امته وكذلك الاول والابرال والنجباء والغبار والنبى كان وانما استغنى  
في شاهدة جمال غاته تعالى في مقام قاب تومين اوداع في خصره ما بعد اتماله صلى الله عليه وآله وسلم  
الى الملاء الاعلى وما توجه الى العالم السفلى بموجب اذاع بصيرة طمحي ويزيد شرفه حقيرة عند الله تعالى يوازيها

فان فخری است امته الی فرد من امته فلاح فیه وکم من نبی اذ می من قوم فیه سنة الله من تجسسته  
 جبریل علیه السلام عندک تهدينا ولا مال فی تجسده الطلق ان لم یسجد المحال فی قال العلامة الله شقی فی نتیجه العلم  
 قوله ان البنی علیه السلام غلبه سلم قد حق فی خلوة غیب الغیب وهو جوعه صلی الله علیه وآله وسلم الی تحقیق الایمان  
 التي هی النور المخلوق اسی المقدس نور الحق تعالی فیه صلی الله علیه وآله وسلم روح الارواح لان الارواح  
 غیب الاجسام وهو صلی الله علیه وسلم غیب الارواح فیه فی غیب الغیب لان نوره صلی الله علیه وسلم اول مخلوق  
 خلقه الله تعالی ولا یلزم من کونه صلی الله علیه وسلم فی غیب الغیب ان لا یكون حیاتی قبر فان حیاته وقبره کل  
 ذلك تبینات فی حقیقة الاصلیة التي خلق منها کل شیء وقوله وروى الفردوس ووسط اسی الذی هو بین الحقیقة  
 المحمدیة التي هی فی غیب الارواح و بین البشریة الظاهرة بالجسم فی عالم الاجسام و فی الفردوس هو الوارث المحمدي  
 الذی یموت فی کل عصر علی قدم محمد صلی الله علیه وآله وسلم قال الشیخ الاکبر رضی الله عنه الاولیاء علی عدد  
 الاولیاء فلا بد ان یموت فی کل عصر مائة الف و فی لربته و عشره و ان لا یزید و ان لا ینقص و کل نبی ولی یحیی  
 فالفردوسهم هو الوارث المحمدي قوله بحسب الامتة اسی هو ظاهر لک بالبحال و القال و محاطتها ای الحفاظ  
 علیها و المحاطة عنها قد یموت ظاهر و قد یموت مخفی قال الشیخ الاکبر رضی الله عنه شیء الی ذلك من جملة آیاته  
 العشرات و الله و در حال ما لهم و دل و هم یقیمون ما فی الدهر من دول و لهم عت اوجه الاملاک ساجدة  
 و ما لهم رب فی علمه لعل فی قال و من العجائب قوله فی المکتوب الحادی عشر من المجلد الاول بعد ان ذکر  
 مقامه و قال مر علیه الخلفاء قال و الی طریقان احدیما روية النقیض حتی انه یری کل من فی عالم فی الکافر و المؤمن  
 و المؤمن الزنبریق فی فضل من نفسه و یری نفسه سور منتهی فقال لک کیف یری الکافر فی فضل من المؤمن فان المؤمن  
 راس الاحمال و اساس سہاد و الایمان و الکافر و اعماله کسیرة البقیعة و ان شک فی ایمان نفسه فقد کفر و ان کان عباد  
 البوائف و کل الکافر یزق الایمان و یوسیلہ فہذا سہول لیلین بالله و یأس من رحمة الله بالنظر الی نفسه و بما  
 ان لک یکنو کافر فلا شک انہما کبیران مکما یجوز ان یسل الکافر و المؤمن الزنبریق فکذا لک یجوز ان حتی اسلم علی مو  
 اولی لان الاصل بقائه و بقاء کفر الکافر و غایة تجوز لعل السادات لا الافضلیة و نسبت الولاية التي یموت الکافر  
 و الامجاد و الزعفة فی سہا اقول لاکم و لظن فان لظن الذنب المحدث و لا تحسوا و لا تحسوا و لا تحسوا و لا تحسوا و لا  
 تباعضوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا و لا تہربوا  
 حرمة الله فکتب فیه حالکما ہوشان المریدین الاطلاع علی دار داتہم و حال اتہم فہر فیہ ما عند الطائفہ  
 المنقش بندہ المحدث و امر سلم و الاعتراض علیہ منی علی عدم الاطلاع علی اصطلاحاتہم من التقریرات  
 عندہم ان حقائق الحکما ت مرکبة عن اعدام اضافیة و ظلال صفات حقیقیة یعنی ان الاعدام لما تیق بل



الاسماء والصفات تحصل لها مرتبة الثبوت في علم الهي فصار واما ايا انوار الاسماء والصفات وسبب تقيدها بالعلم  
 بوجوده والوجود في غير كبرها من الوجود والعدم صاروا مصدر آثار الخير والشر فبالعدم الذاتي يكسبون الشر وبالوجود  
 الظلي يكسبون الخير ومن انظار ان في عالم كس لما ينظر المرء على امرأة مصفاة مثل من انوار كس لا يخط انوار كس  
 والمرأة تخفى بجلال غير هذه الحالة فمقدان محاذ انوار كس تيرأى المرأة كما هي هي فالصوفي اذا نظير الاشياء  
 الشريرة ويحسبها لغيره على وجوده منظاره تيرأى منها اذا نظير نفسه يقع نظره على العدم الذاتي الذي هو  
 خسر الشر ويجد باخا لية من الخير والكمال المستحيلين كسبها من الوجود فلا بد ان يراها خبيثة من الكافور سائر الاشياء  
 الخبيثة فالصوفي الكمال لا يرب الخير والشر الى نفسه ويخيل به ستارا وهذا معنى الفناء التام وحاصل المشهور وان نظر  
 الى الوجود والانوار دون العدم فيدعي بدعوى اذا نحن كما ادعى حسين ابن منصور رحمه الله تعالى على رؤس الاشهاد  
 فهو في حالة اسكنظر الى جانب الوجود واما في العدم معقعة مشد عن بعض اكابر الاولياء الاسن عصمة الله تعالى  
 ببركة جيبه صلى الله عليه وسلم حال المجدوح في كثر الماتين واثنتين وحشرين ان في الكافور نورانية  
 بواسطة عالم الانوار في عالم الامر والخلق فزال هذا الانوار في العارف الكمال انتهى ونعم قيل ان صدور  
 الاحرار كنوز الاسرار فالقول بالاخية من الكافور مني عن هذا الاصطلاح وليس المراد ان اخية العارف  
 من الكافور في كبر الكافور واما ان العارف العباد منه الله تعالى فهذا الاصطلاح فتح باب الحق الظاهر على وجعل  
 معاد محكم كاسم فلم يحق لاحد من ارباب الانصاف مجال للبهز وساغ لللعن والطنن فلم يكن للتكفير حجة وان  
 كان القرب في عين اهل حسنة **س** ايجلي نعمان بالله خليا **س** نسيم الصبا يخلص الى نسيمها فخلجك  
 الانصاف وانجب عن الاعتصاف فخلل الافهام اشد من علل الاجسام وطعن اللسان اشد من طعن بيان  
**س** هذا دوار للهموم محب **س** فاسمع مقالة ناصر لك قد نصح المقالة الرابعة فيما نياه على المقدمة  
 الرابعة قال ومنبي على المقدمة الرابعة بطلان دعواه فتنا رجده صلى الله عليه وسلم بعد الف سنة  
 ونقطع عباد ابا نهم بتعذد الافادة والاستفادة بينهم وبين امهم فقد قال في المکتوب الساس  
 والتسعين من الجلد الثالث ان لمحيد صلى الله عليه وسلم طوق عبودية يعني خلقه لميم وهما اشارتان الى تعيينه  
 احد هما تعيينه بعبودية بشرية والثاني تعيينه الروحي وبمولكية ولما نر تعيينه الجسدي بالموت قومي  
 تعيينه للروحي لكن كان تعيينه بعبودية بقية فلما مضى الف سنة زالت ملك ابعيته ولم يبق تعيينه بعبودية  
 اثر فاقطع طوق عبودية عبده وطرز عليه الزوال والفناء فقام الف الالوية مقامه فصار محمدا حمدا قد تملت  
 الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية انتهى الغرض منه في هذا الكلام وجوه من الكفر والضلالة احوال في تصحيحه فبنا  
 عبده اشره ليع صلى الله عليه وسلم وقد قلت الاحاديث بقاء اجساد الانبياء ثابتهما تصحيحه بقطع

المقالة الرابعة في نفس ارباب حسنة

الكلام المنجى برؤايات البرخي

عبادته الجسدية وإن الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون وإن عبادتهم لا تقطع في البرسخ فالله تعالى قال  
 الف الألوهية مقامه إن كان المراد أن العبد صار لها والقلب العبودية الومية فهذا هو الكفر الصريح وإن  
 كان المراد أن العبد فني وبقي الله فالعبد هو مجموع الروح والجسد لا الجسد وحده حتى يلزم إفتاراً للعبودية  
 وإن كان المراد أنه مركب من الألوهية والعبودية فهذا عجيب عجيب فإن هذا الرجل لا يقول بوحدة الوجود حتى يقول  
 بشهود وجه الله في جميع الكائنات أقول هذا مردن ما بهمدان فاعلم أن مبنى الاعتراضات على حمل الفناء  
 ببناءه المتعارف لمثله هو وهو في اصطلاح المتصوفين عدم احساسه بعالم الملك والمملوك بالاستغراق  
 في عظمة البارئ وشهادة الحق واليه اشار الشارح بقوله الفقير هو الوجه في الرايين يعني الفناء في عالمين  
 والظاهر أن ارباب العلوم ينطقون حسب اصطلاحهم فامسأب الكفر بنا الفاسد على الفاسد فاذا استبعد الانسان  
 براه عييت عليه المراد اما اراحة الاعراض الاول فبانه ما قال المجدوح بفناء الجسد فان هذا الاقرار  
 بلا امتناع فمتى حمل الفناء على المعنى المصطلح عند المتصوفين يكون المعنى عدم احساسه بعالم الملك والمملوك  
 واستغراقه في عظمة البارئ وشهادة الحق واللاهوت وهذه منقبة لا منقصة الاحداث لا يطلعها آماره  
 انه قال في آخر المکتوب المذكور بما تعريبه ان الفناء والبقاء اللذين الولاية بهما موطئة فناء وبقاء شهود  
 فان كان الفناء والزوال فهو باعتبار النظر وان كان البقاء والثبت فهو ايضا به اعتبار فالحاصلات شريفة  
 مستمرة ومخلصة عن الجسد ومنظمة بالروح وفي ذلك البقاء العبد لا يكون مجبواً والله تعالى يقول فبما آتينا  
 عن الاحكام البشرية فبهذا العروج يوصله الى الذروة العليا حتى لا يكون الخيرة فيه يحيط النور الذي  
 يقع على الامة بواسطة بشرية يقل التوجه الذي كان مبنواً عليها لانه مصروف بالمحجوب ومن هنا  
 يستولي الكفر البدعي ببدل الالف ويضمحل نور الاسلام بسنة كما اما اراحة الاعراض الثاني  
 فبانه آخر من جملة المطلوب لان المجدوح ما قاله واما اراحة الاعراض الثالث فبانه لا ضرورة الى  
 تعيين المراد من لقائهم فانما بين القائل مرادة فان المجدوح قال والقلب الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية  
 فليس المراد ان العبد فني وبقي الله ولا أنه مركب من الألوهية والعبودية ليجتاج الى القول بوحدة الوجود  
 بل بهنا بيان صيرورة الحقيقة المحمدية حقيقة احمدية على مسياتي تفصيله قال العلامة الشافعي في ترجمته  
 قوله مقام الف الألوهية مقامه مراده بالالف الألوهية الالف التي هي اصل جميع الحروف فانها لا تسمى حرفاً لعدم  
 انحرافها لانها مستقيمة فاذا انخرفت فهي جميع الحروف وجميع الحروف انحرافات حقيقة الالف وهذه الانحرافات  
 كلها في آن واحد ودقت واحد ولهذا سميت الفات ليعتد الحروف كلها منها ويسمى حرفاً لانحرافها الى جهات  
 مختلفة وهو قوله تعالى ايما تولوا فثم وجه الله وقوله كل شيء االك الا وجهه ولا تخفى عليك تفهم شيئاً من هذه المعاني



فضلا عن وجدانه وذوقه فاياك ان تكون ممن قال تعالى لهم تجعلون زركم انكم تكذبون قال وقال  
 في المكتوب التاسع والمائتين ان نبوته صلى الله عليه وآله وسلم لا تخلق نبشاة انحصارية  
 باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقةين الاحمدية والمحمدية لكن غلبت نشأة انحصارية المحمدية على الملكية  
 الاحمدية لتحقيق النسبة بينه وبين الامة والافادة والاستفادة ولهذا امر بقول انا بشر مثلكم  
 فاكمل البشرية بما لهم بعد ارتحالهم عن النشأة انحصارية غلب جانب الروحانية ونقص جانب البشرية ونقص  
 نورانية الدعوة وغلبت الظلمة فلما مضى من رحلته الف سنة غلب جانب الروحانية وحدث لبشرية ذات  
 بصيغ عالم الامر فيها ضرورة رجع عالم خلقه الى عالم الامر واتحدت المحمدية بالاحمدية انتهى فكان يقول لما نفي  
 الجسد الشرعي في زعمه الباطل عدت البشرية التي هي شرط في دعوة الامة وانفتحت المناسبة بين  
 الرسول والامة وتغذرت بينهما الافادة والاستفادة فاحتاج الامر الى فرد يكون في الصورة البشرية  
 حتى يدعو الناس الى الله ويمكنه الارشاد والتربية ويتاقي الافادة والاستفادة فكان هو ذلك  
 الفرد ولا يمكن ان يكون ذلك المهدى لانه لم يولد ح دلا عيسى لانه اذا كان روحانية غالبة على بشرية  
 ونفسي في قوله البار في الفصل الاول ان المراد بالحقيقة الكعبة الاحمدية التي هي عينه الاسكاني الامري  
 والحقيقة المحمدية تعبئة الاسكاني لخلق في بعد مئة الف سنة تغلب الروحانية التي لا احمدية على البشرية  
 التي كانت للمحمدية فيصنع عالم خلقه بصيغ عالم امره فمارح من خلقه الى المحمدية بعرج حتى بالاحمدية  
 ويحدان وقال في موضع آخر ان المحمدية تبقى شافرة حتى ياتي عيسى فيخرج اليها فيسكنها فكان يقول ان  
 تغلب بشرية فوجود المناسبة بينه وبين الامة وتتاقي الافادة والاستفادة وانما قبل ذلك فلا  
 يصح للارشاد بغلبة روحانية فوجب ان يكون ذلك الفرد هو زعمه فيقال له يا جال ان كان الموت  
 هو السبب في فنائه بشرية فقد وجد سبب فوجب ان يوجد سبب عقيب لا يفصل وان كان  
 البلو كما في زعمك الباطل ان الانبياء رتبلى جباههم والغياء وابسته وجوزت تطرق انصار والسبب الى  
 جسده صلى الله عليه وآله وسلم فالبلى لا يتاخر الى الف سنة ولا الى مائة سنة ولا يساني امر  
 للدينية اشرفه كما هو شاهد فكيف تاخر الى الف سنة ولعله تفصل النبوة اليه من بين جميع الامة  
 ثم ان جميع ذلك خلاف الاحاديث الكثيرة المشهورة الدالة على انه صلى الله عليه وسلم حي وان بشرية  
 باقية وان رسالته مستمرة وان امده لانه متواصل وان اهتمامه بالامة من الاستغفار لهم شكلا وتكريما  
 ذلك كقول ان كلام المجدوح صاف عن غبار الاعتراضات الواهية الواردة عليه فلنذكر هنا اصطلاح  
 ليضع الامر بينه وبين النبي صلى الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق وهو قبل الخلق

والتجسّی والایمان من عالم الامر وهو لا یقبل الخرق والتجسّی والایمان من عالم خلقه صلّی الله علیه وسلم  
 اعلم وطلب عالم امره صلّی الله علیه وآله وسلم شأنه لعلیم وفسّاه الحقیقة المحمدیة عبارة هنا عن الحقیقة الاسکانیة  
 الغنصریة والحقیقة الاحمدیة کنائیة عن ملک الاسکانیة النورانیة والنبی صلّی الله علیه وسلم باعتبار عالم امره من  
 عالم ملک السموات والارض باعتبار علم خلقه برشد العالم الغنصری لمناسبة عالم خلقه بالبشریة بالعالم الغنصری  
 بعد انتقاله صلّی الله علیه وسلم عن العالم الغنصری الى العالم الروحانی انقص هذه المناسبة بسبب انتقاله  
 انما الفناء الغنصری بما لا کل من شرب والنوم والمرض وغير ذلك من الصفات الجسمیة الغنصریة وبقي فيه  
 من الصفات البشریة التوجّه الى العالم السفلی لا رتاداً منه واجد مضی الزمان المدی زال ذلك التوجّه والاتّفات  
 الى العالم الغنصری فیما هو المراد عنده بفناء جسمه صلّی الله علیه وآله وسلم لا البیكّل لمحمد من الجسدی  
 وبتعرق فی بحر شأبه جمال ذاته تعالی والامر بالفناء ما لا راد القاضی حیث انزل رح فی الشفاء فی اقسام  
 الثالث فیما یجب للنبی صلّی الله علیه وسلم ولا یستحیل او یجوز علیه ظاهراً وادباً وبنیتهم متصفّة باوصاف  
 البشریة علیها یطری علی البشریة من الاعراض والاسقام والموت والفناء ونحو الاسانیة وارواحهم  
 وروحانهم متصفّة باطن من اوصاف البشریة متعلّقة بالمالا الاعلی انهم والاولیاء لا یجوبون الى نعمة الخیة  
 من الاكل والشرب وادبهم فی الخیة رضا الله تعالی وبقائه تعالی کیف یتفقون الى النعمة الدنیویة  
 الخیة وقلب وخافیة صلّی الله علیه وسلم علی جسمانیة وقرب الجسمانیة الى الروحانیة وبنیتهم عروج  
 الحقیقة المحمدیة وبنیتهم بالحقیقة الاحمدیة وخلق مكانه صلّی الله تعالی علیه وآله وسلم مع ان جسمه الشرعی  
 باقی علی حاله ایلی منه شیء والامر بعروج سیدنا عیسی علیه السلام لیهنروله الى المقام المحمدیة افانته قائم  
 الارشاد وامتة ورموز شریعة صلّی الله علیه وآله وسلم تبعیة له صلّی الله علیه وآله وسلم كما كان النبی مر قبیل  
 عروج حقیقة بعدد الخلق ویرشد بهم وبعده ارتحالهم الى العالم القدس والرفیق الاعلی انقص نورانیة  
 هدایتهم وارشادهم ظهرت الظلمة والهمّات لایض اصحابه بافرغت من دفنهم الا وقد وجدت قلبی متفاداً كما  
 ورو فی الحدیث فی رواية الترمذی عن انس مافضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنّه حتّی انکرا نسلونا  
 ویکل علی هذا المراد من زوال الجسد قوله فی المکتوب التاسع والمانین من المجلد الاول من مضمّن  
 الف ستّة قلب جانب روحانیة صلّی الله علیه وآله وسلم بالبشریة یعنی صفات جسمه علی نهج لوان تمام جانب بشریة  
 بلون نفس الروح وبنیغ عالم خلقه یصنع عالم الامر نتیجته والامر بقوله وواحد من طوقی العبودیة انقطع  
 الحقیقة الاحمدیة منظم اسم الله التّجّیع لیس صفات الکمال ومرتبته هذا القرب من الله تعالی فضل من التّجّیع  
 الى العالم السفلی ولا یصح قول المتعزّز فیمنه لبا کانه یقول انّ قلب بشریة فتوحه المناسبة بنیغ









بعد في مقامات الأمور ثم يرجع إلى محله ليقف به ولا يلزم من هذا أن تكون مرتبة هذا الوجود في مرتبة الأمور  
فكأن السلطان بهذا الجواب وطوى شجرة عن الغراب وفي هذه الأشعار عرض رجل من المحضار على السلطان  
أرايتم تكلمت في الشيخ ماسجدكم معكم المظلم الله وخليفة بل عمل قومنا معكم لا بين الناس فغضب عليه السلطان  
وذهب إلى كواكب رستم الكائنات الفارسية والواد والالف وكسر اللام والتخانية والالف والراء الساكنة وهي لغة  
حديثة شهيرة في الهند واليه شرت في قول منغولاس قد برع الأثران في الهند ساجع في جوفين لشيء  
بالمنزلة فلا عجب أن يصاد في مقتضى في الممر في الأسلاف قيد الحجة وكان السلطان شاه جهان بن السلطان  
جهاكير فخلعها بجناب شيخ وقبل أن يجهر شيخ عند السلطان أرسل شاه جهان رسولين ففطنان والنحو  
عبد الرحمان الفتى مع بعض كتب الفقه إلى الشيخ وقال جزاء العلم سجدت الخية للسلطان فانتم أن تجوز السلطان  
عند الملكات فانما من أن لا يصل اليكم ضرر من السلطان فلم يقبل الشيخ وقال هذه خصصة وهو مرتبة أن لا يجبر  
غير الله سبحانه وقد أجيب عما يرد على كلامه الذي مضى باجوبة منها أنه قال الشيخ في كلامه وجدت نفسي ملونة  
منقشة بالعباس ذلك المقام وقال وصلت في من الوجدان والوصول بون بعيد رب فقبر في نفسه في  
في حالة السكر سلطانا وهو شام رائحة من السلطنة ومنها أنه قال وجدت نفسي ملونة بالعباس في كمال التمام  
الذي ذلك المقام كما أن الشمس مقامها الفلك الرابع وضوءها يقع على الأرض وبهذا الفصل إلى مقام الشمس  
ومنها أنه قال الشيخ المجد قدس سره في بعض مکتوباته ومن اعلاط الصوفية أن السالك في مقامات  
العروج ربما يجد نفسه فوق من هو أفضل منه بالاجماع بل ربما يقع هذا الاشتباه بالنسبة إلى الأنبياء  
الذين هم أفضل الخلق قطعا عليهم الصلوات والتسليمات فمشار غلط البعض أن كل من الأنبياء  
والأولياء عروجهم أولا إلى الاسماء التي هي مبادئ تعينات وجودهم وتحقيق بهذا العروج اسم الولاية  
لهم وعروجهم ثانيا في تلك الاسماء ومنها إلى ما شاء الله سبحانه ومع هذا العروج ما دوى كل منهم ذلك الاسم  
الذي هو سبب التعيين الوجودي له من ثم من يطلبهم في مقامات العروج يجدهم في تلك الاسماء غلطة  
الاكثر لأن الأكنة الطبيعية لهم في مراتب العروج من تلك الاسماء والعروج واجب من تلك الاسماء  
بعرض العوارض فالسالك الخالي الفطرة إذا وقع سيره فوق تلك الاسماء فلا جرم يصعد فوق اسم  
من هو أفضل منه ويحدث له توهم فضلية نفسه منه العيا وبالبد سحابة من أن ينزل ذلك التوهم ليعين  
السابق ويحدث الاشتباه في فضلية الأنبياء عليهم الصلوات والتسليمات وأولوية أوليائهم الذين هم  
أفضل الناس بالاجماع وبهذا المقام من غزال الأقدام ولا يعلم ذلك السالك أن هؤلاء الأكابر عرجوا  
إلى معارج لانهاية لها وصلوا إلى فوق الفوق وأيضا لا يعلم أن تلك الاسماء أكنة طبيعية لهم ولم

ايضا ثم مكان طبيعي هو اودون من تلك الاسماء وانزل منها لان افضلية كل شخص باعتبار اقدسية  
 اسمه الذي هو مبدا تعينه ومن هذا القليل ما قاله الشيخ ان العارف في مقامات العروج كالماجد البرزخية  
 الكبرى حالته ويترقى بالادوية لها وكان مرشدنا اخواجه عبد الباقي يقول بالعبارة البصرية من تلك الجمعية  
 وهو لار الجمعية وقت عروجهم اذ يمر من فوق الاسم الذي هو مبدا تعين البرزخية الكبرى ثم يوصفون ان البرزخية  
 الكبرى ليست بجملة والاراد البرزخية الكبرى من خيرة الرسالة الخاتمة عليه وعلى اله الصلوات والتسليمات  
 وحقيقة المعاملة ما مرت قبل ومنتشار غلط البعض ان سير السالك يقع في اسم هو مبدا تعينه وذلك  
 الاسم جامع لجميع الاسماء على سبيل الاجمال وجامعية لجامعة ذلك الاسم فلا بد ان يقع في سير اسماء  
 هي تعينات للشيخ الآخر على سبيل الاجمال ويمر على كل منها الى ان يصل الى منتهى اسمه حينئذ يتوهم  
 فورية نفسه عليهم ولا يعلم ان ما هي من مقامات مولاي ومر عليها الفروج من مقاماتهم لا حقيقتها وهو يحس نفسه  
 في هذا المقام جامعا بعد الآخرين اجزا لنفسه لاجرم يتوهم اولوية نفسه في هذا المقام ليقول الشيخ لبطامي لوي  
 ارفع من لواء محمد ولا يعلم من غلبة السكران لواءه ليس بارفع من نفس لواء محمد بل من الفروجه الذي حصار  
 مشهور وفي ضمن حقيقة اسمه ومن هذا القليل ما قال هو في سعة قلبه ان وضع العرش وانه في زاوية قلب العارف  
 لم يكن شئ منه محسوسا جهنا ايضا اشتباه الانفوج بالحقيقة والافان العرش الذي وصفه الله تعالى بالتسليم  
 اعتبارا لا مقدار القلب العارف في جنة وانظروا الذي في العرش ليس عشرين في القلب وان كان  
 من العارف لا ترى ان الروية الاخرية تحقق بظهور العرش ونحن نوضح هذا المقال بمثال الانسان الجامع  
 للعناصر والافلاك انما ينظر الى جامعته نفسه لا يلاحظ العناصر والافلاك اجزا لنفسه واذا غلبت هذه الملاحظة عليه  
 فليس يجيد ان يقول انما اعظم من الارض والسموات وفي هذا الوقت يفهم العقلاء ان عظمت النسبة الى اجزاء  
 نفسه والارض والسموات ليست من اجزائه في الحقيقة بل جعلت انموذجا لها اجزائه عظمت بالانموذجات  
 التي هي اجزاء الحقيقة الكرة الاضية والسمادية ولا اشتباه انفوج شئ بحقيقة شئ قال حسب الفتوحات  
 الملكية الجمع المحمدي اجمع من الجمع الالهي لان الجمع المحمدي مثل على الحقائق الكونية والالهية فيكون اجمع  
 لا يمكن ان هذا المثال هو مثال على كل من ظلال مرتبة الالهية وعلى انفوج من انموذجاتها لا على حقيقة المرتبة  
 المقدسة بل لا مقدار للجمع المحمدي بالنسبة الى المرتبة المقدسة التي من لوازمها العظمة والكبرياء والالتزاف ورب  
 الارباب وفي هذا المقام اذا يقع سير السالك في اسم هو مبدا تعينه ربما يحسب ان بعض الاكابر الذين فهم فضل منه  
 بل يقين وصلوا بواسطة البعض درجات الفوق وترقاوا بوسله وهذا ايضا من مزال اقدام السالكين العيان  
 باقدسية من ان يحسب نفسه افضل من هذا التوهم فيحصل بالفسادة الالهية وادى عجب داي افضلية ان



ملك عظيم اثنان من مملكة ناحية لها خمس وتوسطه الصل الى بعض المقامات وفتحها غاية ما في الباب  
ان ههنا فضلا جزئيا وهو خارج عن البحث لان كل فرس وحائك تكون له مرتبة من بعض الوجوه المخصوصة  
على عالم ذي فنون وحكيم الى فلكون وهذه الافضلية خارجة عن الاعتبار انما الاعتبار للفضل الكلي الذي  
هو ثابت للعالم والحكيم ومنها ما افاده الشيخ المجدوق قدس سره ايضا في دفع هذه الشكوك واشبهته وقال  
قال لربنا المعقول الدخان مركب من الاجزاء الارضية والاجزاء النارية ويعرج بقسرة القاسر قالوا ان يكون الدخان  
قويا يحقق عروجه الى الكرة النارية وفي هذا العوج فصل الاجزاء الارضية الى مقامات الاجزاء المائتية  
والاجزاء المئوية التي لها تفوق بالطبع ويعرج منها الى العفوق وفي هذا الصورة لا يحكم بان مرتبة الاجزاء  
الكافية فوق مرتبة الاجزاء المائتية الاجزاء الهوائية لان تفوق تلك باعتبار القاسر لا باعتبار الذات والاجزاء الارضية بعد  
وصولها الى الكرة النارية تهبط الفصل الى مركزها الطبيعي فيكون مقامها دون من مقام الماء والهواء فيكون  
فيه عروج السالك الى المقامات باعتبار القسرة والقاسر منها افراط حرارة المحبة وقوة جذب الغشق وباعتبار  
الذات مقام تحت المقامات ثم الجواب الذي قلنا مناسب بحال المنتهى اما اذا حدث هذا التوسيم للساكن  
فالاكتفاء ويجوز في مقامات الاكابر فوجهه ان لكل مقام في الاعتبار والوسط ظلالا ومثالا والمبتدئ  
والتوسط حين يصلان الى الظلال يتخللان انهما شاركا الاكابر في المقامات وليس كذلك بل ثم شيئا  
فكل شيء بنفسه شيء اللهم انما حقائق الاشياء كما هي وجبنا عن الاشتغال بالملاهي بحرمته  
سيد الاولين والآخرين عليه وعلى آله وصحبه من الصلوات والتسليمات انهم اداكلها ومنها ما افاده  
الشيخ المجدوق قدس سره ايضا وقال ليس هذا اول قارورة كسرت في الاسلام بل الكلمات المشابهة  
واقعة من القديم ولقد جازي في كلام الله لفظة اليد والساق ويستوي وهذه الالفاظ املت طائفة من الناس  
عن الطريق وجلبتهم بحسنة وجاز في الحديث ان الله خلق آدم على صورته ورأيت ربى على صورة احد  
شباب في سلك المدينة وقال الشيخ البوزيد لواءى ارفع من لواء محمد كماله تفصيلا وقال الشيخ محي الدين  
ابن العربي خاتم النبوة لبنة الفضة وخاتم الولاية لبنة الذهب وقال ايضا خاتم النبوة ياخذ المعارف ويعلم  
من ختم الولاية وقال النجاشي بهار الدين نقش بندست في مقامات الشيخ الحلاج والشيخ ابى يزيد البطائمي والشيخ  
جنيد بغدادى ووصلت الى حيث وصلوا حتى وصلت الى مقام لم يكن مقام ارفع منه واهمته انه  
المقام للمحمدى عليه الصلوة والسلام فما اجترأت وما فعلت ما فعل البوزيد وقال النجاشي بهار الدين ايضا  
قال البوزيد كنت اسير في صفات الانبياء فوصلت الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام وارتدت ان اسير  
في صفته عليه الصلوة والسلام فسجدت عليه على جهتي ووصلت بالنعانية الالهية في سير المقامات الى هذا المقام

فما جريت ووضعت راسي على عتبة العلية على الصلوة وسلام خطف علي وادخلني هذا المقام انتهى ما نقله  
 الخواجه بهار الدين عن البطامي وظاهر ان من وصل الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام فلا بد ان يحصل  
 فوق مقامات سائر الانبياء والخلفاء فالتاويل الذي يصرف به هنا يصرف ثم قال الشيخ فريد الدين لم نقل  
 كما ان الانبياء وخلفائهم امكن خاصته في عالم الشهادة وياتيها المسافرون والزوار فيرون ويستفيدون  
 منها كذلك لهم مقامات في عالم الغيب ياتيها سلك الطريقة لتحصيل الفتوحات وطلب النعم ويتضرعون في  
 جنابهم ويستلهم فتح الباب وكذا المريد وافتح الباب فيكون العتبة العلية النبوية عليه الصلوة والسلام و  
 يافتحون منها الغيب انتهى قال على انه قد ذكر في مقامات الخلفاء الثلاثة انها قد تقع عليها عبور لقيس  
 الخلفاء ولم يلق في مقامه انه مر عليها اقول لا تحصل له فانها في المقام متواحدان وقد خان تبرك العباد  
 فانه قال المجدد لا تفاوت الا في العبادة والمقام والمراد الثبات فبهذا يظهر ان التفاضل بينهما غلطية فان  
 في العبادة والعبادة والمقام والمراد الثبات والثبات او عدم الثبات فردق لا يتناهي قال  
 وذكر ان الشيخ انقشبه كان معه الى مقام مصديق ولم يزل في مقام نفسه انه معه اقول لعل المراد انه  
 سور ادب كلافان الاطفال اذ ايسر ان يكون اكا بره من غير تحفظ وهم في طهر وهم يقولون الاطفال اني نويت  
 الى مقام فلان وكان ابى ام جبري مسمى ولا يتفهمون ابى كنت مع الاب او المجدد فكذا هذا قال انه يريد  
 فوق مقام مصديق الامقام النبوة فعنه كلامه انه دخل مقام النبوة ولما لم يقع عليه عبور الخلفاء اقول هذا  
 غلط فاحش فانه ليس في عبارة المجدد ورجح ما يكون معناه انه دخل مقام النبوة فانه افاض وفوق مقام مصديق  
 لما يكون مفهوم الامقام النبوة فستان بين المقهور والدخول والتعليل عجيب جدا فان دخله في مقام  
 لا يقتضي عدم عبور الخلفاء وان سلم هذا فكيف يقع عبور المجدد والخلفاء في مقام ذكر قال ثم انه سقط علينا  
 عن الذكر لكونه كونه عن مرتبه كبر اقول هذه من العجائب لان ذكر المروج يقتضي ان يتبين ما يقع المروج  
 عليه لان بين سائر مقامات المروج هم من ان يقع المروج عليهم الا ان يقع المروج على مقام الخلفاء الثلاثة ذكره تحليل الذي ذكره من  
 سور لظن ان البعض ظن انهم قال في الفصل الثالث من الجدل الاول ان نهاية كمال ولايته اول بار الله العظمة العظيمة و  
 نهاية الكمال لا يتصل ولاية الانبياء في اول بار الله الامتد ونهاية كمال كمال النبوة في غير النبي الخلفاء وقد ظهر لي سر  
 هذا المعنى معنى الحقيقة خلافة اثنى عشر مستقامت وكانت في غاية القوة والعدل لان جانب كمال النبوة  
 التي كانت فيها كان غالبا وخلافة ذي النورين كان برهنا خا من الولاية والنبوة فلهذا وقع النزاع في سر  
 في خلافة وخلافة على رضى الله تعالى عنه كان جانب الولاية غالبا فيه فلهذا دخل المثل للتسام لكن لما كان  
 صاحب مرتبة واحدة وهي الامامة الحقيقية لم يكن مقبولا في باب الخلافة ولما كان خلافة عمان برزخا



بين حقيقة الامانة والظلمة قتل في نفس الحق ان ملائكة اهل الشر خرج في الامانة الجبروت انتهى وقد قال  
في الكتاب الماتين المستبين ليعلم ان منصب النفس ختم باسم من كن من كمالات ذاك ان نسب يرت  
التيه المتابعة نصيب كائن وكانت هذه الكمالات في طبقة الصعابة اكثر من ان تبين طبقاتهم منست وملت  
واية الكمالات انطوية لكن ارجح ان بعد منصف النفس تتجوز تلك الدعوة وقطر الكمالات الاصلية وتستمر  
انطوية تحتها فانظر انهم جردوا أنفسهم الكمالات النبوية بل وادعانا ولم يجوزوا على رضى الله عنه وقد قال على رضى الله عنه  
ان المصطفى الاكبر الملقب بها بعدى الاكذاب ولو كان مثل عثمان لما ذكر لما مثل عمر والاختلاف في خلافة ابي بكر  
رضي الله عنه كانه اكثر واكثر حيث اراد الناس في خلافة ومنعوا الزكوة وادعى جماعة النبوة لكن ضرب باليهن  
حتى استقام وانظر الى داية عبد الملك بن مروان واتباعه الاربعة كيف استقام مع انه مدوني وضم من  
الاحاديث وانظر الى خلافة من كيف لم يستقم به فضل الناس باذنا اقول على ان قل صحيح نقل  
والظاهر انه خلط فاحش فانه من طالع الكتاب الشريعة يعرف ان الجدل الاول منه ليس بواقعا ولا مفصلا  
ان قيل انه في الفصل الثالث من الجدل الاول فلما لم يكن فيه الفصل الاول وانا في نكف يكون التثبت  
وقد ليس المقرر في نقل عبارة مكتوب الماتين المستبين لانه قال بعد الصادرة المنقولة والمهدي عليه الرضوان  
الظاهر والباطن عروج هذه النسبة العلية من سلطات القوم ان بعد من كثير وشيوع البدع والاهوار  
تجوز الكمالات الاصلية بظهور مبدى عليه السلام فلا خيار عليه فالانزال الجبروت من فارجح الوساوس  
واثبت الحق محقق بالاتباع والافتقار لمقتضى حقائق النفس بلا اعتبار ادخل الباطل المطرود من خارج  
اركان الاركان والنجوس ولا اقتداء بهم من ايجابه ولو تولت زعم الامانة فالحق لله ما اجبت  
جوابا شافيا ولا نعيم المؤمنين كافي مع اني اغفل عن الهفوات وتقابل السيات بالحنات والتمتع  
وعليه السلطان الجبروت على النبوة الاول والسر الامانة الكامل يحسن المرحمة الربانية وبجملتها الاخلاص والكرامة  
توكل شي وعمله ومقره ستره سناء بن فخت به خزان الحكمة والنبوة ومجست بطيور فاخر الملك والملك  
مطلب وانرا الجمال وباتوت تلج محاسن الجلال فاما الامداد ووجوه الجود واما الاحادوس والوجودى سلطة  
معد السلوك وشرف الاثا والملك بدم المعاني في سموات الدقائق وشمس الحواري في عرش الحكمة  
منفاج انيب الذي وختيم السرة المظلي حاز صفات القدسية وطلب بالجملة العبدية بغيره  
ودالاته البصرية بابك الاعظم ومصر ذلك الاقوام برتك الملا مع رنك الساطع سرك المشرق الساس في  
جزيرات العالم وكلية عليه وسفلياته من جبر وعرض وديايط ومكرات وديايط غيب اسرار الذات  
وشرف الزمان الصفات فظهر التليكات من السدوات المحمل في جميع الجواهر والارواح والنفوس  
استوان كاشف شدة جبره

الكتاب الماتين المستبين ليعلم ان منصب النفس ختم باسم من كن من كمالات ذاك ان نسب يرت  
التيه المتابعة نصيب كائن وكانت هذه الكمالات في طبقة الصعابة اكثر من ان تبين طبقاتهم منست وملت  
واية الكمالات انطوية لكن ارجح ان بعد منصف النفس تتجوز تلك الدعوة وقطر الكمالات الاصلية وتستمر  
انطوية تحتها فانظر انهم جردوا أنفسهم الكمالات النبوية بل وادعانا ولم يجوزوا على رضى الله عنه وقد قال على رضى الله عنه  
ان المصطفى الاكبر الملقب بها بعدى الاكذاب ولو كان مثل عثمان لما ذكر لما مثل عمر والاختلاف في خلافة ابي بكر  
رضي الله عنه كانه اكثر واكثر حيث اراد الناس في خلافة ومنعوا الزكوة وادعى جماعة النبوة لكن ضرب باليهن  
حتى استقام وانظر الى داية عبد الملك بن مروان واتباعه الاربعة كيف استقام مع انه مدوني وضم من  
الاحاديث وانظر الى خلافة من كيف لم يستقم به فضل الناس باذنا اقول على ان قل صحيح نقل  
والظاهر انه خلط فاحش فانه من طالع الكتاب الشريعة يعرف ان الجدل الاول منه ليس بواقعا ولا مفصلا  
ان قيل انه في الفصل الثالث من الجدل الاول فلما لم يكن فيه الفصل الاول وانا في نكف يكون التثبت  
وقد ليس المقرر في نقل عبارة مكتوب الماتين المستبين لانه قال بعد الصادرة المنقولة والمهدي عليه الرضوان  
الظاهر والباطن عروج هذه النسبة العلية من سلطات القوم ان بعد من كثير وشيوع البدع والاهوار  
تجوز الكمالات الاصلية بظهور مبدى عليه السلام فلا خيار عليه فالانزال الجبروت من فارجح الوساوس  
واثبت الحق محقق بالاتباع والافتقار لمقتضى حقائق النفس بلا اعتبار ادخل الباطل المطرود من خارج  
اركان الاركان والنجوس ولا اقتداء بهم من ايجابه ولو تولت زعم الامانة فالحق لله ما اجبت  
جوابا شافيا ولا نعيم المؤمنين كافي مع اني اغفل عن الهفوات وتقابل السيات بالحنات والتمتع  
وعليه السلطان الجبروت على النبوة الاول والسر الامانة الكامل يحسن المرحمة الربانية وبجملتها الاخلاص والكرامة  
توكل شي وعمله ومقره ستره سناء بن فخت به خزان الحكمة والنبوة ومجست بطيور فاخر الملك والملك  
مطلب وانرا الجمال وباتوت تلج محاسن الجلال فاما الامداد ووجوه الجود واما الاحادوس والوجودى سلطة  
معد السلوك وشرف الاثا والملك بدم المعاني في سموات الدقائق وشمس الحواري في عرش الحكمة  
منفاج انيب الذي وختيم السرة المظلي حاز صفات القدسية وطلب بالجملة العبدية بغيره  
ودالاته البصرية بابك الاعظم ومصر ذلك الاقوام برتك الملا مع رنك الساطع سرك المشرق الساس في  
جزيرات العالم وكلية عليه وسفلياته من جبر وعرض وديايط ومكرات وديايط غيب اسرار الذات  
وشرف الزمان الصفات فظهر التليكات من السدوات المحمل في جميع الجواهر والارواح والنفوس  
استوان كاشف شدة جبره

محمد القاسم في الملك بشبه وجهه في الملكوت برحمته وجمالته عمن عندك الكرامة وخفيته  
 على الاطلاق في ملكك الشاهد فيش للمعارف على اقرب من حضرات الملكوت والغيوب  
 قلوبهم المادية منوط انوارها اسفلة لذهب الموصولة حمل اللهم على عراة الذات وظهور انوار الصفات الجلال  
 المطلق واخر الحق السعد الاجل والمورد الاطلا المابلن الانقا والقلب اللق والجلال الظاهر والخصر  
 الظاهر الرحمة الشاملة والنفعة الكاملة بتدري الامر والتخام وداسطة عقد النظام نقاح الملك والملكوت  
 واستودع خزان الرحمة فاشح خزائن المعارف وفيض الاسرار والظلال لفض الانوار وسر الاسرار  
 وقدر التضرعات وحمل التجليات <sup>من الانوار</sup> الكعنى الروحي والذكر السبوح روح الارواح والطفة الانوار تليق بخلية  
 خطبة الوصول خطاب الاتصال بربى الجلال والجلال من اهل الكمال اللهم حمل وسلم عليه صلوة بها  
 اعرفه بالحق في كل موطن وميزق قارص في دورات الزمان سمر زمان سره في الكوان ودعوت بها  
 اسرار طارف الحقيقة المحمدية والوارط لطف الحقيقة الاحمدية وحقيقة الكعبة البانية والحقيقة القهرانية اللهم حقنا  
 محتاجي علومه وديانته في حضرات عيانه وانزل علينا من بركات تنزلاته بالقبول من خطبته في جميع حضرات  
 اللهم حمل قلوبنا معصورة بمعارفه الطيبة وارواحنا منورة بانواره الخشبية وعقولنا بآياته لما موارده وانفوسنا  
 محبته عن منبهاه وابداننا منقادة لذلك الهدى ما احببنا ابا اللهم جعل حياتنا سنة وموتنا  
 عليه ملته وجعله المحيى عندنا في البرزخ عن السرال واشفع لنا عندك يوم القيمة من الكمال عظيم الاموال  
 اللهم جعل لنا جارا في دار ثوابك ومجيبا من هذا كيبك اللهم جعلنا عندك من اهل الصيانة في البهية الشاهية  
 وحمل على ايدى اهلها كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا كذا

القطيع

بسم الله الرحمن الرحيم

اسكننا اخره بخلهم الذي خلق الانسان في احسن تقويمه والصلوة على رسوله وجميع الكريم الذي انزل عليه من الانسنة  
 والقرآن العظيم وعلى آله واصحابه الذين هم جماعة اهل البيت عليهم السلام الذين هم اهل البيت عليهم السلام الذين هم اهل البيت عليهم السلام  
 والاشهاد الشيعية والمعاينة الطائفة اعني الكتاب المستجاب والشيعة المطهرة الطائفة اعني اهل البيت عليهم السلام الذين هم اهل البيت عليهم السلام  
 اية ايات البرزخية من تحت كبريائك انوار انوار النور والبرزخية من تحت كبريائك انوار انوار النور والبرزخية من تحت كبريائك انوار انوار النور  
 الموتى كبريائك انوار انوار النور والبرزخية من تحت كبريائك انوار انوار النور والبرزخية من تحت كبريائك انوار انوار النور  
 من جودك انوار انوار النور والبرزخية من تحت كبريائك انوار انوار النور والبرزخية من تحت كبريائك انوار انوار النور

والحمد لله رب العالمين



## فہرس الکلام المینجی بر دایر ادات البرزنجی

صفحہ	مضمون	صفحہ
۲	خطبۃ الکتاب	۶۳
۳	المقدمہ	۶۴
۳	ترجمۃ المجد و رحمۃ اللہ	۶۵
۴	ایذا السیفہ الکاملین	۶۶
۵	سبب تحریر البرزنجی	۶۷
۱۰	تقیب السید محمد الافندی علی البرزنجی -	۶۸
۱۱	تقیب الشیخ محمد بیگ علی البرزنجی -	۶۹
۱۲	تقیب الشیخ عبداللہ الافندی علی البرزنجی	۷۰
۱۳	تحریر الشیخ عبدالغنی الانامی الدمشقی -	۷۱
۱۴	تعریف التصوف و تحقیقہ	۷۲
۱۸	تکفیر المتصوفین امر عظیم الخضر -	۷۳
۲۴	فہم مقدمات البرزنجی -	۷۴
۲۶	المقالۃ الاولی فی حقیقۃ الکعبۃ	۷۵
۳۸	معنی مجدد الالاف الثانی -	۷۶
۵۲	المقالۃ الثانیۃ فی بطلان دعویٰ سقوط وساطۃ	۷۷
	النبی صلی اللہ علیہ وسلم -	۷۸
۵۵	تحقیق الرید والمراد -	۷۹
۵۶	سبجانی -	۸۰
۵۸	تحقیق الطینۃ -	۸۱
۶۰	نفی کلمۃ لا	۸۲
۶۱	تحقیق عدم ادراک کذات تعالیٰ	۸۳
۶۳	تحقیق قولہ اجب السلطان فاذہر حوک -	۸۴
		۸۵
		۸۶
		۸۷
		۸۸
		۸۹
		۹۰
		۹۱
		۹۲
		۹۳
		۹۴
		۹۵
		۹۶
		۹۷
		۹۸
		۹۹
		۱۰۰



























ان رسائل کے مؤلف  
مولانا وکیل احمد سکندر پوری  
ایک ذی علم بزرگ اور صوفی تھے،  
حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے دفاع میں  
بہت سے رسائل لکھے گئے، لیکن ان تین  
رسائل کے مطالب ایسے عمدہ ہیں کہ  
دوسرا نہیں لکھ سکا۔



## **Maktabah Mujaddidiyah**

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah ([www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [[www.archive.org](http://www.archive.org)]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to [ghaffari@maktabah.org](mailto:ghaffari@maktabah.org), or go to the website and click the Donate link at the top.